ہم نوا تھے جو

سحرش علی نقوی

کتاب گھر کے لیے لکھا جانے والا خصوصی ناول، جس کی ہر قسط پہلی بار صرف کتاب گھر پر پیش کی جائے گی۔

ہم نوا تھے جو

سحرش علی نقوی

انتساب

ہر اس شخص کے نام جو کبھی نا کبھی اپنے فیصلوں میں الجھا ہو

ہر اس شخص کے نام جو محبت کے کھیل میں ہارا ہو......

ہر اس شخص کے نام جس نے ضمیر کی آواز پر کچھ قیمتی کھو دیا ہو......

پیش لفظ

میں فطری طور پہ کچھ کم گو ہوں......لہذا مختصر ہی کہوں گی......میں نے **ہم نوا تھے جو** میں محبت کے کئی رنگ بھرنے کی کوشش کی ہے......یہ کہانی ہے محبت کی، جنون کی، پاگل پن کی، اعتبار کی، شک کی، ضمیر کی، عزت کی۔اس کا موضوع اک عرصے سے میرے ذہن میں تھا......لیکن اپنی ذاتی زندگی کی مصروفیات کی وجہ سے قلمبند کرنے سے قاصر رہی۔میں ایک ایسی رائٹر ہوں جو حقیقت کو لکھنا زیادہ پسند کرتی ہے بہ نسبت فکشن کے......میری کوشش یہی ہوتی ہے کہ میں وہ لکھوں جو اس دنیا میں کہیں نا کہیں تو ضرور ہو رہا ہوگا یا ہو چکا ہو گا۔میں نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ حقیقت سے قریب تر لکھوں......یہاں تک کہ لوگوں کے رویے بھی۔

ہر رشتہ کی بنیاد اعتبار اور عزت ہوتی ہے......اگر بنیاد کمزور ہو تو رشتہ بھی ڈگمگا جاتا ہے......اور یہی اس ناول کا تھیم ہے۔

میں نے اس ناول کا ایک ایک لفظ بہت دل سے لکھا ہے......اور بہت وقت لگا کر لکھا ہے......کوشش کی ہے کہ سادہ لفظوں میں لکھوں تاکہ قارئین کسی الجھن کا شکار نہ ہوں۔

میں kitaabghr.com اور سر حسن علی کی بھی بہت شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے پلیٹ فارم دیا۔

آپکی دعاؤں کی طلبگار......

سحرش علی نقوی

25 اکتوبر، 2016

سردی ...... حسین ......دلکش سی رات تھی۔ایسی رات جن میں لگتا ہے کہ قسمت کا فیصلہ ہو چکا ہے۔آسماں پر چھائے بادل کبھی چاند کو چھپا دیتے......تو کبھی عیاں کر دیتے۔ہوا بھی اپنی مستی میں لہراتی، جھومتی ماحول کو مزید پر سکون کرنے کی کوشش میں تھی۔ ہر طرف گہری خاموشی تھی۔ایسی خاموشی جو روح تک کو سکون پہنچا دے۔لیکن کبھی کبھی خاموشیاں بھی اضطراب میں ڈال دیا کرتی ہیں۔کچھ اسی طرح کے اضطراب میں وہ دونوں بھی تھے۔

وہ چھت پر خاموش ......اُداس......گم صم سے بیٹھے آسمان کی جانب دیکھ رہے تھے۔وہ دونوں ہی بہت کچھ کہنا بھی چاہتے تھے......اور خاموش بھی تھے۔وہ کافی دیر سے یونہی خاموش بیٹھے تھے۔

ماہم بلیک کرتا، پاجامہ میں تھی۔ بال اس نے آج سلجھائے ہی نہیں تھے......بس یونہی بالوں کو فولڈ کر کے کیچر لگایا ہوا تھا۔جب انسان خود الجھا ہوا ہو......تو وہ کچھ اور کیا سلجھائے گا۔کیف بلیک ڈریس پینٹ اور وائٹ شرٹ میں ملبوس تھا۔

ان دونوں میں ایک رشتہ بھی تھا......اور نہیں بھی تھا۔اس آدھ اُدھورے رشتے کی ڈور میں وہ پچھلے تین سال سے تھے۔

آخر ماہم نے چپ کے شیشے کو توڑا۔

''آپ سمجھتے کیوں نہیں کیف یہ کوئی مذاق نہیں ہے۔آپ نے تو رشتوں کا مذاق ہی بنا دیا ہے۔میری زندگی کا مذاق بنا دیا ہے......لوگ طرح طرح کی باتیں کر رہے ہیں''۔

''تمہیں لوگوں کی کیا فکر ہے؟ تمہاری زندگی میں لوگوں کی اہمیت زیادہ ہے یا میری؟'' کیف نے اپنا ہمیشہ والا فقرہ دہرایا۔

''تو مطلب میری کوئی عزت نہیں ہے......میں یوں ہی اس آدھ اُدھورے رشتے کو نبھاتی جاؤں......جب کے مجھے انجام کی خبر ہی نہیں''۔وہ بس رو دینے والی ہی تھی۔

''ماہی میں مجبور ہوں۔تم سب جانتی ہو پھر بھی؟۔مجھے تھوڑا وقت دو۔مجھے بس میرے پاؤں پر کھڑا ہونے دو''۔پچھلے تین سال میں شاید وہ تین سو بار اپنے رشتے کے بارے میں بحث کر چکے تھے۔

''اور کتنا وقت چاہیے آپ کو؟ کیا تین سال کم ہوتے ہیں؟ جب آپ ان تین سالوں میں کچھ نہیں کر سکے تو آگے بھی آپ سے کچھ نہیں ہوگا''۔اس کے لہجے میں بہت مایوسی تھی۔

''تمہیں مجھ پر بھروسہ نہیں ہے کیا؟''۔وہ ایک بار پھر بھروسے کی بات کر رہا تھا۔

''اب بھروسہ ہی تو نہیں ہے۔آپ کے جب دل میں آتا ہے آپ میری زندگی میں آ جاتے ہیں......میرے قدموں میں اپنی محبت کی بیڑیاں ڈال دیتے ہیں......اور جب جی میں آتا ہے میرے ہاتھوں سے نکل جاتے ہیں......مجھے اس ادھورے رشتے کی زنجیروں سے آزاد کر دیتے ہیں۔پر اب بس......بہت ہو چکا۔''انداز شکستہ تھا۔

''میں کبھی تمہیں چھوڑ کر نہیں گیا ماہی ...... میرے لیے سب کچھ تم ہی ہو اور رہو گی ۔ یہ سب تمہاری خود کی سوچ کا فتور ہے جو سر چڑھ کے بول رہا ہے''۔اس نے اپنا دفاع کیا۔

''تو ثابت کیجیے کیف عالم کہ یہ صرف فتور ہے...... روک لیں مجھے ٹوٹ کے بکھرنے سے...... روک لیں مجھے اپنے ہاتھ سے پھسلنے سے...... میں آپ سے دور نہیں جانا چاہتی...... مگر آپ...... آپ...... مجھے مجبور کر رہے ہیں''۔اس نے جتایا تھا۔

''کیوں دور جاؤ گی مجھ سے...... بولو...... کیوں؟؟ کیا تمہاری محبت میں اب وہ شدت نہیں رہی...... یا تمہارے اس دل کا محبت سے جی بھر گیا ہے''۔اس نے سوال کیا...... ایسا سوال جس پہ وہ طنزیہ ہنس دی۔

''کیف عالم!!!! جن کا محبت سے جی بھر جائے وہ دور جانے سے گھبراتے نہیں ہیں۔ میں تو بس آپ سے گزارش کر رہی ہوں کہ مجھے روک لیں...... مجھے مجبور نہ کریں کہ میں کوئی ایسا فیصلہ کر بیٹھوں جو ہماری راہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جدا کر دے۔''

''تمہارے اس رویے کی وجہ جان سکتا ہوں؟؟'' تجسس سے بولا۔

''بالکل جان سکتے ہیں...... بس یوں سمجھ لیں کہ میری سوئی ہوئی غیرت جاگ گئی ہے...... میرا ضمیر جاگ گیا ہے۔اب تک آپ کی محبت میں اپنی عزت گنواتی آئی ہوں...... مزید گنوانے کی سکت نہیں ہے۔ مجھے اب احساس ہونے لگا ہے کہ جس کے لیے میں اپنی عزت داؤ پر لگاتی آئی ہوں...... اس کی خود کی نظر میں میری اہمیت دو کوڑی کی بھی نہیں۔ وہ خود بھی مجھے عزت دینے سے قاصر ہے''۔آنکھوں میں آئی نمی صاف کرتے ہوئے بولی۔

''تم میری محبت کی تذلیل کر رہی ہو ماہم قریشی۔ محبت میں خود غرضی نہیں ہوتی...... تم اس وقت صرف اپنے بارے میں سوچ رہی ہو...... میرے بارے میں نہیں''۔اس نے جتا کر کہا۔

''نہیں کیف عالم...... میں بس خود کو مزید تذلیل سے بچا رہی ہوں۔ میں آپ کو تین ماہ کا وقت دے رہی ہوں...... ان تین ماہ میں اگر آپ مجھے عزت نہیں دے سکے تو کم از کم مزید رسوا بھی مت کروایئے گا۔ بہت کر لیا آپکا انتظار...... بہت سن لیں سب کی باتیں...... اب اور نہیں...... اور ہاں میں یہ باتیں غصے میں نہیں بول رہی۔اس دفعہ میں واقعی سیریس ہوں۔اب یا تو آپ مجھے سب کے سامنے اپنا لیں یا ہمیشہ کے لیئے چھوڑ دیں۔کیف عالم!!!!! آج بھی فیصلہ آپکے ہاتھ میں ہے...... اس کے بعد انجام کے ذمہ دار بھی آپ ہوں گے۔'' وہ ایک ہی سانس میں سب بول گئی تھی۔

''آپی آپکو مما بلا رہی ہیں اور کیف بھائی کو بھی''۔سارہ نے چھت پر آ کر کہا اور کیف کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔

''ٹھیک ہے سارہ...... تم چلو...... ہم بس ابھی آئے''۔وہ اپنی جذباتی کیفیت پر قابو پاتے ہوئے بولی۔سارہ اپنی چھوٹی سی پونی ہلاتے وہاں سے چلی آئی۔

☆......☆......☆

ماہم اور کیف نیچے اتر آئے۔فریدہ انکا ڈائننگ ٹیبل پر انتظار کر رہی تھیں۔وہ دونوں بھی ایک دوسرے کے آمنے سامنے کرسیاں کھینچ کر بیٹھ گئے۔وہ پھیکی پھیکی مسکراہٹ لیئے اپنی اپنی پلیٹ میں بریانی ڈالنے لگے۔بریانی خاص کیف کے لیے بنائی گئی تھی جو کہ اسکی من پسند تھی۔کیف جب بھی آیا کرتا تھا اس کے لیے یا تو بریانی بنائی جاتی یا منگوالی جاتی تھی۔سارہ بھی ماہم کی ساتھ والی کرسی پر بیٹھی بریانی کھانے لگی۔سب خاموشی سے کھانے میں مصروف تھے پر ماہم کی نظریں بار بار کیف کو دیکھتیں۔

وہ اسے کھانا کھاتے ہوئے بہت کیوٹ لگا کرتا تھا۔اس کا بار بار ہاتھ ہلا کر کھانا جو کہ اس کی عادت تھی اسے بہت پسند تھا۔کیف جب بھی کھانا کھایا کرتا تھا اس کے ماتھے پر جانے کیوں پسینہ آجاتا تھا......اسے تو وہ اس پسینے میں بھی اچھا لگا کرتا تھا۔

سب کھانا کھا چکے تو ماہم برتن رکھنے کچن میں چلی گئی اور فریدہ بھی اس کے پیچھے ہی آ گئیں۔

"تم دونوں کے موڈ خراب تھے......تم دونوں کی صلح نہیں ہوئی کیا؟"فریدہ نے سوال کیا۔

"ہو گئی ہے صلح مما۔"وہ نظریں چرا کے بولی۔

"میں تو تنگ آ گئی ہوں تم دونوں کے روز کے تماشے سے"۔فریدہ بیزاری سے بولیں۔

"میں بھی مما"۔مختصر سا جواب دے کر وہ کچن کا سامان سمیٹنے لگی۔

"ہمم خیر زیادہ دیر کیف کے ساتھ اکیلی مت بیٹھا کرو......یہ غیر مناسب بات ہے اور ہاں کیف بھی جانے والا ہو گا۔تم آ کر اسے سی آف کر دو"۔فریدہ جواب کا انتظار کیئے بغیر وہاں سے چل دی۔

ماہم کسی گہری سوچ میں ڈوب گئی پھر جھنجلا کر پھر سے برتن وغیرہ سمیٹنے لگی۔تھوڑی ہی دیر میں سارہ اپنی چھوٹی سی پونی ہلاتے ہوئے کچن میں آ گئی۔

"آپی مما کہہ رہی ہیں کے کیف بھائی کے لیے چائے بنا دیں"۔

"پر کیف تو شاید جانے والے ہیں"۔وہ حیران ہوئی۔

"جا رہے تھے پر مما نے اخلاقاً کہا کہ چائے تو پیتے جاؤ تو وہ رک گئے"۔یہ کہہ کر سارہ چلی گئی۔

ماہم نے چائے کے برتن اٹھائے اور چائے بنانے لگی۔

☆......☆......☆

فریدہ نے کیف سے یہاں وہاں کی باتیں کیں۔گھر والوں کا حال چال پوچھا جس پر کیف نے بتایا کے وہ کراچی سے ڈائریکٹ یہاں ہی آیا ہے۔گھر والوں کو تو اس نے اپنے سکھر آنے کا بتایا تک نہیں۔وہ صرف ماہم سے جھگڑنے کے بعد اسے منانے آیا تھا۔یہ سن کر فریدہ نے کہا کہ وہ تنگ آ گئیں ہیں ان دونوں کے جھگڑوں سے جس پر کیف نے تسلی دی کہ اب وہ نہیں لڑیں گے۔فریدہ کو پھر بھی تسلی نہ ہوئی۔

وہ ہمیشہ ہی نہ لڑنے کا وعدہ کر کے جایا کرتا تھا اور ہمیشہ ہی اپنا وعدہ توڑ بھی دیتا تھا۔

کیف نے اپنا بازو فریدہ کے گلے میں ڈال لیا اور کہنے لگا۔

''مما اب کی بار پکا وعدہ...... ہم لڑائی نہیں کریں۔ آپ بس بے فکر ہو جائیں''۔ فریدہ اب پھر سے یہاں وہاں کی باتیں کرنے لگی۔

کیف رشتے میں فریدہ کا بھانجا تھا لیکن ماہم سے آدھ آدھورا رشتہ جڑنے کے بعد سے وہ فریدہ کو خالہ نہیں بلکہ مما بلایا کرتا تھا۔ فریدہ کا بھی کوئی بیٹا نہیں تھا...... بس دو ہی بیٹیاں تھیں...... اس لیئے وہ بھی کیف کو اپنی سگی اولاد کی طرح ہی پیار کرتیں تھیں۔

فریدہ اور کیف باتیں کر ہی رہے تھے کہ اتنے میں ماہم بھی چائے لے کر آ گئی۔ چائے کے بعد کیف خاموشی سے ماہم کے کمرے میں چلا گیا اور ماہم بھی اس کے پیچھے ہی آ گئی اور آتے ہی بولی۔

''مجھے کچھ کہنا ہے''۔

''مت کہو...... میں جانتا ہوں تم کیا کہو گی''۔ وہ مسکرا کے بولا۔

''میں کیا کہوں گی؟؟؟'' وہ متجسس ہوئی۔

''یہی کی تم مجھے بہت مس کرو گی''۔ وہ اس کے کندھوں کو اپنی گرفت میں لاتے ہوئے بولا۔

''ہرگز نہیں...... میں یہ کہنا چاہتی تھی کہ اب آپ نہ تو مجھے کوئی میسج کریں گے اور نہ ہی کوئی کال کریں گے۔ ہاں اگر کچھ ضروری بات کرنی ہو تب کر لیجیئے گا''۔ وہ خود کو اس کی گرفت سے آزاد کرواتے ہوئے بولی۔

''مگر کیوں؟؟ تم بخوبی جانتی ہو تم بن رہنا میرے اختیار میں نہیں...... پھر یہ پابندی کیوں؟'' ماتھے پر بل لائے بولا۔

''کیوں کے میں کسی غیر سے کوئی بھی رابطہ نہیں رکھنا چاہتی''۔ لہجہ میں اجنبیت تھی۔

''غیر؟؟؟ اسے شاک لگا۔ ''میں کب سے تمہارے لیے غیر ہو گیا ماہم قریشی''۔

''ہمیشہ سے تھے...... نہ تو آپ میرے شوہر ہیں اور نہ ہی پوری طرح سے منگیتر۔ یہ تو میں تھی جو ایک غیر سے اک آدھ ادھورا رشتہ نبھاتی آئی ہوں''۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی تھی۔

''تمہارے لیے میں اب غیر سہی...... پر میرے لیے میری پوری کائنات تم ہو...... تمہاری محبت کسی رشتے کی محتاج ہو گی...... پر میری محبت...... میری محبت نام کے رشتوں کی قید سے آزاد ہے۔'' اسے اپنے قریب کرتے ہوئے بولا۔

''کس وقت جانا ہے؟ ڈیوو کا ٹائم تو ہو گیا ہے شاید۔'' وہ نرمی سے اس سے دور ہوتے ہوئے بولی۔ وہ بات کو بدل رہی تھی اب۔

''بس ٹائم ہونے والا ہے۔ میں جانے ہی والا ہوں''۔ اس کی نیلی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔

''آپ بھی نا کمال کرتے ہیں۔'' وہ کیف کی آنکھوں میں آئی نمی اپنے دوپٹے کے پلو سے صاف کرتے ہوئے بولی۔

”میں کیا کروں ماہی میرا دل ہی نہیں کرتا کہ یہاں سے جاؤں...... مجھے کچھ ہونے لگتا ہے۔ میں دل پر پتھر رکھ کر کراچی جاتا ہوں ۔ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے اپنا آپ چھوڑ کے جا رہا ہوں“۔ انداز جذباتی تھا۔ وہ دونوں ایسے ہی تھے...... پل میں تولہ...... پل میں ماشہ۔

”مجھ سے اتنی محبت ہے تو جلدی شادی کر لیں نا۔“ وہ کیف پر شرارتی نظریں ڈالتے ہوئے بولی۔

”تم جانتی ہو نا کہ“......وہ بول ہی رہا تھا کہ ماہم نے بات کاٹ دی۔

”ہاں جانتی ہوں......سب جانتی ہوں اور یہ بھی جانتی ہوں کے اس بار آپ یہ تین ماہ ضائع نہیں کریں گے“۔ اس نے اپنا دیا وقت یاد دلایا۔

”میں پوری کوشش کروں گا ماہی“۔ آنکھ سے ایک آنسو چھلکا تھا۔

”آپ اگر رو کر جائیں گے تو وہاں دل لگا کر کیسے پڑھ سکیں گے......اور آپ دل لگا کر پڑھیں گے نہیں تو......اپنے پاؤں پر کیسے کھڑے ہوں گے اور پاؤں پر کھڑے نہیں ہوئے تو ہماری شادی کیسے ہو گی۔ اس لیے اب روئیں مت تا کہ جلدی سے ہماری شادی ہو جائے اور پھر آپکو اپنے یہ قیمتی آنسو نہ بہانہ پڑیں۔“ یہ سب کہتے وہ ایک لمحے کو بھول گئی کے انکی تقدیر کا فیصلہ آنے والے تین ماہ کریں گے۔

کتنی ہی دیر کیف روتا رہا اور ماہی چپ کرواتی رہی۔ پچھلے تین سال میں کیف جب بھی ماہی کے گھر سے واپس کراچی کے لیے جاتا تو نجانے کتنی ہی دیر روتا رہتا اور ماہی اسے تسلیاں دیتی رہتی۔ حالانکہ کراچی سے سکھر کا فاصلہ چند گھنٹوں کا ہے اور لوگ تو ملک سے باہر جانے پر بھی اتنا نہیں روتے۔ وہ ماہی سے وقتی دوری پر بھی غم زدہ ہو جاتا تھا۔ آج بھی وہ تسلیاں لیئے وہاں سے چلا گیا۔

☆......☆......☆

ان دونوں میں بات چیت کا سلسلہ پانچ سال پہلے شروع ہوا تھا۔

گرمیوں کی چھٹیوں میں ماموں اظہر کے گھر پر کیف کچھ دن رہنے آیا تھا اور اگلے ہی روز اتفاق سے ماہم بھی آ پہنچی۔ تب وہ سولہ سالہ میٹرک کی اسٹوڈنٹ تھی اور کیف بیس سال کا گریجویٹ تھا۔ اس سے پہلے ان دونوں نے کبھی ایک دوسرے کو سلام تک نہ کیا تھا حالانکہ وہ کزنز تھے۔ کیف کی نیچر تھی کے وہ کسی رشتے دار کے گھر نہیں جایا کرتا تھا۔ اس لیئے ان کا آمنا سامنا بھی دو چار بار ہی ہوا ہو گا...... وہ بھی کسی شادی بیاہ کے موقع پر۔ ماہم بھی بچپن سے بہت ریزرو رہتی تھی۔ وہ بہت کم لوگوں سے بات کرتی تھی۔ اس لیئے کبھی اتفاق ہی نہیں ہوا کے وہ کیف سے کوئی بات کرے۔

ماموں اظہر کی فیملی میں انکی بیوی کوثر...... دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ ایک بیٹا دانش جو اپنی بیوی، بچوں کے ساتھ امریکہ سیٹل تھا۔ ایک بیٹا سعد جو کے کیف کا ہم عمر اور دوست تھا۔ اور بیٹی صدف جو کے ماہم کی ہم عمر اور دوست تھی۔ کیف صرف اور صرف سعد کے گھر ہر سال چھٹیوں میں آتا تھا۔ صدف اور کیف کی بھی بہت بنتی تھی۔

جب کیف اور ماہم اکٹھے آ گئے تو صدف کو کیف کے ساتھ بھی بیٹھنا ہوتا تھا اور ماہم کے ساتھ بھی۔ اسی لیے وہ تینوں اکٹھے ہی بیٹھ جاتے۔ سعد بھی ان کو جوائن کر لیتا تھا۔ کیف کی باتوں سے اس کی پرسنلٹی سے صدف بہت امپریس تھی۔ وہ ہر وقت ماہم کے سامنے کیف بھائی ایسے اچھے...... کیف بھائی ویسے اچھے کی رٹ لگائے رہتی تھی۔ شروع میں ماہم صرف صدف سے ہی بات کرتی تھی...... وہ آئی بھی صدف کے لیئے تھی...... پر آہستہ آہستہ وہ کیف اور سعد سے بھی بولنے لگی۔

سعد، کیف، صدف اور ماہم اکٹھے چھت پر چلے جاتے اور چھوٹے بچوں کی طرح پکڑا پکڑائی کھیلنے لگتے۔ کھیل ہی کھیل میں کیف اور ماہم کی خوب بن گئی۔ اس کے بعد تو ماہم بھی کیف بھائی، کیف بھائی کرتے نہ تھکتی تھی۔

ایک ہفتہ کیسے کھیلتے کودتے گزرا ان کو پتا بھی نہ چلا۔ جس دن کیف اور ماہم دونوں کو اپنے اپنے گھر واپس جانا تھا اس دن موسم بہت خوشگوار تھا۔ آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے...... لگتا تھا کہ کسی بھی پل برس پڑیں گے۔

موسم کا مزہ لینے کی خاطر وہ چاروں لان میں موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ماہم نے ڈارک بلو کلر کی سادہ شلوار قمیص پہن رکھی تھی جس میں اس کا رنگ بہت نکھرا نکھرا لگ رہا تھا۔ بالوں کو اس نے ہلکی پھلکی چوٹی میں باندھا ہوا تھا۔

ماہم کی چیئر کے ساتھ ہی سرخ گلاب کا پودا تھا۔ جس پر بہت سارے گلاب کھلے ہوئے تھے...... کچھ کلیاں بھی تھیں۔ ماہم نے ایک گلاب توڑا اور کھیلنے لگی...... پھر یونہی بغیر کچھ سوچے سمجھے پھول کیف کی طرف بڑھا دیا اور بے ساختہ کہہ بیٹھی۔

"اس کو سنبھال کے رکھیے گا۔"

کیف نے پھول لے کر ناک سے لگایا اور پھر مسکرانے لگا۔ تب یک دم ماہم کے ذہن میں آیا کہ پھول دینے کا مطلب کیا ہوتا ہے اور وہ پھیکی سی ہو کر رہ گئی۔ اسکے دل میں کیف کے لیئے ایسا ویسا کچھ بھی نہ تھا...... وہ بس اس کی پرسنلٹی سے امپریس تھی جیسے صدف تھی۔ وہ ابھی اپنی اس حرکت پر دل ہی دل میں خود کو کوس ہی رہی تھی کہ بادلوں نے برسنا شروع کر دیا۔

ہلکی ہلکی سی بوندیں ان چاروں پر پڑنے لگیں۔ سعد تو بھیگنے کے ڈر سے فوراً اندر بھاگا۔ اسے بارش کوئی خاص پسند نہ تھی۔ کیف، ماہم اور صدف تو بارش کے دیوانے تھے۔ وہ بچوں کی طرح اچھلنے کودنے لگے تھے۔

بارش کچھ مزید تیز ہوئی جس پر کیف بولا۔

"بادل بھی کنجوسی کر رہے ہیں...... ذرا دل کھول کے برسیں تو مزہ آئے۔" اس کی بات ختم ہی ہوئی تھی کہ ماہم نے لان میں موجود پانی کے پائپ کی ٹوٹی کھول دی۔ وہ پائپ اٹھا کر کیف پر فل پریشر سے پانی ڈالنے لگی۔

"ارے...... یہ کیا کر رہی ہو احمق لڑکی۔" وہ اپنے بازو اپنے آگے کرتے ہوئے بولا۔

"بادل کنجوس ہو سکتے ہیں کیف بھائی...... مگر میں بہت کھلے دل کی ہوں۔" وہ شوخ سی ادا سے بولی تھی۔

کچھ دیر میں ماہم سے صدف نے پائپ چھین لیا۔اب وہ تینوں باری باری ایک دوسرے سے پائپ چھین کر ایک دوسرے پر پانی برسانے لگتے۔بارش تو جانے کب کی تھم چکی تھی مگر وہ اپنے ہی کھیل میں لگے رہے۔

اس پل ماہم کا دل چاہ تھا کہ وقت وہیں تھم جائے اور وہ ماموں کے گھر سے کبھی نہ جائے۔وہ بس یوں ہی ہنستی کھیلتی رہے...... پر اسے جانا تھا۔

☆......☆......☆

ماموں کے گھر سے آنے کے بعد ماہم کی کبھی کوئی ملاقات یا کوئی رابطہ کیف سے نہیں ہوا تھا...... پر جب بھی وہ صدف سے ملتی ان لمحوں کو یاد کرتی اور کیف کی خوب تعریفیں کرتی۔

ان دونوں کی اس ملاقات کے ٹھیک دو سال بعد ایک دفعہ پھر ماہم گرمیوں کی چھٹیوں میں ماموں اظہر کے گھر چلی گئی۔وہاں کیف پہلے سے ہی رہنے آیا ہوا تھا۔ماہم انٹر کے امتحان دے کر آئی تھی۔کیف نے گریجوایشن کے بعد دو سال جاب کی تھی۔اب وہ کچھ دن تک کراچی جانے والا تھا تا کہ ماسٹرز کر سکے۔

ماموں کے گھر ماہم پورے دو سال بعد کیف کو دیکھ رہی تھی۔وہ دل ہی دل میں بہت خوش تھی۔وہ کیف کو بس اپنا اچھا کزن ہی سمجھتی تھی۔اب کی بار جب وہ ملے تو پھر سے ماموں کے گھر میں رونق لگ گئی۔اس بار صرف کیف اور ماہم ہی نہیں آئے تھے بلکہ صفدر ماموں کی فل فیملی اور ندا خالہ اور ان کی ایک بیٹی کومل بھی آئے تھے۔صفدر ماموں کی فیملی میں چار لوگ تھے ماموں، مامی فاخرہ، ایک بیٹا احسن اور ایک بیٹی امبر۔

صدف، سعد، کیف، ماہم، احسن اور امبر ساری رات باتیں کرتے یا کچھ نا کچھ کھیلتے رہتے۔کومل سب سے چھوٹی تھی سو وہ جلدی سو جایا کرتی وہ نہ بھی سوتی تو سب کی کوشش ہوتی کہ اس کو بہانے سے بھگا دیا جائے۔ایک تو وہ چھوٹی تھی اوپر سے ذرا ذرا سی بات پر خالہ کو شکایت لگانے پہنچ جاتی۔گھر کے بڑے کیف، سعد، احسن، امبر، صدف، کومل اور ماہم کو بچہ پارٹی بلاتے تھے۔عمر میں بچہ تو کوئی نہیں تھا سوائے کومل کے پر بڑوں کے لیئے تو وہ بچے ہی تھے۔کیف زیادہ تر ماہم کے ساتھ باتیں کرتا تھا اس کے ساتھ کافی فرینک تھا۔کبھی یہ سب واک کرنے جاتے تو کیف ہمیشہ ماہم کے ہم قدم رہتا۔

☆......☆......☆

ایک رات سعد، صدف، کومل، احسن، کیف اور ماہم سب لاؤنج میں اکٹھے بیٹھے تھے اور امبر سونے جا چکی تھی۔سب سوچ رہے تھے کے آج رات کیا کھیلا جائے۔

"لڈو کھیلتے ہیں......اس سے بیسٹ ان ڈور گیم کوئی ہے ہی نہیں۔" صدف اچھل کر بولی۔

''لڈو میں تو بس چار پلیئرز کھیل سکتے ہیں جب کے ہم چھ ہیں''۔احسن ناک چڑھا کر بولا تھا۔

''ہر چیز نے ترقی کرلی ہے تو ہماری لڈو کیا پیچھے رہ جاتی۔وہ بھی چھ پلیئرز والی آچکی ہے اور گھر میں موجود بھی ہے''۔احسن کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے سعد بولا۔

''بس پھر دیر کیسی جاؤ صدف......لڈو لے کر آؤ''۔احسن پر جوش ہو کر بولا۔

صدف لڈو لے آئی اور سب نے اپنے کلرز چن لیئے۔اب گیم شروع ہو چکی تھی۔سب نے جم کر چیٹنگ شروع کر دی۔کبھی سعد کی مری ہوئی گوٹی اچانک غائب ہو جاتی تو کبھی پتا نہیں کیسے احسن کی گوٹی گھر والے خانے میں پگنے کے لیئے ایک نمبر پر بیٹھی ہوتی تھی۔اور جو ہماری صدف تھیں انکی گوٹیاں ہمیشہ اسٹاپ پر ہی پائی جاتی تھیں......راستے میں بیٹھی بیٹھی گوٹی کب اسٹاپ چڑھ گئی کچھ پتا نہ چلتا۔کومل جو سب سے چھوٹی تھی اس کی گوٹیاں تو گھر سے نکلتے ہی شہید ہو جاتیں۔کیف اگر چیٹنگ کر بھی رہا تھا تو اتنی مہارت سے کہ کوئی ساری زندگی بھی نہ پکڑ پائے۔ماہم بھی موقع دیکھتے ہی گوٹیاں آگے پیچھے کر دیتی۔سب نے مل کر بیچاری کومل کو ہرا دیا اور ایک گیم میں نہیں مسلسل تین گیمز میں۔کومل منہ بناتی ندا کے پاس بھاگ گئی۔اب سب کی کلاس لگنے والی تھی ندا سے۔ظاہر ہے بھئی انکی چھوٹی سی بیٹی کو جان بوجھ کر سب بے ایمانی سے ہرا رہے تھے۔اس سے پہلے کے شکایتی کا کی کومل ندا کو لے کر آتی سب اپنے اپنے بسترے پر جا کر سو گئے۔

صبح ہوتے ہی کوثر نے حکم جاری کیا کے آج کے بعد کومل کو کوئی تنگ نہیں کرے گا۔غالباً ندا نے ہی کوثر سے شکایت کی ہوگی۔اب سب کو کومل اور بھی زہر لگنے لگی تھی۔سب نے یہ فیصلہ کر لیا کہ اب تو کومل سے سوفٹ دور رہنا ہے اور بھول کر بھی اسے اپنے ساتھ نہیں کھلانا۔

☆......☆......☆

دوپہر کا وقت تھا۔ماہم اور صدف کچن میں گھسی ہوئی تھیں۔ان دونوں نے نیٹ سے ماربل کیک کی ریسپی دیکھی تھی......اور وہ وہی بنانے کی جتن کرنے لگیں۔زندگی میں کیک بنانے کا یہ ان کا پہلا تجربہ تھا۔

کیک نکالنے سے پہلے وہ دونوں بڑی پر جوش تھیں اور کیک نکالنے کا بعد ان کا سارا جوش ہوا ہو چکا تھا۔ایسا کیک نہ کبھی کسی نہ بنایا ہو......نہ کھایا ہو۔کیک پھولا تک نہیں تھا......اور سخت اتنا کہ دیکھنے میں ہی کسی پتھر جیسا تھا۔

اب وہ دونوں کبھی ایک دوسرے کو دیکھتیں تو کبھی شیلف پہ پڑے کیک کو۔

''اڑتے اڑتے خبر ملی ہے کہ آج دو عظیم ہستیاں......فیوچر کی ماسٹر شیفز کیک بنا رہیں''۔کیف کچن میں آ دھمکا تھا۔

''آپ ہمارا مذاق اڑا رہے ہیں''۔ماہم ہاتھ باندھتے ہوئے بولی۔

''بالکل نہیں......نظر شیلف پہ رکھے کیک پر پڑتی ہے۔''مذاق تو خود ہی اڑی جا رہا ہے''۔

ماہم نے گھور کے دیکھا۔صدف چپ چاپ وہاں سے کھسک گئی......وہ سمجھ چکی تھی کہ اب بہت کھنچائی ہونے والی ہے۔

"ویسے یہ اینٹ نما کیک بنانے کا خیال تمہیں آیا کیسے"۔وہ اب شیلف پہ بیٹھ چکا تھا۔

"ذرا سنبھل کے......کہیں یہ اینٹ نما کیک سر پر ہی نہ پڑ جائے"۔وہ شوخی سے بولی۔

"سر پہ مار کے ضائع نہ کرو......میں سوچ رہا ہوں اسے ٹیسٹ کر ہی لوں"۔وہ ساتھ پڑی پھلوں کی ٹوکری سے سیب اٹھاتے بولا۔

"are you sure"۔وہ حیران ہوئی۔

"ہاں ہاں نائف اٹھاؤ......اگر اسے کاٹنے میں کامیاب ہو جاؤ تو مجھے چکھا دینا"۔اس نے سیب کو ہوا میں اچھالنا اور کیچ کرنا شروع کیا۔

"اس احسان کی کوئی ضرورت نہیں"۔وہ چڑ کے بولی۔

"تمہیں پتا ہے ماہم......شیکسپیئر کیا کہتا ہے؟"۔وہ سیب کا بڑا سا بائٹ لیتے ہوئے بولا۔

"کیا کہتا ہے"۔؟وہ متجسس ہوئی۔

"وہ کہتا ہے کہ احمق لڑکیوں پہ کبھی کبھی احسان کر دینے چاہیں"۔ایک اور بائٹ لیتے ہوئے بولا۔

"کیف بھائی......آپ اپنی یہ مہربانیاں اپنے پاس ہی رکھیں"۔وہ ناراض ہوئی۔

"مجھے بھائی مت بلایا کرو یار......بھری جوانی میں تم نے مجھے بھیا بنا دیا ہے"۔وہ اب بھی سیب کھا رہا تھا۔

"کیوں نہ بلاؤں؟"۔تیوڑی چڑھا کے بولی۔

"تمہیں پتا ہے شیکسپیئر کیا کہتا ہے"۔وہ اب شیلف سے نیچے اترا۔

"اب کیا کہہ دیا شیکسپیئر چاچا نے؟"۔

"وہ کہتا ہے کہ ہینڈسم لڑکوں کو بھائی نہیں کہنا چاہیے......ان کی پرسنلٹی پر فرق پڑتا ہے"۔سیب کھانے کے بعد ہاتھ جھاڑتے ہوئے بولا۔

"پر اس نے تو صرف ہینڈسم لڑکوں کی بات کی ہے"۔وہ شوخ انداز میں بولی۔

"تو کیا میں ہینڈسم نہیں"۔وہ اس کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے بولا۔

"بالکل نہیں"۔وہ کچھ قدم پیچھے ہٹی۔وہ مزید آگے کو بڑھا۔وہ بے اختیار پیچھے کو ہوئی۔وہ اس پر گہری نظریں ڈالے مزید قریب ہوا۔وہ نظریں جھکائے پیچھے کو ہوئی اور دیوار پہ جا لگی۔وہ اب بھی اس کے قریب آ رہا تھا۔وہ نروس ہونے لگی۔

"مجھے تو لگا کہ شاید دور سے ہی تمہاری ناک چھوٹی لگتی ہے......پر یہ تو قریب سے بھی چھوٹی ہے"۔وہ اس کی ناک زور سے کھینچتے ہوئے بولا۔

ماہم کے سمجھنے اور سنبھلنے سے پہلے ہی وہ ہنس کر وہاں سے چلا گیا۔

وہ اپنے سر پہ ہلکا سا تھپڑ لگاتے ہوئے مسکرا دی۔

☆......☆......☆

رات کو جب بچہ پارٹی اکٹھے بیٹھی مووی دیکھ رہی تھی تب احسن بھاگا گیا......اور لڈو اٹھا لایا......وہ مووی سے بے حد بور ہو رہا تھا۔

''چلو چلو اٹھو سب لڈو کھیلتے ہیں بہت دیکھ لی مووی۔'' احسن ایل۔ای۔ڈی بند کرتے ہوئے بولا۔

''ارے نہیں آج کچھ اور کھیلتے ہیں''۔صدف بولی۔

''پھر بتاؤ کیا کھیلیں''۔احسن بولا۔

''کرکٹ کھیلتے ہیں''۔صدف اچھل کر بولی۔اس کے دماغ میں جب بھی کوئی آئیڈیا آتا تھا وہ یونہی اچھل جاتی تھی۔

''لگتا ہے تمہارا دماغ چل گیا ہے......ہم چھ، سات لوگ کرکٹ کیسے کھیلیں گے؟۔اوہ اچھا تو تم بیٹ بال کی بات کر رہی ہو ہاہاہا ہاہا یہ لڑکیاں گھر میں بچوں والی بیٹ، بال کھیل کر سمجھتی ہیں ہم نے کرکٹ کھیل لی ہاہاہاہا۔کرکٹ ورکٹ انکے بس کی بات ہی نہیں ہے۔'' سعد نے چڑاتے ہوئے کہا۔

''خبردار بھیا جواب آپ نے لڑکیوں کو انڈر ایسٹیمیٹ کیا ہم کسی سے کم نہیں''۔صدف نے صوفے کا کشن سعد کو مارتے ہوئے کہا۔

''اچھا جی......تو ابھی پتا لگ جائے گا کہ کون کس سے کم ہے اور کون کس سے زیادہ، چلو سب یسو، پنجو کھیلتے ہیں''۔اب کی بار کیف بولا تھا۔

''نہیں نہیں مار کٹائی والی گیم نہیں''۔امبر گھبرا کے بولی۔

''تو یہ لڑکیاں ہم سے ڈر گئیں''۔احسن لڑکیوں کو چڑانے والے انداز میں بولا۔

''جی نہیں ہم ضرور کھیلیں گے......امبر تو تم سب پر ترس کھا کر بول رہی تھی۔وہ نہیں چاہتی کہ تم سب لڑکوں کے ہاتھوں کا قیمہ بن جائے''۔ماہم بڑے مغرورانداز میں بولی۔امبر نے جب دیکھا کے یہ سب یسو پنجو کھیل کر ہی چھوڑیں گے تو اس نے سونے کا بہانہ کیا اور وہاں سے کھسک گئی۔کومل بیچاری کو تو ویسے بھی زبردستی پہلے ہی سلا دیا گیا تھا۔

''کس کا قیمہ بنتا ہے۔۔۔اور کس کا نہیں یہ تو ابھی پتا چل جائے گا میں تو ڈولی ہوں بھئی''۔کیف بولا۔

''اور میں یسو''۔صدف بولی۔

''میں پنجو''۔ماہم فٹ سے بولی وہ ہمیشہ پنجو ہی لیتی تھی۔

''میں ہار''۔احسن بولا۔

''اب کبوتر ہی بچا ہے تو پھر میں کبوتر''۔سعد بولا۔

سب صوفوں سے اٹھ کے نیچے قالین پر بیٹھ گئے......سب نے ایک جگہ ہاتھ اکٹھے کیئے اور ہوا میں اڑا دیئے اور پھر اپنی انگلیاں قالین پر رکھ دیں۔کسی نے دو انگلیاں رکھیں تو کسی نے تین پھر صدف سب کی انگلیاں گننے لگی یسو،پنجو،ہار،کبوتر،ڈولی۔اس طرح گنتے ،گنتے سعد پگ گیا......پھر ماہم......پھر کیف اور صدف بھی۔بچ گیا احسن جو سب کے آگے باری باری ہاتھ کرتا رہا۔سب نے جم کے دھلائی کی بچارے کے تو ہاتھ ہی لال ہو گئے تھے۔

اب اگلی باری کیف ہارا جس پر سب نے اسکی دھلائی کی سوائے صدف کے۔وہ کیف کی اتنی بڑی فین تھی وہ بھلا کیف کو کیسے مار سکتی تھی۔اس نے معاف کر دیا پر اگلی بار جب صدف ہار گئی تو کیف نے اسے معاف نہیں کیا...... یہ اور بات ہے کے اس کے ہاتھ پر ایسے تھپڑ لگائے جیسے پھول مار رہا ہو۔

پھر سے سب نے ہوا میں ہاتھ اڑا کر قالین پر ڈالے اور اس بار ہاری ہماری ماہم۔وہ باری باری سب کے آگے ہاتھ کرتی رہی اور آخر میں اس نے ہاتھ کیئے کیف کے آگے۔وہ پتا نہیں کس امید میں تھی کے کیف اس کو چھوڑ دے گا......لیکن کیف نے ایک زوردار تھپڑ اس کے ہاتھ پر دے مارا۔اتنی زور سے کیف نے شاید اب تک کسی کو نہیں مارا تھا۔ماہم کا ہاتھ لال ہو چکا تھا۔اسکی آنکھوں میں نمی تیر گئی۔اس کی امید ٹوٹی تھی۔یہ امیدیں ہی تو ہیں جو ٹوٹنے پہ انسان کو بھی توڑ دیتی ہیں۔

کیف یہ دیکھ کر شرمندہ سا ہو گیا۔

''بس ماہم ایک کافی ہے باقی معاف کیا''۔آواز میں احساسِ ندامت تھا۔

''نہیں اس احسان کی ضرورت نہیں۔آپ اپنی باری تب تک پوری کریں...... جب تک میں خود ہاتھ پیچھے کرنے میں کامیاب نہیں ہو جاتی''۔وہ اپنی آنکھوں میں آئی نمی قابو میں کرتے ہوئے بولی۔

اسے ڈر تھا کے کہیں کوئی اشک بہ ہی نا نکلے۔کیف جانتا تھا......وہ ضدی ہے۔اس طرح معافی نہیں لے گی۔اس نے پھر سے تھپڑ لگایا......مگر اس بار آہستہ سے اسکے بعد پھر سے لگانے لگا کہ وہ اپنا ہاتھ کھینچنے میں کامیاب ہو گئی۔

''چلو بس بہت ہو گئی یسو،پنجو''۔سعد بولا تھا وہ خوش تھا کے اب تک اس کی باری نہیں آئی اس لیئے اس نے گیم ختم کرنے کا بولا کے کہیں اسکی باری نہ آ جائے۔سب نے بھی ہاں میں سر ہلا دیا......کوئی نہیں چاہتا تھا کہ دوبارہ اس کو مار کھانی پڑ جائے۔سب واپس سے صوفوں پر جا کر بیٹھ گئے لیکن ماہم اوپر چھت کی طرف بھاگی۔

☆......☆......☆

وہ فرش پر اپنے گھٹنوں میں سر دیئے آنسو بہا رہی تھی۔اس نے بے بی پنک کلر کا کرتا پہن رکھا تھا۔بال ہلکی چوٹی میں گوندھ رکھے تھے

۔اسے اس طرح زمین پر بیٹھنا بہت اچھا لگتا تھا......وہ اپنے گھر میں بھی ہمیشہ چھت پر جایا کرتی تھی......اور فرش پر گھنٹوں بیٹھی رہا کرتی تھی۔

آج اس کو خود بھی نہیں پتا تھا کہ وہ کیوں آنسو بہا رہی ہے۔

کچھ دیر بعد اسے آہٹ سنائی دی جیسے کوئی چپکے سے اس کے پاس آ بیٹھا ہو۔وہ سمجھ چکی تھی کے کون آیا ہے۔اس نے اپنا سر اپنے گھٹنے سے اٹھایا......اپنے آنسو صاف کیئے اور سامنے بیٹھے کیف کو دیکھا......جو اس پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔اس کی نظروں میں کچھ تھا کہ وہ جھجھک سی گئی۔

''آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟''۔وہ شوں شوں کرتے بولی......وہ جب بھی آنسو بہاتی تھی......اسکی ناک آنسوؤں سے زیادہ بہنے لگتی۔

''تمہارے لیئے آیا ہوں''۔وہ نظریں اور گہری کر کے بولا تھا۔

''اس احسان کی کوئی ضرورت نہیں''۔وہ منہ پھیر کے بولی تھی۔

کیف نے اپنی انگلی اس کی تھوڑی کے نیچے رکھی......اور اس کے چہرے کا رخ اپنی جانب کر کے بولا۔

''کس بات کی ضرورت ہے......وہی بتا دو''۔

وہ خاموش رہی۔وہ پھر خود ہی بولا۔

''میرا خیال ہے تمہیں گرما گرم چائے کی ضرورت ہے......نیچے صدف سب کے لیئے چائے بنانے لگی ہے......تم بھی چلو اکٹھے چل کے پیتے ہیں''۔

''نو تھینکس''۔اس نے پھر سے اپنا چہرہ پھیر لیا۔

کیف کو وہ اس لمحے بڑی کیوٹ لگی اس نے ماہم کی ناک کھینچی۔وہ جھنجھلا سی گئی......پھر ذرا غصے سے بولی۔

''آپ جائیں یہاں سے''۔

''اگر نہ جاؤں تو؟''۔وہ مسکرا کر بولا تھا ماہم کا یوں روٹھ جانا اسے اچھا لگ رہا تھا۔

''تو میں چلی جاتی ہوں''۔وہ اٹھ کھڑی ہوئی......کیف نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑ کر پھر سے اسے نیچے بٹھا دیا۔

''معاف کر دو ماہم''۔وہ اب بھی شرمندہ تھا۔

''کس بات کے لیئے''۔وہ اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے بولی۔

''میں نے تمہیں زور سے مار دیا نا اس لیئے''۔وہ بولا۔

''یہی تو گیم تھی اس میں معافی کیسی''۔وہ جانتی تھی یہ گیم ہے پھر بھی جانے کیوں اس کو کیف سے چوٹ کھانا بہت برا لگا تھا۔اس

نے تو خوامخواہ میں کیف سے امید لگالی تھی کے وہ اسے کبھی تکلیف نہیں دے سکتا......امید ہی تو سارے کام خراب کرتی ہے۔

"چلو واک کرنے چلتے ہیں"۔ کیف نے اس بات کو ختم کرنا چاہا اس لیئے واک کی آفر کردی......وہ جانتا تھا کے باہر گھومنے کے نام پر ماہم چھلانگ لگا کر کھڑی ہوجائے گی......اور ہوا بھی ایسا......کدھر گیا رونا اور کدھر گیا دھونا۔شوں شوں کرتی ماہم فٹ سے کھڑی ہوگئی......کیف اسکی اس حرکت پر مسکرانے لگا۔

وہ دونوں چھت سے اتر کر لاؤنج میں آگئے جہاں سب چائے پی رہے تھے......میز پر دو کپ چائے رکھی تھی جو یقیناً ان دونوں کی تھی۔

"کیف بھائی آپ تو ماہم کو بلانے گئے تھے، پر خود بھی وہاں ہی بیٹھ گئے"۔صدف ان کے آتے ہی بولی۔

"اور نہیں تو کیا اتنی دیر میں تو صدف نے چائے بنا بھی لی اور ہمیں دے بھی دی......ہاں بس تھوڑی کچی رہ گئی ہے......یہ الگ بات ہے"۔احسن شرارتی انداز میں بولا۔وہ ہمیشہ ہی صدف کی ٹانگ کھینچنے میں لگا ہوتا تھا۔اس سے پہلے کے صدف کوئی جواب دیتی کیف بولا۔

"میں اور ماہم واک کرنے جارہے ہیں......تم لوگ گیٹ لاک نہ کرنا ہم بس کچھ دیر میں آئے۔"

"یہ آدھ کچی، پکی چائے تو پیتے جاؤ"۔احسن پھر سے صدف کو چڑانے کے لیئے بولا تھا۔صدف نے کشن اٹھا کر احسن کے منہ کا نشانہ بناتے ہوئے اس پر دے مارا......کیا کمال کا نشانہ باندھا گیا تھا۔احسن برق رفتاری سے سائیڈ پر ہوگیا اور کشن اس کے پاس سے ہوتے ہوئے نیچے جاگرا۔اب احسن کے چہرے پہ فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔

"تم لوگ اپنی یہ ہوائی جنگ جاری رکھو......ہم بس ابھی آئے"۔کیف نے کہا اور سب ہنسنے لگے۔

کیف اور ماہم کے جانے کے بعد احسن نے عجیب لہجے میں کہا۔

"لگتا ہے کوئی کھچڑی پک رہی ہے"۔

"کیسی کھچڑی"۔صدف ابرو چڑھائے بولی۔

"میرا خیال ہے کے ان کا چکر چل رہا ہے"۔احسن اپنی ہلکی بڑھی ہوئی شیو پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔

"توبہ احسن......چپ رہو......"۔صدف بولی۔

"اب تم سب خود ہی سوچو......وہ دونوں اکیلے ہی چلے گئے......ہمیں بھی تو لے کر جاسکتے تھے نا"۔احسن دلیل دیتے ہوئے بولا۔

"اگر وہ ہمیں لے بھی جاتے......تب بھی تو وہ آپس میں ہی لگے رہتے......ہمیں کہاں لفٹ کرواتے"۔امبر بولی جو لڈو کے وقت تو سونے کا بہانہ کر کے بھاگ گئی تھی پر گیم ختم ہوتے ہی چائے پینے آگئی۔

"خیر اب ایسا بھی نہیں ہے امبر......ہاں ٹھیک ہے کہ ان کی تھوڑی زیادہ بنتی ہے......مگر اس میں حرج ہی کیا ہے؟"۔سعد

کندھے اچکاتے ہوئے بولا۔

''نہیں بھائی......شاید ایسا ہی ہو......آپکو یاد ہے لاسٹ ٹائم کیف بھائی سب کے لیئے چاکلیٹس لائے تھے......تب انہوں نے سب کو ایک چاکلیٹ دی لیکن ماہم کو دو دیں''۔صدف سر کھجاتے ہوئے بول رہی تھی جیسے ابھی وہ اور بھی باتیں یاد کر کے بتائے گی اور آج ثابت کر ہی دے گی کہ کچھ گڑ بڑ ہے۔

''اور کل جب ہم سب کولڈ ڈرنک پی رہے تھے تو کیف نے اپنی کولڈ ڈرنک پینے کے بعد ماہم کے ہاتھ سے اس کی جھوٹی کولڈ ڈرنک لے کر پی''۔احسن پھر سے شیو میں ہاتھ پھیرتے بولا تھا۔

''واٹ ربش......اتنی فضول باتوں کی وجہ سے تم سب نے ان کے ایک اچھے تعلق کو چکر بنا کر رکھ دیا......اتنی احمقانہ باتوں کی تم سب سے امید نہیں تھی......اب اس بارے میں کوئی بات نہیں کرے گا''۔سعد قدرے سنجیدہ ہو کر بولا۔

پھر سب نے کیف اور ماہم کا ٹاپک چھوڑا......اور یہاں وہاں کی باتیں کرنے لگے۔

☆......☆......☆

ماہم اور سعد گھر کے ساتھ والی سڑک پر ہی واک کر رہے تھے۔ہوا کے ہلکے جھونکے ماہم کو بہت اچھے لگ رہے تھے۔رات کافی ہو چکی تھی اس لیئے سڑک بالکل سنسان تھی۔ماہم کو ایسی سنسان سڑکیں بہت پسند تھیں......اس کا دل کرتا تھا کہ وہ راتوں کو کہیں نکل جایا کرے اور سنسان سڑکوں پر بھٹکتی رہا کرے۔اس کو چاند،تارے،بادل،ہوا،آسمان،فرش،بارش،سب پسند تھا اور بے حد پسند تھا......وہ ہر چھوٹی چیز پر بھی خوش ہو جایا کرتی تھی وہ گھنٹوں اکیلے ان چاند تاروں کے ساتھ بیٹھ سکتی تھی۔سنسان سڑک پر واک کر کے وہ بہت سکون محسوس کر رہی تھی۔

''جب تک میں یہاں ہوں نا آپ مجھے روز باہر لانا''۔وہ بہت چہک کر بولی تھی۔

کیف جواب میں مسکرا دیا۔

''ہم نا ایسا کریں گے فیوچر میں اپنے گھر ساتھ ساتھ ہی بنائیں گے ایک دیوار کے فاصلے سے۔آپ میرے خاوند سے دوستی کر لینا میں آپکی بیوی سے پھر ہم چاروں خوب گھومیں گے،بہت فن کریں گے،بہت کھیلیں گے،ٹھیک ہے نا......پر اگر آپکی بیوی بور قسم کی ہوئی تو؟ یا وہ نک چڑھی ہوئی تو؟''۔وہ اس سنسان سڑک پر بہت چہک رہی تھی خود سے ہی پتا نہیں کیا کیا سوچ،بولے جا رہی تھی۔

''اس سے کیا فرق پڑتا ہے ماہم......ویسے مجھے بھی لگ ہی رہا ہے کہ میری وائف شاید نک چڑھی ہی ہو''۔کیف نے مسکراتے ہوئے ماہم کو دیکھا۔

''نہیں نا......اگر وہ بور ٹائپ کی ہوئی......تو وہ خود بھی بور ہو گی ہمیں بھی بور کرے گی''۔ماہم سنجیدہ ہو کر بولی۔وہ سچ میں پریشان

ہو رہی تھی کہ کیف کی بیوی بور نکلی تو؟۔

''تو پھر کیا کر سکتے ہیں ماہم؟''۔کیف بھی اب سنجیدہ ہو کر بولا۔

''تو پھر یہ کر سکتے ہیں کہ میں نے آپکے لیئے لڑکی پسند کی ہے اگر آپ اس سے شادی کر لیں تو پھر مسئلہ ہی کوئی نہیں''۔وہ پھر سے چہک اٹھی تھی۔

''کون لڑکی؟''اسے شاک سا لگا۔

''پہلے آپ بتائیں......آپ میری پسند کی لڑکی سے شادی کریں گے نا؟''۔وہ معصومیت سے بولی تھی۔

''ہاں کر لوں گا......اگر مجھے بھی پسند آئی تو۔''کیف نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

''پسند نہیں......بہت پسند آئے گی......وہ بہت اچھی لڑکی ہے......آپ بہت خوش رہیں گے اسکے ساتھ......اور یقین مانیں آپ دونوں کا کپل بھی بہت کیوٹ لگے گا۔ہر کوئی بولے گا واہ کیا چاند،سورج کی جوڑی ہے''۔وہ ایسے بول رہی تھی جیسے کسی بچے کو آئسکریم کی لالچ دے رہی ہو۔

''اچھا جی......کون ہے وہ بھلا؟۔''کیف متجسس ہوا۔

''امبر''۔وہ بڑے اعتماد سے بولی۔اسے تو لگا تھا کیف یہ نام سن کر جھوم اٹھے گا لیکن کیف کو پھر سے شاک لگا۔

''واٹ؟؟؟میں نے امبر کو کبھی اس نظر سے نہیں دیکھا۔''وہ بہت سنجیدگی سے بولا تھا جیسے اسے اس بارے میں بات ہی نہیں کرنی۔

''تو اب دیکھ لیں نا۔''وہ اعتماد سے بولی......اسے لگ رہا تھا کے کیف بس یونہی بھاؤ کھا رہا ہے۔

''اگر میں دیکھ بھی لوں تب بھی یہ ناممکن ہے۔تم جانتی بھی ہو کے امی کی مامی فاخرہ سے بالکل نہیں بنتی......وہ ہرگز اس رشتے کے لیئے نہیں مانیں گی''۔کیف کا موڈ اب خراب ہو رہا تھا۔

(حال دیکھو ان کا......یہ تک سوچا ہوا ہے......کے کون مانے گا،کون نہیں......اور میرے سامنے بس نخرے کر رہے ہیں،چلو اٹھا لیتے ہیں نخرے بھی)اس نے دل میں سوچا تھا۔

''آپ منائیں گے تو خالہ مان جائیں گی آپ کوشش تو کریں''۔انداز معصومانہ تھا۔

''امبر ہی کیوں؟۔''وہ تیوڑی چڑھا کر بولا۔

''وہ اس لیئے کیوں کہ کوئی اور آپکی بیوی بنی تو مجھے اس سے دوستی کرنی پڑے گی اور وہ مجھے لفٹ کروائے نا کروائے۔جب کے امبر کے ساتھ میری ان کچھ دنوں میں کافی بن چکی ہے۔''وہ بولی پر دل میں سوچنے لگی(وہ اتنی خوبصورت ہے......آپ بھی اتنے پیارے ہیں......آپ دونوں ہی نیلی آنکھوں والے......آپ دونوں ساتھ میں کتنے اچھے لگیں گے......آپ دونوں کو دیکھ کر لگتا ہے آپ بنے ہی

ایک دوسرے کے لیئے ہیں)۔

''گھر چلیں اب؟''۔کیف نے بات کو بدلنے کے لیئے کہا۔

''جی چلیں نا......اس سے پہلے کے امبر سو جائے۔''اف معصومیت، وہ سمجھی کیف کو گھر امبر کی وجہ سے یاد آ گیا ہے......کیف نے اس بات کو ایسے اگنور کیا جیسے سنا ہی نہیں۔

☆......☆......☆

گھر کے سب لوگ ناشتے کے لیئے اکٹھا ہوئے تھے اور اظہر کو صبح صبح لیکچر دینا یاد آ گیا تھا۔

''بچہ پارٹی......تم سب اتنی رات تک جاگتے ہو......سب کے سب بیمار پڑ جاؤ گے،......ہر چیز وقت پر اچھی لگتی ہے، کھیل کے وقت کھیلو اور سونے کے وقت سو جاؤ''۔

''ہاں بھائی جان......سمجھائیں ان شیطانوں کو مجال ہے جو میری سن لیں خود تو سوتے نہیں اور رات کو شور مچا کر ہمیں بھی سکون کی نیند نہیں کرنے دیتے''۔ندا جلے بھنے انداز میں بولی۔

پوری بچہ پارٹی اب خاموش تھی۔سب کو لگا کہ اب اچھی کلاس لگے گی۔ندا نے آگ لگانے کا کام جو سنبھال لیا تھا۔

''جانے بھی دو ندا......بچے ہیں اور بچارے روز تھوڑا ملتے ہیں۔اتفاق سے کچھ دن کے لیئے اکٹھے ہو ہی گئے ہیں تو کھیلنے کو دو نے دو نا۔''فاخرہ بولی۔

اس ایک لمحے میں بچہ پارٹی کو بڑا پیار آیا فاخرہ پر سب کے دل میں لڈو پھوٹ گئے کے کوئی انکی سائیڈ لینے وال موجود تھا۔

''اظہر اور ندا کی بات بھی ٹھیک ہے،......بچوں نے تو روٹین ہی خراب کر لی ہے۔ارے بھئی کھیلیں، کودیں پر وقت کا خیال بھی رکھیں اور اپنی صحت کا بھی''۔اب یہ بم پھوڑنے والے صفدر ماموں تھے۔

بچہ پارٹی سمجھ چکی تھی کے آج تو لیکچر ڈے ہے......باری باری سب نے نا محسوس انداز میں کھسکنا شروع کر دیا......سارے آہستہ، آہستہ بھاگ نکلے......اور بچ گیا کیف۔ماموں صفدر، ماموں اظہر، اور ندا خالہ نے سارا لیکچر کیف کو ہی دے ڈالا اور وہ چپ چاپ سر جھکائے سنتا رہا۔

☆......☆......☆

''کیف مجھے تم سے کچھ پوچھنا ہے''۔سعد سنجیدگی سے بولا۔

''پوچھو''۔وہ موبائل پر نظریں ٹکائے ہی بولا۔

''پہلے تم وعدہ کرو کے میری بات کا برا نہیں مانو گے اور مجھ سے کچھ چھپاؤ گے نہیں''۔سعد بولا۔

وہ اپنے موبائل فون پر کار ریسنگ گیم کھیل رہا تھا......سعد کے انداز نے اسے بتا دیا کے وہ کوئی خاص بات کرنے آیا ہے......اس نے گیم بند کی اور سعد کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔

''تم جانتے ہو میں تم سے سچ ہی کہتا ہوں۔''

''ہم کیا تم اور ماہم ایک دوسرے کو پسند کرتے ہو؟۔'' سعد نے اس پر بم پھوڑا۔اس سوال کی امید تو وہ خواب میں بھی نہیں کر سکتا تھا۔

''اس سوال کی وجہ؟۔'' وہ چہرے کے تاثرات نارمل کرتے ہوئے بولا۔

''وجہ یہ ہے کے اگر تم دونوں کے درمیان ایسا کچھ نہیں تو اپنی ایک دوسرے سے فرینکنس کم کر دو کیونکہ سب لوگ تم دونوں پر شک کر رہے ہیں۔سب کو لگتا ہے کے تم دونوں کا چکر ہے......تم دونوں خوامخواہ میں بدنام ہو رہے ہو......اور اگر واقعی تم دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہو تو اپنے قدم پیچھے کر لو۔تم اچھی طرح جانتے ہو کے تمہارے گھر والے کبھی ماہم کو نہیں اپنائیں گے۔تم ماضی میں ہونے والے حالات سے واقف ہو۔تم نے ماہم کے بارے میں سوچا بھی تو تمہارے گھر میں فساد پڑ جائے گا۔'' سعد ایک سانس میں سب بول گیا۔

''ہمارے درمیان ایسا کچھ نہیں ہے۔ہم بس اچھے کزنز ہیں اور کچھ نہیں......میں جانتا ہوں کے مجھے اس راستے پر نہیں چلنا...... مجھے دکھ ہے کہ کوئی کیوں غلط سوچ رہا ہے ہمارے بارے میں؟اتنی چھوٹی سوچ کیوں ہے سب کی؟''۔اس کا لہجہ افسردہ تھا۔

''کل رات تم دونوں کا اکیلے جانا اور اوور آل ایک دوسرے کو زیادہ وقت اور امپورٹنس دینا سب کو شک کرنے پر مجبور کر رہا ہے۔ آج صبح بھی احسن تم دونوں کے بارے میں پھوپھو ندا کو فضول باتیں کر رہا تھا......تم تو پھوپھو ندا کو جانتے ہی ہو پورے خاندان میں مرچ مسالہ لگا کر پھیلائیں گی اور ایک بار بھی یہ نہیں سوچیں گی کے وہ جس کے بارے میں بات کر رہی ہیں......وہ ان کے اپنے بھانجا، بھانجی ہیں۔''۔سعد کے لہجے میں واضح پریشانی تھی۔

''شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو سعد......لوگوں کی سوچ کا ہمارے پاس علاج تو ہے نہیں......اس لیئے ہمیں خود ہی محتاط رہنا چاہیے''۔

کیف پوری طرح بات کو سمجھ چکا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کے ماہم پر کوئی اس کی وجہ سے انگلی اٹھائے۔

☆......☆......☆

رات کے وقت صدف کے کمرے میں بچہ پارٹی کی گرلز یعنی کہ ماہم، امبر، صدف اور کومل بیٹھے تھے۔دنیا جہان کا فیشن ان کے زیرِ موضوع تھا۔کومل بھی سیل پر بہت ساری میک اپ ویڈیوز ڈاؤن لوڈ کر رہی تھی۔

بیٹھے بیٹھے صدف کو تجربہ کرنے کی سوجھی......وہ میک اپ میں کافی ایکسپرٹ تھی اور اس کے ہاتھ میں صفائی بھی تھی۔بس پھر کیا تھا......برائیڈل میک اپ کا ایک ٹیوٹوریل چلا کر اس نے امبر کا برائیڈل میک اپ کر ڈالا۔اپنے جیولری باکس میں سے سب سے ہیوی

جیولری نکال کر اسے پہنا دی......لال دوپٹہ بھی اس کے سر پر ڈال دیا......امبر واقعی حسین لگ رہی تھی۔فوراً ہی ماہم نے کیف کو ٹیکسٹ کیا۔

''آپکی دلہن تیار ہے......جلدی سے صدف کے کمرے میں آجائیں''۔

کیف، سعد اور احسن اس وقت مووی دیکھ رہے تھے۔کیف نے میسج پڑھا اور کوئی جواب نہ دیا۔پندرہ منٹ تک جب کوئی جواب نا آیا تو ماہم نے ایک اور ٹیکسٹ لکھا۔

''پلیز......ایک بار دیکھ تو لیں''۔

کیف سوچ میں پڑ گیا......آخر صدف کے کمرے میں چلا ہی گیا۔

دروازے پر پہنچ کر اس نے دیکھا کہ وہاں سب لڑکیاں امبر کا فوٹو سیشن کر رہی ہیں۔اس نے وہاں رکنا مناسب نہ سمجھا......وہ بغیر کچھ کہے چلا آیا۔

اسی ہی لمحے میسج ٹون بجی۔وہ جانتا تھا کے ماہم کا میسج ہو گا اور اسی کا تھا۔اس نے ٹیکسٹ اوپن کیا،......لکھا تھا۔

''اڑ گئے نا ہوش اپنی دلہن کو دیکھ کر......اب بتائیں کب منا رہے ہیں اپنی امی کو''۔

کیف کو الجھن سی ہوئی۔وہ اب واضح طور پر ماہم کو سمجھانا چاہتا تھا کہ وہ اسکے اور امبر کے بارے میں خیالی پلاؤ پکانا بند کرے۔اس نے جواب میں لکھا چھت پر آؤ کچھ بات کرنی ہے۔ماہم ٹیکسٹ پڑھ کر سمجھ گئی کے امبر کے بارے میں بات کرنی ہے......وہ فوراً سے چھت کی طرف بھاگی۔

کیف چھت پہ جا ہی رہا تھا کہ ماموں صفدر اس سے ٹکرا گئے......اب وہ اس سے بڑھتی مہنگائی اور سیاست کو ڈسکس کرنے لگے۔

☆......☆......☆

ہلکی ہلکی مدہوش کر دینے والی ہوا چل رہی تھی آسمان پر چودھویں کا چاند بے حد خوبصورت لگ رہا تھا۔یوں لگ رہا تھا جیسے آس پاس کی ہر شے چاندنی میں نہا گئی ہو۔ستاروں سے بھرا آسماں ایسے لگ رہا تھا جیسے کسی شفاف سے کپڑے پر کسی نے کہکشاں بکھیر دی ہو۔

وہ اسی حسین منظر سے لطف اندوز ہوتی کیف کا انتظار کرنے لگی۔

اس نے فیروزی کرتا اور جینز پہن رکھی تھی......بال ہمیشہ کی طرح ہلکی چوٹی میں گوندھ رکھے تھے......چہرے کے آس پاس کچھ آوارہ لٹیں ہوا سے لہرانے لگتیں۔وہ چاند کو دیکھتے دیکھتے چہل قدمی کرنے لگی۔اسے انتظار میں آدھا گھنٹہ ہو چکا تھا۔کچھ تھک کر وہ فرش پر ہی بیٹھ گئی اور اپنے سیل فون میں نصرت فتح علی کی غزلیں پلے کر دیں۔

کیف ماموں سے فارغ ہو کر چھت پر آیا......استاد نصرت کا ''یہ جو ہلکا ہلکا سرور ہے'' سیل پر چل رہا تھا۔

وہ اس کے پاس ہی بیٹھ گیا......اپنی نیلی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا۔ماہم نے اس سے بات کرنے کے لیے غزل بند کر دی۔

"چلنے دو......سن کے دل کو سرور سا مل رہا ہے۔"

اس نے غزل دوبارہ پلے کر دی۔

"میں اتنی دیر سے آپ کا انتظار کر رہی تھی۔" اس نے شکوہ کیا۔

"میں آ ہی رہا تھا پر ماموں نے حال احوال شروع کر دیئے......اس لیے کچھ دیر ہو گئی"۔ اس نے صفائی پیش کی۔

"کتنا پیارا لگ رہا ہے چاند......اور کتنے حسین لگ رہے ہیں یہ تارے......دل تو چاہ رہا ہے میں انہی کی دنیا میں جا پہنچوں ......انہی میں کھو جاؤں......انہی میں بس جاؤں"۔ وہ آسمان کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔

(اور میرا دل چاہ رہا ہے کہ تمہارے دل کی دنیا میں جا پہنچوں......تمہی میں کھو جاؤں......تمہی میں بس جاؤں) وہ بس سوچ کر ہی رہ گیا۔

نصرت کی غزل ابھی بھی چل رہی تھی۔

"یہ جو ہلکا ہلکا سرور ہے، یہ تیری نظر کا قصور ہے"

کیف اس فقرے میں کھو سا گیا......اس کو لگ رہا تھا کہ وہ واقعی کسی سرور میں ہے......اس کا دل چاہ کے وہ ماہم کا ہاتھ تھام لے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔ اس کے دل نے کہا کہ کاش......یہ وقت یہیں رک جائے......یہ پل یہیں تھم جائیں۔

ماہم آسمان میں کھوئی ہوئی تھی اور وہ اس میں ڈوبنے لگا تھا۔

"کیسی لگ رہی تھی امبر؟ آپ تو دیکھتے ہی لٹو ہو گئے ہوں گے......ہے نا"۔ وہ آسمان کے سحر سے نکل کر اب اس پہ نظریں ڈالے......شریر سے انداز میں بولی کیف پر چڑھا سرور ہوا ہو گیا۔

"تمہیں واقعی ہی بتاؤں کہ کیسی لگ رہی تھی"۔ اسے کچھ سوجھا تھا۔

"بتائیں نا جلدی......پوچھ تو رہی ہوں"۔ وہ متجسس ہوئی۔

"وہ مجھے اس دنیا کی سب سے حسین دلہن لگی......جنت سے اتری کسی حور کی طرح لگی......معصومیت بھی جس کے آگے پھیکی پڑ جائے وہ مجھے ایسی معصوم لگی۔ وہ مجھے پھولوں میں سے سب سے حسین کنول کے جیسی لگی......تاروں میں سب سے روشن زہرہ کے جیسی لگی......ہیروں میں سب سے قیمتی کوہ نور کے جیسے لگی......وہ مجھے"

"بس بس بس......سمجھ گئی میں کہ کیسی لگی"۔ وہ بات کاٹ کر بولی تھی۔ اسے کچھ برا سا لگا تھا......کچھ جلن ٹائپ سی ہوئی تھی جس سے وہ خود بھی انجان ہی تھی۔ کیف کو اس کا یہ چہرہ دیکھ کر بڑا مزہ آ رہا تھا......وہ ابھی مزید مزے لینے کے لیے بولا۔

"ابھی نہیں سمجھی تم......تھوڑا اور سمجھانے دو......وہ مجھے......"۔

"میں نے کہا نا سمجھ گئی ہوں تو مطلب سمجھ گئی ہوں"۔ انداز میں کچھ چڑچڑاپن تھا۔

"چلو سمجھ ہی گئی ہو تو اچھی بات ہے......لیکن مزے کی بات تو یہ ہے کہ اس کی ناک بھی چھوٹی نہیں ہے"۔ وہ اب چڑا رہا تھا۔

"جنگی جہاز جیسی تو ناک ہے اس کی ......"۔اس نے جل کر کہا تھا۔اسے کیوں جلن ہو رہی ہے یہ وہ خود بھی سمجھ نہیں پا رہی تھی۔اس کے اس انداز سے کیف خوب لطف اندوز ہو رہا تھا......اسے ماہم کا یوں جل بھن جانا بڑا ہی کیوٹ لگ رہا تھا۔

"کچھ لوگوں کی ناک نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے......اس لیے انہیں کیوٹ سی ناک بھی جنگی جہاز لگتی ہے......تمہیں ابھی صحیح سے اس کی خوبصورتی کا اندازہ نہیں ہوا......میں بتاتا ہوں تمہیں"۔ وہ آیا تو ماہم کو سمجھانے کے لیے تھا کہ وہ امبر کے نام سے اسے ستانا چھوڑ دے......پر یہاں آنے کے بعد وہ اسی کو امبر کے نام سے ستانے لگا تھا۔

"اب جو بتانا ہے اپنی امی کو بتایئے گا......تاکہ وہ اس کا ہاتھ مانگنے کے لیے راضی ہو جائیں"۔ اٹھ کر جاتے ہوئے بولی۔

وہ جا چکی تھی اور کیف وہیں مسکراتا رہا......

☆......☆......☆

"تم دونوں پھر سے چھت پر اکیلے تھے کیا"۔سعد نے کیف کو اکیلا دیکھ کر بات چلائی۔

"ہاں تو"۔انداز لاپرواہ تھا۔

"تمہاری ذاتی زندگی میں دخل دے رہا ہوں اس کے لیے معذرت......لیکن با حیثیت دوست تمہیں ہر بات سے آگاہ کرنا اور سمجھانا میرا فرض ہے......میں پہلے بھی تمہیں بتا چکا ہوں کہ سب تم لوگوں کے بارے میں جانے کیا کیا سوچ رہے ہیں......آج پھر سب کل رات تم دونوں کے اکیلے چھت پر رہنے کو بڑھا چڑھا کے ایک دوسرے سے ڈسکس کر رہے تھے"۔

"میں اسے اگنور کرنے کی کوشش میں ہی تھا......اس سے ملنے کے پیچھے مقصد بھی کچھ اور تھا......مگر جانے دو۔انجانے میں ہی سہی مجھ سے غلطی ہوئی ہے......dont worry i will be careful next time"۔وہ اب پریشان ہو چکا تھا۔

سعد نے اس کا کندھا تھپتھپایا اور چلا گیا۔کیف اپنا ماتھا مسلنے لگا......اسے ماہم سے بات کرنا ہی ہوگی......جب تک وہ خود اسے اگنور نہیں کرنے لگے گی تب تک جانے انجانے میں وہ سب کی نظر میں آتے رہیں گے۔

☆......☆......☆

وہ صدف کے کمرے میں ڈریسنگ ٹیبل کے آگے اپنے کالے لمبے بال سلجھا رہی تھی۔اس نے جامنی کلر کا شلوار سوٹ پہنا تھا جو اس پہ بہت جچ رہا تھا۔

دروازے پر کیف نے آ کر کھنکارا......

''ارے آپ......''۔وہ دروازے کے قریب جا کر بولی۔

''کچھ ضروری بات کرنی ہے تم سے''۔وہ اپنا ماتھا اپنی شہادت کی انگلی سے کھجاتے ہوئے بولا۔

''کہیں نا''۔

''ماہم آج سے ہم لوگ کم بات کیا کریں گے......بلکہ نہ ہی کریں تو اچھا ہے......تم مجھے غلط مت سمجھنا تم میری بیسٹ کزن ہو۔پر اب ہم ایک دوسرے سے دور رہا کریں گے''۔

''واہ، واہ ابھی تو دلہن ملی نہیں کہ کزنز بھول گئیں؟ میں نے تو امبر اس لیئے دکھائی تھی کہ کوئی اور آپ کو مجھ سے دور نہ کر دے''۔ ماہم نے روٹھے لہجے میں کہا۔وہ یہاں اسے سمجھانے آیا تھا پر وہ اپنی ہی سوچ رہی تھی۔

''اب یہ امبر کہاں سے آ گئی؟۔حد ہوتی ہے ماہم......کبھی تو بات کو سمجھا کرو......میں تم سے ہماری بات کر رہا ہوں......تمہاری اور میری بات کر رہا ہوں......امبر کی نہیں''۔انداز میں کچھ غصہ تھا۔۔وہ اس کے اس رویے پہ حیران اسے تکنے لگی۔وہ پھر سے گویا ہوا۔

''آج کے بعد تم کبھی میرے سامنے امبر کا نام نہیں لو گی اس بات کو ہمیشہ کے لیئے ختم کر دو۔میں نے کبھی امبر کو اس نظر سے نہیں دیکھا نا کبھی دیکھوں گا بہتر ہے کے تم بھی اپنے دل دماغ سے یہ خیال نکال دو''۔وہ اب کچھ نرمی سے بولا تھا۔

''ہمم......''۔اس نے سر کو جنبش دی۔

کیف نے جس انداز میں اس سے بات کی تھی......وہ سمجھ چکی تھی کے کیف کے دل میں امبر کا خیال دور دور تک نہیں ہے۔اس کا چہرہ دیکھ کر کیف بھی سمجھ گیا کے وہ اب کبھی امبر کا ذکر اس کے سامنے نہیں کرے گی۔اب اسے وہ بات کرنی تھی جو وہ کرنے آیا تھا۔

''اب جو میں کہنے آیا ہوں......وہ سنو۔میں گھما پھرا کے بات نہیں کروں گا۔سیدھی بات کر رہا ہوں......ہماری فرینکنس کا سب غلط مطلب نکال رہے ہیں۔سب کو لگتا ہے کہ ہمارا چکر چل رہا ہے اس لیئے میں تمہیں سمجھانے آیا ہوں کہ اب ہم ایک دوسرے کو اگنور کریں گے خاص کر تب جب سب بیٹھے ہوں۔میں جانتا ہوں تمہیں میرے منہ سے یہ سن کر بہت عجیب لگ رہا ہے پر یہی سچ ہے''۔

''یہ کیسے ممکن ہے،......میں تو آپکی عزت کرتی ہوں سب جانتے ہیں ایسا کچھ نہیں پھر کیوں؟''۔اسے شاک لگا۔

''ماہم لوگ ویلے ہیں اور ہمارے ہاں تو رواج ہی یہی ہے دوسروں کی زندگی میں دخل دینا......اور دوسروں پر باتیں کرنا۔میں نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی فضول بات کرے اور تم بھی یہ نہیں چاہو گی''۔

''جب ایسا کچھ ہے نہیں تو ڈرنا کیسا؟ جب میں ٹھیک ہوں میری نیت ٹھیک ہے تو بھاڑ میں جائیں لوگ''۔لہجہ سپاٹ تھا۔

''ڈرنا پڑتا ہے ماہم اور تم تو خاص طور پر ڈرو کیونکہ تم پہلے ہی اپنے ماضی کی وجہ سے بدنام ہو''۔وہ بول تو بیٹھا لیکن اسے فوراً احساس ہو گیا کے وہ غلط بول بیٹھا ہے۔

ماہم پہ بجلی گر چکی تھی......تو کیف عالم اس کے بارے میں یہ خیالات رکھتا ہے......اسے بدنام جانتا ہے......جس انسان کی پرسنلٹی سے وہ اتنی امپریس تھی......جس کے وہ قصیدے پڑھا کرتی تھی......اسی کی نظر میں اس کی حیثیت یہ تھی۔ وہ ٹوٹ چکی تھی۔

کیف اب کچھ بھی کہتا......اس کا فائدہ نہیں تھا۔ تیر کمان سے نکل چکا تھا۔

کچھ لمحے وہ بت ہی بنی رہی......پھر شکستہ حال سی بولی۔

"جو ہوا اس میں میرا کیا قصور تھا؟ مگر کیف عالم......آپ فکر نہ کریں......یہ بدنام لڑکی آپ کو بدنام ہونے نہیں دے گی"۔ کیف کے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ کمرے سے چلی گئی۔

☆......☆......☆

احسن، صدف، سعد اور امبر لان میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ ماہم نے سونے کا بہانہ کیا تھا اور وہ صدف کے کمرے میں آنسو بہا رہی تھی۔ کیف دونوں ماموں کے ساتھ سیاست پر تبصرہ کر رہا تھا۔

"ہواؤں کا رخ بدلا بدلا سا ہے"۔ احسن بولا تھا۔

"کن ہواؤں کا"۔ سعد بولا تھا۔

"کیف اور ماہم کا بریک اپ ہو گیا"۔ احسن نے چائے کا سپ لیا۔

"اوہ مائی گاڈ......ناٹ اگین"۔ سعد کو کوفت ہوئی۔

"سعد بھائی......احسن کی بات میں دم تو ہے......کچھ تو گڑ بڑ ہے......ایک دو دن سے وہ دونوں بات تو دور ایک دوسرے کی طرف دیکھتے بھی نہیں" صدف نے کہا۔

"exactly اس وقت بھی ماہم شاید یہ سوچ کر لان میں ہمارے ساتھ نہیں آئی کہ کیف یہاں ہوگا......اور کیف بھی یہی سوچ کر نہیں آیا ہوگا کہ ماہم یہاں ہوگی"۔ امبر بولی۔

سعد نے اپنے دونوں ہاتھ ہوا میں کیئے......"کمال ہے"۔ ہاتھ نیچے کر کے بولا۔

"تم متفق نہیں ہو کیا؟؟؟۔ کیا تمہیں محسوس نہیں ہوا کہ وہ ایک دوسرے کو avoid کر رہے ہیں"۔ سعد نے سوال کیا۔

" what the hell yaar وہ ساتھ ہوں تب بھی مسئلہ......نہ ہوں تب بھی۔ تم سب چاہتے کیا ہو؟؟"۔ سعد نے کچھ چڑ کر کہا۔

"nothing ہم تو بس یونہی ڈسکس کر رہے تھے"۔ امبر نے صفائی پیش کی۔

"ایسی ڈسکشن کا کیا فائدہ جس سے کسی کے کردار پر کیچڑ لگے۔ اول تو ایسا کچھ ہے نہیں......اگر ہوتا بھی تو وہ ہمارے کزنز ہیں......

ہمیں بات پہ پردہ ڈالنا چاہیے تھا نہ کے اچھالنا''۔سعد نے اپنی سوچ بتائی۔

"leave this topic guys ہم کیوں بے وجہ بحث کریں۔ کچھ کھیلتے ہیں''۔صدف نے بات کو بدلنا چاہ۔سب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

☆......☆......☆

ماہم اور کیف نے ایک دوسرے کو مسلسل اگنور کیا تھا۔خالہ ندا اور ماموں صفدر وغیرہ چلے گئے تھے۔ ماہم بھی جانا چاہتی تھی پر صدف نے زبردستی اپنی دوستی کے واسطے دے کر کچھ دن مزید روک لیا۔کیف بھی وہاں ہی تھا۔اب گھر میں بس سعد،صدف، کیف اور ماہم ہی بچے تھے۔کیف اب ماہم سے معافی مانگنے کا موقع ڈھونڈنے لگا تھا۔اسے اپنے الفاظ کا بہت پچھتاوا تھا۔جب تک ماموں صفدر اور خالہ ندا وغیرہ تھے اس نے معافی مانگنے کی کوشش نہیں کی صرف اس غرض سے کہ کہیں پھر انہیں اکیلا دیکھ کر کوئی ایشو نہ بنا دے۔پر اب وہ آسانی سے معافی مانگ سکتا تھا بس ایک موقع ملنے کی دیر تھی جو ماہم اسے دے ہی نہیں رہی تھی۔کیف جس جگہ آتا......وہ وہاں سے چلی جاتی۔

آخر کیف نے سوچا کہ معافی تو وہ مانگ کر ہی رہے گا چاہے زبردستی ہی کیوں نا مانگنی پڑے۔وہ صدف کے کمرے میں چلا گیا جہاں ماہم اور صدف دونوں گپیں مارنے میں مصروف تھیں۔اسے کمرے میں آتا دیکھ ماہم فوراً جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔

''نہیں نہیں ماہم......تم پلیز میرے لیے چائے بنانے مت جاؤ......مجھے تمہارے ہاتھ کی چائے پسند نہیں''۔کیف بولا اور وہ حیران سی ہو کر اسے دیکھنے لگی۔

''کون سی چائے؟ کیسی چائے''۔اسی حیران تاثر میں بولی۔

''میں یہاں صدف کو چائے کا کہنے آیا تھا......تم جا رہی تھی تو مجھے لگا تم جان گئی ہو کہ میری چائے کا ٹائم ہو گیا ہے بس اسی لیے میرے لیے چائے بنانے جا رہی ہو......ویل اٹس اوکے''۔اس نے کندھے اچکائے۔

ماہم بغیر جواب دیئے جانے لگی۔

''ارے تم بیٹھو......میں نے کہا نا......مجھے صدف کے ہاتھ کی چائے پسند ہے......کیا کمال چائے بناتی ہے صدف اب ہر کوئی تو ویسی نہیں بنا سکتا......تم بس بیٹھو یہاں......صدف تم جا کر بنا لاؤ''۔اس نے ہوشیاری دکھائی۔وہ اب ہاتھ باندھے اسے گھورنے لگی۔

صدف اپنی تعریف سن کے پھولے نا سمائی اور بھاگی گئی چائے بنانے۔

''گھورو مت......تم سے کچھ کہنا ہے''۔کیف نے کہا۔

وہ بے تاثر چہرہ لیے وہاں سے جانے لگی۔وہ جو جا رہی تھی اچانک سے رک گئی۔کیف نے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔اس نے مڑ کر نہیں دیکھا......یونہی اس کی طرف پیٹھ کیے ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرنے لگی۔

''میرا مطلب وہ نہیں تھا ماہم جو تم سمجھی ......میرے الفاظ کا چناؤ غلط تھا مگر نیت میں کوئی کھوٹ نہیں ......میں صرف اور صرف تمہیں لوگوں کی فضول باتوں سے بچانا چاہتا تھا''۔وہ جو ہاتھ چھڑانے کی جدوجہد میں تھی اب اپنی کوشش چھوڑ چکی تھی۔کیف سمجھ گیا کہ اب وہ اس کی بات سننے کے لیے تیار ہے۔اس نے ماہم کا ہاتھ چھوڑ دیا۔وہ اب بھی نہیں مڑی تھی پر وہاں سے گئی بھی نہیں تھی۔وہ نامحسوس انداز میں اپنی آنکھوں میں آئی نمی صاف کرنے لگی۔

''میں تمہیں دل سے معصوم جانتا ہوں ......اور یہ بھی معلوم ہے کہ میرے الفاظ سے تمہیں بہت تکلیف ہوئی ہے......تم اس کے لیے جو چاہے سزا دے لو......''۔وہ واقعی بہت شرمندہ تھا۔

وہ خاموش ہی رہی۔

''اچھا......چاہے کچھ مت کہو......ایک دفعہ پیچھے مڑ کر دیکھ لو''۔لہجہ التجائیہ تھا۔

وہ مڑی......بے اختیار مسکرا دی......وہ اس کے سامنے اپنے دونوں کان پکڑے کھڑا تھا۔

☆......☆......☆

ماہم اور کیف آہستہ آہستہ دوبارہ ایک دوسرے سے فرینک ہو گئے۔سعد اور صدف کے ساتھ مل کر بہت اچھل کود کرنے لگے۔وہ چاروں سارا دن ہی شغل میلہ لگائے رکھتے تھے۔کبھی وہ چاروں واک پہ چلے جاتے تو کبھی کوئی گیم کھیلنے لگتے۔یوں ہی ایک رات وہ چاروں بیٹھے گپیں ہانک رہے تھے۔کافی دیر بعد سعد کو نیند آنے لگی تو وہ سونے کے لیے چلا گیا۔صدف بھی کچھ دیر بعد سونے کے لیے چلی گئی۔ماہم کو نیند آئی تھی نہ کیف کو۔دونوں نے لڈو کھیلنے کا سوچا۔

ایک گیم لگائی......کیف ہارنے والا تھا......ماہم کی اکلوتی گوٹی ایک نمبر کے انتظار میں بیٹھی تھی......مگر قسمت۔اسے وہ ایک نمبر ہی نہ آیا اور کیف جیت گیا۔وہ بس منہ بنا کے رہ گئی۔اسے اب بدلا لینا تھا۔گیم دوبارہ شروع ہوئی۔ماہم جانے کیسے پھر سے ہار گئی۔اسے اب انسلٹ سی فیل ہوئی......کیف بھی اسے چڑانے لگا تھا۔اس نے پھر سے گیم کھیلنے کو کہا۔کیف نے بھی ہامی بھری۔وہ تیسری گیم بھی ہار گئی۔اس نے غصے میں لال پیلی ہو کر لڈو اٹھا کے نیچے پٹخ دی۔

وہ لان میں گھاس پر جا بیٹھی اور غصے سے لمبی لمبی گھاس کھینچنے لگی۔کیف بھی اسکے پیچھے باہر لان میں آ گیا۔وہ ماہم کے سامنے بیٹھ گیا......اس کے ساتھ پڑی ٹوٹی گھاس کے ڈھیر کو دیکھ کر مسکرانے لگا۔ماہم نے اسے اگنور ہی کیا اور سر جھکائے لمبی لمبی گھاس کھینچتی رہی۔

کیف نے گلہ کھنکارا......اس نے کوئی رسپانس نہ دیا۔

''تمہیں پتا ہے ماہم شیکسپیئر کیا کہتا ہے؟''۔انداز شرارتی تھا۔

''کیا کہتا ہے''۔منہ پھلائے، سر جھکائے بولی۔

''شیکسپیئر کہتا ہے کہ ہار کر غصہ کرنے والوں کی ناک دو فٹ لمبی ہو جاتی ہے''۔ ماہم نے سر اٹھایا اور گھور کر کیف کو دیکھا۔

''نہیں، نہیں تم غصہ کر سکتی ہو تمہاری ناک کافی چھوٹی ہے نا...... تھوڑی سی لمبی ہو جائے گی تو اچھی ہی لگے گی''۔ وہ اسے چڑانے کے موڈ میں تھا۔

''اور آپکی ناک بھی تو سموسے جیسی ہے''۔ وہ چڑ کر بولی۔

''ویل پکوڑے جیسی ناک تو سنا تھا پر یہ......'' وہ بول ہی رہا تھا کہ ماہم فوراً بات کاٹتے ہوئے بولی۔

''اب بھئی جیسی ناک ہو گی ویسی ہی بولوں گی نا''۔

کیف اس بھولے انداز پر مسکرایا۔

''پھر تو آج سے تمہارا نام پھینو ہے''۔

''ہائیں؟؟ وہ کیوں''۔

''اب بھئی چھینی سی ناک والی کو پھینو ہی بلائیں گے نا''۔ وہ زور سے اس کی ناک کھینچتے ہوئے بولا۔ وہ بھی مسکرا دی۔

''اچھا ماہم ایک بات پوچھوں''۔ کیف اب ذرا سنجیدہ ہو کر بولا۔

''دو پوچھ لیں''۔ وہ شرارت سے بولی۔

''اگر کوئی لڑکا کسی لڑکی کو پسند کرتا ہو اور وہ یہ بات بھی جانتا ہو کہ اسکے گھر والے کبھی نہیں مانیں گے تو وہ کیا کرے؟'' اس نے اچانک ہی عجیب سا سوال کر ڈالا۔ پہلے تو وہ کچھ حیران ہوئی کہ اچانک یہ ٹاپک کہاں سے آ گیا...... پھر لاپرواہی سے بولی۔

''گھر والوں کو منائے اور کیا''۔

''گھر والوں کے مان جانے کی کوئی امید نہ ہو تو؟'' وہ مزید سنجیدہ ہو کر بولا۔

''تو وہ اس لڑکی کو بھول جائے''۔ وہ اب بھی لاپرواہی سے بولی تھی۔

''اور اگر وہ بھول نہ سکتا ہو تو؟'' کیف نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔ ایک پل کے لیے ماہم کو لگا کہ وہ اپنی اور اسکی بات کر رہا ہے...... پھر وہ اسے اپنا وہم ہی سمجھی۔

(بھلا وہ کیوں ایسا سوچیں گے...... ہمارے درمیان تو ایسا کچھ ہے ہی نہیں...... نہ ہو سکتا ہے...... ضرور امبر کی طرف اشارہ ہے ان کا...... مجھے خود ہی تو روکا تھا ذکر کرنے سے...... اب خود ہی اشاروں میں اس کو پانے کے لیے مشورہ مانگ رہے ہیں...... ہونہہ...... ابھی مزہ چکھاتی ہوں)

''ہمم...... نہیں بھول سکتا تو وہ مجنوں بن جائے...... اپنا گریبان چاک کرے...... اور صحرا میں امبر امبر چلانے لگے''۔ وہ دبی

مسکراہٹ سے بولی۔

''امبر''؟؟؟اس نے ماتھے پہ بل ڈالا۔

''میرا مطلب ہے لیلیٰ......لیلیٰ لیلیٰ چلائے۔''وہ ایسے بولی جیسے امبر غلطی سے کہہ بیٹھی ہو۔

''میں سیریس ہوں ماہم''۔لہجہ سنجیدہ تھا۔

''ہمم......ہمم......تو سیریس سولیوشن بھی ہے میرے پاس......وہ رانجھا کی طرح نیلا تھوتھا کھالے......اور تھوڑا اسے بھی کھلادے''۔وہ من ہی من اپنے الٹے مشوروں پر ہنس رہی تھی۔کیف کے چہرے کا اڑتا رنگ اسے اچھا لگ رہا تھا۔

''نیلا تھوتھا''؟؟اس نے ابرو چڑھائے۔

''نیلے تھوتھے کا نہیں پتا؟؟ارے بابا زہر اور کیا''۔شوخ سے انداز میں بولی۔

''تم یہاں بیٹھ کے جگتیں مارو......میں چلا''۔ناراض لہجہ میں بولا۔

''ارے بابا......سوال ہی ایسا تھا جس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا......اس دنیا میں کچھ بھی ناممکن نہیں......لوگ تو خدا تک کو بھول جاتے ہیں......پھر کسی انسان کی کیا اوقات کہ اسے ساری زندگی یاد رکھا جائے''۔اب کی بار وہ لاپرواہی سے نہیں بلکہ سنجیدگی سے بولی تھی۔

وہ خاموش رہا......اسے جواب مل چکا تھا۔

☆......☆......☆

صدف اور ماہم دونوں مل کے صدف کے کمرے کی صفائی کرنے میں لگے تھے۔صدف شیشے کی میز صاف کر رہی تھی اور ماہم بستر کی چادر سیٹ کر رہی تھی تبھی دروازے کے سامنے سے کیف گزرا......وہ شاید کچن کی طرف جا رہا تھا۔

''یا خدا......آج کیف بھائی کتنے پیارے لگ رہے ہیں نا''۔صدف نے کیف کو آنکھیں پھاڑ کے دیکھتے ہوئے کہا۔

ماہم کا رخ دروازے کی مخالف سمت میں تھا وہ فوراً پیچھے مڑ کر دیکھنے لگی......مگر تب تک کیف جا چکا تھا......وہ پھر سے چادر سیٹ کرنے لگ گئی۔

''جا کر دیکھتے ہیں انکو''۔صدف نے ڈسٹنگ والا کپڑا میز پر ہی پھینک دیا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

''تم پاگل ہو صدف؟۔وہ سوچیں گے کہ یہ دونوں ہر وقت میرے پیچھے لگی رہتی ہیں''۔ماہم نے چڑ کر کہا۔

''ارے یار......ہینڈسم لگ رہے ہیں......تعریف سننے کا حق بنتا ہے ان کا......ہم تھوڑی تعریف کر آئیں گے بس''۔صدف نے کندھے اچکائے۔

''نہیں......زیادہ سر پر نہ چڑھاؤ ان کو......ویسے بھی ان کی تعریف کرنے والی آجائے گی''۔اس کا اشارہ امبر کی طرف تھا۔

"کون آ جائے گی"۔ صدف متجسس سی اسے گھورنے لگی۔ وہ بات کر کے پھنس گئی......اب بات کو ٹالنا لازم تھا۔

"چلو......چلو......تعریف کر کے آئیں"۔ بولتے ہی وہ کمرے سے باہر نکل آئی......صدف بھی پیچھے ہی ہولی۔

☆......☆......☆

کیف مامی کوثر کے ساتھ پیکیں لگا رہا تھا اور مامی اسکے لیئے اسٹرابری ملک شیک بنا رہی تھیں۔ وہ واقعی بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔ فل بلیک سوٹ شاید ہی کسی پر اتنی اچھا لگتا ہوگا......تازہ کلین شیو کی وجہ سے رنگ بھی نکھرا نکھرا سا تھا۔ وہ واقعی غضب کا لگ رہا تھا۔ ایک لمحے کو ماہم کے دل میں خیال آیا کہ بہت خوش نصیب ہوگی وہ جس کے نصیب میں کیف ہے۔

"کیا بات ہے کیف بھائی......آج تو بڑے کمال لگ رہے ہیں"۔ صدف بولی۔

"کمال لوگوں کے گھر میں رہ کر میں بھی کمال ہوگیا ہوں"۔ وہ مسکرایا۔

صدف ہنس دی۔ ماہم کچھ کہنے لگی لیکن کیف نے منہ پھیر لیا۔ وہ اب مامی سے باتیں کرنے لگا۔ اس نے ماہم کو ایسے اگنور کیا جیسے وہ ہے ہی نہیں جبکہ صدف کے ساتھ وہ نارمل ہی رہا شاید نارمل سے بھی زیادہ۔ وہ بار بار صدف کی پتلی سی چٹیا کھینچ لیتا......جس پر وہ بار بار چڑ رہی تھی اور وہ چڑا رہا تھا۔

ماہم نے وہاں خود کو غیر ضروری سمجھا......سو وہ کچن سے باہر نکل آئی......کچھ دیر یہاں وہاں پھرتی رہی پھر لاؤنج میں ایل۔ای۔ڈی پر کوئی ڈرامہ لگا کر دیکھنے لگی۔ اسے کیف کا یوں اگنور کرنا بہت برا لگا تھا۔ وہ ہرٹ بھی ہوئی تھی۔ وہ اپنی سوچوں میں کھوئی کھوئی ڈرامہ دیکھ رہی تھی کہ اس نے لاؤنج کے باہر کیف کی آواز سنی۔ غالباً وہ موبائل پر کسی سے بات کر رہا تھا......اس نے فوراً ریموٹ اٹھایا اور آواز آہستہ کی......اب وہ کان لگا کر سننے لگی۔

"جی امی......بالکل امی......ہمم......اچھا......جی......ہاں جی بس آنے والا ہوں، شاید آج ہی آ جاؤں......جی اپنا بہت خیال رکھ رہا ہوں......اوکے امی......اللہ حافظ......"

کیف کی آواز اب نہیں آ رہی تھی......غالباً کال بند ہو چکی تھی۔

(وہ چلے جائیں گے......وہ کیوں جا رہے ہیں......)۔ اس کے جانے کا سن کر وہ مزید اداس ہو گئی تھی۔

"تم بغیر آواز کے ڈرامہ دیکھتی ہو"۔ صدف لاؤنج میں آ چکی تھی۔

"ہاں"۔ ماہم بے خیالی میں بولی۔

"ہاں؟؟؟؟" صدف نے نا سمجھنے والے انداز میں کہا۔

"ہاں......میرا مطلب نہیں تو"۔ وہ اب خیالوں سے باہر آ چکی تھی۔

''کیف بھائی ہینڈسم لگ رہے تھے نا۔'' صدف نے ہمیشہ کی طرح کیف کا موضوع اٹھا لیا۔

''ہاں اچھے لگ رہے تھے ویسے کہاں ہیں وہ؟''

''وہ تو سعد بھائی کے ساتھ اپنے کسی دوست کے پاس جا رہے ہیں بول رہے تھے کہ اب رات کو واپس آئیں گے...... دوپہر کے کھانے پر انکا انتظار نہ کیا جائے''۔ صدف نے بتایا۔

☆......☆......☆

ماہم کا دن آج گزرنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا...... وہ بار بار گھڑی کی جانب دیکھتی ...... کبھی چہل قدمی کرنے لگتی۔ وہ اس انتظار میں تھی کہ شاید کیف دن میں ہی آ جائے۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا واقعی کیف اسے اگنور کر رہا تھا یا یہ اس کا وہم ہے۔ وہ اگر کر رہا تھا تو آخر کیوں؟ ایسا کیا ہو گیا؟؟ کل تک تو وہ بالکل ٹھیک تھا۔ اور اچانک سے اس نے جانے کا ارادہ کیسے کر لیا۔ کل تک تو اس کا ایسا کوئی ارادہ نہ تھا۔ پھر کیوں؟ وہ بہت سے سوالات میں گھری ہوئی تھی۔ کبھی تو وہ یہ بھی سوچنے لگتی کہ وہ یہ سب کیوں سوچ رہی ہے؟ مگر دل کے ہاتھوں مجبور پھر سے وہی سب سوچنے لگتی۔

رات کے آٹھ بج گئے تھے...... اب وہ اور بھی بے چین ہو گئی تھی۔ رات ہو چکی تھی اب تک تو کیف کو آ جانا چاہیے تھا...... مگر وہ اب تک نہیں آیا تھا۔ وہ من ہی من اسے کوسنے لگی...... (رات کا بولا تھا ہونہہ...... رات تو کب سے ہو گئی...... صاف بول کے جاتے نا کہ آدھی رات لگا کر آؤں گا)۔

نو بج گئے وہ اب بھی نہیں آیا تھا۔ وہ کیوں اضطراب میں ہے یہ وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔ پورے دس بجے ڈور بیل بجی تھی۔ اس کا دل زور سے دھڑکا تھا۔ ماموں دروازہ کھولنے جا ہی رہے تھے پر وہ ان سے بھی پہلے جا پہنچی اور فٹ سے دروازہ کھول دیا۔ سامنے سعد اور کیف تھے۔ سعد نے اسے سلام کیا...... اور کیف اسے اگنور کیے آگے بڑھ گیا۔ اس کا رویہ ایسا تھا جیسے دروازہ کھولنے کوئی آیا ہی نہیں...... جیسے وہاں کوئی تھا ہی نہیں۔

ماہم کیف کے اس رویہ پہ اتنی حیران تھی کہ وہ سعد کے سلام کا جواب بھی نہ دے سکی۔ وہ بس گم صم سی ہو کر رہ گئی۔ اس کا دل دکھ رہا تھا کیف کے ایسے رویے پہ۔ سعد نے اسے کھویا ہوا دیکھ کر اسکی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی۔

''ارے میڈم دروازہ کھولنے سے پہلے کم از کم پوچھ تو لیتی کہ کون ہے؟''۔

''میں جانتی تھی کہ کون ہے''۔

سعد نے ہوا میں ہاتھ اٹھائے اور کمال ہے کہہ کر چلا گیا۔

☆......☆......☆

لاؤنج میں سب گھر والے اکٹھے چائے پی رہے تھے۔ کیف سب سے باتیں کرتا رہا مگر ایک نظر بھی ماہم کو نہیں دیکھا۔

"میں کل ہی چلا جاؤں گا ماموں...... میں تو آج ہی جا رہا تھا پر سعد نے جانے نہیں دیا"۔ کیف نے ماموں کو بتایا۔

"اتنی جلدی بھی کیا ہے بیٹا۔ کچھ دن اور یہاں رک جاؤ...... جب یونیورسٹی اوپن ہو جائے تب ایک ہی بار چلے جانا" اظہر نے جواب دیا۔

"امی بہت یاد کر رہی ہیں...... ان کی کافی دنوں سے کالز آ رہی ہیں...... میں اب تک تو ٹالتا ہی آیا ہوں...... پر اب نہ گیا تو امی نے گھر داخل ہوتے ہی جوتوں سے استقبال کرنا ہے"۔ اس نے ہنس کر کہا تھا۔

ماہم بس اسے ہی دیکھ رہی تھی...... وہ دیکھ رہی تھی کہ سب کے ساتھ ہی وہ ویسا ہی ہنستا...... بولتا کیف ہے...... پھر اس سے کیوں بے رخی برت رہا ہے۔

"بیٹا اب تو تم ویسے بھی کراچی چلے جاؤ گے ایم۔ ایس۔ سی کرنے...... اپنی امی سے کہو کہ عادت ڈال لیں...... تمہارے بغیر زیادہ دن رہنے کی"۔ کوثر نے کہا۔

کیف جواب میں بس مسکرا دیا...... تب سعد بولا۔

"یار کچھ دن رہ جاؤ...... جب تمہاری یونیورسٹی کھل جائے گی تب تم ویسے بھی عید کا چاند ہو جاؤ گے"۔

"ارے یار!!!! میں سکھر سے کراچی جا رہا ہوں امریکہ نہیں...... چند گھنٹوں کا فاصلہ ہے...... جب دل کیا بس پکڑوں گا اور آ جاؤں گا اور ویسے بھی......" کیف ابھی بول ہی رہا تھا کہ صدف نے بات کاٹ دی۔

"جانے بھی دیں کیف بھائی...... کراچی جا کر آپ کا دل ہی نہیں کرنا سکھر آنے کا"۔

"ارے کیوں دل نہیں کرے گا کیف کا...... اپنا شہر اپنا ہوتا ہے"۔ کوثر بولی۔

"امی سمجھا کریں نا"۔ صدف نے سمجھا پر زور دے کر کہا۔ "اب وہاں کی رونق دیکھنے کے بعد کیف بھائی واپس تھوڑا آئیں گے"۔

"رونق سے کیا مراد ہے بتانا ذرا"۔ سعد صدف کے کان کھینچتے ہوئے بولا۔

"آہ بھیا...... کان چھوڑیں......"۔ صدف نے سعد کا ہاتھ پکڑ کے پیچھے کیا اور شرارت سے بولی۔

"عقلمندوں کے لیئے اشارہ کافی ہے"۔ سب اس بات پر ہنس دیئے سوائے ماہم کے۔ وہ مسلسل خاموش ہی تھی۔

"کر دی نا پینڈو والی بات۔ بڑے شہروں میں انسان کچھ بننے جاتا ہے رونقیں دیکھنے نہیں"۔ کیف بولا۔

"ابھی تو آپ کراچی گئے نہیں اور ہم سکھر والے پینڈو لگنے لگ گئے"۔ اب کی بار ماہم بولی تھی...... وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ کیف اس کی بات کا جواب دیتا ہے یا نہیں...... اس کی طرف دیکھتا ہے یا نہیں۔

''باقی سب باتیں ایک طرف...... ماموں آج آپ نے کوئی سیاسی موضوع نہیں چھیڑا''۔ وہ اظہر کی طرف دیکھ کر بولا۔ اس نے ماہم کی بات کو ایسے اگنور کیا جیسے کچھ سنا ہی نہیں۔ اب اس کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی تھی...... اس نے خالی چائے کے کپ اٹھانا شروع کیئے اور کچن میں رکھنے کے لیے چلی گئی۔ وہ اب وہاں مزید بیٹھ کر اپنا دل نہیں دکھانا چاہتی تھی۔

''ابھی چھیڑے دیتے ہیں''۔ اظہر قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔

وہ سب اب سیاست کو لے کر بیٹھ گئے تھے۔ پھر جانے کیا کیا گپیں لگاتے رہے تھے۔ ماہم پھر واپس نہیں آئی تھی۔

☆......☆......☆

وہ بستر پر سونے کی غرض سے لیٹی تھی پر نیند تھی کہ کوسوں دور تھی۔ وہ اپنے خیالوں میں کسی بھٹکے مسافر سی اپنے سوالوں کا جواب ڈھونڈنے لگی۔

اس نے دہرایا کل سارے دن کے واقعات کو...... سب کچھ نارمل تھا...... ایسا تو کچھ نہیں تھا جس پر وہ یوں ناراض ہو جائیں۔ کیا اب بھی وہ بدنامی کے ڈر سے اسے avoid کر رہے ہیں...... پر ایسا کیسے ہو سکتا ہے...... باتوں کو غلط رنگ دینے والے لوگ تو اس گھر سے جا چکے تھے۔ اب تو ایسا کوئی بھی نہ تھا جو ایسی الٹی باتیں سوچتا اور پھیلاتا۔ سعد تو بیسٹ فرینڈ ہے کیف کا...... اور صدف بھی تب تک نہیں کچھ کہتی جب تک کہ کوئی اور اس طرف دھیان نہ دلائے...... پھر آخر کیا وجہ ہو سکتی ہے اس بے رخی کی۔ ویسے بھی اگر وہ بدنامی کے ڈر سے اس سے دور جاتے تو اسے بتا دیتے...... جیسے پہلے بتایا تھا۔ ہزاروں سوال پر جواب کوئی نہیں۔ اب وہ مزید سوچنے لگی تھی۔

کل رات میرے الٹے مشوروں کا برا تو نہیں منا لیا؟؟ لیکن نہیں...... وہ کیوں برا منائیں گے۔ وہ تو سب مذاق تھا اور وہ اتنے بھی امیچیور نہیں کہ مذاق سے منہ پھلا لیں۔ کہیں یہ میری غلط فہمی تو نہیں کہ وہ مجھے اگنور کر رہے ہیں...... پر نہیں...... غلط فہمی ایک بار ہو سکتی ہے...... بار بار نہیں۔

پر میں کیوں اتنا سوچ رہی ہوں؟؟ مجھ سے نہیں بولتے تو نہ بولیں...... بھاڑ میں جائیں۔ پر وہ مجھ سے بول کیوں نہیں رہے۔

انہی سوالوں جوابوں میں الجھتے الجھتے جانے کب نیند نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا۔

☆......☆......☆

ماہم صبح کچھ جلدی اٹھ گئی تھی۔ اس نے جلدی جلدی نہا دھو کر ہلکے سبز کلر کا کرتا اور جینز پہن لی۔ اب وہ کچن میں گھس گئی جہاں پہلے سے ہی کوثر سب کے لیے ناشتہ بنانے میں مصروف تھی۔

''صبح بخیر مامی''۔ اس نے مسکرا کر صبح کا سلام کیا تھا۔

''صبح بخیر...... صبح بخیر...... آج کچھ جلدی کیوں اٹھ گئی؟ خیریت تو ہے نا''۔ ان کو واقعی اسے صبح صبح دیکھ کر حیرت ہوئی تھی۔ کیونکہ

ان سب کی تو روٹین تھی دیر تک جاگنا اور صبح دیر تک سونا۔

''بھوک سے آنکھ کھل گئی مامی......دل چاہ رہا تھا کہ آج آلو کے پراٹھے کھاؤں تو بس آ گئی کچن میں''۔اس نے وجہ بتائی۔

''ابھی بنائے دیتی ہوں......جی بھر کے کھانا''۔انہوں نے پیار سے کہا تھا۔

''نہیں......نہیں مامی۔پراٹھے میں بناؤں گی......وہ بھی آپ سب کے لیے اپنے ہاتھوں سے......ذرا میرے ہاتھ کے بھی تو آپ سب کھا کر دیکھیں''۔کوثر اس کی بات سن کر مسکرانے لگی۔

کیف نے اسے ایک بار بتایا تھا کہ آلو کے پراٹھے اسے ناشتے میں بے حد پسند ہیں......بس اسی لیے وہ آلو کے پراٹھے بنانے آ گئی تھی تا کہ اگر کیف کسی بات سے ناراض بھی ہے تو مان جائے۔

☆......☆......☆

صبح ناشتے کے لیے سب اکٹھا ہو چکے تھے۔ماہم بس اسی انتظار میں تھی کہ جلدی سے کیف اس کے ہاتھ کے پراٹھے کھائے۔

''آج آلو کے پراٹھے ماہم نے بنائے ہیں......میں نے کچن میں چکھ کے دیکھے تھے بہت مزیدار ہیں''۔کوثر نے سب کو بتایا۔

ماہم اب کیف کو دیکھنے لگی......مگر کیف نے اس بات پر کوئی رسپانس نہ دیا تھا۔

''دیکھنے میں ہی بہت لذیز ہیں''۔صدف نے اپنی پلیٹ میں پراٹھا ڈالتے ہوئے کہا۔

''تم بس دیکھ کر ہی پیٹ بھرا کرو موٹی......کھانے کے لیے ہم ہیں نا''۔سعد نے اس کی پلیٹ چھینتے ہوئے کہا۔

''اب تم دونوں بلیوں کی طرح لڑنے مت بیٹھ جانا......ماہم نے بہت سارے بنائے ہیں......دونوں جی بھر کے......بغیر لڑے کھاؤ......ارے کیف تم بھی لو نا......ورنہ یہ دونوں تمہارا حصہ بھی کھا جائیں گے''۔کوثر اپنے کپ میں چائے ڈالتے ہوئے بولیں۔

''مامی مجھے آلو کے پراٹھے تو کیا......آلو ہی نہیں پسند''۔کیف نے اپنی بریڈ پر جام لگاتے ہوئے کہا۔

ماہم جو بڑی پر جوش تھی کہ کیف پراٹھے کھائے گا......پھر اس میں نقص نکال کر ماہم کی کھنچائی کرنے لگے گا......ایسا کچھ بھی نہ ہوا تھا۔بلکہ اس نے تو ماہم کے ہاتھ کے بنے آلو کے پراٹھے چکھنا تک گنوارا نہ کیا تھا۔

''ارے بھئی......تمہیں پسند ہوں نہ ہوں......مجھے تو بڑے پسند ہیں......اور ماہم بیٹی کے ہاتھ کے بنے کی تو کیا ہی بات ہو گی......لاؤ بھئی کوثر تم کیف کا حصہ بھی مجھے ہی دے دو''۔اظہر نے کہا تھا۔

''آپ پراٹھوں پر نہیں......اپنے کولیسٹرول پر دھیان دیں......'' کوثر فکریہ انداز میں بولی......پھر کھانے کی ٹیبل سے جاتے ہوئی ماہم کو دیکھ کر بولیں۔

''تم کہاں جا رہی ہو......اتنے شوق سے بنائے تھے تم نے اور کھائے بھی نہیں''۔

”بناتے بناتے ہی پیٹ بھر گیا تھا امی ...... کچھ دیر تک پھر بھوک لگے گی تو کھا لوں گی...... آپ کھائیں نا“۔ وہ کس لیے کھاتی؟ جس کے لیے اس نے بنائے تھے جب اس نے ہی نہیں کھائے تو وہ کھا کر کیا کرتی۔

☆......☆......☆

وہ صدف کے کمرے میں چہل قدمی کرنے لگی۔ سوچنے لگی کہ اب وہ ایسا کیا کرے کہ جس سے کیف اس سے بات کرے...... کم از کم اسے اپنی بے رخی کی وجہ ہی بتا دے۔ اس نے فیصلہ کیا کہ کیف کے جانے سے پہلے وہ اس سے ضرور بات کرے گی...... اس سے اس کے ایسے رویے کی وجہ ضرور پوچھے گی۔ اور اسے بتانے ہی ہوگا کہ آخر کیوں وہ اسے اگنور کر رہا ہے؟؟ آخر کیوں ایک ہی رات میں اس کا رویہ سرے سے ہی بدل گیا۔ کل تک جو اس سے بہت فرینک تھا...... آج وہ کیوں اجنبی سا بنا ہوا ہے۔

☆......☆......☆

کیف اپنا سامان پیک کر رہا تھا...... وہ اس وقت کمرے میں اکیلا تھا...... موقع دیکھ کر ماہم بھی کمرے میں چلی آئی۔

”آپ ناراض ہیں مجھ سے؟“ وہ بہت سہم کر بولی تھی۔ سامنے سے کوئی جواب نہیں آیا جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہ ہو۔ اسے غصہ بھی آیا اور دکھ بھی ہوا...... اس کا دل تو چاہ کہ کیف کو کہہ ڈالے کہ ”بھاڑ میں جائیں آپ“۔

پر اسے وجہ جاننی تھی...... اس لیے اس نے اپنے غصے کو سائیڈ پر رکھا اور پھر سے بولی۔

”میں آپ سے بات کر رہی ہوں کیف...... کیا مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے“۔

”نہیں“۔ کیف اب بھی اپنی پیکنگ میں ہی لگا ہوا تھا۔ اس نے ماہم کی طرف دیکھا بھی نہیں تھا۔ اور اب اس مختصر سے جواب پر ماہم کا دل مزید دکھا تھا۔ پر کم از کم اب وہ جواب تو دینے لگا تھا۔

”پھر آپ مجھ سے بات کیوں نہیں کر رہے؟ میں کل سے دیکھ رہی ہوں آپ کا رویہ میرے ساتھ عجیب ہے...... جیسے میں exist ہی نہیں کرتی“۔ وہ کچھ تلخی سے بولی تھی۔

”چلی جاؤ ماہم......“۔ وہ بھی تلخی سے بولا تھا۔

”اچھا مذاق ہے کیف عالم...... جب دل چاہ کسی سے فرینکنس بڑھا لی...... جب دل چاہ منہ پھیر لیا...... میں یہاں آئی تھی کہ شاید میرا ایک بہت پیارا کزن مجھ سے کسی بات پر ناراض ہے...... مجھے اسے منانا چاہیے...... پر اب لگ رہا ہے کہ آپ ہیں ہی ایسے ...... نہایت ہی فضول انسان“۔ وہ اب غصے میں آ چکی تھی۔

وہ اب اپنا بیگ پیک کر چکا تھا...... اس نے ماہم کی اس بات پر کوئی رسپانس نہ دیا اور بیگ اٹھائے کمرے سے جانے لگا۔ وہ اس کی بات کو ایک دفعہ پھر سے اگنور کر کے جا رہا تھا...... ماہم کو اپنی انسلٹ سی فیل ہوئی جیسے اس کی کسی بھی بات کی کوئی اہمیت ہی نہیں...... جیسے وہ واقعی exist ہی نہیں کرتی۔

”بھاڑ میں جائیں آپ“۔ آخر اس نے غصے میں کہہ ہی ڈالا۔ وہ جو جا رہا تھا...... یہ سن کر اپنے قدم روک لیے...... پیچھے مڑ کر بولا۔

”لوگ تو خدا کو بھول جاتے ہیں...... میں تو بس ایک انسان کو بھولنے کی کوشش کر رہا ہوں“۔

کیف نے ایک ہی جملے سے ماہم کے سر پر بم پھوڑا تھا۔ وہ دھماکہ کر کے جا چکا تھا۔ کچھ دیر اس نے وہاں رک کر دیکھا بھی نہیں کہ اسکے بم نے کیا تباہی مچائی ہے۔

ماہم اب سب سمجھ چکی تھی...... اسے اس کے سارے سوالوں کے جواب مل چکے تھے...... اس رات کیف اسی کو پسند کرنے کی بات کر رہا تھا اور اسی کے لیے ہی مشورہ مانگ رہا تھا...... اور اب اسی کے مشورہ پر عمل کر رہا تھا...... پر وہ کم عقل سمجھی ہی نہیں۔

❁ ❁

ناول **ہم نوا تھے جو** ابھی جاری ہے۔ **دوسری** قسط اگلے ماہ کی 10 تاریخ کو پیش کی جائے گی

شام کے چار بجے وہ کل رات والے سیاہ کرتا، پاجامہ میں ہی ملبوس تھی..... بالوں کو ڈھیلی چوٹی میں مقید کر رکھا تھا۔آج صبح ہی تو اس نے بال سلجھائے تھے اور بڑے ناز سے سلجھائے تھے۔شیشے میں اپنا عکس دیکھا تھا....اور بڑے ناز سے دیکھا تھا۔وہ اپنی نظر میں اپنا جو مقام کھو چکی تھی وہ ان تین مہینوں میں اسے ملنے ہی تو والا تھا۔

بھلا یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ کیف عالم اسے کھو دے....نہیں وہ نہیں کھو سکتا تھا۔ بھلا وہ ماہم قریشی کو کیسے کھو سکتا ہے.....اسے یقین تھا اس بار وہ اسے مایوس نہیں کرے گا....کیونکہ اس بار ماہم نے صاف لفظوں میں ہی تو کہا تھا...یا وہ ماہم قریشی کو اپنا لے...یا کھو دے۔

صبح کے وقت جو امید کی کرن اس کے دل و دماغ پہ راج کر رہی تھی اور آنکھوں کی چمک بنی ہوئی تھی وہ دوپہر تک مدھم ہو چکی تھی اور شام تک کسی ان چاہی مایوسی میں بدل چکی تھی۔

صبح کے وقت وہ جو چائے کے سپ لیتے ہوئے بھی اپنے آپ میں ہی مسکرا رہی تھی ...تو کبھی شرما رہی تھی....وہ شام کی چائے کے وقت عجیب ذہنی کیفیت کا شکار ہو چکی تھی۔

اس کا دل یہ سوچ سوچ کر ڈوبنے لگا تھا کہ کہیں کیف ناکام ہوا تو؟؟؟ کہیں اپنی محبت کو ہمیشہ کے لیے پا لینے کے بجائے اس نے ہمیشہ کے لیے کھو دیا تو؟؟؟

وہ اپنے ہاتھ میں چائے کا کپ لیے اپنے کمرے کے فرش پہ ہی بیٹھی تھی....اداسی کے لمحوں میں اسے زمین بہت بھاتی تھی....اور اسی طرح مسرت کے لمحوں میں بھی یا شاید ہمیشہ ہی۔

کیف کل رات کو سکھر سے کراچی کے لیے روانہ ہوا تھا.....وہ اس وقت بھی اپنی اور کیف کی آخری ملاقات یاد کر رہی تھی...اس نے کیف کو تین ماہ کا وقت دیا تھا....تین سال کے انتظار کے بعد آخری تین ماہ کا وقت۔

اس کے لبوں پہ ایک غمگین مسکراہٹ ابھری.....بھر بھوری آنکھوں میں کچھ نمی اتری....اس نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور ہاتھ میں پکڑے چائے کے کپ کو لبوں سے لگایا۔

ساتھ ہی موجود موبائل فون پر اس کی پسندیدہ اور مخصوص رنگ ٹون بجنے لگی تھی....وہ جانتی تھی کس کی کال ہے....سیل فون اٹھا کر اس نے چیک کرنے کی زحمت نہ کی تھی....نا ہی کال کاٹ کر وہ کال کرنے والے کو یہ باور کروانا چاہتی تھی کہ وہ اس کی کال دیکھ رہی ہے۔

ایک کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری...لگاتار کالز آ رہی تھیں...کالز کا سلسلہ تھمنے میں نہیں آ رہا تھا۔وہ ان تین سالوں میں ہمیشہ یوں ہی تو کیا کرتا تھا۔

"آج بھی وہ سمجھ گئی تھی کہ اگنور کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے....وہ اتنی دیر میں چائے بھی پی چکی تھی۔اس نے خالی چائے کا کپ

زمین پر رکھا تھا اور ایک عجیب سی الجھن کے ساتھ اپنا سیل دیکھا تھا.....اسکرین پر کیف کالنگ ابھی بھی جگمگ کر رہا تھا۔

اس نے کال کاٹ دی.....اور میسج ٹائپ کرنے لگی.....اس نے ابھی دو لفظ بھی ٹائپ نہیں کیے تھے کہ ایک دفعہ پھر اسکرین پر کیف کا نام جگمگانے لگا تھا اور اس کی پسندیدہ رنگ ٹون بجنے لگی تھی۔

اسے اب کچھ کوفت سی ہوئی تھی.....اس نے ایک دفعہ پھر سے کال کاٹی اور بہت تیزی سے میسج ٹائپ کرنے لگی.....اس بار وہ کامیاب ہوئی تھی....اگلی کال آنے سے پہلے ہی وہ اپنا میسج بھیج چکی تھی۔

اب اگلی آنے والی کال اس نے بڑے سکون سے کاٹی تھی۔وہ اس امید میں تھی کہ اس کا میسج پڑھتے ہی کیف کو یاد آ جائے گا کہ اگلے تین ماہ تک وہ ماہم سے رابطہ نہیں کر سکتا۔مگر ہائے امید... بات پھر سے وہیں آ رکی تھی کہ امیدیں ہی تو سارے کام خراب کرتی ہے۔

اس کی امید کے برعکس وہ پھر سے اسے کالز کرنے لگا تھا.....اس بار ماہم کو کچھ کھٹکا تھا.....نہ چاہتے ہوئے بھی اس نے کال اٹینڈ کی اور سیل اپنے کان سے لگایا۔اس سے پہلے کے وہ ہیلو کہتی.....کیف نے اس پر جو انکشاف کیا تھا وہ اس پر بجلی گرانے کے لیے کافی تھا.....کیف نے جو چند فقرے کہے تھے وہ اس کی جان لینے کو بھی کافی تھے.....اس کی سماعتوں تک جو الفاظ گئے تھے وہ اسے ہمیشہ کے لیے مفلوج کر دینے کے لیے بھی تو کافی تھی۔

امید...امید کا یوں لمحوں میں ٹوٹ جانا.....کسی کے وجود کی کرچیاں کر ڈالنا.....کسی کے سر سے آسمان چھین ڈالنا۔

وہ اپنی بات مکمل کر کے جانے کب سے کال کٹ کر چکا تھا.....پر وہ.....وہ تھی کہ اب تک سیل فون اپنے کانوں سے لگائے ہوئے تھی۔

دل نے کہا تھا کہ نہیں یہ مذاق کیا گیا ہے.....بیہودہ مذاق.....جان لیوا مذاق۔

مذاق کیا گیا تھا یا شاید وہ خود ہی ایک مذاق بن چکی تھی۔

☆......☆......☆

کیف کے ماموں اظہر کے گھر سے جانے کے دو دن بعد ہی ماہم بھی اپنے گھر واپس آ گئی تھی۔صدف نے تو اسے مزید بھی وہاں رکنے کا کہا تھا پر وہ اپنے گھر آ کر اپنی تنہائی میں دل کھول کے رونا چاہتی تھی۔کس بات پر رونا چاہتی تھی یہ اس کی سمجھ سے بھی باہر تھا۔

وہ دو دن ماموں اظہر کے گھر پر گھٹ گھٹ کے سانس لیتی رہی تھی......وہ بامشکل ہی خود کو نارمل رکھ پائی تھی.....اسے دکھ پہنچا تھا..... پر کیوں...کس لیے...کس بات کا.....یہ سب وہ نہیں جانتی تھی..... ہاں مگر اتنا ضرور جانتی تھی کہ وہ بہت ہرٹ ہوئی ہے۔

زندگی میں انجانے دکھ بھی تو ملا کرتے ہیں....جن سے ہمارے دل و دماغ کی کوئی واقفیت ہی نہیں ہوتی۔

وہ اپنے گھر واپس آنے کے بعد ایک پورا دن آنسو بہاتی رہی تھی.....اس نے اپنے اندر کا سارا غبار نکالا تھا....جو بوجھ وہ اٹھائے ماموں کے گھر سے آئی تھی....اس بوجھ کو ہلکا کرنے کی کوشش کی تھی۔

فطری طور پر وہ کوئی روتلو ٹائپ لڑکی نہیں تھی...وہ بہت کم رویا کرتی تھی...اور کسی کے سامنے رونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا......مگر جب سے کیف عالم اس کی زندگی میں آیا تھا وہ کچھ زیادہ ہی حساس ہو چکی تھی....ایک روتلو لڑکی کا کردار بخوبی نبھا رہی تھی۔

پہلے وہ گیم میں کیف کی وجہ سے ہی روئی تھی.....پھر بار بار کیف ہی اس کی آنکھوں کی نمی کی وجہ بنا تھا۔

کچھ لوگ ہماری زندگی میں کسی بہار کی طرح آتے ہیں جو انجانے میں بھی ہمارے چہرے پہ مسکان بکھیر دیتے ہیں....اور کچھ لوگ شاید خدا کی طرف سے سزا بن کر آتے ہیں...جو انجانے میں بھی ہمیں آنسوؤں کا تحفہ دے جاتے ہیں۔

کیف کا معاملہ کچھ الگ تھا۔وہ کبھی تو اس کے چہرے کی حسین مسکان بناتھا......تو کبھی آنکھوں میں اتری نمی۔

اکثر تو اسے کیف پر شدید غصہ آنے لگتا تھا کہ آخر کیوں اس نے ان دونوں کے پاکیزہ رشتے کو میلا کر دیا۔جب وہ اچھے بھلے کزنز تھے تو کیوں کیف نے ان دونوں کے درمیان محبت کی دیوار کھڑی کر دی۔

وہ سوچتی تھی کہ اب وہ کیف کے سامنے کیسے جائے گی؟ کیسے وہ پہلے کی طرح اس سے ہنس کھیل پائے گی؟۔اس نے اپنا ایک بہت ہی پیارا رشتہ کھو دیا تھا۔

وہ بہت اچھے سے جانتی تھی کہ ان دونوں کے درمیان ایسا کچھ نہیں ہو سکتا...تو پھر کیف نے ایسا سوچا ہی کیوں؟ سوچ بھی لیا تھا تو اس پر جتایا ہی کیوں؟

ہاں مانا وہ خود اس کی بے رخی کی وجہ پوچھنے گئی تھی مگر اس کا یہ مطلب تو نہیں تھا کہ کیف اپنے دل کی بات اس پر ظاہر کر دے۔

اسے اپنے ایک خوبصورت رشتے کا یوں ہی دم توڑ جانے کا بہت افسوس تھا۔

اس میں آئی تبدیلی کو سارہ اور فریدہ نے بھی نوٹ کیا تھا۔اس کا یوں گم صم رہنا..سوچوں میں رہنا..فریدہ کو بار بار پریشان بھی کر رہا تھا مگر جب بھی فریدہ ماہم سے کچھ پوچھتیں.....وہ بڑی ہی ہوشیاری سے ٹال دیتی تھی۔

☆......☆......☆

"جب سے تم اپنے ماموں کے گھر سے آئے ہو.....بہت بدلے بدلے سے ہو...نہ ہنستے ہو...نہ ٹھیک سے کھاتے ہو...آخر ماجرہ کیا ہے"۔خالدہ نے پوچھا تھا۔

"کچھ نہیں امو..یہ آپ کا وہم ہے"۔وہ اپنی امی کو کبھی کبھی پیار سے امو بلایا کرتا تھا۔

"میں تمہاری ماں ہو کیف....وہاں جانے سے پہلے میں نے اپنے جس بیٹے کو دیکھا تھا...وہاں آنے کے بعد سے میرا وہ بیٹا مجھے نظر نہیں آیا ہے"۔وہ متفکر تھیں۔

"میری پیاری امو...میں نہ بدلا ہوں...نہ کبھی بدلوں گا"۔وہ خالدہ کے گلے میں بانہیں ڈالے بولا۔

''تم نہیں بدلے تو میرے بیٹے کی ہنسی کہاں رہ گئی؟''۔وہ کیف کے بالوں پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بولیں۔

''دودن تک میں کراچی چلا جاؤں گا...بس اسی لیے اداس رہتا ہوں..آپ سب کو چھوڑ کے جانے کا من نہیں کرتا''۔اس نے صفائی پیش کی۔

''یہ تو سراسر جھوٹ ہے....کتنا کہا تھا تمہیں کہ یہیں اسی شہر میں اپنی پڑھائی کرلو....لیکن تب تو تمہارے سر پر بھوت سوار تھا کہ کراچی کی یونیورسٹی میں ہی پڑھنا ہے....تب خیال نہیں آیا اپنی ماں کا''۔انہوں نے جتایا تھا۔

''ارے امو آپ بھی نا....اچھا مجھے یہ بتائیں کہ آج آپ مجھے کیا کھلا رہی ہیں؟؟؟وہاں جا کر تو میں آپ کے ہاتھ کے کھانے کو ترس جاؤں گا....''۔

''ابھی تمہاری من پسند بریانی بنا کر آئی ہوں...چل کر ہاتھ منہ دھولو....پھر تمہیں بریانی کھلاؤں''۔

''آہ...ہا....بریانی....واہ امو...چھا گئیں آپ تو....آپ چلیں میں ابھی دومنٹ میں فریش ہو کر آیا''۔وہ بڑے خوش خوش سے لہجے میں بولا تھا تا کہ اس کی امو کے دل میں آئے تمام سوالات دھل جائیں۔

کیف بھی جب سے گھر آیا تھا وہ بھی مسلسل اداس ہی رہتا تھا...کبھی سوچوں میں گم تو کبھی آنکھوں میں نمی لیے وہ مارا مارا پھرنے لگا تھا۔

فریدہ کی طرح خالدہ نے بھی اپنی اولاد کے رویے میں واضح تبدیلی محسوس کی تھی جسے کیف نے بھی ہوشیاری سے چھپانے کی کوشش کی تھی۔

☆......☆......☆

اظہر کے گھر سے آئے اب اسے پورے پندرہ دن ہو چکے تھے اور پندرہ دن کسی کے احساس و جذبات بدلنے کے لیے کافی ہوتے ہیں۔

ماہم کو بھی ان پندرہ دنوں میں یہ احساس ہو گیا کہ اس کے لیئے کیف اب خاص ہو چکا ہے۔خاص تو وہ پہلے بھی تھا پر اب اس کے بغیر زندگی گزارنا مشکل سا ہے۔

کیف پر اسے جو غصہ تھا وہ اب قدرے کم ہو چکا تھا....اس غصے کی جگہ اب کیف کی یاد نے لے لی تھی۔اس کا دل بھی کسی اور ہی راہ چل پڑا تھا....وہ سارا دن کیف کے ساتھ گزارے لمحوں کے بارے میں سوچتی رہتی تھی۔وہ خود سے الجھ بھی پڑتی کہ مت سوچے اس کے بارے میں...مگر دل کہاں کسی کی سنتا ہے...دل تو اپنی ہی کرتا ہے۔

ان پندرہ دنوں میں پہلے وہ کیف عالم کو اپنی بگڑی عادت سمجھی...پھر کشش...اور اب محبت۔

ہر نئے دن کے ساتھ اس کی سوچوں پر کیف پہلے سے بھی زیادہ بسنے لگا تھا۔

''یہ تم ہر وقت اپنے سر پر موجود دو، چار بالوں کو باندھے کیوں رکھتی ہو''۔ وہ اس کی فرنچ چوٹی کھینچتے ہوئے بولا تھا۔

''تو کیا میں ہر وقت ہوا میں اپنی زلفیں لہراتی پھروں''۔ وہ کچھ خفیف سی بولی تھی۔

''ایسا کرنے میں حرج بھی نہیں''۔ اس نے جتایا تھا۔

''مجھے بال کھول کر زلفیں لہرا، لہرا کے چلنا پسند نہیں ہے....میرے بال ایسے بھی بہت اچھے دکھتے ہیں''۔ انداز فخریہ تھا۔

کیف اس کے کالے سیاہ بالوں کی فرنچ چوٹی کو بغور دیکھنے لگا تھا....پھر چند ہی لمحوں میں قہقہہ لگاتے ہوئے بولا تھا۔

''یہ لہرانے والی ہیں بھی نہیں....ریشمی زلفیں لہراتی ہیں....اجڑے جھاڑ نہیں''۔

''جھاڑ ہیں یہ؟؟؟ یہ...یہ...جھاڑ ہے؟؟؟ آپ کو یہ سلجھے ہوئے بال جھاڑ لگ رہے؟؟؟ وہ بھی اجڑے جھاڑ''۔ اس نے اپنی چوٹی کو پکڑ کے کیف کو دکھاتے ہوئے کہا تھا۔ وہ بری طرح سے چڑی تھی۔

''کتنے چھوٹے ہیں تمہارے بال.....دیکھو ذرا...کوئی دہی، شہی لگاؤ....کوئی انڈا، ونڈا لگاؤ....جیسے صدف لگائے پھرتی ہے اور ہم سب کو ناک بند کرنے پہ مجبور کر دیتی ہے''۔ ماہم کے بال بالکل بھی چھوٹے نہیں تھے۔ وہ ماہم کو یوں بری طرح سے چڑتا دیکھ کے بات کو سنبھالنے کی کوشش میں تھا۔

''کمر تک ہیں میرے بال.....فرنچ چوٹی کی ہوئی ہے.......اس لیے کچھ چھوٹے لگ رہے ہیں''۔ اس نے جتایا تھا بڑے ہی فخریہ انداز سے۔ اسے لگا وہ اس کے بالوں کی لمبائی سے امپریس ہوگا....اور اجڑے جھاڑ کا خطاب معذرت کے ساتھ واپس لے لے گا۔

''صرف کمر تک؟؟؟ کم از کم گھٹنوں تک تو ہوں...کمر تک تو ہر چوتھی لڑکی کے ہیں....اس میں تو کچھ خاص نہ ہوا''۔

جواب اس کی امید کے برعکس تھا....وہ بس گھور کر ہی رہ گئی تھی.....بھلا کہتی بھی تو کیا۔

اپنے بالوں کو سلجھاتے اور ان کی چوٹی بناتے ہوئے اسے سب یاد آیا تھا۔ اسے یوں ہی ہر چھوٹی بڑی بات پر کیف سے جڑی کوئی نا کوئی بات، کوئی نا کوئی یاد، یاد آیا کرتی تھی۔

کبھی کبھار زندگی میں ایسا ہوتا ہے کہ کسی سے بچھڑنے کے بعد ہی ہمیں یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ ہمارے لیے کیا تھا....ہمارے دل نے اسے کس مقام پہ بٹھائے رکھا تھا۔

یہی حال ماہم کا تھا...جب تک کیف کے ساتھ تھی سمجھ ہی نہ پائی تھی کہ کیف اس کے لیے کیا ہے۔

☆......☆......☆

کیف کراچی آ گیا تھا....روشنیوں کا شہر کراچی... پاکستان کا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ آبادی رکھنے والا کراچی....جو

آبادی کے لحاظ سے دنیا کے شہروں میں ساتویں نمبر پر آتا ہے... جہاں زندگی اتنی مصروف اور بے نیاز ہے۔ اسے لگا تھا کہ وہ کراچی آ کر بزی ہو جائے گا تو ماہم کو بھی بھول جائے گا۔ وہ بزی ضرور ہوا تھا... پر ماہم کو بھولا نہیں تھا۔ ایسے لگتا تھا جیسے اس کی یادیں بھی کراچی آ پہنچیں ہیں... روشنیوں کا شہر بھی اس کے اندر کی ویرانی کو کم کرنے میں ناکام ہو رہا تھا۔

کراچی میں اس کے بہت سارے دوست بن چکے تھے... لیکن سب سے اچھا دوست اب تک ایک ہی بنا تھا... عابد... جو اس کا کلاس فیلو اور روم میٹ بھی تھا۔ ان دونوں نے اکٹھے رینٹ پر کسی گھر میں ایک کمرہ لیا تھا۔

کمرہ نہ زیادہ بڑا تھا نہ ہی چھوٹا... اس میں دو سنگل بیڈ، دو ہی کرسیاں بمعہ ایک چھوٹی میز تھے۔ ایک جانب الماری تھی جس کو وہ دونوں مشترکہ استعمال کرتے تھے اور ایک جانب الیکٹرک اسٹو وغیرہ تھا۔

کیف رات کو دیر تک جاگتا رہتا تھا.... وہ نیند کی غرض سے ہمیشہ ہی اپنے وقت پر بستر پر لیٹ جاتا تھا مگر سونے سے قاصر رہتا۔ جب بھی اپنی نیلی آنکھیں بند کرتا تھا اس کی آنکھوں کے سامنے ماہم کا چہرہ گردش کرنے لگتا تھا۔ اس کی معصوم حرکتیں... ذرا ذرا سی بات پر زیادہ سارا خوش ہو جانا... اس کا شوخ سا لہجہ..... سب کچھ ایک آسیب کی طرح اس پر سوار ہونے لگتا تھا۔

عابد نے بہت دفعہ نوٹس کیا تھا کہ کیف کئی دفعہ یہاں ہو کر بھی یہاں نہیں ہوتا۔ اس نے ہر رات کیف کو عجیب سی الجھی ہوئی ذہنی حالت میں پایا تھا... وہ اچھے سے سمجھ رہا تھا کہ کچھ ہے جو اسے اندر ہی اندر دکھی کر دیتا ہے.... کچھ ہے جو اندر ہی اندر اسے دیمک کی طرح کھائے جا رہا ہے۔

اس نے کئی دفعہ باتوں باتوں میں پوچھا بھی مگر کیف نے کبھی کچھ نہ بتایا... وہ بتاتا بھی تو کیا؟؟؟ بتانے کو تھا بھی تو کیا؟؟؟

کراچی آئے ہوئے اسے بہت دن تو نہیں ہوئے تھے لیکن پھر بھی اس نے اپنا دل بہلانے کی بارہا کوشش کی تھی۔ وہ صرف پڑھائی تک محدود نا تھا... وہ دوستوں کے ساتھ تقریباً روز ہی کہیں نا کہیں گھومنے نکل جاتا تھا۔ ویک اینڈ ز پر وہ ساحل سمندر پر بھی ضرور جاتا تھا۔ اسے سمندر کی لہریں کچھ سکون سا دیتی تھیں.... اسے لگتا تھا کہ ان لہروں کا شور اس کے اندر کے شور کو دبا رہا ہے۔ ان لہروں کو وہ بڑی امید سے دیکھا کرتا تھا کہ شاید یہ لہریں اپنے ساتھ اس کے اندر کے درد کو بھی لے جائیں گی۔

☆......☆......☆

جیسے جیسے دن گزر رہے تھے ویسے ویسے کیف کی یاد نے اسے اذیت دینا شروع کر دی تھی.... وہ اس کی یادوں سے بچ نکلنا چاہتی تھی... بھاگ جانا چاہتی تھی... مگر اپنی کوشش میں ہار جاتی تھی۔

کیف عالم ہمیشہ سے ماہم قریشی کی یادوں کا حصہ تھا.... کبھی ایک بیسٹ کزن کے روپ میں تو کبھی ایک بھروسہ توڑنے والے کے روپ میں اور اب اس کی یاد نے ایک اور ہی صورت اختیار کر لی تھی... محبت کی صورت۔

محبت کا یہ احساس اسے مسلسل تکلیف دے رہا تھا...وہ ایک لاحاصل منزل بنتا جا رہا تھا....وہ اس منزل کی طرف ہرگز قدم بڑھانا نہیں چاہتی تھی۔کتنی ہی دفعہ اس کے دل نے اس سے کہا تھا کہ وہ کیف کو کال کرے....اس سے بات کرے....مگر دل سے جنگ میں فتح اس کی سوچ نے لی تھی۔اور وہ جانتی تھی کہ اس کی سوچ ہی حق بجانب ہے۔

ہر گزرتے دن کے ساتھ وہ پہلے سے بھی زیادہ الجھی نظر آنے لگی تھی... پہلے سے بھی زیادہ مایوس....اسے وہ روگ لگا تھا جس کا بڑے حکیموں و دانشوروں کے پاس کوئی علاج نہیں۔محبت ایک لاعلاج مرض ہے...جس کی دوا ممکن نہیں... ہاں مگر وقتی مرہم ضرور لگایا جا سکتا ہے پر وہ تو کسی وقتی مرہم سے بھی محروم تھی۔

☆......☆......☆

''ایک بات کہوں؟؟؟''۔عابد نے کولڈ ڈرنک کا سپ لیتے ہوئے کہا تھا۔وہ دونوں ایک فاسٹ فوڈ ریسٹورنٹ میں رات کے گیارہ بجے موجود تھے۔

''نہیں''۔کیف نے اپنا زنگر برگر کھاتے ہوئے کہا۔

''کیوں نہیں''۔عابد کچھ حیران سا ہوا۔

''مجھے یقین ہے کہ اس وقت تمہیں کوئی احمقانہ خیال آیا ہے...اور میں ہرگز کوئی فضول بات سننے کے موڈ میں نہیں''۔کیف اپنے دوست کو بخوبی سمجھنے لگا تھا۔اس کا اندازہ واقعی درست تھا۔

''سن لو...تمہارے کام کی بات ہے...اور کچھ بھی کھاتے وقت یا کھانے کے بعد میرا دماغ وہ سوچنے لگتا ہے جو عام انسانوں کے بس کی بات ہی نہیں ہے''۔اوور کانفیڈینس کی اگر کوئی انتہا تھی تو وہ عابد شاہ تھا۔

کیف نے کوئی جواب دینے کے بجائے اپنا زنگر برگر کھانا زیادہ مناسب سمجھا۔اسکی خاموشی کو عابد نے اپنے لیے ایک عدد چولی مارنے کا اجازت نامہ سمجھا تھا۔

''تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ چار پانچ گرل فرینڈز تو ہوں گی نا تمہاری''۔

وہ جو اپنا زنگر برگر کھانے میں مشغول تھا یکدم ہی سکتہ میں آ گیا۔اس سے پہلے کے وہ کچھ غصہ دکھاتا اسے یہ تجسس ہوا کہ آخر عابد کے ذہن میں یہ سوال آیا کیسے؟؟؟اپنے چہرے کے تاثرات کو بظاہر نارمل کرتے ہوئے وہ بولا۔

''نہیں یہی کوئی سات ہیں''۔

''دیکھا میرا شک درست تھا''۔عابد نے اپنے دونوں ہاتھوں سے تالی بجائی اور اپنی عقل پر فخر کرتے ہوئے اب وہ ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کے گویا ہوا تھا۔

''میں تو تمہیں دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا... ارے دنیا دیکھی ہے عابد شاہ نے.... ایک نظر میں بتا دوں کہ سامنے والا بندہ کس کھیت کی گاجر ہے''۔

''مولی''۔ کیف نے زور دے کر کہا۔

''گاجر ہو یا مولی کیا فرق پڑتا ہے... اگتی تو دونوں زمین پر ہی ہیں نا''۔ وہ اب اپنی چڑھائی ٹانگ کا پاؤں ہلا رہا تھا جیسے اپنی عقل پر رشک کر رہا ہو۔

''تم نے بتایا نہیں تم پر یہ انکشاف کیسے ہوا کہ میرے پاس گرل فرینڈز کی لمبی لائن ہے''۔ کیف اصل بات کی طرف آیا۔

''سمپل سا فارمولا ہے.... اس دنیا میں دو ہی لوگ مارے مارے دھکے کھاتے پھرتے ہیں.... ایک وہ جن کو کوئی لڑکی لفٹ نہیں کرواتی اور ایک وہ جن کو ہر لڑکی لفت کرواتی ہے۔ تمہاری پرسنلٹی سے ایسا لگتا تو نہیں کہ کوئی لڑکی تم سے امپریس ہوئے بغیر رہ پائی ہو گی تو ظاہر ہے تمہارا شمار دوسری طرح کے لوگوں میں ہوتا ہے''۔ اب وہ اپنی احمقانہ سی لوجک پر فخر محسوس کرتے ہوئے فرائز کھاتے ہوئے بولا تھا۔

''اور میں کب تمہیں مارا، مارا دھکے کھاتا نظر آیا ہوں''۔ نا چاہتے ہوئے بھی اب اس کے تاثرات بدل چکے تھے۔

''جب سے مجھے ملے ہو تب سے... ارے دنیا دیکھی ہے عابد شاہ نے.... ایک نظر میں ہی بتا دوں کہ....''۔

''will you please shut up'' کیف نے اس کی بات کاٹی تھی۔ ''تم نے جو دنیا دیکھی ہے اس میں میرا شمار نہیں ہوتا... نا تو میرے پاس کوئی لمبی لائن ہے گرل فرینڈز کی اور نا ہی مجھے کسی کی لفٹ کی ضرورت ہے''۔

''بھڑکتے کیوں ہو... میں تو بس... یونہی....'' کچھ لمحوں پہلے فخریہ انداز میں چڑھائی ہوئی اپنی ٹانگ عابد اب اتار چکا تھا اور اب اس کی طرف جھک کر صفائی پیش کرنا چاہتا تھا۔

''بھڑکا نہیں.. تمہاری خوش فہمی کہ تم ایک نظر میں بہت کچھ بتا دیتے ہو وہ دور کرنے کی ایک چھوٹی سی کوشش کی ہے''۔ کیف کو اپنا بے جا موڈ آف کرنا ٹھیک نہیں لگا تھا۔ وہ اب نرمی سے بولا تھا۔

''چلو آج تو تم اپنا ریلیشنشپ اسٹیٹس بتا ہی دو.... اب خوامخواہ میں روز غلط، ملط اندازے لگاؤں اس سے اچھا ہے کہ تم خود ہی واضح کر دو''۔ عابد اب پھر سے اپنی بے تکی باتوں پر اتر آیا تھا... وہ بے تکی نہیں بھی تھیں تو کم از کم کیف عالم کے لیے تو ضرور تھیں۔

''its complicated''۔ وہ کندھے اچکائے بولا۔

عابد نے مزید پوچھنا بے کار جانا.... کیف عالم اتنی آسانی سے دل کی باتیں اگلنے والوں میں سے نہیں تھا۔

☆......☆......☆

''آپی... آپی آپ نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا''۔ سارہ روتلو سا منہ بنائے ماہم کے پاس آئی تھی۔

''میں نے کیا کیا؟؟؟''۔وہ حیران ہوئی۔

''میں نے آپ سے میتھ کے جو پرابلمز سمجھے تھے وہ سب آپ نے غلط سمجھائے....سب کے آنسرز غلط تھے...ساری کیلکولیشنز بھی غلط تھیں......مجھے بہت ڈانٹ پڑی مس شازیہ سے''۔ وہ اب بھی روتلو سا منہ بنائے اپنی چھوٹی سی پونی ہلاتے ہوئے بولی تھی۔

سارہ عمر میں ماہم سے سات آٹھ سال چھوٹی تھی....ماہم اور سارہ کی پیدائش کے بیچ ماہم کا ایک بھائی ارسلان پیدا ہوا تھا جو سال بھر کا ہونے کے بعد ہی اس دنیا فانی سے کوچ کر گیا تھا۔

ارسلان کی موت کا ماہم پر بہت اثر ہوا تھا....اپنا سارا بچپن ماہم نے اپنے بھائی کی یاد میں کونوں،کھدروں میں چھپ،چھپ کر روتے گزارا تھا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے؟؟؟لاؤ نوٹ بک دکھاؤ..''اسے جیسے یقین نہیں آیا تھا۔

سارہ نے اپنی پونی ہلاتے ہوئے اسے نوٹ بک دی۔ماہم کو شاک ہی لگا...وہ واقعی سچ کہہ رہی تھی۔ماہم کو خود پر افسوس سا ہوا تھا۔سارہ ہمیشہ گھر پر ماہم سے ہی پڑھتی تھی....مگر اظہر کے گھر سے آنے کے بعد سے ماہم نے سارہ کو پڑھانا چھوڑ دیا تھا..کوئی نا کوئی بہانہ بنا کر وہ ہمیشہ ٹال دیتی تھی۔اتنے دن بعد اس نے کل سارہ کو تھوڑا بہت پڑھایا تھا اور وہ بھی سب غلط۔ماہم نے ماضی میں کبھی ایسی لاپرواہی نہیں دکھائی تھی۔وہ واقعی شرمندہ تھی۔

''سوری سارہ...آئیندہ ایسا نہیں ہو گا....میں ایک دو دن کے بعد پھر سے تمہیں پڑھاؤں گی اور دیکھنا مس تمہاری بہت تعریف کریں گی''۔وہ سارہ کے گالوں کو اپنی ہتھیلی میں لیے بولی تھی۔

سارہ کا روتلو چہرہ اب کچھ مسکراہٹ بکھیرنے لگا تھا۔

''آپی آپ اپنے روم سے باہر کیوں نہیں آتیں؟؟؟اب آپ میرے ساتھ کارٹون بھی نہیں دیکھتیں.....میرے ساتھ لڈو بھی نہیں کھیلتیں....مجھے کچھ بنا کر بھی نہیں کھلاتیں آپی....کیوں آپی؟؟؟''۔اس نے معصومانہ سوال کیا تھا۔

''سب کروں گی سارہ...پھر سے سب کروں گی....ابھی تم جاؤ اور اپنا ہوم ورک کرو....اوکے؟؟؟''۔

سارہ نے سر ہلایا اور دوڑتی ہوئی اس کے کمرے سے نکل گئی۔

سچ ہی تو کہا تھا سارہ نے.....ماہم واقعی اپنے کمرے میں ہی مقید ہو کر رہ گئی تھی...نہ اس کی کوئی مصروفیت تھی اور نہ ہی وہ کوئی مصروفیت چاہتی تھی۔وہ بس تن تنہا اپنی سوچوں میں ہی ڈوبے رہنا چاہتی تھی۔اس کا کمرہ ہی اس کی کل کائنات بن چکا تھا۔

عام طور پر لڑکیوں کے رومز کا کلر گلابی وغیرہ ہوتا ہے مگر اس کے کمرے کا کلر بلیو تھا جو سب کی حیرانی کا باعث بنتا تھا۔آخر یہ ماہم قریشی کا کمرہ تھا اس میں عام لڑکیوں والی بات تو نظر آنے سے رہی۔

سونے پہ سہاگہ یہ کہ اس کا کمرہ ہر طرح کی شو،شاں سے عاری تھا۔لڑکیاں تو اپنے کمروں میں جانے کیا کیا خرید کر رکھ دیتی ہیں کبھی یہ ڈیکوریشن پیس تو کبھی وہ اینٹیک پیس۔

ماہم کے کمرے میں سجاوٹ کے نام پر صرف ایک ہی چیز تھی اور وہ تھی اس کی تصویر جو ایک درمیانے سائز کے فریم میں عین اس کے بیڈ کے اوپر لگی ہوئی تھی۔دوسری لڑکیوں سے مشترکہ پسند صرف ایک ہی تھی اور وہ تھی ''ٹیڈی بیرز''۔

☆......☆......☆

سمندر کی لہریں اس کی طرف بڑھ رہی تھیں...اور وہ انکی طرف بڑھ رہا تھا.....وہ بس بڑھتا ہی جا رہا تھا....اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ سمندر کی تہہ میں جا پہنچے....اپنی ساری الجھنیں...ماہم کی یادیں...سب کچھ سمندر کی گہرائیوں میں چھوڑ آئے....اور خود ہلکا پھلکا ہو کر واپس آ جائے۔

سمندر کے شور میں وہ اپنے اندر اٹھے شور کو دبانے کی کوشش کرتا ہوا....بس چلتا ہی جا رہا تھا.....وہ کئی بار پھسلتے پھسلتے بچا تھا...ڈوب جانے کی بھی اسے فکر نہیں تھی...اسے بس اپنے تمام درد...تمام سوچیں...تمام مسائل سمندر میں اتارنے تھے۔

''کیف ڈوب جاؤ گے......واپس آؤ''۔عابد اتنی اونچی آواز سے چلایا تھا کہ شاید مزید اس سے زیادہ اونچا چلانا اس کے لیے ناممکن تھا...اس نے اپنا پورا زور لگایا تھا..وہ کب سے اسے پکار رہا تھا..مگر کیف تک جیسے اس کی آواز کی رسائی ہی نہ تھی.....

کیف کو اس طرح دیوانوں کی طرح سمندر کے اندر جاتے ہوئے دیکھ کر وہ بھی اسی کے پیچھے اسے روکتا ہوا اسی کی طرف آ رہا تھا۔

کیف اس کے چلانے پر چونکا تھا...ایسے جیسے اسے کسی نے نیند سے بیدار کروایا ہو۔وہ پلٹا....سامنے سے آتے ہوئے عابد کو دیکھا....پلٹنے پر اسے اندازہ ہوا کہ وہ کتنی دور آ چکا ہے....اس نے ہاتھ کے اشارے سے عابد کو مزید آگے بڑھنے سے روکا اور اب وہ ساحل کی جانب بڑھنے لگا تھا...عابد نے بھی اسے واپس آتا دیکھ کر خود بھی اپنے قدم ساحل کی جانب قدم موڑے۔۔

وہ دونوں خشک ریت تک پہنچ چکے تھے....آس پاس لوگوں کا ہجوم بھی تھا....کوئی چاٹ کھا رہا تھا تو کوئی آئسکریم....کوئی اونٹ کی سیر کر رہا تھا تو کوئی کسی نا کسی کھیل میں مشغول تھا.....کیف نے اپنے آس پاس نظر دوڑائی...اور عابد پر یہ ظاہر کیا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں...اس سے پہلے کے عابد کوئی سوال کرے وہ خود ہی بول اٹھا۔

''کہاں ہے میری آئسکریم..تم تو آئسکریم لینے گئے تھے نا...''۔

اس سوال پر عابد کو کچھ غصہ سا آیا....وہ کچھ تنقیدی انداز میں بولا۔

''جی گیا تھا..مگر جب آئسکریم لے کر واپس آیا تو آپ موصوف کو پاگلوں کی طرح سمندر میں اترتا دیکھا...گھبراہٹ سے میرا برا حال ہو گیا کہ کہیں تم ڈوب ہی نہ جاؤ...فوراً سے پاس موجود سیپیاں چنتے بچوں کو آئسکریم دی اور تمہیں بچانے کی خاطر تمہارے پیچھے چلا آیا''۔

''بھلا میں کیوں ڈوبتا...میں تو بس ایسے ہی لہروں کا لطف اٹھا رہا تھا....''۔وہ اپنی گردن ادھر،ادھر گھما کر بولا تھا جیسے اب آس پاس کے نظاروں سے لطف اندوز ہونا چاہتا ہو۔

''اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر لہروں کا لطف اٹھانے والے میری نظر میں تو عقل سے پیدل اور دماغ سے فارغ ہوئے.....خاص کرتب جب تیرا کی بھی نہ آتی ہو.....تم مزید کچھ دیر لطف اٹھاتے رہتے تو مچھلیوں کو لنچ میں ایک ہینڈسم ہنک مل جاتا''۔اس کا لہجہ اب بھی تنقیدی تھا۔

کیف نے صرف کندھے اچکانے پر ہی اکتفا کیا۔

..آخر تمہاری الجھن کیا ہے؟؟؟''اسے کیف کے اس رویے سے الجھن سی ہوئی۔

''الجھن کیسی؟؟ ایم ٹوٹلی فائن....''۔اس بار وہ نظریں چرائے بولا تھا۔

''مانا کہ ہماری دوستی زیادہ پرانی نہیں ہے کہ تم اپنے دل کی ہر بات مجھ سے شیئر کرو... پر ہم دوست تو ہیں۔آج تم جن وجوہات کی وجہ سے ڈوبتے ڈوبتے بچے ہو وہ تو میں جان کر ہی رہوں گا.....اور تمہیں بتانا ہی ہوگا''۔عابد نے اب اپنا تنقیدی لہجہ چھوڑے نرمی سے کہا تھا۔

''دوست تو دوست ہوتا ہے...نیا ہو یا پرانا..کیا فرق پڑتا ہے....اور اگر فرق پڑتا ہوتا تو تم کبھی بھی اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر میرے پیچھے سمندر میں نہ اترتے۔میں تمہیں بتاؤں بھی تو کیا؟؟؟...میں تو خود اپنی ہی الجھنوں سے ناواقف ہوں...آخر مجھے وہ کھونے کا غم کیوں ہے جو میں نے پایا ہی نہیں''۔

''فرق تو ہے میرے یار..فرق تو ہے....تبھی تو تم نے آج بھی میرے سوال کو بخوبی ٹالا ہے۔میں نے تمہاری آنکھوں میں اذیت دیکھی ہے.....مایوس سوچیں دیکھی ہیں.....بن بات نمی دیکھی ہے۔زیادہ وقت تمہارے ساتھ گزارا نہیں مگر عابد شاہ نے دنیا دیکھی ہے....ایک نظر میں بتا دوں کہ چہرے پہ بکھری مسکراہٹ غم چھپانے کے لیے ہے یا غم بھلانے کے لیے''۔یہ سچ اگلوانے کی ایک اور کوشش تھی۔

''آہ....تمہاری نظر''۔اس نے ٹھنڈی آہ بھری اور پھر مسکرایا۔

''یہ مسکراہٹ نا غم چھپانے کے لیے ہے نا غم بھلانے کے لیے...یہ تو زندگی گزارنے کے لیے ہے۔میری مختصر سی کہانی ہے... in simple words کسی کی یادیں ہیں جو میرے گلے کا پھانس ہیں... میں جتنا ان یادوں کو اپنے دل سے...اپنے وجود سے .....دور نکال پھینکوں.....وہ اتنی ہی شدت سے پلٹ کر مجھ سے ٹکراتی ہیں اور میری ساری کاوشوں پر ایک زوردار طمانچہ کس دیتی ہیں''۔

''تو یہ محبت وحبت کا چکر ہے..... ہمممم......شک تو مجھے تھا ہی.....عابد شاہ نے دنیا دیکھی ہے ایک نظر میں.......''

کیف نے بے ساختہ گھورا اور عابد شاہ بیچارہ اپنا ہمیشہ والا فقرہ دہرانے سے محروم رہا۔ بطور تمہید اپنا گلہ کھنکارا اور پھر کیف کے کچھ قریب ہو کر رازدانہ انداز میں پوچھا۔

''یادوں سے فرار حاصل کرنے کی کوشش کرنا کیسا حل ہوا؟؟؟''۔

''جس محبت کو پایا نہ جا سکے.....اس کی یادوں سے فرار حاصل کرنا ہی واحد آپشن ہوتا ہے''۔ اس نے اپنی بلو جینز کی دونوں جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے بڑے سکون سے کہا۔

جس پل کیف عالم اپنے نئے بنے راز دار پر کچھ راز عیاں کرتے ہوئے یادوں سے فرار حاصل کرنے کو ایک حل قرار دے رہا تھا اسی پل ماہم قریشی اپنے کمرے میں بیٹھی ہاتھ میں چائے کا کپ اور لبوں پہ غمزدہ مسکراہٹ لیے اس کی یادوں کو سرمایہ قرار دے رہی تھی۔ وہ اتنے دن کی کاوش کے بعد اس فیصلے پر پہنچ چکی تھی کہ وہ کیف عالم کی یادوں سے بچ کر بھاگ نہیں سکتی.....کہیں چھپ نہیں سکتی.....اسے ان یادوں کے ساتھ ہی جینا ہوگا۔

اس نے یہ طے کر لیا تھا کہ اب وہ کیف عالم کے لیے اپنے دل میں چھپی محبت کو ناسور بنا کر نہیں.....حسیں یاد بنا کر جیئے گی۔ اپنے اس نئے فیصلے میں وہ کس قدر کامیاب ہونا تھی یہ تو خیر وقت نے ہی بتانا تھا۔

''اور محبت کو پایا کیوں نہیں جا سکتا.....ایسا کونسا کے۔ ٹو تمہارے راستے میں حائل ہے؟''۔ اب موقع عابد کو ملا ہی تھا تو وہ کیسے جانے دے سکتا تھا۔ سب کچھ اگلوانا اس کا حق تھا۔

''کاش کے۔ ٹو ہی ہوتا.....تب میری جنگ پتھروں سے ہوتی.....پتھر نما انسانوں سے نہیں.....اور جس نے دنیا دیکھی ہو اس کے لیے ایک نظر میں یہ بتانا مشکل تو نا ہوگا کہ پتھر نما انسان، پتھروں سے بھی زیادہ جان لیوا ثابت ہوتے ہیں۔'' اس نے عابد کو پوائنٹ مارا تھا۔

عابد نے کچھ شرمندہ سا ہو کر اپنا سر کھجایا اور پھر حسب عادت اگلا سوال کیا۔

''پتھر نما انسانوں کی فہرست میں وہ کونسے لوگ شامل حال ہیں جو میرے جگری دوست کی محبت کی ناکامی کا سبب بنے ہوئے ہیں''۔

''میرے گھر والے''۔ جواب مختصر مگر سنجیدہ انداز میں دیا گیا تھا۔

''کیا کہا؟؟؟ گھر والے؟؟؟. ہاہاہاہاہاہا.....گھر والے ہاہاہاہاہا......افففف''۔ وہ اب پیٹ پکڑے زور زور سے ہنس رہا تھا اور اسی طرح ہنستے ہنستے وہ بولا۔

''میرے یار ہاہاہاہاہاہا 99.99% محبتوں کی ناکامی کی وجہ گھر والے ہی تو ہوتے ہیں۔ جتنی بھی محبت کی داستانیں اٹھا کر پڑھ لو ہمیشہ قصوروار یہ گھر والے ہی ہوتے ہیں۔ لیلیٰ مجنوں، شیریں فرہاد، سسی پنو، ہیر رانجھا سب کی محبت میں ناکامی کی وجہ صرف اور صرف ایک ''the ghar waly'' ہی تو تھے۔ ہاہاہاہاہاہا مجھے تو لگا تھا تمہاری محبت کی کہانی کچھ الگ ہوگی.....کچھ نیا سننے کو ملے گا مگر گھوم پھرا

کے بات گھر والوں پر ہی آ رکی ہاہاہاہاہا''۔

☆......☆......☆

وہ چھت پر فرش پر بیٹھی آسمان دیکھ رہی تھی۔آسماں تو ویسا ہی تھا جیسا کچھ دن پہلے تھا....چاند تارے سب ویسے ہی تھے۔کچھ بدلا تھا تو وہ تھا وقت...اس کا دل...اس کی سوچیں...اور وہ خود۔

اس نے جامنی کلر کا جوڑا پہن رکھا تھا....بال ہلکی ڈھیلی چوٹی میں مقید تھے....رات کے قریب گیارہ کا وقت ہوگا.....

اس نے سیل فون پر کچھ غمگین غزلیں چلائی تھیں.....غزلیں سنتے ہوئے کچھ اشکوں نے بے وفائی کرتے ہوئے اس کی بھوری آنکھوں کا ساتھ چھوڑا تھا۔

کچھ کھٹی میٹھی سی یادیں اسے یاد آنے لگی تھیں۔کیف کا اسے امبر کے نام سے ستانا....اسکا خوامخواہ ہی جلن محسوس کرنا....وغیرہ،وغیرہ۔

اس کا سارا دھیان ماضی کے پلوں پر تھا کہ سیل فون پر میسج ٹون بجی۔

اس کا دل اب زو،رزور سے دھڑکنے لگا تھا.......حالانکہ دن میں اسے نجانے کتنے ہی میسج آتے تھے کبھی فرینڈز کے تو کبھی کسی نا کسی پروڈاکٹ کے اشتہار کے۔مگر پھر بھی نا جانے کیوں اس وقت جو میسج آیا تھا وہ اس کے وجود میں سردلہریں دوڑا رہا تھا۔

بہت سی باتیں ہمارا دل ہمیں پہلے ہی بتا دیتا ہے.....جسے کچھ لوگ چھٹی حس کا نام دے دیتے ہیں۔ماہم کے دل نے بھی اسے کچھ بتایا تھا....اور بالکل سچ بتایا تھا۔

ہلچل مچاتے دل کے ساتھ اس نے سینڈر کا نام پڑھا تھا...وجود میں دوڑتی سردی نے کچھ شدت اختیار کی تھی۔

اس نے فٹ سے میسج اوپن کیا تھا۔میسج پڑھتے ہی اسکے لب وا ہوئے تھے۔مگر آنکھوں میں نمی بھی اتری تھی۔

اس عجیب وغریب کیفیت کا شکار اکثر ہم سب ہو جاتے ہیں جب لب مسکرا رہے ہوتے ہیں اور نین بن موسم برسات کر دیتے ہیں۔

میسج خالی تھا.....پر وہ کیف کا تھا...جو اس کے دل کے تار چھیڑنے کا لیے کافی تھا۔

جانے کتنے ہی لمحے وہ اپنے لبوں پر مسکراہٹ بکھیرے کیف کے بلینک میسج کو دیکھتی رہی تھی....جیسے اس خالی میسج میں بھی وہ کیف عالم کا کوئی پیغام پڑھ رہی ہو....جسے دنیا میں صرف ماہم قریشی ہی سمجھ سکتی تھی۔

اس نے اب جواب دینے کا سوچا تھا......وہ ٹائپ کرنے لگی تھی پر انگلیاں ساتھ چھوڑنے لگی تھیں۔

اس کے ہاتھوں میں عجیب سی کپکپاہٹ دوڑ رہی تھی.....اس سے ٹائپ نہیں کیا جا رہا تھا...نا ہی اسے سمجھ میں آ رہا تھا کے وہ کیا ٹائپ کرے؟بار بار کچھ ٹائپ کرتی....پھر ریموو کر دیتی.....پھر ٹائپ کرتی اور پھر ریموو کر دیتی۔

آخر اس نے بھی جواب میں بلینک میسج ہی بھیج دیا....جب وہ خاموشی کی زبان سمجھ سکتی تھی تو وہ کیوں نہیں.....اسکرین پر میسج

سینٹ لکھا آیا۔

اسے میسج بھیجے ہوئے دس سیکنڈ ہی ہوئے ہوں گے کہ موبائل اسکرین پر کیف کالنگ بمعہ رنگ ٹون جگمگانے لگا تھا۔اسے کیف کے اس ردعمل کی ہرگز امید نہیں تھی ...وہ جواب میں ایک اور میسج ہی ایکسپیکٹ کر رہی تھی ... پر وہ تو کیف عالم تھا....ہمیشہ ہی اس کے اندازوں کو غلط ثابت کر دینے والا کیف عالم۔

اس کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ مزید بڑھنے لگی تھی.....مگر ہلچل مچاتا دل اب جیسے دھڑکنا ہی بھول گیا تھا۔

وہ ہمت ہی نہیں کر پا رہی تھی کے کیف کی کال اٹینڈ کرے۔آخر کیا بولے گی وہ؟ کیسے بولے گی؟ وہ جو ایک میسج نہیں لکھ پائی وہ بات کیسے کرے گی؟ لگاتار چار کالز آئیں تھیں۔

چار کالز کے بعد اب سیل فون خاموش ہو چکا تھا۔وہ خود کو ریلیکس کرنے کی کوشش کرنے لگی.....اپنی سوچوں میں وہ خود کو لیکچر دینے لگی...خود کو کیف سے بات کرنے کے لیے تیار کرنے لگی تھی۔

اس نے تین، چار بار لمبے لمبے سانس لیئے.....وہ جانتی تھی کہ اسے کیف سے بات نہیں کرنی چاہئے... پر اب وہ اپنی محبت سے مجبور ہو چکی تھی....اس نے اتنی ہمت تو دکھائی تھی کہ اس نے ہر پل کیف کی یاد میں تڑپنے کے باوجود اسے ایک بار بھی بات کرنے کی کوشش نہیں کی تھی... پر وہ اتنی مظبوط بھی نہیں تھی کہ اپنی محبت سے آئے عرصے بعد کے پیغام کو اگنور کر دیتی۔

کچھ دیر میں وہ خود کو ذہنی طور پر تیار کر چکی تھی کہ اب وہ کال اٹینڈ کر ہی لے گی۔

وہ کیف سے بہت فرینک تھی....اگر اب بھی وہ جسٹ کزنز ہوتے تو ماہم کو ایک سیکنڈ بھی نہ لگتا اور وہ کال اٹینڈ کر لیتی.... پر اب بات اور تھی۔

ایک دفعہ پھر سیل فون بجنے لگا تھا.....اسکرین پر کیف کالنگ ایک مدھم سی رنگ ٹون کے ساتھ جگمانے لگا تھا۔ماہم نے ایک لمبا سانس لیا اور کال اٹینڈ کر لی.......ہیلو..ہائے یا کچھ بھی بولنے کی ہمت وہ اب بھی نا کر پائی تھی....

اس کا دل اب سینے سے باہر آنے کی جتن کر رہا تھا۔

"ماہم"۔۔۔آواز میں صدیوں کی اداسی لیے ہوئے وہ بولا تھا۔

وہ جواب میں کچھ بھی نا کہہ پائی...اس نے بس محسوس کیا تھا کیف کی آواز میں چھپے درد کو۔جس کرب سے اس نے چند لمحوں پہلے "ماہم" بولا تھا...وہ اسے محسوس کر سکتی تھی۔ماموں اظہر کے گھر کے بعد سے وہ آج پہلی بار اس کی آواز سن رہی تھی۔

اسے خاموش پا کر وہ پھر سے بولا۔

"ماہم"۔....اس لمحے اس کا دل چاہ کہ وہ بس یونہی کیف کے لبوں سے اپنا نام سنتی رہے۔

چاہتیں بھی عجیب ہوتی ہیں...اپنی محبت کے لبوں سے بار بار اپنا ہی نام سننا بھی کتنا سرور دیتا ہے۔

وہ اب بھی کچھ نہ بول پائی تھی۔وہ ایک دفعہ پھر بولا۔

"ماہم.....تم سن رہی ہونا؟"۔

"ہم"۔اپنی تمام تر ہمت یکجا کر کے وہ بس اتنا ہی کہہ پائی تھی۔

"کیسی ہو ماہم؟"۔اس کی آواز میں پہلے سے بھی زیادہ درد محسوس ہوا تھا۔

"ٹھیک ہوں"۔اس نے بڑی مشکل سے اپنی آواز کی کپکپاہٹ کو قابو میں لاتے ہوئے مختصر جواب دیا۔

"میرا حال نہیں پوچھو گی ماہم؟"۔اب انداز کچھ شکستہ لگا تھا۔

"کیسے ہیں آپ؟"۔جواب تو وہ جانتی ہی تھی۔

"ٹھیک نہیں ہوں ماہم......بالکل بھی ٹھیک نہیں ہوں"۔

وہ خاموش ہی رہی تھی...کہتی بھی تو کیا؟؟اسے خاموش پا کر وہ گویا ہوا تھا۔

"میں تمہیں کال کر کے ڈسٹرب کرنا نہیں چاہتا تھا...مگر میں بری طرح دل کے ہاتھوں مجبور ہو چکا ہوں...کسی بھنور میں پھنس چکا ہوں....کسی شکنجے میں جکڑا گیا ہوں۔مجھے کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا سوائے موت کے......کاش کے تم نہیں تو یہ موت ہی مجھے نصیب ہو جائے.....اور شاید آج نصیب ہو بھی جاتی اگر میں تھوڑا بھی خوش نصیب ہوتا"۔وہ دن میں ساحل سمندر پر اپنی کی ہوئی حرکت کو سوچتے ہوئے بولا تھا۔

"اس طرح کی باتیں کیوں کر رہے ہیں آپ؟....کیا مطلب ہے ان باتوں کا..."۔اس کی موت کا تصور بھی جان لیوا تھا۔

"جانتی ہو...میں آج ساحل سمندر گیا تھا......ہمیشہ جاتا ہوں......اک احمقانہ کوشش کرنے کہ تمہاری یادوں کو سمندر میں بہا دوں....اپنے دل میں بستی تمہاری محبت کو ڈبو دوں...مگر یہ کوشش آج کچھ جان لیوا ثابت ہونے جا رہی تھی"۔

ماہم کے لب کچھ نہ کہہ پائے تھے مگر آنکھیں اپنے انداز میں بہت کچھ کہہ رہی تھیں ...اور آنکھوں کو تو ایک ہی انداز آتا ہے ...اشک بہانے کا انداز۔خوشی ملے یا غم...یہ صرف اشک ہی بہاتی ہیں...کبھی زیادہ...تو کبھی کچھ کم۔

وہ پھر سے اپنی بات کو جاری کرتے ہوئے بولا۔

"اسی لمحے...اسی پل...مجھے یہ احساس ہو چکا تھا کہ میں پوری طرح سے اپنی کوششوں میں ناکام ہو چکا ہوں...کسی بھی حال اور کسی بھی صورت میں تم سے دور نہیں رہ سکتا....اس سے بڑھ کر کوشش میں شاید میری جان چلی جائے.... یا شاید اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھوں"۔

"یہ سب آپ مجھے کیوں بتا رہے ہیں؟؟...اگر کسی قسم کی ہمدردی چاہتے ہیں تو معاف کیجیے میں آپ سے کوئی ہمدردی نہیں رکھتی"۔

وہ ایک سنگدل محبوبہ کی طرح بولی تھی جسے اپنے محبوب کی تکلیف سے بال برابر بھی فرق نہ پڑا ہو...اس نے یہ رکھائی دانستہ اپنائی تھی۔

''ہمدردی مجھے چاہیے بھی نہیں ....بس تم چاہیے ہو.....میں گھوما پھرا کے بات نہیں کرتا...صاف بات کرنے کا عادی ہوں ....میں تم سے اپنے مسئلے کا حل چاہتا ہوں''۔

''کیسا مسئلہ''۔اپنی آواز میں مزید رکھائی لاتے ہوئے بولی۔

''میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں ماہم قریشی........ پر..... پر میں کر نہیں سکتا۔میں جانتا ہوں میرے گھر والے کبھی اس رشتے کے لیے نہیں مانیں گے.....تمہیں پانا میرے بس میں نہیں اور کھونا اپنی زندگی کھونے کے مترادف ہے۔اب تم ہی کوئے ایسا حل بتاؤ جس سے میں تم سے شادی کر سکوں''۔اس کی آواز میں عجیب سی بے بسی تھی۔

''شادی کی بات کدھر سے آ گئی؟؟؟ آپ واقعی ہوش میں نہیں.....آپ بخوبی جانتے ہیں یہ ناممکن ہے اور نا ہی ہم میں ایسا کوئی قرار تھا.....''۔لہجہ سرد تھا۔

''قرار تھا نہیں ..مگر ہو تو سکتا ہے؟؟؟ کہتے ہیں اس دنیا میں کچھ بھی ناممکن نہیں ...کوئی راستہ تمہیں پانے کا بھی تو ہوگا..''اس نے کسی امید سے کہا تھا۔

لوگوں کی افواہوں کو آپ سچ کر دینا چاہتے ہیں....جب کہ آپ جانتے ہیں کہ ایسا کچھ نہیں تھا...کم از کم میری طرف سے تو بالکل بھی نہیں....اگر آپ مزید اس بات کو بڑھائیں گے تو سب یہی سمجھیں گے کہ وہ جو ہمارے بارے میں سوچتے تھے وہی ٹھیک تھا''۔اس نے دور اندیشی کا مظاہرہ کیا تھا۔

''تو تم مجھے بتاؤ کہ میں کیا کرو...اپنا مسئلہ تمہارے سامنے رکھ چکا ہوں...اب تم سے حل چاہتا ہوں''۔انداز التجائیہ تھا۔

''آپ مجھے بھول جائیں....نکال دیں مجھے اپنے دل سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے...اس کے علاوہ کوئی حل نہیں ہے''۔لہجہ میں رکھائی اب بھی قائم تھی۔

''یہ حل نہیں ہے ماہم قریشی....تم بس میرے دل تک محدود نہیں.......میری روح سے جڑ چکی ہو...دل میں بسے کو نکالنا شاید ممکن ہو...مگر روح سے جڑے کو نکالنا.....جسم سے روح کو نکالنے کے مترادف ہے....نہ تمہیں بھول جانا میرے اختیار میں ہے....نہ تمہیں پا لینا''وہ اس کی مسلسل رکھائی پر اب کچھ جنونی انداز سے بولا تھا۔

وہ کچھ نہ بولی تھی...کیف کا یہ جنونی انداز اب اسے بھی پگھلا رہا تھا...جس مسئلہ کا ذکر کیف عالم کر رہا تھا...اسی ہی طرح کے کرب میں وہ بھی تو تھی۔کیف کی باتیں اب اسے کمزور کرنے لگی تھیں۔اس میں اب مزید ہمت نہ تھی کہ وہ کیف سے اپنے جذبات چھپاتی....وہ مزید اس کی چاہت کا اظہار سنتی تو بے ساختہ اپنی چاہت کا اقرار بھی کر بیٹھتی جو وہ کسی صورت نہیں کرنا چاہتی تھی۔

صرف خاموشی سے اشک بہانہ بھی کافی نہ تھا....وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا بھی چاہتی تھی...یہ کیسی الجھن تھی کہ سامنے والا شخص کم از کم اس کرب میں تو نہیں تھا کہ اس نے اپنی محبت کا کبھی اظہار ہی نہیں کیا۔یہ سختی تو ماہم قریشی نے اپنے سر لی تھی...اپنے جذبات کو اپنی ذات تک محدود کر لینے کی سختی۔

اس نے مزید کچھ بولے...مزید کچھ سنے بغیر کال ڈسکنیکٹ کر دی تھی۔اپنا سیل فون بھی اس نے آف کر دیا تھا تا کہ کیف دوبارہ کال نہ کر سکے۔اسے غم یہ نہیں تھا کہ وہ کیف سے محبت کرتی ہے....اسے غم یہ تھا کہ کیف بھی اس سے محبت کرتا ہے۔یکطرفہ محبت ہو تو صبر قدرے آسان ہو جاتا ہے اس خیال کے ساتھ کہ ہماری چاہت نے کبھی ہمیں چاہ ہی نہیں.....مگر جہاں دوطرفہ محبت ہو وہاں منزل کا نہ ملنا زیادہ تکلیف دہ ثابت ہوتا ہے۔

اس کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی تھا...وہ جانتی تھی کہ کیف بھی اس سے اتنی ہی محبت کرتا ہے جتنی کہ وہ... پر پھر بھی اسے پا نہیں سکتی تھی.... پانا تو کیا وہ تو اعتراف محبت سے بھی قاصر تھی۔

☆......☆......☆

''دن بادن تمہارا کھانا پینا کیوں کم ہوتا جا رہا ہے؟؟؟ نہ کمرے سے باہر آتی ہو...نہ اپنے والدین کو اپنی شکل دکھاتی ہو...اور تمہاری آنکھیں بھی سوجی سوجی لگ رہی ہیں''۔فریدہ نے قدرے پریشانی سے کہا تھا۔

''میری آنکھیں؟؟؟ نہیں تو....''۔وہ نظرے چرائے بولی تھی....کیا بتاتی کہ کیف کی کال کے بعد سے وہ ساری رات سو ہی نہیں پائی تھی۔ساری رات وہ بس اپنی بے بسی پر روتی رہی تھی۔

''میں تماری ماں ہوں ماہم....تم مجھ سے اپنی حالت نہیں چھپا سکتی...میں نے ہمیشہ تمہیں اپنی بیٹی سے زیادہ دوست مانا ہے...کبھی تم پر ماؤں والا رعب نہیں ڈالا....جس کے نتیجے میں تم نے بھی اپنی ہر بات.... ہر پریشانی ہمیشہ مجھ سے شیئر کی ہے...مگر اس بار ایسا کیا ہے کہ تم اندر ہی اندر خود کو تکلیف دے رہی ہو...''۔فریدہ نے شفقت سے ماہم کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

''مما میری زینب سے لڑائی ہو گئی ہے...بس اسی لیے اداس رہتی ہوں''۔وہ اپنی مما سے جتنی بھی فرینک تھی مگر شرم بھرم تو رکھتی ہی تھی...وہ کیسے منہ چڑھ کر بول دیتی کہ اسے محبت ہوئی ہے....وہ بھی اس انسان سے جس کا نام سنتے ہی فریدہ کو ہزار واٹ جھٹکا لگے گا۔

''دوستی میں لڑائی جھگڑے تو ہوتے رہتے ہیں ماہم...ہم انہی سے لڑتے ہیں جن کی ہماری زندگی میں اہمیت ہوتی ہے.....جب رشتوں میں چھوٹی موٹی لڑائیاں ختم ہو جائیں تو سمجھ لینا چاہیے رشتہ بھی ختم...اور اہمیت بھی۔''انہوں نے جیسے اسے تسلی دینے کی کوشش کی تھی۔

''جی مما''۔مختصر جواب دے کر اس نے فریدہ کی گود میں سر رکھ دیا تھا...وہ نہیں چاہتی تھی کہ فریدہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کچھ اور اندازہ لگا لے....اس نے تو اپنی دوست زینب کا نام لے کر فریدہ کو ٹالا تھا۔

فریدہ جانتی تھیں کہ ماہم بہت کم لوگوں کو دوست بناتی ہے.. مگر جن کو بناتی ہے ان سے بہت زیادہ لگاؤ رکھتی ہے....ان کے لیے یہ بالکل بھی حیرت کی بات نہ تھی کہ وہ اپنی کسی دوست سے لڑائی پر اپنا یہ حال کر لیتی۔

کہتے ہیں کہ والدین اپنی اولاد کی رگ رگ سے واقف ہوتے ہیں ...... پر اولاد بھی اپنے والدین کو بخوبی سمجھتی ہے ...وہ بھی جانتی ہے کہ کب اور کیسے والدین کی سوچ کا رخ موڑنا ہے....اور یہی ماہم نے بھی کیا تھا۔

فریدہ اب اپنی گود میں رکھے ہوئے ماہم کے سر پر مسلسل ہاتھ پھیر رہی تھیں ...ماہم بھی کچھ سکون محسوس کر رہی تھی ...بھلے ہی وہ اپنی ماں کے گلے لگ کر رو نہیں سکتی تھی ..مگر وہ تھی تو ماں کی ہی گود ۔

''میں ذرا تیل اٹھا لاؤں ...تمہارے بالوں میں لگائے دیتی ہوں ..کافی روکھے لگ رہے ہیں...''۔فریدہ کو اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے روایتی ماؤں کی طرح تیل یاد آیا تھا۔

''نہیں مما...مجھے چڑ ہے تیل سے ...پلیز آج نہیں''۔اس نے تیل لانے کے لیے جاتی ہوئی فریدہ کو روکنے کی کوشش کی۔

''ارے پگلی ...میں نے خاص مکس تیل بنوایا ہے ... پورے سات تیل مکس کروائے ہیں .... پنساری تو کہہ رہا تھا کہ مہینہ لگانے سے ہی بال گھٹنوں تک لمبے، گھنے ہو جاتے ہیں''۔

گھٹنوں تک لمبے بال....اسے پھر سے کچھ یاد آیا تھا....وہ مدھم سا مسکرائی تھی۔

اس کی مسکراہٹ دیکھ فریدہ سمجھ گئیں کہ انکی لاڈلی بیٹی تیل لگوانے کے لیے مان گئی ہے سو وہ تیل لینے چل پڑیں۔

کچھ ہی لمحے گزرے تھے کہ فریدہ ایک چھوٹی شیشی ہاتھ میں لیے کمرے میں داخل ہوتے نظر آئیں۔اب وہ ماہم کے کمرے میں پڑی کرسی پر بیٹھ گئیں اور ماہم ان کے سامنے فرش پر بیٹھ گئی تھی۔پہلے انہوں نے اس کی ڈھیلی چوٹی کھولی ...پھر سر پر ہلکا ہلکا تیل لگا کر مالش کرنے لگیں تھیں۔

ماہم نے کچھ سکون سا محسوس کیا تھا...ساری رات رونے کی وجہ سے اس کے سر میں آیا بھاری پن بھی کچھ کم ہونے لگا تھا۔

''مما...کیا ہم لوگ کبھی خالہ خالدہ سے صلح نہیں کریں گے''۔اس نے یہ سوال اچانک ہی کیا تھا....اور سوال کی وجہ یقیناً کیف تھا۔

''ہماری تو صلح ہی ہے...ہم نے کب کوئی جھگڑا کیا ہے''۔وہ اب بھی اس کے سر کی مالش کر رہی تھیں۔

''نہ وہ ہمارے گھر آتی ہیں...نا ہم جاتے ہیں...یہ کیسی صلح ہے؟؟؟''۔وہ اپنی طرف سے کسی کوشش میں لگی ہوئی تھی۔

''تمہیں آج تمہاری خالہ کیسے یاد آ گئیں؟؟؟ خیر تو ہے؟؟؟ اتنے عرصے میں تو تم نے کبھی ان کے لیے کوئی خاص محبت نہیں دکھائی تھی ..پھر اچانک کیسے''۔انہیں اب حیرت ہوئی تھی۔

''وہ مما...جب میں ماموں اظہر کے گھر تھی نا تو وہاں کیف بھائی بھی تھے....ان کا رویہ میرے ساتھ بہت اچھا تھا....ایسا لگا ہی

نہیں کہ ہماری فیملیز میں کلیشیز چل رہے ہیں"۔ وہ بڑے ہی نامحسوس انداز میں فریدہ کی رائے لے رہی تھی۔

"کیف تو بچہ ہے.... اور بچوں کو یہ شوبھا نہیں دیتا کہ بڑوں کے مسائل اور جھگڑوں میں ٹانگ اڑائیں..... اس کا ان معاملات میں کوئی تعلق نہیں... اور یہ سن کر خوشی ہوئی کہ اس نے خوامخواہ میں کوئی انا نہیں دکھائی"۔ فریدہ کی کیف کے متعلق یہ رائے سن کر اس کے دل میں ایک امید سی بندھی تھی۔

"کیف بھائی اور انا....... بالکل بھی نہیں مما.... لگ ہی نہیں رہا تھا کہ کبھی ماضی میں کوئی حالات بگڑے بھی تھے...... ان کا رویہ اپنے ساتھ اچھا دیکھا تو میں نے بھی ان کے ساتھ بہت اچھا رویہ رکھا تھا.... ہم تو کھیلتے بھی تھے مما....."۔ وہ اب پوری طرح سے موقع کا فائدہ اٹھا رہی تھی۔

"میں نے تو اپنے بچوں کو ایسی تربیت ہی نہیں دی کہ وہ کسی سے منہ بنائے بیٹھے رہیں.... میں تو تمہیں پہلے بھی کہتی تھی کہ کبھی کسی محفل میں تمہیں تمہاری خالہ نظر آ جائیں تو منہ چھپا کر نہ بھاگ جایا کرو... جا کر مل لیا کرو.... سارے معاملے میں تمہاری خالہ کا بھی کوئی خاص قصور نہیں تھا.... بلکہ کیف سے تم نے خالدہ کا حال نہیں پوچھا؟؟؟"۔ فریدہ کی باتیں اسے کچھ تسلی دے رہی تھیں... پر وہ نادان خوامخواہ کی تسلیوں میں پڑ رہی تھی۔

"پوچھا تھا مما... خالہ بالکل ٹھیک ہیں... بلکہ مجھے تو یاد ہی نہیں رہا... میں جب وہاں تھی تو کیف بھائی کو خالہ کی کال آئی تھی.... تب میں کیف بھائی کے ساتھ ہی تھی.... خالہ کو کیف بھائی نے جب میرے وہاں ہونے کا بتایا تو وہ بہت خوش ہوئیں تھیں.... انہوں نے پھر کیف بھائی کو کہا کہ ماہم سے کہو فریدہ کو میری طرف سے سلام دے"۔ اب وہ جھوٹ بول رہی تھی... صرف اس امید میں کہ شاید اس کی اور کیف کی شادی کی کوئی راہ نکل آئے۔

"بہن ہے نا آخر... لاکھ سسرال کا... شوہر کا دباؤ ہو.... بہن کا پیار مر تو نہیں سکتا"۔ وہ اب اسکے بالوں کی کس کے چوٹی بنا رہی تھیں۔

"میں اب خالہ کو ضرور ملا کروں گی مما.... کیف بھائی بھی تو آپ کو ہمیشہ جہاں کہیں دیکھیں ضرور سلام کرتے ہیں"۔ وہ دانستہ طور پر کیف کو بار بار بھائی کہہ رہی تھی کہ کہیں فریدہ کچھ محسوس نا کر لے۔

"ضرور ملا کرو... بچوں کی کیا لڑائی...."۔

ماہم نے اب مزید اسی ٹاپک پر بات کرنا مناسب نہ سمجھا.... اس کے مزید سوال و جواب یقیناً فریدہ کو حیرت میں ڈال دیتے۔

☆......☆......☆

صدر میں موجود مشہور اسٹوڈنٹ بریانی ریسٹورنٹ پر وہ دونوں بریانی کھانے آئے تھے۔ عابد اور کیف کی بھی کراچی کے دیگر لوگوں کی طرح یہ پسندیدہ جگہ تھی۔ کیف کھانے کے معاملے میں کچھ سست سا واقع ہوا تھا... اسے نوالے توڑ کر کھانے سے بھی سستی سی محسوس

ہوتی تھی.... دوسرے کھانوں کی نسبت اسے بریانی کھانا بڑا ہی آسان لگتا تھا....اور بریانی اس کی پسندیدہ بھی تھی۔عجیب ہی مزاج تھا اس کا...کھانے میں سستی۔ہاں اگر اسے کوئی نوالے توڑ کر اپنے ہاتھوں سے اسے کھلائے تو وہ کچھ بھی کھا سکتا تھا۔

اپنی اسی عادت کی وجہ سے بریانی کے علاوہ وہ شوارما کھانا پسند کرتا تھا یا ایسی چیزیں جنھیں توڑ توڑ کر کھانا نہ پڑتا ہو بس ڈاریکٹ منہ میں ہی ڈالنا پڑتی ہوں۔

''تمہارے چہرے پر کچھ ہے...جو میں پڑھ نہیں پا رہا... پر اتنا میں شرطیہ کہہ سکتا ہوں کہ کچھ نیا تو ضرور ہوا ہے تمہاری زندگی میں''۔ عابد نے بریانی کے اوپر سلاد ڈالتے ہوئے کہا تھا۔

''ارے واہ...دوست ہو تو ایسا....'' کیف نے ہلکی مسکراہٹ سے کہا تھا۔

''دوستی وستی ایک طرف....ارے عابد شاہ نے دنیا دیکھی ہے ایک نظر میں بتا دوں کے دال میں کچھ نیلا ہے''۔حسب عادت وہ شوخی مارتے ہوئے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھا چکا تھا۔

''کالا....''۔کیف نے کچھ زور دے کر کہا۔

''کالا ہو یا نیلا...کیا فرق پڑتا ہے....کچھ نا کچھ تو ہے ہی دال میں اور میں وہی کچھ تم سے جاننا چاہتا ہوں''۔اس نے ہمیشہ کہ طرح کریدنا شروع کیا تھا۔

''میری کل اس سے بات ہوئی ہے''۔کیف کے اس کا مطلب عابد بخوبی سمجھ گیا تھا۔

''ڈیٹس گریٹ....یہ تو بڑی ہی اچھی خبر ہے......اس بات پر تو فرزند علی کا قلفہ بنتا ہے''۔اس نے فوراً سے اپنے من پسند قلفہ کی بات کر ڈالی تھی۔کھانے پینے کا عابد ویسے بھی بہت شوقین تھا....اور کھانے کے بعد اسے میٹھے کی طلب بھی بہت ہوتی تھی۔

''وہ بھی کھلا دیتا اگر واقعی اچھی خبر ہوتی.....میری صرف اس سے بات ہوئی ہے..... منگنی نہیں''۔وہ اس کی فرمائش پر جھنجھلایا تھا.....یہاں وہ اس سے اتنی سیریس بات کرنے لگا تھا اور اسے قلفہ یاد آ گیا تھا۔

''اس سے بات ہو جانا ہی میرے نزدیک بہت اچھی خبر ہے... بات ہو گی تو منگنی بھی ہو گی نا.......بلکہ منگنی تو کیا شادی بھی ہو جائے گی.....قلفہ تو تمہیں کھلانا ہی پڑے گا''۔وہ واقعی پیٹو تھا۔

کیف نے جواباً کچھ کہنے کے بجائے سر کو ہلکی جنبش دی تھی....وہ اسے فرزند علی کا قلفہ کھلانے کی ہامی بھرنے کا اشارہ تھا جس پر عابد کے کھانے کی حس کو کچھ اطمینان پہنچا تھا....اب اسے مزید سوال کرنے تھے۔

''تو جناب کیا نتیجہ نکلا آپ کی ان سے بات کے بعد''۔اس نے سوالوں کا سلسلہ شروع کیا تھا مگر شرارتی انداز میں۔

''نتیجہ؟؟؟ کچھ بھی تو نہیں... ہاں مگر اتنا ضرور ہے کہ میں نے اس کی آواز میں اپنے لیے محبت محسوس کی ہے....شک تو مجھے پہلے

بھی کئی دفعہ گزرا تھا...مگر کل رات اس سے بات کرنے کے بعد وہ شک کچھ حد تک یقین میں بدلنے لگا ہے"۔اس نے اطمینان سے بریانی کھاتے ہوئے کہا۔

"لو....کرلو بات.......اب بھی تم کہہ رہے تھے کہ اچھی خبر نہیں"۔عابد کو حیرت ہوئی۔

"یقیناً اچھی خبر ہوتی اگر یقینی ہوتی....یہ فرضی ہے...میرا اپنا اندازہ جو کہ غلط بھی ہوسکتا ہے..."۔اس نے جتا کر کہا۔

"اگر یقینی ہوجائے تو"۔

"تو میں اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھنے لگوں گا....جسے میں نے چاہ...وہ بھی مجھے ہی چاہے ہے....اس سے بڑھ کر دنیا میں اور کیا چاہیے.....پھر وہ مجھے نہ بھی ملے تو میرے لیے یہی بہت ہے کہ اس کے دل میں صرف میں ہوں"۔

"اس کے دل میں بھی تم ہی ہو گے میرے بھائی....تم بس قلفہ کھلانے کی تیاری کرو"۔عابد کی پھر سے اس فرمائش پر اسے اب غصہ سا آیا تھا...اس کی سنجیدہ باتوں پر وہ بار بار اپنا پیٹ لے آتا تھا۔

کتنا فرق تھا ماہم قریشی اور کیف عالم کی چاہت میں...دونوں کی محبت کی گہرائی ایک سی تھی مگر انداز مختلف تھا۔ماہم کے لیے یہ تکلیف دہ بات تھی کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو چاہتے ہیں مگر ہم سفر نہیں بن سکتے.....جبکہ کیف کو ہمسفر بننے میں دلچسپی سے زیادہ اس بات میں تھی کہ ماہم کے دل میں وہ ہے یا نہیں۔اس کے لیے صرف ماہم کے دل میں ہونا زیادہ ضروری تھا......جبکہ ماہم کے لیے کیف کا اس کی زندگی میں ہونا زیادہ ضروری تھا۔

☆......☆......☆

ہمیشہ کی طرح وہ ایک بار پھر ٹوٹی تھی..... پر اس بار شدت کچھ زیادہ تھی.....اس نے بڑی امیدوں کے ساتھ کیف کو کراچی تین ماہ کا وقت دے کر بھیجا تھا.....لیکن اس کی امیدوں پر پانی پھیر اگیا تھا۔

کیف کی شام میں آئی ہوئی کال نے اس پر بجلی سی گرائی تھی....اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ کیف ایک بار پھر اس کے ساتھ ایسا کر سکتا ہے...کیا یہ سب اس کی فطرت تھی؟؟؟ کیا وہ قابل اعتبار تھا؟؟؟۔شاید ہمیشہ سے نہیں تھا۔

تین سال سے وہ کیف عالم پر بار بار اعتبار کرتی آئی تھی اور ہر بار بری طرح سے چوٹ کھائی تھی۔

اس کے وہ چند الفاظ جو اس نے شام میں اسے کال پر کہے تھے بار بار اس کے دماغ میں کسی بمب کی طرح دھماکے کررہے تھے۔

اس کی شریانوں ٹ میں ٹیسیں سی اٹھ رہی تھیں۔

اسے لگا اسے ڈوب کر مرجانا چاہیے...کہیں اونچائی سے کود کر مرجانا چاہیے...کوئی زہریلی چیز کھا کر مرجانا چاہیے.....بس مرجانا چاہیے۔

عورت زاد کے لیے سب سے بڑھ کر اس کی عزت ہوتی ہے...جب عزت نہیں رہتی تو وہ بھی نہیں رہتی۔

اسے جینے کا حق رہا تو نہیں تھا.. مگر جینا تو اسے تھا ہی۔

بہت مشکل تھا فیصلہ کرنا پر وہ فیصلہ کر چکی تھی ..... ضمیر کو تو پہلے بھی بہت دفعہ مارا تھا.. ایک آخری بار پھر مارنا تھا۔ کیف نے بھلے ہی کال پر اس سے جو کچھ بھی کہا مگر وہ خود کو ڈھیٹ کرتے ہوئے اب بھی کیف کا انتظار کرے گی .... پورے تین ماہ انتظار کرے گی۔

بھلے ہی کیف نے وہ بجلی گرائی تھی کہ اسے تین ماہ تو کیا تین گھنٹے، تین منٹ، تین اسکینڈ بھی انتظار کرنے کی ضرورت نہیں تھی .... پر وہ پھر بھی ایک آخری انتظار کرنا چاہتی تھی... اپنی طرف سے حجت تمام کرنا چاہتی تھی۔

وہ کیف عالم تھا اپنے قول سے مکر سکتا تھا..... پر یہ ماہم قریشی تھی اسے اپنے قول پر قائم رہنا تھا۔

☆......☆......☆

وہ دونوں رات کے قریب ایک بجے اپنے رینٹیڈ کمرے میں آئے تھے ... یہ ان کی روٹین میں ہی شامل تھا رات کو دیر تک کراچی کی سڑکوں پر دوستوں، یاروں کے ساتھ گھومنا، پھرنا۔

اور یہی وہ وقت ہوتا تھا جب کیف کو ماہم کی یاد زیادہ ستاتی تھی ... اسے کچھ عرصہ پہلے گزاری ہوئی راتیں یاد آنے لگتی تھیں جب وہ ایک معصوم چہرے کو بار بار چڑاتا تھا... کبھی اس کی ناک پر اعتراض کر کے تو کبھی اس کے فیشن پر۔

"یہ کیا تم نے لال جوڑا پہن رکھا ہے اور اتنی تیز لال لال لپ اسٹک تھونپی ہوئی ہے"۔ کیف نے ماہم کو ماموں اظہر کے گھر پہ چڑانے کے لیے کہا تھا۔

"بندر کیا جانے ادرک کا سواد"۔ وہ کچھ خفیف سے لہجے میں بڑبڑائی تھی۔

"کیا کہا تم نے ..... بندر کہا مجھے ..... بھولو مت میں تم سے ایج میں بڑا ہوں ... تم مجھے یوں بندر، وندر نہیں کہہ سکتی"۔ اس نے جتایا تھا۔

"بندر ایج میں بڑے نہیں ہوتے کیا؟؟؟" اس نے دبی ہنسی سے کہا تھا۔

"پہلے شیشہ دیکھ لو.... پھر کچھ اور کہنا...... چلتی پھرتی کارٹون لگ رہی ہو.... وہ بھی بہت ہی بری کارٹون ...."۔ وہ ماہم کا رخ کمرے میں موجود ڈریسنگ ٹیبل کی طرف کرتے ہوئے بولا تھا۔

"جائیں ... جائیں ... ہونہہ ... جب فیشن کی سینس نہ ہو تو تبصرہ بھی نہیں کرنا چاہیے ..... ٹریڈ کلر کی لپ اسٹک بہت ان ہے ..... ہر اکٹریس آج کل ریڈ لپ اسٹک میں تو ضرور ہی نظر آئے گی"۔ اس نے کیف کی معلومات میں اضافہ کیا تھا۔

"چلو ایک سیکنڈ کے لیے میں مان بھی لوں کہ یہ تم نے فیشن کیا ہوا ہے ... تو کیا ہونٹوں سے باہر ٹیڑھی میڑھی لپ اسٹک لگانا بھی آج کل ان فیشن ہے"۔ اس نے چڑانے والے انداز میں کہا تھا۔

بے ساختہ ماہم ڈریسنگ ٹیبل میں لگے شیشے کے قریب ہوئی اور اپنے ہونٹ دیکھنے لگی۔

کیف صحیح کہہ رہا تھا اس کی لپ اسٹک اس کے ہونٹوں کے کناروں سے بھی باہر جا رہی تھی اور بہت ہی بگڑے انداز میں جا رہی تھی۔ یہ اس نے کناروں سے باہر لگا کر ہونٹوں کو بڑا کرنے کی کوشش نہیں کی تھی..... یہ تو اس کی نااہلی تھی۔

اسے واقعی لپ اسٹک لگانا نہیں آتا تھا۔ وہ بہت کم میک اپ کرتی تھی..... مگر جب بھی کرتی تھی بہت ہی برا کرتی تھی۔

وہ کچھ پھیکی سی ہو کر رہ گئی تھی....لپ اسٹک لگاتے ہوئے اس نے یہ نہیں سوچا تھا کہ کوئی اتنا غور سے دیکھ کر اس پر تنقید کر ڈالے گا....اس نے بس لپ اسٹک لگانی تھی سو لگا لی...چاہے وہ جہاں مرضی پھیلتی پھرے اسے کیا۔

''ایک کام کرو نا...تھوڑی لال لپ اسٹک اپنے گالوں پر لگا لو اور تھوڑی سی اپنی پھینی ناک پر....یقین مانو پرفیکٹ لگو گی''۔ وہ جو ابھی بھی شیشے میں گھسی اپنا چہرہ دیکھ رہی تھی یک دم پلٹی.....اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتی کیف نے اس کی ناک زور سے کھینچ ڈالی تھی۔

''آج تو سکون کی نیند آئے گی مجھے....قلفہ کھا کر جو تسکین مجھے آج ملی ہے....وہ پہلے کبھی نہیں ملی....دوست کے پیسوں کی چیز کھانے کا تو اپنا ہی مزہ ہے''۔ عابد بستر پر لیٹتے ہوئے بولا اور کیف کی آنکھوں کے سامنے آیا ہوا ماہم کا لال لپ اسٹک والا چہرہ غائب ہو گیا۔

قلفہ کا ذکر عابد نے دانستہ طور پر کیا تھا...وہ دونوں جب سے کمرے میں آئے تھے اس نے کیف کو سوچوں میں ڈوبا دیکھا تھا...وہ بستر پر اس سے پہلے ہی سونے کے لیے لیٹ چکا تھا مگر روز کی طرح آج بھی کھویا ہوا سا لگ رہا تھا...یہ کیف کا معمول تھا وہ روز رات کو سونے سے پہلے ماہم کے ساتھ گزارا ہوا کوئی نہ کوئی پل یاد کرتا تھا۔

عابد نے اس کو تھوڑا غصہ سا دلا کر اس کا دھیان ہٹانے کی کوشش کی تھی...وہ جانتا تھا کیف اس کے کھاؤ ہونے سے بہت چڑتا ہے....یہ واحد عادت تھی جو اسے عابد میں بالکل بھی پسند نہیں تھی۔

عابد کی امید کے برعکس کیف نے اس کی بات پر کوئی رسپانس نہ دیا.....بلکہ اس کا رویہ تو ایسا رہا جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہ ہو۔

وہ اس کی فضول سی اوٹ پٹانگ باتیں سننے کے بجائے پھر سے ماہم کو سوچنا چاہتا تھا۔

''یونیورسٹی میں کچھ فیلوز منوڑہ جانے کی پلاننگ کر رہے تھے...تم جانا چاہو گے؟''۔ یہ کیف کو اداس سوچوں سے نکالنے کی ایک اور کوشش تھی۔

''سوچوں گا''۔ کیف ہمیشہ سے سیر و تفریح کا شوق رکھتا تھا...کہیں پاس میں جانا ہو یا کہیں دور...وہ ہمیشہ تیار رہتا تھا۔ جب سے وہ دونوں دوست بنے تھے یہ پہلی مرتبہ تھا کہ کیف نے کہیں جانے کا پلان سن کر ہامی بھرنے کے بجائے سوچنے کا کہا تھا۔

کیف کے اس جواب پر عابد پہلے تو کچھ حیران ہوا.....پھر اس نے اس جواب کی وجہ ماہم سے ہونے والے رابطے کو گردانا۔

عابد کے مزید کچھ کہنے سے پہلے ہی کیف نے اپنا سیل فون اٹھایا اور بیڈ سے اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

☆......☆......☆

وہ ایک اسکیچ بنا رہی تھی....اس کا انداز والہانہ تھا...شاید یہ اندر دبے کسی غصے کا اظہار تھا... یا کسی کرب کا۔ یہ وہ واحد ٹیلنٹ تھا اس میں جواب تک اس نے کسی پر ظاہر نہیں کیا تھا۔ وہ اپنے تمام اسکیچیز یوں ہی رات کے کسی پہر بناتی تھی....اور اپنے کمرے میں موجود اپنی الماری کے ایک سیکریٹ ڈرار میں رکھتی تھی۔

.اس نے بہت ہی نفاست سے اسکیچ پر موجود شخص کی آنکھیں بنائی تھیں...اگر یہ کوئی کلرفل پینٹنگ ہوتی تو یقیناً یہ آنکھیں نیلی ہوتیں۔

یہ کیف عالم کا اسکیچ بنانے کی پہلی کوشش تھی جس میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی ہوئی تھی۔ وہ کوئی پروفیشنل نہیں تھی باوجود اس کے وہ اسکیچ بنانے میں کافی مہارت رکھتی تھی۔

اس کی اس مہارت کی وجہ شاید بچپن سے ہی اسکیچیز بنانے کا شوق تھا۔

پاس موجود سیل فون جو وائبریشن موڈ پر لگا ہوا تھا...اب وائبریٹ ہونے لگا تھا۔ اس نے سیل فون کی اسکرین پر کیف کا نام دیکھا...پھر ایک عجیب نظروں سے اپنے ہاتھ میں موجود اسکیچ کو۔

اس کال پر آنے والے غصے پر اس کا ایک پل کو دل چاہ کے وہ اپنے ہاتھ میں موجود اسکیچ پر والہانہ لکیریں کھینچ دے مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔

اسے اب خود پر غصہ آیا تھا...وہ کیوں اس کا اسکیچ بنا رہی تھی....اور وہ کیوں اسے کال کر کے کمزور بنانے کی کوشش کر رہا تھا۔

کچھ دیر تک اس کا سیل فون وقفے وقفے سے وائبریٹ ہوتا رہا تھا۔ وہ کیف کی کال ہرگز اٹینڈ نہیں کرنا چاہتی تھی....کل رات بھی جذبات میں آ کر اس نے کال اٹینڈ کر تو لی تھی...مگر پچھتائی تھی۔ کیف کی کال نے اس کی تکلیف میں مزید اضافہ کیا تھا۔

وہ اب اپنا سیل فون اٹھائے اسکرین کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھی.....اسکرین پر ایک میسج نوٹیفکیشن جگمگایا تھا۔ اس نے میسج اوپن کیا پڑھنے پر اسے مزید غصہ آیا...اسے اب کوفت سی ہوئی....اب وہ انتظار کرنے لگی کہ کیف اسے دوبارہ کال کرے اور وہ اس پر برس پڑے ....اس پر آیا ہوا اپنا سارا غصہ اس پہ نکال دے۔

اس کی یہ خواہش کچھ ہی اسکینڈز میں پوری ہو چکی تھی....کیف اسے دوبارہ کال کر رہا تھا۔

”آپ سمجھتے کیا ہیں خود کو؟؟؟ مجھے یہ ڈرامے بازی بالکل بھی پسند نہیں ہے...آپ مجھے ایموشنلی بلیک میل نہیں کر سکتے مسٹر کیف عالم...میں آپ کی ان چالبازیوں میں ہرگز آنے والی نہیں ہوں...اپنے یہ حربے آپ کہیں اور جا کر آزمائیے“۔ وہ اپنی خواہش کے عین مطابق اس پر بغیر ہیلو، ہائے کے برسی تھی۔

”یہ چالبازی نہیں ہے...تمہارے لیے میری محبت کی انتہا ہے“۔ وہ جو اپنے غصے کے بدلے میں کیف سے بھی کسی غصیلے جواب

کی امید لگائے بیٹھی تھی یکدم ہی لاشعوری طور پر ٹھنڈی پڑ گئی تھی۔ یہ عورت زاد کی فطرت میں شامل ہے...اس کے غصے کے بدلے میں کوئی اسے پیار دے تو وہ بہت جلدی موم ہو جاتی ہے۔

''جو بھی ہے... مجھے یہ سب پسند نہیں... آپ اب کبھی مجھے اس طرح کی کوئی دھمکی نہیں دیں گے''۔اس بار اس نے نرمی سے کہا تھا۔

''یہ دھمکی نہیں تھی ماہم... اگر آج تم مجھ سے بات نہ کرتی تو میں واقعی کچھ کھا لیتا.... یا سڑک پر چلنے والی کسی گاڑی کے نیچے آجاتا ''۔یہ سن کر ماہم طنزیہ مسکرائی۔

''کوئی کسی کے لیے جان نہیں دیتا.... یہ سب تو کسی کو بیوقوف بنانے کے حربے ہیں''۔

''آزما کر دیکھ لو''۔اس نے اتنے یقین سے کہا کہ ماہم کو ایک پل کے لیے اس کی بات سچ لگی تھی...دل کو لگی تھی....شاید واقعی وہ خود کو کوئی نقصان پہنچا لیتا۔

کچھ لمحوں کے لیے دونوں طرف خاموشی چھائی.....

''میں نے تمہیں اپنے مسئلے کا حل نکالنے کے لیے کہا تھا.... کچھ سوچا تم نے اس بارے میں''۔اس نے کچھ یاد دلایا تھا۔

ماہم جواب میں خاموش رہی تھی....اسے خاموش پا کر کیف سمجھ گیا کہ اس کے پاس کوئی حل نہیں ہے۔

وہ تو اس کے مسئلے حل نہیں نکال پائی تھی.... پر کیف ایک حل نکال چکا تھا....جو آج وہ کسی بھی قیمت پر ماہم کو بتانا چاہتا تھا۔

''تمہیں بھولنے کے لیے میں ہر ممکن کوشش کر چکا ہوں .....اب میں تمہیں پانے کی کوشش کرنا چاہتا ہوں۔ پچھلی کوشش میں ناکام رہا ہوں...اس کوشش میں کامیابی کی امید ہے..بشرطیکہ تم میرا ساتھ دو''۔اس کا انداز اب کچھ عجیب سا تھا۔

''مگر میں آپ کا ساتھ کیوں دوں؟؟''۔اس کا لہجہ اب پھر سے تلخ ہو چکا تھا...وہ نرم رویوں سے محبتوں کو بڑھاوا دینا نہیں چاہتی تھی۔

''کیوں کے تمہارے دل میں میرے لیے محبت کے جذبات ہیں...بھلے ہی ان میں اتنی شدت نہ ہو...مگر کچھ تو تمہارے دل میں بھی ہے''۔وہ بڑی رسانیت سے بولا تھا۔

''کچھ نہیں ہے میرے دل میں''۔وہ اس پر اپنے جذبات ظاہر کر کے بات کو آگے نہیں بڑھانا چاہتی تھی...نا تو وہ لوگوں کی قیاس آرائیوں کو سچ کرنا چاہتی تھی...نا ہی کیف کے گھر والوں کے آگے اپنا تماشہ بنانا چاہتی تھی۔

''تم مکر نہیں سکتی...میں جانتا ہوں تم میرے بارے میں کچھ نا کچھ تو ضرور محسوس کرتی ہو''۔وہ پر اعتماد تھا۔

''کہا نا...نہیں ہے کچھ بھی میرے دل میں....میں کال بند کر رہی ہوں...اور اگر آپ نے پھر مجھے کال کی تو میں آپ کے لیے بہت بری ثابت ہوں گی''۔اس سے پہلے کہ کیف پر اس کے جذبات ظاہر ہو جائیں...وہ فرار چاہتی تھی۔

''رکو.... پہلے کچھ سوالوں کا جواب دے دو....پھر جو چاہے کرنا....جواب اگر سچ ہوئے تو یقین مانو...دوبارہ تمہیں پریشان نہیں

کروں گا"۔اس نے اب کچھ پوچھنا چاہا تھا۔

ماہم خاموش ہی رہی تھی.....کال اس نے کاٹی نہیں تھی مطلب وہ سن رہی تھی۔

"صرف اتنا بتا دو کہ اس دن تمہیں میرے امبر کی تعریف کرنے پر برا کیوں لگا تھا......کیوں تمہاری چھوٹی سی ناک جلن سے پھولی ہوئی نظر آنے لگی تھی......کیوں تمہارے چہرے کے رنگ بدل گئے تھے......کیوں تم اس کے ذکر سے اجتناب کی خاطر وہاں سے چل دی تھی"۔اس نے وہ سوال کیا تھا جس کا جواب خود اسے بھی بہت دیر سے سمجھ آیا تھا۔

"یہ آپکا وہم ہے کیف عالم....مجھے کوئی جلن محسوس نہیں ہوئی تھی"۔اس کی آواز میں کپکپاہٹ تھی....جیسے اس کی چوری پکڑی گئی ہو۔

"میری ناراضی محسوس کرنے پر کیوں میرے لیے صبح ہی صبح آلو کے پراٹھے بنائے تھے"۔اس نے ماہم کو کٹھرے میں لا کھڑا کیا تھا اور اب سوالوں کی بوچھاڑ کر چکا تھا۔

"آپ کی جگہ میرا کوئی بھی کزن مجھ سے روٹھا ہوتا تو میں یہی کرتی....اتنی سی بات پر کسی خوش فہمی میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے"۔وہ بری طرح سے اس کے سوالوں میں الجھنے لگی تھی۔

"تمہاری آنکھوں میں نمی کسی بھی کزن کے اگنور کرنے پر آ جاتی ہے؟؟؟"۔وہ چونکی تھی..تو وہ سب جانتا تھا...یہ بھی کہ اس کے اگنور کرنے سے بارہا اس کی آنکھوں میں نمی اتری تھی....وہ یہ بھی جانتا تھا کہ آلو کے پراٹھے اسی کے لیے بنائے گئے تھے....وہ یہ بھی جانتا تھا کہ امبر کی تعریف اسے چبھی تھی....جانے وہ اور کیا کیا جانتا تھا۔

"کل میرے میسج کو دیکھتے ہی کیوں میسج کر ڈالا.....اگر میں تمہارے لیے کچھ نہیں تو کیوں میری کال اٹینڈ کی؟؟؟ کیوں میری آواز سن کر تم کچھ لمحے بول ہی نا پائی تھی"۔تو ثابت ہوا کہ اس نے بہت بڑی غلطی کی تھی کیف عالم کو رسپانس دے کر....اسے کل کیف کے بلینک میسج کو اگنور کرنا چاہیے تھا..اپنے دل و جذبات پر کنٹرول کرنا چاہیے تھا۔اب وہ اپنی چاہت سے انحراف کرے بھی تو کیسے؟؟؟؟۔

وہ خاموش ہو چکی تھی....وہ سوالوں میں اس کے جوابوں سے زیادہ دم رکھتا تھا۔

"مت چھپاؤ ماہم...کوئی فائدہ نہیں ہے....تمہاری یہ خاموشی بھی یہی بتا رہی ہے کہ تم مجھے چاہتی ہو......اقرار کرو اس بات کا کہ تمہارے دل میں بھی میں ہوں.....تمہیں ماننا ہوگا کہ تم بھی میرے بغیر جی نہیں سکتی.....یہاں تک کہ تمہیں میرا اگنور کرنا بھی تکلیف دیتا ہے۔"وہ اب ڈنکے کی چوٹ پر اس پر چاہت کا جرم ثابت کر رہا تھا۔

اس کے گلے میں پھندہ سا لگ چکا تھا....وہ اپنے دفاع میں کچھ بول نہیں پا رہی تھی....بس اشک تھے جو اس کی بھوری آنکھوں سے جاری تھے اور وہ سسکیاں بھرنے لگی تھی۔

جس زخم کو وہ اپنے دل میں سات پردوں میں چھپائے بیٹھی تھی...کیف اسی زخم کو مسلسل کرید رہا تھا۔

”رومت ماہم.....میں تمہیں کمزور نہیں کرنا چاہتا تھا...میں نے خود بھی پہلے پہل تم سے دور جانا ہی مناسب سمجھا تھا....لیکن یہ میرے بس میں نہیں ہے اور یہ میں بخوبی سمجھ چکا ہوں“۔وہ اس کی شوں شوں سن کر بولا تھا۔

ماہم جواب میں اب بھی کچھ نہ کہہ پائی تھی۔وہ پھر گویا ہوا تھا۔

”اب کہہ دو کہ تمہارے یہ آنسو بھی میرا وہم ہے..اگر میں غلط نہیں تو تم اپنے یہ قیمتی آنسو میرے لیے بہا رہی ہو...اور قیمتی چیزیں تو صرف مزید قیمتی چیزوں پہ قربان کی جاتی ہیں...کیا اب بھی تم اپنی چاہت سے انحراف کرو گی“۔

”میرے پاس اور کوئی چوائس نہیں ہے...میں بہت اچھے سے جانتی ہوں یہ چاہت ادھوری رہ جائے گی...میں اس راہ میں اپنے قدم مزید نہیں بڑھانا چاہتی۔“وہ شوں شوں کرتے ہی بولی تھی۔

”تو تمہیں مجھ سے محبت کا اعتراف ہے.....میرے لیے یہ بھی بہت ہے.....یہی میری ہمت بڑھانے کے لیے بھی کافی ہے۔“اس کے لہجے میں واضح سکون تھا۔

”ہم دونوں کیا چاہتے ہیں...اور کیا نہیں...اس سے کیا فرق پڑتا ہے“۔اس کے لہجے میں واضح مایوسی تھی۔

”فرق پڑتا ہے.....پہلے صرف میں ہی تمہیں بھلانے اور پھر پانے کی کوشش میں تھا.....اب تم بھی میرے ساتھ ہو..“اس کا لہجہ پر اعتماد تھا۔

”میں آپ کے ساتھ نہیں ہوں کیف عالم....میرا فیصلہ اب بھی وہی ہے.....آپ بھول جائیں مجھے اور مجھے بھی آپ کو بھولنے دیں“۔ماہم نے فوراً سے کال کٹ کر دی۔وہ اعتراف محبت کا جرم تو کر چکی تھی اب کوئی وعدہ وفا نہیں کرنا چاہتی تھی....وہ کوئی عہد و پیمان نہیں چاہتی تھی جن کے ٹوٹنے پہ وہ خود بھی ٹوٹ جائے۔

کال ڈسکنیکٹ ہونے کے بعد کیف اپنے نکالے ہوئے حل پر پھر سے سوچنے لگا تھا...کال کرنے سے پہلے وہ نہیں جانتا تھا کہ ماہم اس کے حل پر عمل کرے گی یا نہیں....پر کال کے اختتام پر اسے یقین ہو چلا تھا کہ ماہم بھی اسی سے محبت کرتی ہے اور وہ ضرور اس کی بات مانے گی....وہ اگلی کال میں ضرور اسے اپنی سوچ سے آگاہ کرے گا۔

☆......☆......☆

”ہیلو کیف how are you...“۔کرن نے یونیورسٹی کے گراؤنڈ میں کیف کو اکیلے بیٹھے دیکھا تو اسی طرف آ گئی۔وہ کیف کی کلاس فیلو تھی...اور اس کی پرسنلٹی سے کافی امپریسڈ بھی تھی۔وہ ان لڑکیوں میں سے تھی جو بات بات پر اپنا اسٹیٹس شو کروانے کی عادی تھی وہ بھی خوامخواہ ہی۔

”i am fine“۔کیف نے مختصر جواب دینے میں ہی اکتفا کیا تھا۔وہ جب سے یونیورسٹی آیا تھا اس نے کبھی کسی لڑکی کو آنکھ بھر

کے دیکھا بھی نہیں تھا.... کسی سے بات کرتا بھی تو ٹو دا پوائنٹ بات کرتا تھا.. اسے عورت زاد میں کوئی دلچسپی نہیں تھی.. اسے سب لڑکیاں ایک ہی جیسی لگتی تھیں... بس کوئی مختلف تھی تو وہ تھی اس کی ماہم قریشی۔

شکل وصورت کے علاوہ بھی کیف کی پرسنلٹی میں ایک کشش تھی......لوگ بہت جلدی اس کی طرف اٹریکٹ ہونے لگتے تھے ......خاص کر اس کی نیلی آنکھیں سب کو اپنی طرف متوجہ کر دیتی تھیں......ساتھ ہی اس کا کسی سے زیادہ فرینک نہ ہونا....اس کی شخصیت کو رعب دار بناتا تھا۔ اپنی ان خصوصیات کی وجہ سے وہ کافی لڑکیوں کی نظر میں آ چکا تھا۔ کرن بھی انہی میں سے ایک تھی۔

''یہاں اکیلے کیوں بیٹھے ہو؟؟؟ آؤ ہمارے گروپ کو جوائن کرو...وہاں سب گوسپ کر رہے ہیں۔'' کرن بات بڑھا رہی تھی ...جبکہ وہ جانتی تھی کیف ان کے گروپ کو جوائن نہیں کرے گا۔

''نو تھینکس...''۔ حسب عادت کیف اسے اگنور ہی کر رہا تھا۔

''اھم..اھم...کیا باتیں چل رہی ہیں''۔ عابد اپنے دونوں ہاتھوں میں دو آئسکریم لیے آ چکا تھا۔

'' کچھ خاص نہیں...کیف یہاں اکیلا بیٹھا تھا تو میں نے سوچا کمپنی دے دوں''۔ کرن نے صفائی دی۔

''ارے جناب...کبھی ہمیں بھی تو کمپنی دے دیا کریں.... by the way کیف اکیلا نہیں تھا...میں اس کے ساتھ ہی تھا...بس ہم دونوں کا آئسکریم کھانے کا من کیا تو میں لینے چلا گیا...اتنی ہی دیر میں آپ یہاں آ پہنچیں...ویسے آئسکریم تو نہیں کھاتیں ہوں گی آپ''۔ عابد نے ایک آئسکریم کیف کو دیتے ہوئے کہا۔

''آئسکریم تو میری فیورٹ ہے....''۔ اس نے آئسکریم لینے کے لیے عابد کے سامنے ہاتھ کیا۔

عابد نے پہلے آئسکریم اس کے آگے بڑھائی....پھر فوراً ہی پیچھے کھینچ لی....اور بھولا بنتے ہوئے بولا۔

''کیا کروں....آئسکریم میری بھی فیورٹ ہے''۔ کیف اس کی بات پر دبی دبی ہنسی ہنسنے لگا۔

''اٹس اوکے...آپ کھا لیں''۔ کرن کچھ پھیکی سی ہو گئی۔ عابد بڑے ہی نامحسوس انداز میں کرن کی کھچائی کرنے کے موڈ میں تھا جسے وہ اب تک سمجھی نہیں تھی۔

''یو نو واٹ گائز....میرے پاپا نیکسٹ ویک پاکستان آ رہے ہیں....میں بہت ہی زیادہ ایکسائٹڈ ہوں.....تم سب بھی نیویارک سے کچھ منگوانا چاہو تو مجھے بتا دینا...as you both know انکا امپورٹ، ایکسپورٹ کا بہت بڑا بزنس ہے....کبھی اس ملک تو کبھی اس ملک''۔ اس نے ہمیشہ کی طرح شوخی ماری تھی۔

''تمہارے پاپا تمہیں ایکسپورٹ کیوں نہیں کر دیتے....سنا ہے انگریز عجوبوں پہ تجربہ کرنے کا کریز رکھتے ہیں''۔ اس بار کیف بولا تھا....اسے شدید کوفت ہوئی تھی کرن کی بات سے۔

''تم نے مجھے عجوبہ کہا.....میں ناراض ہوں تم سے''۔ کرن نے نخرہ دکھانے والے انداز میں کہا تھا....اس امید پر کہ کیف اسے منائے گا۔

''پلیز کم ازکم میرا ایم۔ایس۔سی پورا ہونے تک تو ناراض ہی رہنا''۔اسے نخرے دکھاتی لڑکیاں بالکل پسند نہیں تھی.....وہ خار کھاتا تھا لڑکیوں کے نخروں سے.....اسے تو صرف ماہم قریشی کے نخرے اچھے لگتے تھے اور اسی کے نخرے اٹھانا پسند تھا۔

''اچھا میں چلتی ہوں.....مذاق اچھا کر لیتے ہو کیف.....ٹیک کیئر''۔اپنی انسلٹ کو مذاق کا نام دیتے ہوئے اس نے اب کھسکنے میں ہی عافیت جانی۔

''مجھے سمجھ نہیں آتا کہ جب بھی میں تمہیں اکیلا چھوڑ کے جاتا ہوں....یہ تمہارے سر پہ ایسے پہنچتی ہے جیسے مرغی کے پیچھے بلی۔'' کرن کے جانے کے بعد عابد نے تبصرہ کیا۔

کیف یہ سن کر قہقہہ لگانے لگا....وہ بہت عرصے بعد اس طرح ہنسا تھا۔اس نے آج مرغی کی جگہ چوہا بتا کر عابد کی مثال ٹھیک کرنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔

''بڑا ہی فضول بولتے ہو......بالکل کرن کی طرح''۔

''آج میری باتیں فضول لگ رہی ہیں....عابد شاہ کی باتیں فضول لگ رہی ہیں.....لگتا ہے خاص باتیں کرنے والوں نے رات کچھ خاص باتیں کی ہیں جس کی وجہ سے ہماری یہ اوقات ہو چلی ہے ۔''عابد نے رات اسے موبائل اٹھائے باہر جاتے دیکھا تھا....اس کے واپس آنے سے پہلے ہی وہ خراٹے لیتا ہوا گہری نیند میں سو چکا تھا مگر وہ جانتا تو تھا ہی کہ آدھی رات کو کیف کس سے بات کرنے گیا ہو گا....آخر وہ عابد شاہ تھا جس نے تو دنیا دیکھ رکھی تھی۔

کیف اس بات پر پھر سے ہنسا تھا۔

''بڑی مسکراہٹیں چھائی ہوئی ہیں آج.....نہ صرف مسکراہٹیں قہقہہ بھی....اھم...اھم''۔عابد نے گلہ کھنکارا۔اسے کیف میں آئی یہ تبدیلی اچھی لگ رہی تھی۔

''سارا معاملہ دل کا ہوتا ہے...جب یہ دل خوش ہو تو انسان کسی ویرانے میں تن تنہا ہونے کے باوجود زندگی ہنستے مسکراتے گزار سکتا ہے....اور جب یہی دل...''اس نے اپنے سینے پہ دل کے مقام پر مقہ سا مارا۔

''جب یہی دل کسی اذیت میں ہو تو انسان کے آگے ہزاروں خوشیوں کے ڈھیر بھی لگا دیئے جائیں پھر بھی وہ خوشیاں محسوس کرنے سے قاصر رہتا ہے ۔''

''ایسا کیا ہوا کہ جس نے میرے جگری دوست کے دل کو گارڈن وارڈن کر دیا ہے....ہمیں بھی تو کچھ خبر ہو''۔اسے اب تجسس سا ہوا۔

''اسکے دل میں بھی میں ہوں ......بس اسی بات سے دل بہت سکون میں ہے کہ میری محبت یک طرفہ نہیں ہے ....اور جب محبتیں یکطرفہ نہ ہوں تو انہیں پانا آسان ہو جاتا ہے''۔اس کے چہرے پہ معنی خیز مسکراہٹ تھی۔

(محبتیں تو ہیر رانجھا وغیرہ کی بھی یکطرفہ نہیں تھیں پھر بھی وہ نا کام رہے تھے)عابد نے سوچا تھا مگر وہ کچھ بھی بول کر اپنے دوست کے چہرے پہ آئی خوشی کو متاثر نہیں کرنا چاہتا تھا۔

☆......☆......☆

وہ گیا تو تھا لوٹ کر آنے کے لیے ....مگر نہیں آیا تھا۔وقت ریت کی مانند ہاتھوں سے پھسلے جا رہا تھا.....وہ اس سے دور جا رہا تھا...وہ وقت کی رفتار میں کمی لانا چاہتی تھی...بلکہ وہ وقت کو ہی روکنا چاہتی تھی۔

اگر ان تین ماہ کے نتیجے میں وہ ہمیشہ کے لیے کیف عالم سے دور ہونے والی تھی تو کاش یہ تین ماہ کبھی نہ گزریں۔

وقت ٹھہر جائے...دنیا ٹھہر جائے....اس کی امید برقرار رہے۔وہ امید جسے کیف نے کراچی جاتے ہی کرچی کرچی کر دیا تھا۔مگر یہ ماہم قریشی تھی جس نے ڈھیٹ بنتے ہوئے فیصلہ کیا تھا کہ وہ انتظار کرے گی.... پورے تین ماہ کرے گی۔

ان تین ماہ میں سے ایک ماہ ہوا کے جھونکے کی مانند گزرا تھا....مگر طوفانی ہوا کے جھونکے جیسا جس نے ہر پل..... ہر لمحہ ماہم کے دل میں صرف اور صرف تباہی مچائی تھی۔

اس دن کیف نے ماہم پر جو بجلی گرائی تھی اس کے بعد سے اب تک اس نے ایک بار بھی ماہم سے رابطہ نہیں کیا تھا۔بھلے ہی اس کے اس دن کے الفاظ نے ماہم کو نہ جینے والوں میں رکھا تھا...نہ مرنے والوں میں۔

وہ اپنی ہی نظر میں گر چکی تھی....مر چکی تھی....مگر یہ اس کی چاہت ہی کی آخری حد تھی جو اسے اب بھی اپنے دیئے ہوئے وقت تک کیف کا انتظار رہنے والا تھا..شدت سے انتظار۔

وہ اپنے اس ادھورے رشتہ کا مکمل نام چاہتی تھی.....اور یہ اس کا حق تھا۔وہ حق جس کے لیے وہ تین سال سے ترس رہی تھی۔

وہ سارا دن بار بار موبائل کو ہاتھ میں لیے تکتی رہتی کہ شاید کسی پل کیف کا کوئی میسج آ جائے۔ایک لمحے کے لیے بھی وہ خود سے اپنا موبائل دور نہیں کرتی تھی کہ کہیں کیف کا اسے میسج آئے اور اسے پتا نہ چلے۔

☆......☆......☆

''what a pleasant surprise sadaf''....تم نے اچانک آ کر میرے دل کو جو خوشی دی ہے ...میں بیاں نہیں کر سکتی۔''ماہم پر جوش تھی...وہ صدف کے اچانک ملنے آنے پر بہت خوش ہوئی تھی۔

''آنا ہی تھا...تمہیں بہت مس کر رہی تھی...تمہاری تو مجھے عادت ہو چلی تھی....جب سے تم گئی ہو..گھر ویران سا لگنے لگا

تھا...میری کوئی سگی بہن تو ہے نہیں...جو ہو بس تم ہی ہو"۔اس کا انداز محبت بھرا تھا۔

اب وہ دونوں خوب گپیں لگانے لگیں تھیں....انہوں نے ہمیشہ کی طرح دنیا جہان کی باتیں کی تھیں... پر اب تک کیف کا ذکر نہیں آیا تھا..ان دونوں کی گفتگو میں کیف نہ ہو یہ پہلی بار ہوا تھا....ورنہ وہ دونوں کیف کی فین تھیں....اس کے بارے میں ضرور کوئی نہ کوئی بات کرتی تھیں۔

صدف بس چند گھنٹوں کے لیے ہی آئی تھی۔جب اس کے جانے کا وقت ہوا تو جانے سے پہلے اس نے ماہم پر دھاکہ کیا۔

"ماہم...میرے یہاں آنے کی وجہ ایک اور بھی ہے"۔

"کیا وجہ"۔صدف کے اچانک سنجیدہ ہو جانے پر اسے پریشانی ہوئی۔

"پھپھو ندا نے خاندان بھر میں یہ پھیلا دیا ہے کہ کیف اور ماہم ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں..تمہارے اور کیف بھائی کے جانے کے بعد سے جس بھی کزن سے ملی سب نے ایک ہی سوال کیا کہ کیف اور ماہم کب شادی کر رہے ہیں...کچھ تو تم دونوں کی لو اسٹوری کے قصے سننا چاہتے تھے....رہی سہی احسن اور امبر نے پوری کردی...سب کو یہ بتایا کہ تم دونوں ہمیشہ اکیلے ہی پائے جاتے تھے"۔

ماہم پہ سکتہ طاری ہو گیا..صدف نے اس کے چہرے کے تاثرات سمجھتے ہوئے اس کا ہاتھ تھاما اور گویا ہوئی۔

"فکر نہ کرو میں نے سب کو یہی کہا کہ ایسا کچھ بھی نہیں....یہ سب صرف افواہیں ہیں بالکل ویسی ہی جیسی پہلے تمہارے بارے میں اچھالی گئی تھیں"۔

"ہر بار میں ہی کیوں؟؟؟ میرے ساتھ ہی کیوں؟؟یقین کرو صدف میرے دل میں تب ایسا کچھ بھی نہیں تھا....میں ان کی بہت عزت کرتی تھی...تم بھی تو کیف سے اتنی ہی فرینک تھی جتنی کہ میں..تمہارے بارے مین کسی کو یہ گمان کیوں نہیں ہوا.....امبر کے بارے میں کیوں نہیں ہوا...وہ بھی کئی دفعہ کیف کے ساتھ اکیلے چائے پی رہی ہوتی تھی......میں ہی کیوں؟؟؟یہ لوگ میرا پیچھا کیوں نہیں چھوڑ دیتے"۔اس کی بھوری آنکھوں میں اب نمی اتری تھی۔

"سعد بھائی ہمیشہ کہتے ہیں....بد سے بدنام برا....تمہارے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہے ماہم....ایک بار جو لوگوں کی نظر میں آجائے ...لوگ اسے کبھی نہیں بھولتے...نہ ہی اسے بخشتے ہیں....تم ماضی میں ہوئے حالات کی وجہ سے پہلی ہی سب کی نظر میں تھی...سب کے لیے مشکوک تھی...تمہیں ہر قدم پھونک پھونک کر رکھنا چاہیے تھا..."صدف کی اس بات سے ماہم کو شاک سا لگا...اس نے صدف کے ہاتھوں سے اپنا ہاتھ چھڑایا...کچھ کرب میں بولی۔

"پھونک پھونک کر رکھنا چاہیے تھا؟؟؟.....پھونک پھونک کر؟؟؟......کہنا کیا چاہ رہی ہو تم صدف....کیا تمہارا مطلب یہ ہے کہ غلطی میری ہے"۔

''غلطی تمہاری نہیں ہے ...تمہاری عقل کی ہے.....تم لوگوں کی نظروں کی پہچان سیکھو.....ہر لڑکی کے لیے ضروری ہے کہ وہ دوسروں کی نظر پڑھنا سیکھے.....سچ کہوں تو مجھے بھی تم دونوں پر شک ہونے لگا تھا... پر سعد بھائی نے مجھے سمجھایا کہ ایسا کچھ نہیں ہے۔ دراصل لڑکیوں کی زندگی امتحان سے کم نہیں ہوتی....ایک دفعہ کیچڑ لگ گئی تو سمجھو لگ گئی...ایک دفعہ آپ کسی کی نظر میں مشکوک ہو گئے تو سمجھو ہو گئے''۔وہ اب ماہم کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی تھی۔

''جیسے ہی مجھے اندازہ ہوا تھا کہ سب کو غلط فہمی ہو رہی ہے.....میں نے اپنے قدم پیچھے کر لیے تھے صدف..تم یاد کرو...میں کیف کی طرف دیکھنا بھی چھوڑ گئی تھی...''۔اس نے صدف کو یاد کروایا تھا۔

''میں نے کہا نا...ایک دفعہ کیچڑ لگ گئی تو لگ گئی....پھر چاہے آپ پارسا ہی کیوں نہ ہو...''۔صدف ماہم کی آنکھوں میں آئی نمی صاف کرتے ہوئے مزید بولی۔

''تمہیں یہ سب بتانے کا مقصد تمہارا دل دکھانا نہیں تھا....تمہیں بس محطاط کرنا چاہتی تھی...''۔

''پر اب کیا فائدہ...میں لوگوں کی پرواہ نہیں کرتی صدف.....میری طرف سے بھاڑ میں جائیں سب....مجھے صرف اس بات کی پرواہ ہے کہ میری وجہ سے میری پرورش پہ انگلی اٹھے گی...جو مجھے گوارا نہیں''۔اس کے انداز میں اب غصہ تھا۔

''exactly....اسی وجہ سے ہی تم اس حال میں ہو.....تمہیں لگتا ہے کہ بھاڑ میں جائیں لوگ...اور پھر جب وہی بھاڑ والے لوگ تم پر کوئی بات کر دیں تو تمہیں تکلیف ہوتی ہے....دنیا کو بھاڑ میں نہیں بھیجا جا سکتا ماہم....ہمیں دنیا کے ساتھ چلنا پڑتا ہے....کیوں کہ اسی دنیا میں جینا ہے......تم جو کرتی ہو...کبھی یہ نہیں سوچتی کہ دوسروں کی نظر میں وہ کیا ہے...تم بس یہی سوچنے میں لگی رہتی ہو کہ تم ٹھیک ہو...تمہاری نیت ٹھیک ہے....جب کہ ایسا نہیں ہے....دل چیر کر کوئی نہیں دیکھتا...سب وہی دیکھتے ہیں جو آپ جانے انجانے ان کو دکھاتے ہو۔''صدف جو ہمیشہ بیوقوفوں جیسی حرکتیں کرتی تھی...آج اس کی باتوں میں کتنی سنجیدگی... کتنی گہرائی تھی۔

☆......☆......☆

اس کے سیل پر کیف کی کال آ رہی تھی....وہ آنسو بہانے میں مصروف تھی.....اس نے اٹینڈ نہیں کی...نہ ہی کال کو کاٹا تھا۔

کال بند ہوئی تو میسج آیا تھا....اس نے اپنی آنکھیں رگڑ کر صاف کیں اور میسج پڑھنے لگی...لکھا تھا۔

(اگر بزی ہو تو فری ہونے کے بعد مجھ سے بات کرو اور اگر فری ہو اور خوامخواہ مجھے اگنور کر رہی ہو تو ابھی اسی وقت میری کال اٹینڈ کرو) اس نے میسج ڈیلیٹ کیا...موبائل سائلنٹ پہ لگایا....اور تکیے میں منہ دیئے رونے لگی.....وہ خود کو کوسنے لگی...کہ وہ کیوں اپنی چاہت کا اقرار کر بیٹھی...بلکہ وہ کیوں ماموں کے گھر گئی تھی....اور اگر گئی بھی تھی تو کیف سے بولی ہی کیوں....نا وہ کیف سے سب کے سامنے فرینک رویہ رکھتی....نہ آج اس پر تہمتیں لگتیں....اور سونے پہ سہاگا یہ کہ اس نے اپنے ہی ہاتھوں ان تہمتوں کو سچ بھی کر ڈالا....وہ واقعی ہی

کیف کی محبت میں گرفتار ہو چکی تھی....صدف نے سچ ہی کہا تھا..لڑکیوں کو نظریں پڑھنا آنا چاہیں۔

جانے اسے روتے خود کو کوستے کتنے ہی گھنٹے گزر چکے تھے.....جب وہ تھک چکی اپنی قسمت کا رونا روتے روتے..تو اس نے اپنا چہرہ تکیے سے نکالا...آنسو صاف کیے....چہرے پہ آئی بکھری لٹیں پیچھے کو کیں...اور سیل اٹھایا...

سیل فون کو دیکھ کر اسے شاک سا لگا...کیف کی ستر کالز آ چکی تھیں....اور پچاس سے زائد میسجز۔

اس نے جنونی انداز میں جلدی جلدی سب میسجز پڑھنا شروع کیے....اسے لگا تھا کہ شاید کوئی آفت آ پہنچی ہے...

سب میسجز میں تقریباً یہی لکھا تھا کہ مجھ سے بات کرو...کال اٹینڈ کرو....کدھر گم ہو...خیریت تو ہے....سو رہی ہو کیا....جاگ جاؤ تو مجھے میسج کرنا وغیرہ...وغیرہ۔

اس کے دل کو کچھ تسلی سی ہوئی کہ کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے...ورنہ میسجز میں ضرور لکھا ہوتا۔اس نے ٹائم دیکھا....رات کے دو بج رہے تھے....جب اس نے سیل سائلنٹ پر لگایا تھا تب تقریباً نو بجنے والے تھے.... چند گھنٹوں میں وہ اتنی کالز اور میسجز کر چکا تھا...لاسٹ کال تقریباً دس منٹ پہلے ہی آئی تھی۔ابھی وہ کال لاگ دیکھ ہی رہی تھی کہ پھر سے کال آنے لگی تھی۔

اس کا دل اب زور زور سے دھڑکنے لگا....وہ اس کی کال ریسیو نہیں کرنا چاہتی تھی....اس نے اپنا سیل فون ہی آف کر دیا۔

اب وہ پھر سے تکیے میں منہ دیئے لیٹ گئی....پھر سے رونے دھونے میں مصروف ہو گئی....اسی میں جانے کب وہ سو گئی۔

.نیند بھی کتنی عجیب شے ہے نا....دکھ اور پریشانی میں آتی ہی نہیں.... پر جب آ جائے تو انسان کو ہر درد و غم سے دور لے جاتی ہے.....بہت دور۔۔وہ بھی اپنے دکھ سے وقتی طور پر بہت دور جا چکی تھی۔

☆......☆......☆

اس کی آنکھ دیر رات تک جاگنے کی وجہ سے صبح ذرا دیر سے کھلی تھی۔بھوری آنکھوں میں ہلکی گلابی ہو رہی تھی۔آنکھوں کے ساتھ ساتھ اس کے چہرے پہ بھی ہلکی سوجن تھی....بستر سے اٹھنے کا اس کا جی نہیں چاہ رہا تھا۔

نیند کا کچھ خمار اترا تو اسے اپنا سیل فون یاد آیا جو اس نے رات کو آف کر دیا تھا۔وہ اچھل کر بیٹھ گئی.فوراً سے بستر پر یہاں وہاں ہاتھ مار کر سیل ڈھونڈنے لگی۔سیل ہاتھ آتے ہی فوراً آن کیا۔

اس کے سیل آن کرتے ہی ایک ساتھ تقریباً کوئی نوے میسجز آ چکے تھے.....اس کے دل کو دھچکا سا لگا....تو کیف ساری رات اس کو میسج کرتا رہا تھا۔اسے کچھ گبراہٹ سی ہوئی تھی....وہ کیف کے اس جنونی رویہ پہ کچھ پریشان سی ہوئی۔

سر جو پہلے ہی رونے دھونے کی وجہ سے بھاری ہو چکا تھا اب مزید دکھنے لگا تھا۔کچھ بھوک کا احساس بھی ہوا تھا۔ناشتے کا وقت تو نہیں تھا مگر اس کے لیے تو ناشتا ہی تھا جس کے لیے وہ کچن میں گئی۔

''تم روئی ہو ماہم؟؟؟ تمہاری آنکھیں کیوں لال ہیں''۔ کچن میں موجود فریدہ اسے دیکھ کر چونکیں تھیں۔

''مما آپ بھی نا...میں کیوں روؤں گی؟؟؟''۔ وہ اب نظریں چرا کے بولی تھی۔

''ماہم.... پاگل بنا رہی ہو؟؟؟''۔فریدہ کو اب کچھ غصہ سا آیا۔

ماہم نے جلدی جلدی چائے کے برتن اٹھانا شروع کیے۔

''میں کچھ کہہ رہی ہوں ماہم''۔فریدہ کو ٹالنا مشکل ہی تھا مگر پھر بھی اس نے کوشش کی۔

''زیادہ سونے کی وجہ سے آنکھیں لال ہیں مما''۔

''چہرہ بھی زیادہ سونے سے ہی سوجا ہوا ہوگا''۔ وہ طنزیہ بولیں۔

''جی مما''۔وہ ڈھیٹ بن کر بولی۔

''پیار سے پوچھ رہی ہو..شرافت سے بتا دو کہ کیا بات ہے؟؟؟ ورنہ تمہارے بابا کو شکایت لگانی پڑے گی کہ یہ روتی رہتی ہے اور بتاتی تک نہیں...وہ خود ہی وجہ پوچھ لیں گے''۔اب روایتی ماؤں والی دھمکی دی گئی تھی۔

''نہیں نہیں..''۔وہ بھی روایتی بچوں کی طرح بابا کو شکایت لگنے کا سوچ کر ہی ڈر چکی تھی۔'' وہ بس رزلٹ کی ٹینشن تھی...مجھے لگ رہا ہے میرا انٹر تو گیا.....بس اسی لیے روئی تھی....آپ کو بتاتی تو آپ سے ڈانٹ پڑتی کہ تیاری کیوں نہیں کی تھی''۔اسے فوراً سے نیا نکور جھوٹ یاد آیا تھا...بابا کی ڈانٹ کا سنتے ہی اولاد کو ویسے بھی جھوٹ الہام ہونے لگتے ہیں۔

''ڈانٹ تو بنتی ہے...تمہیں محنت کرنی چاہیے تھی....لیکن اب رو دھو کے اپنی صحت خراب کرنے کا کیا فائدہ....اگلی دفعہ لاپرواہی مت کرنا''۔انہوں نے تنبیہہ کی۔

''جی مما''۔اس نے معصومیت سے سر ہلا دیا تھا....

اب اس نے جلدی جلدی چائے کے ساتھ اپنے لیے فرینچ ٹوسٹ بنائے اور اپنے کمرے میں چلی گئی۔وہ دوپہر کو بنائے جانے والا ناشتا ابھی کر ہی رہی تھی کہ اس کا سیل وائبریٹ ہونے لگا تھا۔اسے جاگے ہوئے آدھا پونہ گھنٹہ ہی ہوا تھا.....سیل آن ہوئے بھی اتنی ہی دیر ہوئی تھی۔تو کیا وہ مسلسل اب تک اس کا نمبر ٹرائے کرتا رہا تھا؟؟؟ کیا وہ سویا بھی نہیں تھا؟؟؟ اسے حیرت ہوئی اور حیرت سے زیادہ اسے غصہ آیا تھا۔وہ سمجھتے کیوں نہیں کہ وہ کوئی بات کرنا نہیں چاہتی تھی۔

تین کالز کے بعد ایک میسج آیا تھا.....کالز پر اس نے کوئی رسپانس نہیں دیا تھا...نہ اٹینڈ کی نا ڈسکنیکٹ۔اسے اب میسج نوٹیفکیشن دیکھ کر الجھن ہوئی تھی۔اس نے میسج اوپن کیا۔لکھا تھا۔

(مجھے تمہاری بہت فکر ہو رہی ہے ماہم...کل رات سے ایک پل نہیں سویا....ساری رات تمہارا نمبر ڈائل کرتا رہا ہوں....اب جا

کر تم نے سیل آن کیا ہے....پلیز مجھ سے بات کرو....میں نے ہماری شادی کے لیے راستہ نکال لیا ہے۔)

اس کا دل اب دھڑکنے لگا تھا...کیا کوئی راستہ واقعی نکل چکا تھا؟؟؟۔ پر کوئی راستہ کیسے نکل سکتا ہے....ماضی کی دشمنی کیسے دو دن میں ختم ہو سکتی ہے۔اس کے ذہن میں جانے اب کیا کیا چلنے لگا تھا۔

سیل فون ایک دفعہ پھر سے بجنے لگا تھا....اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ کال اٹینڈ کی تھی۔

کال اٹینڈ ہوتے ہی نا ہیلو نا ہائے سیدھا ہی کیف جنونی انداز میں سوالوں کی بوچھاڑ کرنے لگا تھا۔

''کہاں تھی تم؟؟؟ کیوں سیل آف کیا تھا؟؟ کیوں جواب نہیں دیا میرے میسجز کا؟؟؟ یہ کون سا طریقہ ہے کسی کو اذیت پہنچانے کا؟؟؟''۔

''کیوں جواب دیتی؟؟؟ کس لیے؟؟؟ میں پہلے بھی کہہ چکی ہوں اس سب کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔'' وہ بھی برق رفتاری سے اس کے سوالوں کے جواب میں بولی تھی۔

''تم محبت بھی فائدے کے لیے کرتی ہو ماہم قریشی؟؟؟ افسوس ہے۔میں کل سے پاگلوں کی طرح تمہیں کالز اور میسجز کر رہا ہوں اور تم ہو کہ اپنا احمقانہ attitude دکھا رہی ہو....کیا تم اپنے علاوہ کسی اور کا نہیں سوچ سکتی''۔وہ اسے شرمندہ کر رہا تھا۔

''نہیں میں صرف اپنا ہی سوچتی ہوں....اور اب بھی اپنے بارے میں نا سوچوں؟؟؟ آپ کو پتا بھی ہے کہ خاندان والوں نے ہمارے بارے میں کیا کیا افواہیں اڑانا شروع کر دی ہیں....آپ کیوں ہاتھ دھو کر لوگوں کی من گھڑت کہانیوں کو حقیقت کا لبادہ پہنانے پر تل گئے ہیں''۔اس نے تقریباً چلا کر کہا تھا۔

''تمہیں اب لوگوں کی باتوں کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے....تم میری شریک حیات بنو گی......میں فیصلہ کر چکا ہوں....اس کے بعد کوئی کچھ بھی بولے کوئی فرق نہیں پڑتا''۔وہ بڑی رسانیت سے بولا تھا۔

''یہ کیسے ممکن ہے''؟؟۔اسے حیرت ہوئی تھی۔

''ممکن ہے....بس تمہیں میرا ساتھ دینا ہے''۔اس نے اطمینان سے کہا تھا۔

''کیسا ساتھ''۔اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا....جانے اس نے کیا حل نکال ڈالا تھا۔دو دن میں وہ گھر والوں کو تو منانے سے رہا۔

''میرے ساتھ کورٹ میرج کر لو ماہم....ہم سب کو چھوڑ کر کہیں دور چلے جائیں گے..''۔ وہ اتنی بڑی بات اتنی آسانی سے کیسے کہہ سکتا تھا۔ماہم کو شاک لگا تھا۔اسے اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آیا تھا....شاید کیف نے کچھ اور کہا ہے اس سے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے۔

''کیا کہا آپ نے''۔اس نے نا سمجھنے والے انداز میں کہا تھا۔

''میرے گھر والے کبھی تمہیں نہیں اپنائیں گے ماہم.....ہمارے پاس اور کوئی راستہ نہیں ہے.....تم میرے ساتھ کورٹ میرج کر لو''۔اس کا لہجہ اب التجائیہ تھا۔

''آپ شاید پاگل ہو گئے ہیں؟ آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں؟ آپ مجھے سمجھتے کیا ہیں....آپ نے ایسا سوچا تو سوچا بھی کیسے؟''۔وہ غصے سے بولی تھی۔

''اس میں حرج ہی کیا ہے ماہم؟ میں تمہیں بہت چاہتا ہوں..تم بھی مجھے چاہتی ہو.....ہمارے پاس اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے''۔وہ اپنے موقف پر اب بھی قائم تھا۔

''میں اپنی چاہت کی خاطر اپنے ماں باپ کی عزت سے نہیں کھیل سکتی....سمجھے آپ؟''۔وہ کیف کی بات سے بہت ہرٹ ہوئی تھی۔

''ماں، باپ کی بات کیوں کر رہی ہو؟؟؟ میں بھی تو اپنے ماں باپ بلکہ اپنا پورا خاندان چھوڑ دوں گا....میں بھی تو سب سے بغاوت کروں گا...جب میں ایسا کرنے پہ تیار ہوں تو تم کیوں نہیں....تمہیں میری بات ماننا ہی ہو گی ماہم''۔وہ بضد تھا۔

''آپ بغاوت کر سکتے ہوں گے مگر میں نہیں مسٹر کیف عالم''۔لہجہ طنزیہ تھا۔

''ٹھیک ہے...ہم کورٹ میرج نہیں کرتے۔تم اپنے پیرنٹس کو نہیں چھوڑ سکتی تو نو پرابلم۔۔۔ایک اور راستہ بھی ہے جس سے میں تمہیں انکار نہیں کرنے دوں گا....محبت قربانی مانگتی ہے جو تم نہیں دینا چاہتی تو کوئی بات نہیں....میں اکیلا ہی دینے کو تیار ہوں''۔اس نے ایک اور راستہ ڈھونڈ نکالا تھا....اس کی کورٹ میرج کی رٹ ختم ہونے پر ماہم کو کچھ تسلی سی ہوئی تھی۔

''کیسا راستہ''۔

''میں تمہارے گھر تمہارے والدین سے تمہارا ہاتھ مانگنے آؤں گا...... پر میں اکیلا ہی آؤں گا۔تم سے شادی کرنے کے لیے مجھے اپنے گھر والوں سے ہمیشہ کے لیئے تعلق ختم کرنا ہو گا جو میں کرنے کو تیار ہوں۔تم صرف اتنا کرو کہ اپنے گھر والوں کو راضی کرو کہ وہ مجھے بغیر میری فیملی کے قبول کریں اور تمہارا ہاتھ مجھے دے دیں''۔شاید وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا بول رہا ہے۔

''واہ کیف عالم!!!...واہ....میں یہاں اپنی اور اپنے ماں باپ کی عزت کو سنبھالے رکھنے کی بات کر رہی ہوں اور آپ ہر طرح سے ہمیں رسوا کرنے پر تلے ہیں....کیا خوب عزت ہو گی نا ہماری کہ لڑکے کے ماں باپ ہی رشتے میں شامل نہیں تھے....لڑکا اکیلا ہی منہ اٹھائے چلا آیا''۔اسے مزید غصہ آیا تھا۔

what nonsense yaar....میں تمہاری خاطر اپنے پورے خاندان کو چھوڑ رہا ہوں....اور تم میری خاطر اتنا بھی نہیں کر سکتی کہ لوگوں کی فکر کیے بغیر میرا ساتھ دے دو....کوئی نا کوئی compromise تمہیں بھی تو کرنا چاہیے ماہم قریشی....محبت تم نے بھی کی ہے صرف میں نے نہیں''۔کیف اب گرجا تھا۔

”نہیں کرنا مجھے ایسا کوئی بھی compromise جو سارے جہاں میں میرا تماشہ بنا دے“۔اس کی آواز میں اب غصہ بھی تھا اور دکھ بھی۔

”صاف کہو کہ تمہیں محبت ہی نہیں ہے....میری نظروں نے دھوکہ کھایا تھا.....میرے دل نے فریب کھایا تھا.....تم نے زندگی میرے ساتھ گزارنی تھی میرے گھر والوں کے ساتھ نہیں......لوگوں کے ساتھ نہیں......“۔اس کا لہجہ اب تلخ تھا۔

”عزت سے بڑھ کر محبت نہیں ہوتی“۔وہ بھی تلخی سے ہی بولی تھی۔

”تم میرا ساتھ دینے سے انکار کر رہی ہو ماہم....کل کو تمہیں ہی پچھتاوا ہوگا.....میں کبھی تمہاری شکل بھی نہیں دیکھوں گا....تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا....تم چاہتی تو میرے ساتھ کورٹ میرج کر سکتی تھی...وہ نا سہی تو کم از کم مجھے بغیر میرے خاندان کے قبول کر سکتی تھی..“۔اس کا انداز اب جنونی ہونے لگا تھا۔

”مجھے کوئی پچھتاوا نہیں ہوگا کیف عالم....میں جانتی ہوں میرا فیصلہ ٹھیک ہے“۔اس کی اس بات سے کیف کو آگ سی لگی تھی....اسے فرق ہی نہیں پڑ رہا تھا کہ کیف اس کی شکل بھی نہیں دیکھے گا....وہ اتنی پتھر دل کیسے ہو سکتی تھی۔

”اوہ....ہاں ماہم قریشی...بھلا تم کیوں پچھتاؤ گی...بھلا تم کیوں مجھے میرے خاندان کے بغیر اپناؤ گی ہاہاہاہا تمہیں اسٹیٹس چاہیے ہوگا....پیسہ چاہیے ہوگا...جو مجھ اکیلے کے پاس تو نہیں...میرے خاندان والے مجھے جائیداد سے بے دخل کر دیں گے یہ تم جانتی ہو اسی لیے میری محبت کی تذلیل کر رہی ہو...مجھے دھتکار رہی ہو“۔وہ مزید جنونی ہوا تھا۔

”میں یہ سب پیسے ویسے کے لیے نہیں کر رہی...میں ان لڑکیوں میں سے ہوں جو بھوکے پیٹ بھی زندگی گزار لیں گی مگر عزت کے بغیر نہیں“۔اس نے جتا کر کہا تھا۔

”عزت؟؟؟ my foot؟؟ تمہاری عزت ہے کہاں؟؟؟ سارا جہان تمہیں جن نظروں سے دیکھتا ہے وہ تم بھی جانتی ہو....کس عزت کی دھائی کا ناٹک کر رہی ہو ماہم قریشی؟؟؟اس عزت کے لیے مجھے دھتکار رہی ہو جو تمہارے پاس ہے ہی نہیں۔“اس نے ماہم کہ منہ پر طمانچہ مارا تھا جس کی گونج ماہم نے اچھے سے محسوس کی تھی....بہت اچھے سے محسوس کی تھی۔اس کو لگا کے وہ اب رو بھی نہ پائے گی۔اس پر سکتہ سا طاری ہوا تھا...پر کیف پر اب بھی جنون سوار تھا....اسے اب بھی بہت کچھ ماہم کو سنانا تھا.....اسے اس کی اوقات بتانی تھی۔

”تم جیسی لڑکیاں خوامخواہ میں ہی اپنی کٹی ہوئی ناک بچانے کے لیے یہ ڈرامے کرتی ہیں...تمہیں کیا لگتا ہے تمہارے اس عزت کے بھاشن پہ میں تم سے امپریس ہو جاؤں گا....ہر گز نہیں...تم یہ ڈھونگ میرے آگے مت رچاؤ مس ماہم....میں نے ایک بدنام لڑکی سے ہی محبت کی ہے یہ میں جانتا ہوں...پھر کیسی عزت اور کہاں کی عزت تم مجھے دکھا رہی ہو“۔اس پر جانے کیوں پاگل پن سا سوار ہوا تھا...وہ اپنی باتوں سے اس کو نیم مردہ کر چکا تھا۔ وہ اب کچھ اور بھی بولنا چاہتا تھا...شاید کچھ اور تذلیل کرنا باقی تھا مگر ماہم میں مزید ہمت نا تھی۔

اس نے کال کٹ کر دی تھی۔

وہ بت بنی بیٹھی تھی....سماعتوں میں کیف کے الفاظ بجلی گرا رہے تھے....کچھ ٹوٹا تھا...بہت زور سے ٹوٹا تھا۔

☆......☆......☆

ویک اینڈ پر کیف اپنے کچھ یونیورسٹی فیلوز کے ساتھ منوڑہ آیا تھا۔مین لینڈ کراچی سے تقریباً پندرہ بیس منٹ کی بوٹ رائیڈ کے بعد وہ سب منوڑہ پکنک کی غرض سے پہنچے تھے۔کرن اور اس کا پورا گروپ بھی تھا۔

کیف نے ہر ممکن کوشش کی تھی عابد سے اپنے تاثرات چھپانے کی....وہ سب ختم کر چکا تھا....وہ نفرت کرنا چاہتا تھا اس لڑکی سے جس نے اسے دھتکارا تھا...جس نے لوگوں کی باتوں کو اس پر فوقیت دی تھی...جو اپنی محبت میں جھوٹی نکلی تھی۔

اسے ماہم قریشی زہر لگ رہی تھی...بہت بری لگ رہی تھی....بے وفا لگ رہی تھی۔وہ کیسے اس کی محبت کا یوں مذاق اڑا گئی تھی ...وہ اپنا سب کچھ اس لڑکی کے لیے چھوڑنے کو تیار ہوا بیٹھا تھا...اپنی جائیداد...اپنا خاندان...اپنے ماں، باپ...سب کچھ۔وہ سب کچھ اس بے وفا پر قربان کرنا چاہتا تھا مگر وہ سنگدل مطلبی نکلی تھی جس نے اس کی خاطر ذرا بھی قربانی دینے کا حوصلہ نا کیا تھا۔

وہ اب کبھی اس کی شکل بھی نہیں دیکھنے والا تھا....وہ ہمیشہ ہی اس معصوم چہرے کے پیچھے چھپی خودغرض ماہم قریشی سے نفرت کرنے والا تھا۔

بوٹ میں کیف عابد کے بجائے کرن کے ساتھ بیٹھا تھا...جس پر عابد پہلے تو کچھ چونکا تھا مگر پھر اگنور کر گیا تھا۔

منوڑہ پہنچنے کے بعد بھی وہ صرف کرن کے ساتھ زیادہ نظر آیا تھا۔سب فیلوز نے وہاں بہت انجوائے کیا تھا....بہت سی گیمز کھیلیں تھیں...بہت کچھ کھایا پیا تھا..مگر کیف نے صرف کرن سے باتیں کی تھیں۔

یہ ماہم قریشی کو بھولنے کی ایک کوشش تھی...کرن کو سارا یونیورسٹی خوبصورت ترین لڑکیوں میں شمار کرتا تھا اور یہ بات کیف بھی جانتا تھا...یہ اور بات تھی کہ اسے کرن کبھی خوبصورت نہیں لگی تھی۔

کرن کو ایک آئیڈیل لڑکی کہا جا سکتا تھا...دراز قد...سلم سمارٹ....گرومڈ اینڈ اٹریکٹو....کالی سیاہ بڑی، بڑی آنکھیں....رنگ مکھن جیسا بالکل سفید۔

ایک تو وہ خوبصورت تھی اوپر سے ماڈرن...اپ ٹو ڈیٹ رہتی تھی جس کی وجہ سے ہر کسی کی نظر بس اسی پر ٹھہر جاتی تھی۔اسے اپنے لکس اور پیسے پہ بہت ناز رہتا تھا....اور کیف کو اس کا یہی نازنخرے دکھانا بالکل پسند نہیں تھا پر آج وہ اس کے تمام نازنخرے بغیر اس کی کھنچائی کیے اٹھا رہا تھا۔

”آج تم نے میرے ساتھ بہت ٹائم گزارا ہے کیف...منوڑہ کا یہ ٹرپ مجھے ہمیشہ یاد رہے گا“۔کنارے پہ چلتے ہوئے اس نے کہا تھا۔

کیف جو چلتے چلتے لہروں کو دیکھ رہا تھا بس ہلکا سا مسکرایا تھا۔

''کیا ہم دوست بن سکتے ہیں''۔کرن نے دوستی کا پروپزل رکھا تھا جسے وہ بہت پہلے ہی کیف کے سامنے رکھ دیتی مگر کبھی کیف نے اسے اتنی جرت ہی نہیں دی تھی۔

''مجھے تو لگا تھا کہ ہم دوست ہی ہیں''۔کیف نے کندھے اچکا کر کہا تھا۔

''ہم بس فیلوز تھے کیف...دوستی تو شاید آج سے ہونے لگی ہے...ورنہ میرا تو اپنا گروپ ہے....اور تم بھی اس چھچھوڑے عابد کو چپکے رہتے ہو''۔اس نے عابد پر اپنی بھڑاس نکالی تھی کیونکہ عابد نے بھی ہمیشہ اس کی کھنچائی ہی کی تھی مگر وجہ مختلف تھی....وہ کرن کی کھنچائی اس لیے کرتا تھا کیونکہ وہ کیف کے آگے پیچھے منڈراتی تھی....اگر وہ اس کے آگے پیچھے منڈراتی تو عابد کبھی اس کی کھنچائی کرنے کا خواب میں بھی نہ سوچتا۔

کیف اس کی بات پر ہنسا تھا....بہت ہنسا تھا۔وہ اس مطلبی ماہم قریشی کو دکھا دے گا کہ وہ اس کے بغیر بہت خوش ہے....وہ اس کے عشق میں اپنی زندگی تباہ نہیں کر رہا....وہ تو اپنی زندگی کو رنگین کرنے جا رہا ہے۔وہ کیوں اس ماہم قریشی کی وجہ سے کسی دوسری لڑکی سے اجتناب کرے؟؟؟؟ہر گز نہیں۔۔۔

''تم ہنستے ہوئے بہت کیوٹ لگتے ہو''۔کرن نے ستائشی انداز میں کہا تھا۔

''تم بھی ہنستے ہوئے بہت کیوٹ لگتی ہو''۔وہ بولا تھا اور یہ بولنے پر اس کے دل نے جشن منایا تھا....ہاں صرف ایک ماہم قریشی ہی تو نہیں بچی دنیا میں جس کی ہنسی کیف کو بھائے....بھری پڑی ہے دنیا حسیناؤں سے۔مگر اسی دل کے کسی چھپے کونے سے ایک اور آواز بھی آئی تھی کہ کیف عالم نے کب حسن سے محبت کی ہے اس نے تو بس ماہم قریشی سے محبت کی ہے اور اسی کی ہنسی اس دنیا میں سب سے حسین ہے۔دل کے اس کونے سے آتی آواز کو کیف نے دبانا چاہ تھا اور وہ اس آواز کو دبانے کے لیے اس وقت کچھ بھی کر سکتا تھا۔

کرن اس کی جوابی تعریف پہ حیران اسے تکے جا رہی تھی....کیف کیا کبھی کسی لڑکی کی تعریف بھی کر سکتا ہے؟؟؟اس نے تو ہمیشہ بس کھنچائی ہی کی تھی....کیا واقعی یہ تعریف تھی یا اس میں بھی کوئی طنز تھا....وہ بس سوچ کر ہی رہ گئی تھی۔

''صرف ہنستے ہوئے ہی نہیں تم ویسے بھی بہت کیوٹ ہو۔ساری کی ساری کیوٹ ہو...باتیں بھی کیوٹ کرتی ہو''۔اپنے دل کے اس چھپے کونے کو اس نے دکھایا تھا....اس کی آواز کو دبایا تھا۔

''مذاق اڑا رہے ہو''۔کرن کو اب واقعی شک ہوا تھا۔

''ارے نہیں...سچ کہہ رہا ہوں''۔

''پہلے تو کبھی نہیں کہا''۔اسے اب بھی یقین نہیں آ رہا تھا۔

''پہلے ہم کبھی اکٹھے منوڑہ بھی تو نہیں آئے''۔وہ کندھے اچکائے بولا۔

وہ کیف کے بازو پہ ہلکا سا تھپڑ لگاتے ہوئے ہنس دی تھی۔عابد جو دور سے ان کے پاس آ رہا تھا یہ دیکھ کر کسی شاک میں آ چکا تھا۔ اسے حیرت اس بات پر نہیں تھی کہ کیف کسی لڑکی کے ساتھ ہے اسے حیرت اس بات پر ہوئی تھی کہ وہ لڑکی کرن ہے۔وہی کرن جس کے نازنخروں سے کیف چڑتا تھا۔

''تم دونوں نے یہاں منوڑہ میں ہی بس جانا ہے یا واپس جانے کا بھی کوئی ارادہ ہے''؟وہ ان کے قریب آ کر کچھ طنزیہ سا بولا تھا۔

''کیف کی کمپنی میں تو کوئی بھی کہیں بھی بس جائے...یہ تو پھر بھی ایک جزیرہ ہے ورنہ تو دنیا سے لاتعلق ہو کر کسی جنگل میں بھی کیف کے ساتھ بسا جا سکتا ہے''۔کرن نے کہا تھا..مگر انجانے میں کیف کے ہرے زخم پر نمک چھڑک دیا تھا...ایک یہ کرن ہے جو صرف دوستی میں بھی کیف کے ساتھ جنگل میں بھی رہ سکتی ہے اور ایک وہ مطلبی ماہم قریشی جو محبت میں بھی اس کے لیے کچھ نا کر پائی تھی۔

''یہ مکھن بازی تم یونیورسٹی میں کر لینا....ابھی تو منوڑہ سے واپسی کی تیاری کرو''۔عابد نے کہا تھا۔

☆......☆......☆

ماہم کا انٹر کا رزلٹ آنے میں ابھی کچھ وقت تھا۔اس نے فارغ رہنا مناسب نہ سمجھا تھا....اسے لگا کہ اب وہ فارغ رہی تو یقیناً دماغی مریضہ ہو جائے گی.....پہلے وہ کیف کی یادوں میں اپنا وقت گزار رہی تھی مگر اب وہ ایک لمحہ بھی اس خودغرض انسان کے بارے میں نہیں سوچنا چاہتی تھی۔

وہ مطلبی تھا..خودغرض تھا۔اس نے اپنا مطلب پورا نا ہونے پر ماہم کی عزت پر کیچڑ اچھال ڈالا تھا....اسے بے وقعت کر ڈالا تھا۔ وہ کون ہوتا تھا اس پہ انگلی اٹھانے والا۔ماہم قریشی اگر اس خودغرض انسان کے لیے اپنا تماشہ بنوا لیتی تو اس کی نظر میں عزت دار ٹھہرتی....تب وہ کبھی اس پر وہ تیر نہیں چلاتا جو اس نے چلائے تھے....اور اب جب وہ اپنی عزت کے لیے مر رہی تھی تو وہ اسے داغ دار قرار دے گیا تھا۔ وہ نفرت کرتی ہے کیف عالم سے ....شدید نفرت ۔وہ ساری عمر اب اس سے نفرت کرنے والی تھی۔ وہ جھوٹا تھا ..فریبی تھا....ڈھونگی تھا۔

اس نے دنیا جہان کی مصروفیت پالنے کی کوشش کی تھی....ایک لمحہ بھی وہ اپنی زندگی میں اس کی یاد کا نہیں چاہتی تھی۔ اس نے انگلش لینگویج کورس میں ایڈمشن لیا تھا....کوکنگ کلاسز بھی جوائن کی تھیں....وہ سارہ کو بھی پڑھاتی تھی....پھر بھی کچھ وقت فارغ بچ جاتا تھا۔اسی فارغ وقت میں بھی وہ کچھ کرنے کیلئے سوچ ہی رہی تھی کہ خدا نے اسکی سن لی اور اس کے چاچو کا ٹرانسفر سکھر ہو گیا۔

اس کے چاچو شبیر اپنی پوری فیملی سمیت ان کے گھر سے چار گھروں کے فاصلے پر موجود ایک مکان میں شفٹ ہو گئے تھے۔ چاچی فرحت سے اسکی خوب بنتی تھی۔چاچو کا ایک بیٹا عرش اور دو بیٹیاں عالیہ اور نورین تھیں۔کبھی ماہم اور سارہ چاچو کے گھر چلے

جاتے تو کبھی عرش، عالیہ اور نورین آجاتے۔نورین کی سارہ سے بنتی تھی وہ تقریباً اس کی ہم عمر تھی۔عالیہ اور عرش کی ماہم سے بنتی تھی۔عالیہ بھی ماہم کی ہم عمر تھی اور عرش ان سے کچھ سال بڑا تھا۔

عالیہ نے بھی ماہم کی اکیڈمی میں ایڈمیشن لے لیا تھا۔اب وہ دونوں اکٹھے آیا جایا کرتیں۔کزنز تو وہ پہلے بھی تھیں لیکن اب گھر ساتھ ہو جانے کی وجہ سے اور زیادہ میل ملاپ کی وجہ سے وہ گہری دوستیں بھی بن گئیں تھیں۔اس کے ساتھ ماہم کا وقت اچھا گزر جاتا تھا۔دونوں ہی انٹر کے پیپرز دے چکی تھیں اس لیے کالج وغیرہ کا چکر تو تھا نہیں تو وہ رات کو بھی ایک دوسرے کے گھر رہ جاتی تھیں۔

اب ماہم کی راتیں رونے میں نہیں گزرتی تھیں...وہ اکیلی رہتی تو یقیناً کیف کی باتیں اسے چبھتی رہتیں اور وہ جانے کتنے ہی اشک بہاتی رہتی۔ایسا نہیں تھا کہ وہ کیف کو بھلانے میں کامیاب ہو چکی تھی مگر وہ مصروف ہو چکی تھی...اب اس کے پاس بیٹھ کر رونے دھونے کا وقت نہیں تھا۔

عرش کا سینس آف ہیومر بھی بہت اچھا تھا...وہ ایسے ایسے جوکس کریک کرتا تھا کہ سب ہنستے ہنستے اپنا پیٹ پکڑ لیتے تھے۔

☆......☆......☆

''عابد شاہ نے دنیا دیکھی ہے ایک نظر میں بتا دوں کہ کسی کو بھلایا جا رہا ہے یا جلایا جا رہا ہے''۔عابد نے یونیورسٹی کی گراؤنڈ میں بیٹھے بیٹھے کہا تھا۔

''کیا مطلب''۔کیف حیران ہوا تھا۔

''میرا نہیں خیال کہ مجھے مطلب بتانے کی ضرورت ہے...تم خود بہتر سمجھتے ہو''۔عابد نے کندھے اچکا کر کہا۔اس نے واقعی سچ کہا تھا کیف اس کا اشارہ سمجھ چکا تھا مگر بس ایسے ہی انجان بننے کی کوشش کر رہا تھا۔

''کرن کا ٹیکسٹ آیا ہے وہ کیفے میں میرا ویٹ کر رہی ہے،تم ساتھ چلنا چاہو تو چلو''۔کیف نے سرسری سی آفر کرائی ۔

''میں پاگل نہیں ہوں کہ برگر میں ہڈی بن جاؤں''۔وہ کچھ خفیف سا بڑبڑایا تھا۔

''کباب''۔ہمیشہ کی طرح اس نے زور دے کر کہا تھا۔

''کباب ہو یا برگر...مجھے ہڈی بننا پسند نہیں میرے دوست ....جب آپ اپنی نئی نویلی دوست کے ساتھ ہوتے ہیں تو ہمیں تو بے وقعت ہی کر ڈالتے ہیں''۔اس نے کچھ طنزیہ کہا تھا۔

''تمہاری جگہ کوئی نہیں لے سکتا......تم کیوں لڑکیوں کی طرح جل بھن رہے ہو''۔کیف کو اس کی بات پہ ہنسی آئی تھی۔

''تو کیا اس کی جگہ کوئی لے سکتا ہے جس کی جگہ تم کرن کو دینے کی کوشش میں لگے ہو''۔عابد نے صاف گوئی سے کام لیا تھا۔

''میں سمجھا نہیں''۔وہ ایک دفعہ پھر سمجھ جانے کے باوجود انجان بنا تھا۔وہ اس بارے میں عابد سے ڈسکس کرنا نہیں چاہتا تھا۔وہ

کیسے عابد کے سامنے اس بات کا اعتراف کرتا کہ وہ یہ سب اس ماہم قریشی کو دکھا رہا ہے...... یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ نہیں دیکھ رہی مگر پھر بھی اپنے دل کے سکون کی خاطر۔

''سمجھ تو تم گئے ہو.... مگر جانے دو.... جاؤ تماری نئی نویلی دوست تمہارا ویٹ کر رہی ہے''۔ وہ پھر سے طنزیہ بولا تھا۔

☆......☆......☆

''تمہیں پارٹی میں آنا ہی ہوگا.... اور تم آ رہی ہو.. ڈیٹس فائنل''۔ صدف نے کال کے دوران اصرار کیا تھا۔

''اففف صدف.... تمہیں یہ اچانک برتھ ڈے منانے کا خیال کیسے آ گیا؟؟؟''۔ ماہم کو حیرت ہوئی تھی۔

''ہمیشہ ہی مناتی تھی مگر کبھی کزنز کو انوائٹ نہیں کیا تھا.... اس بار جب سے تم سب اتنے دن اکٹھے رہنے کے بعد میرے گھر سے گئے ہو... میں تو بہانے ہی ڈھونڈتی رہتی ہوں سب سے ملنے کے... اسے بھی بس بہانہ ہی سمجھو.... ان سمپل ورڈز... سب کزنز کے ساتھ ایک دفعہ پھر شغل میلہ لگانے کا بہانہ ہے''۔ اس نے وضاحت کی۔

''سب کزنز؟؟؟''۔ سب کزنز کا سن کر ماہم کچھ الجھی تھی۔

''ہاں سب کزنز''۔ اس نے تصدیق کی۔

''سوری صدف.... میں کیا کروں بہت بزی ہوں... اس لیے نہیں آ پاؤں گی... اکیڈمی، کوکنگ، یہ، وہ.... اور سارہ کو بھی پڑھانا ہوتا ہے.''۔ اس نے کافی سارے بہانے اکٹھے ہی بنا دیے تھے۔

''ماہم!!!''.... وہ زور دے کر حیرت سے بولی...''میری برتھ ڈے پارٹی مہینہ نہیں چلنے والی... ایک شام کی تو بات ہے جس پر تم فضول سے بہانے بنا رہی ہو... صاف کیوں نہیں کہتیں کہ جب سے تمہیں اپنی چچا زاد عالیہ بطور دوست ملی ہے تمہیں اپنی یہ ماموں زاد بھول گئی ہے''۔

''میں کیف کی وجہ سے نہیں آنا چاہتی... تم نے یقیناً ان کو بھی بلایا ہوگا... میں نہیں چاہتی کہ لوگ ہم دونوں کو دیکھ کر کچھ بھی بکواس کریں''۔ ماہم نے اب مزید بہانے بنانے کے بجائے صاف بات کرنا مناسب سمجھا۔

''اففف ہو... بلایا ہے مگر اب وہ میری برتھ ڈے کے لیے کراچی سے سکھر آنے سے تو رہے.... وہ نہیں آنے والے.... اور آ بھی گئے تو تم ان کو اگنور کرنا.... سمپل... بلکہ جب تم لوگوں کے سامنے ان سے بات ہی نہیں کرو گی تو سب کا شک بھی دور ہو جائے گا... اسے تو تم گولڈن چانس سمجھو''۔ اب ماہم کیا بتائے کہ وہ کیف عالم کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی... مگر واقعی بھلا وہ کیوں کراچی سے سکھر آئے گا صدف کی برتھ ڈے پارٹی کے لیے۔ سعد کی ہوتی تو وہ ضرور ہی آتا مگر یہ صدف کی برتھ ڈے پارٹی تھی۔

ماہم نے پارٹی میں آنے کی ہامی بھر لی تھی۔

☆......☆......☆

''میں کب سے تمہارا ویٹ کر رہی تھی کیف....تم نے اتنی دیر کر دی آنے میں''۔کرن نے کہا تھا۔

''کچھ آرڈر کیا ہے''۔اس کی بات کو اگنور کرتے ہوئے وہ بولا تھا۔

''ہم کر چکی ہوں...برگرز اینڈ کافی آرڈر کیے ہیں....''۔

کیف نے سن کر بس سر ہلا دیا تھا۔

''میں سوچ رہی تھی اس ویک اینڈ پر ہم پھر سے کہیں چلیں....اس دفعہ ہاکس بے چلتے ہیں....کیا خیال ہے؟؟''۔اس نے اپنی لٹوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا تھا۔وہ اداؤں میں ماہر تھی۔

اس کے اس انداز پہ کیف حیران سا ہوا تھا....ان اداؤں کا اثر اس پر کیوں نہیں ہوتا؟؟؟اسے وہ ڈھیلی چوٹی والی خود غرض ماہم قریشی ہی کیوں بھائی تھی۔

''اس ویک اینڈ تو پاسبل نہیں ہے....میں پرسوں سکھر جا رہا ہوں...اب جا ہی رہا ہوں تو ویک اینڈ وہیں گزار کر آؤں گا....''۔اس نے اپنا پلان بتایا تھا۔

''یوں اچانک؟؟''۔وہ حیران ہوئی تھی۔

''کزن کی برتھ ڈے پارٹی ہے...اور میرے بیسٹ فرینڈ سعد نے انسسٹ کیا ہے...میں اس کی بات نہیں ٹالتا''۔اسے صدف کے علاوہ سعد نے بھی کال کی تھی جس کا صدف کو علم نہیں تھا۔

''تو بس پارٹی میں ہی جاؤ نا...پھر واپس آ جانا...اتنے دن وہاں رہنے کی کیا ضرورت ہے''۔اس کے چہرے پہ اداسی چھائی تھی۔

''امو بہت یاد کرتی ہیں...اس بہانے ان سے بھی مل لوں گا...ویک اینڈ پر یونیورسٹی سے تو آف ہی ہوتا ہے...اور فرائی ڈے کو پارٹی ہے...آف ڈیز میں واپس آنے کا کیا فائدہ...؟؟؟''۔اس نے آرڈر ریسیو کرتے ہوئے کہا تھا۔

''اور میرا کیا ہوگا؟؟؟میں تمہیں مس کروں گی....تمہیں اتنے دن دیکھے بغیر میں نہیں رہ سکتی''۔وہ عجیب سے لہجے میں بولی تھی جس پر کیف کا رنگ اڑا تھا۔وہ صرف دوست تھے اور کرن اس سے یہ سب کہہ رہی تھی....اسے کچھ الجھن سی ہوئی تھی..شاید کرن اس کی دوستی کا کوئی غلط مطلب لے رہی تھی۔

''صرف ایک دوست کے لیے اس طرح کے جذبات؟؟؟''۔وہ ابرو چڑھائے بولا تھا...اس نے وضاحت چاہی تھی۔

''ہاں...صرف ایک دوست کے لیے...اب ذرا اندازہ کرو کہ کسی خاص کے لیے میرے جذباتوں کی شدت کیا ہوگی''۔ وہ اب اپنا برگر کھاتے ہوئے بظاہر لاپرواہی سے بولی تھی۔

کیف کو کچھ کھٹکا تھا...اسے کرن کی بات ذو معنی لگی تھی۔

''لڑکیوں کے جذبات مطلبی ہوتے ہیں۔انہیں اسٹیٹس...پیشہ...خاندان...کھوکھلی عزت...سب کچھ چاہیے ہوتا ہے۔ان سب چیزوں سے ہی ان کے جذبات بھی جڑے ہوتے ہیں...یہ نہیں تو جذبات بھی نہیں''۔اس نے اپنی سوچ بتائی تھی۔

''موقع ملا تو تمہاری یہ سوچ میں ضرور بدل دوں گی''۔اس نے پھر سے ذو معنی بات کی تھی۔

کیف نے اس بات کو مزید کریدنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔

☆......☆......☆

اس نے آج اپنے لمبے،کالے کمر تک آتے بال کھلے رکھے تھے۔میک اپ کرنے کا اس کا دل نہیں چاہ رہا تھا...اس نے بس کاجل لگانے پر ہی اکتفا کیا تھا۔

بلیک کلر اس کا فیورٹ رہا تھا اور اس کے پاس زیادہ تر ڈریسز بلیک کلر کے ہی ہوتے تھے۔آج بھی اس نے بلیک کلر کی قمیص اور ٹیلو پ پہن رکھا تھا جس پر کچھ ہلکے رنگوں کی نفیس سی کڑھائی تھی۔

وہ صدف کی برتھ ڈے پارٹی پر صدف کے لیے گفٹ کے ساتھ پہنچ چکی تھی۔اس نے صدف کے لیے ہیوی جیولری کا سیٹ لیا تھا ...صدف کو ہر طرح کی جیولری رکھنے کا کریز تھا۔

سب نے بہت گرم جوشی سے اس کا استقبال کیا تھا۔ماموں،مامی،صدف سب نے ہی اسے دیکھ کر بہت خوشی کا اظہار کیا تھا اور اسے یہ بھی کہا تھا کہ انہوں نے ماہم کو بہت مس کیا تھا۔سعد نے بھی اس کا ویلکم بڑی گرم جوشی سے کیا تھا۔

صدف نے صرف اپنے ایج فیلوز کزنز کو ہی انوائٹ کیا تھا جن سے اس کی بنتی تھی۔کوئی چاچو،ماموں،پھپھو،خالہ نہیں تھے صرف اس کے قریبی کزنز تھے جن میں سے کافی تو ماہم کے مشترکہ کزنز ہی تھے۔

اس نے اپنے تاثرات نارمل رکھے تھے...کسی قسم کا دکھ،غم،غصہ یا نفرت ظاہر ہونے نہیں دیا تھا...مگر بدقسمتی سے اس کے تاثرات بدلنے والے تھے۔

اس نے ہاتھ میں پھولوں کا خوبصورت سا گلدستہ لیے کیف کو ہال میں آتے دیکھا تھا جہاں سب کچھ ارینج کیا گیا تھا۔اس کا دل بری طرح سے چونکا تھا۔کچھ لمحے وہ ساکت ہوئی تھی۔

یہ اس نے بالکل بھی ایکسپیکٹ نہیں کیا تھا...مگر کیوں نہیں کیا تھا....اسے کرنا چاہیے تھا...وہ کیوں خوامخواہ ہی خوش فہمی کا شکار ہوگئی تھی کہ کیف نہیں آئے گا۔

اسے کیف پر غصہ آیا تھا..شدید غصہ۔وہ جان بوجھ کر ماہم قریشی کا دن خراب کرنے آیا ہوگا۔اس نے تو کہا تھا کہ کبھی میری شکل بھی نہیں دیکھے گا پھر کیوں آیا اس پارٹی میں....یہاں آنا فرض تھا نا واجب۔

وہ جانتا تو ہوگا کہ صدف نے ماہم کو بلایا ہوگا....اور ماہم آئے گی ہی...پھر بھی وہ منہ اٹھائے چلا آیا۔ہاں اسے مزید بدنام کرنے آیا ہوگا کہ لوگ ان دونوں کو پارٹی میں دیکھیں اور پھر سے قیاس آرائیاں کرنے لگیں۔

وہ سمجھتا کیا تھا خود کو....اتنی توہین کرنے کے بعد وہ اس کے سامنے آیا تو آیا کیسے...وہ اس کا منہ ہی نوچ ڈالے گی۔

وہ جو صدف کے ساتھ کھڑی تھی من ہی من جانے کیا کیا سوچ جا رہی تھی۔صدف کی نظر ابھی تک تو کیف پر نہیں پڑی تھی..مگر یہ کیا....کیف تو ان دونوں کی طرف ہی آ رہا تھا۔

اسے شرم نہیں آتی....مجھے تو دیکھ ہی لیا ہوگا اس نے کہ میں یہاں ہوں....پھر بھی ادھر ہی آ رہا ہے۔انتہائی خود غرض، مطلبی، فضول انسان ہے اور جھوٹا بھی...تمہاری شکل بھی نہیں دیکھوں گا....ہونہہ۔ادھر آئے تو صحیح ایسے بی ہیو کروں گی کہ جیسے وہ دنیا میں ہے ہی نہیں....وہ میرے سامنے بھی رہے تو مجھے نظر نہیں آتا۔

''تو برتھ ڈے گرل یہاں ہیں''۔اس نے ان دونوں کے قریب آ کر صدف کے آگے پھولوں کا گلدستہ کرتے ہوئے کہا تھا۔

''ارے کیف بھائی آپ....آپ آ گئے....مجھے تو یقین نہیں آ رہا''۔وہ گلدستہ لیتے ہوئے بولی تھی۔صدف کو واقعی شاک لگا تھا۔

''تم اور سعد بلاؤ...اور میں نا آؤں یہ تو ممکن نہیں...ویسے بھی تمہاری گولڈن جوبلی ہوئی ہے میرا آنا تو بنتا ہے''۔وہ صدف کو چھیڑ رہا تھا مگر یہ کیا اس نے تو ایک بار بھی ماہم کو نہیں دیکھا....وہ تو ایسے بی ہیو کر رہا تھا جیسے ماہم قریشی دنیا میں ہے ہی نہیں....وہ اس کے سامنے بھی ہو تو نظر نہیں آتی۔

کیف اور صدف ایک دوسرے سے گپیں لگانے میں مصروف ہو چکے تھے اور وہ...وہ بیچاری ان دونوں کے درمیان کسی جن بھوت کی طرح کھڑی تھی جو ہوتے ہوئے بھی نظر نہیں آتے۔غصے سے لال پیلی ہوتی وہ ان سے کچھ دور چلی گئی تھی....وہ اب مامی کے ساتھ جا کر بیٹھ چکی تھی۔اسے ان دونوں کی باتیں اب بھی صاف صاف سنائی دے رہی تھیں مگر اس نے ایسے ہی ایکسپریشنز رکھے تھے جیسے کچھ بھی سنائی نا دے رہا ہو۔

صدف اس کی تعریف کر رہی تھی کہ وہ بہت ہینڈسم لگ رہا ہے....اگر وہ اپنی نفرت کو ایک طرف کر کے دیکھتی تو وہ واقعی بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔اس نے بھی بلیک کلر کا سوٹ پہن رکھا تھا....بلیک کلر اس کا بھی فیورٹ تھا۔ہلکی بڑھی ہوئی شیو اور نیو ہیئر کٹ اس پر بہت سوٹ کر رہا تھا..ہیئر کٹ جانے کون سا تھا...اسے پہچان نہیں تھی مگر جو بھی تھا اس نے کیف کی لک کو اور بھی نکھارا تھا۔

وہ چور نظروں سے بار بار اس مطلبی کیف عالم کو دیکھ رہی تھی جو اس کی سیلف ریسپیکٹ کی دھجیاں اڑا گیا تھا۔کسی کا دل دکھا کر وہ اتنا پرسکون کیسے ہو سکتا تھا۔وہ اتنا ڈھیٹ بن کر کیسے اس کے سامنے کھڑا تھا۔

اس کا غصہ اب اذیت بننے لگا تھا....اسے دیکھتے دیکھتے وہ اس رات اس کے کہے سب الفاظ یاد کرنے لگی تھی..کیسی عزت اور

کہاں کی عزت؟؟؟ اسے کچھ یاد آیا تھا۔

میں نے ایک بدنام لڑکی سے محبت کی ہے...اس کی سماعتوں میں کچھ گونجا تھا۔بھوری آنکھوں میں اب نمی اترنے لگی تھی۔

وہ یہاں اپنی روتلو سی شکل کسی کو نہیں دکھانا چاہتی تھی....کیف عالم کو تو ہرگز نہیں۔اسے یہ خوش فہمی ہرگز نہیں ہونی چاہیے کہ وہ ماہم قریشی کو کبھی بھی توڑ دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

اس نے سر جھکایا تھا...نامحسوس انداز میں اپنی انگلی کے پور سے آنکھوں میں آئی نمی صاف کی تھی۔کسی کی نظر اب اس پر پڑی تھی۔کسی کو اسے اس حال میں دیکھ کر سکون ملا تھا...جس نے اسے دھتکارا تھا آج اس کی آنکھوں میں نمی آئی تھی....خدا اسے یقیناً اس کی سنگدلی کی سزا دے رہا تھا۔

کسی کے دل کو اب ٹھنڈک سی پہنچی تھی۔

مگر یہ کیا....بھلے ہی خدا نے اسے اس کی سنگدلی کی سزا دی ہو مگر وسیلہ تو کیف عالم ہی بنا تھا۔اس کی آنکھوں میں آئی یہ نمی تو کیف عالم کی وجہ سے ہی ہو گی۔جس سے وہ محبت کرتا ہے...ٹوٹ کے محبت کرتا ہے...بھلا اسی کی آنکھوں میں نمی کیسے دیکھ سکتا ہے۔

کچھ لمحے پہلے ملا ہوا سکون اب ہوا چکا تھا۔صدف سے کچھ باتیں کرنے کے بعد وہ اب ہال میں ایک کونے میں ہاتھ میں کولڈ ڈرنک کا گلاس لیے کھڑا تھا۔اس کونے سے وہ سامنے بیٹھی ماہم قریشی کو با آسانی دیکھ سکتا تھا...اور وہ دیکھ بھی رہا تھا۔

کیا کیف عالم کی محبت اس کی محبت پر منحصر تھی؟؟؟ اگر وہ خود غرض نکلی تھی تو کیا ہوا؟؟؟ اس نے تو کبھی کوئی عہد و پیمان نہیں باندھے تھے۔اس نے کب محبتوں کے بڑے بڑے دعوے کیے تھے کہ وہ کیف کے لیے سب چھوڑ دے گی۔

جس معصوم چہرے پہ وہ مرمٹا تھا.....اسی چہرے پہ چھائی اداسی اب اس کی جان لینے کو تھی۔نہیں...وہ اسے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا...کبھی نہیں دیکھ سکتا۔

"یہاں اکیلے کیوں کھڑے ہو کیف؟؟؟"۔سعد کی آواز پر وہ چونکا تھا۔

"تمہیں ہی ڈھونڈ رہا تھا"۔ اس نے شہادت کی انگلی سے اپنا ماتھا کھجاتے ہوئے کہا تھا۔

"چلو...بیٹھ کے بات کرتے ہیں...کچھ ہماری سنو...کچھ اپنی سناؤ"۔سعد نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔

وہ سعد کے ساتھ دانستہ اسی طرف کے رخ والی چیئر پہ بیٹھا تھا جہاں سے اسے ماہم قریشی با آسانی دکھائی دے سکتی تھی۔

اسے نہیں پتا کہ سعد نے اس سے کیا باتیں کی تھیں....اور وہ ان باتوں کے جواب میں کیا بولا تھا۔اسے بس یہی پتا تھا کہ اس کے سامنے ایک اداس معصوم چہرہ ہے۔

ماہم کا دل تو اس پارٹی سے اچاٹ ہو ہی چکا تھا اب خوامخواہ ہال میں سب کے آگے وہ کب تک اپنا روتلو سا چہرہ چھپائے گی

....اس نے وہاں سے کھسکنے میں ہی عافیت جانی تھی۔

مگر وہ اس وقت چھپ کر بیٹھتے بھی تو کہاں ...اپنی آنکھوں میں اٹکے ہوئے آنسوؤں کو گرائے بھی تو کہاں۔اس نے باری باری سارے رومز دیکھے تھے سب میں کوئی نا کوئی موجود تھا.... ہاں چھت ۔۔اسے چھت یاد آئی تھی۔

خوش قسمتی سے اس وقت چھت پر کوئی بھی نہیں تھا...وہ سکون سے اپنا دل کچھ ہلکا کر سکتی تھی....دو چار آنسو بہا کر وہ اپنا چہرہ دھو کر پارٹی میں شامل ہو جائے گی۔

وہ جس مقصد کے لیے آئی تھی...اب اپنا کام شروع کر چکی تھی...آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے تھے...انہوں نے گرنے میں لمحہ بھی دیر نا لگائی تھی۔وہ اب شوں شوں بھی کرنے لگی تھی...مگر اف وہ ٹشو پیپر تو بھول ہی گئی تھی...وہ رونے آئی تھی تو بندوبست کر کے آنا چاہیے تھا۔

اس نے اپنے دوپٹے کا پلو پکڑا اور ناک کے قریب ہی کیا تھا کہ کسی نے پیچھے سے اس کے سامنے ٹشو پیپر بڑھایا تھا۔

کسی نے اس کی چوری پکڑ لی تھی....کسی نے اسے یہاں آنسو بہاتے دیکھ لیا تھا....کچھ شرمندہ سی ہو کر وہ مڑی تھی۔جھٹکا لگنا لازم تھا...سامنے کیف عالم تھا۔وہی کیف عالم جس کے آگے وہ اپنے آپ کو بڑا مظبوط ثابت کرنا چاہتی تھی۔اس نے اپنی بے عزتی سی محسوس کی تھی....اسی کے سامنے روتے ہوئے پکڑی گئی تھی جس نے اسے رلایا تھا۔

وہ بغیر کچھ کہے سنے وہاں سے سر جھکائے جانے کے لیے بڑھی تھی...مگر کیف نے اس کا راستہ روکا تھا۔ وہ جس طرف سے سر جھکا کر جانے کے لیے قدم بڑھانے لگتی تھی...کیف اسی طرف سے اس کے سامنے آ کھڑا ہوتا تھا۔

اب اس نے سر اٹھایا تھا...کیف کو گھور کے دیکھا تھا...جیسے پوچھ رہی ہو....کیا مسئلہ ہے؟؟؟

کیف نے اس کے گھورنے پر اس کے سامنے ٹشو پیپر بڑھایا تھا....جیسے کہہ رہا ہو...کم از کم یہ تو لے لو۔

''اس احسان کی کوئی ضرورت نہیں ہے''۔شوں شوں کرتی وہ کچھ تنگ آ کر رکھائی سے بولی تھی۔وہ اس سے کلام کا ہرگز ارادہ نہیں رکھتی تھی مگر اسی نے بار بار راستہ روک کر مجبور کر ڈالا تھا۔

''تمہیں ہونا ہو...تمہاری بہتی ناک کو تو ہے''۔وہ دبی مسکراہٹ سے بولا تھا۔

ماہم نے یہ سنتے ہی فوراً سے پھر سے دوپٹہ کا پلو ناک صاف کرنے کی غرض سے پکڑا تھا اور فوراً ہی کیف بولا تھا۔

''ٹشو پیپر سے کیا ناراضی ہے....کیوں گھچلے بچوں کی طرح اپنے کپڑے خراب کر رہی ہو....بڑی ہو گئی ہو اب''۔وہ ماہم کے سر پہ ہلکا تھپڑ لگائے بولا تھا...یہ کیا؟؟؟ایسے فرینکنس شو کی تھی جیسے کبھی کچھ ہوا ہی نہیں تھا....ان کے مابین تو کوئی اختلاف ہی نہیں تھا۔تو ثابت ہوا کہ کیف عالم جب بھی ماہم قریشی کی آنکھوں میں آنسو دیکھے گا...وہ سب کچھ بھول جائے گا۔

ماہم نے اس کے ہاتھ سے ٹشو پیپر لیا تھا....پھر سر جھکا کر اپنی ناک زور سے رگڑ کے صاف کی....اور غیر دانستہ طور پر ٹشو پیپر واپس

اس کی طرف بڑھا دیا۔

کچھ ہی لمحوں میں اسے اپنی اس بیوقوفی کا احساس بھی ہو گیا تھا... اس نے فٹ سے اپنا ٹشو والا ہاتھ پیچھے کر لیا تھا۔

کیف اس کی اس حرکت پر مسکرانے لگا تھا... اور ماہم کچھ شرمندہ سی ہو کر سر جھکائے اس کے عقب سے گزر گئی۔

تو ثابت ہوا کہ کیف عالم جب بھی ماہم قریشی کے آنسو پونچھنے کے لیے آئے گا... ماہم قریشی سب کچھ بھول جائے گی۔

☆......☆......☆

پارٹی میں اس کا چہرہ اب روتلو نہیں تھا.... ہاں مگر جب بھی کیف سے سامنا ہوتا تھا وہ کچھ شرمندہ سی ضرور ہو جاتی تھی۔ اس کا یہی پھیکا پھیکا سا چہرہ دیکھنے کے لیے کیف دانستہ طور پر اس کے سامنے آ جاتا تھا.... اور وہ بیچاری سر جھکائے... منہ چھپائے اس کے عقب سے نکل جاتی تھی۔

کیک کٹ ہونے سے لے کر کھانا کھانے تک.... اس نے بارہا اپنے چہرے پر کیف کی نظریں محسوس کی تھیں۔ جس پل بھی اسے یہ احساس ہوتا تھا کہ کہیں دور سے کیف اسی کو دیکھ رہا ہے وہ وہاں سے ہٹ جاتی یا رخ پھیر لیتی تھی.... اور کیف اس کی اس حرکت پر مسکرا دیتا تھا۔

کھانے کے بعد سب کزنز باری باری جاتے گئے تھے مگر ماہم کو زبردستی صدف اب بھی روکے ہوئے تھی یہ کہہ کر کہ وہ مہمان تھوڑا ہے جو مہمانوں کی طرح چلی جائے.... اسے سب سے آخر میں جانا چاہیے... بلکہ اسے تو وہاں کچھ دن رہ ہی جانا چاہیے۔

ماہم نے کچھ دن رہنے کی بات تو نہیں مانی تھی ہاں مگر اس کی خاطر وہ سب سے آخر میں جانے کے لیے ضرور مان گئی تھی۔ کیف کو بھی سعد نے کچھ اسی طرح کی باتیں کر کے زبردستی روکا ہوا تھا.... بلکہ سعد نے تو کیف کو رات یہاں رکنے پر منا بھی لیا تھا۔ کیف بھی مان گیا تھا کیونکہ اس نے کراچی چلے جانا تھا.... پھر جانے کب وہ سکھر آتا۔

☆......☆......☆

”کیف بھائی آپ تو خاندان بھر میں مشہور ہی ہو گئے ہیں... ہر کسی کی زباں پر آپ کے ہی چرچے ہیں“۔ صدف نے چائے کا کیف کے آگے کرتے ہوئے بولی تھی۔

”میں سمجھا نہیں“۔ وہ کپ لیتے ہوئے بولا۔

”ہم آپ کو سعد بھائی نے کچھ نہیں بتایا“۔ صدف نے اب سعد کو چائے دیتے ہوئے کہا۔

”نہیں مجھے تو کچھ نہیں بتایا گیا...... کیا ہوا سعد“۔ کیف نے بھی اب سعد کی طرف دیکھا تھا۔

”کچھ بھی نہیں ہوا... یہ صدف کی تو عادت کے سب کو پریشان کرنے کی .... پہلے ماہم کے گھر جا کر اسے پریشان کر آئی تھی اور اب تمہارے سر میں درد ڈالنے کا ارادہ کیے بیٹھی ہے“۔ اب وہ صدف کی طرف دیکھ کر بولا۔ ”تم جاؤ.... ہم دوستوں کو اکٹھے بیٹھنے دو... کیف

یہاں میرے لیے رات رکا ہے..... تمہاری اونگی بونگی باتوں کے لیے نہیں"۔

کیف حیران سا ان دونوں کی جانب باری باری دیکھنے لگا تھا۔

"ٹھیک ہے.. ٹھیک ہے جا رہی ہوں.. مگر آگاہی دینا دوستوں کا فرض ہوتا ہے... میں نے تو اپنا فرض پورا کیا تھا... باقی آپ اپنے دوست کو اندھیرے میں رکھنا چاہتے ہیں تو آپ کی مرضی"۔ یہ کہہ کر صدف تو کمرے سے باہر چلی گئی تھی مگر کیف اب سوالیہ نظروں سے سعد کو دیکھنے لگا تھا۔

"تم چائے پیو.... ٹھنڈی ہو رہی ہے"۔ سعد نے کیف کی سوالیہ نظروں کو پڑھ لیا تھا مگر اس کے سوالوں کا جواب دینے کے بجائے اس کا دھیان چائے کی جانب کرنے کی کوشش کی تھی۔

"یہ تو میں پی ہی رہا ہوں.. مگر تم وہ بتاؤ جو بتانا نہیں چاہتے"۔ کیف نے چائے کا سپ لیتے ہوئے کہا تھا۔

"کچھ نیا نہیں ہے... بس یہی لوگوں کی فضول باتیں ہیں تمہارے اور ماہم کے بارے میں.... ہر روز کچھ نیا سننے کو مل جاتا ہے ...ہر کوئی خود سے ہی کچھ نیا گڑھ کر پھیلا دیتا ہے اور سننے والے بغیر تصدیق کیے بات کو آگے پہنچا دیتے ہیں"۔ سعد نے اب بھی ڈھکے چھپے الفاظ استعمال کرنے کی کوشش کی تھی مگر یہ کوشش بے کار ثابت ہوئی۔

"مجھے وہ فضول باتیں بھی بتاؤ"۔ کیف نے نہایت سنجیدہ ہو کر پوچھا تھا... اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ ہر بات پوچھ کر ہی رہے گا۔

"تم اور ماہم بھاگ کے شادی کر لو گے ...... تم ماہم کے ساتھ سنجیدہ ہو مگر ماہم صرف دل بہلا رہی ہے جیسے پہلے بہلایا تھا... تمہارے گھر والوں نے تمہیں گھر سے نکال دیا ہے کیونکہ تم ماہم کے چکر میں پڑ گئے تھے اور اسی لیے تم اب کراچی رہتے ہو.... ماہم نے تمہارا دل توڑا ہے جس کی وجہ سے تم سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر کراچی جا بسے ہو..... وغیرہ وغیرہ"۔ سعد نے ایک ہی سانس میں سب سنی سنائی باتیں اسے بتا دی تھیں۔

"مگر یہ سب کی سب باتیں ہی جھوٹ ہیں... ایک بھی بات سچ نہیں"۔ کیف جیسے صفائی دے رہا تھا۔ وہ اپنا چائے کا کپ بھی میز پر رکھ چکا تھا... بھلا یہ سب سن کے اسے چائے کا ہوش رہنا بھی کہاں تھا۔

"میں جانتا ہوں... تم ان سب باتوں کے بارے میں مت سوچو... لوگوں کو مزہ لینا ہوتا ہے... ان کو گوسپ کرنی ہوتی ہے.... کسی کے گھر میں کیا ہو رہا ہے؟؟ کیوں ہو رہا ہے؟؟ کیسے ہو رہا ہے؟؟ یہ سب جاننے میں لوگوں کی دلچسپی کچھ زیادہ ہی ہے خاص کر چھوٹے شہروں میں... حقیقت کیا ہے یہ ان کے لیے ضروری نہیں ہوتا... بات ان تک پہنچی کیا ہے اور اسے آگے پہنچانا کیسے ہے یہ ضروری ہوتا ہے"۔ سعد کی اس بات پر کیف کے چہرے کا رنگ اڑا تھا۔

میں خود کو یا ماہم کو لوگوں کی اینٹرٹینمنٹ بنتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا.... مجھے کچھ تو کرنا ہی ہوگا"۔ کیف نے اپنا ماتھا مسلا تھا۔

''چھوڑ دو اس بات کو... جتنا کرید و گے لوگ بھی اور زیادہ کریدیں گے.... تم اہمیت نہیں دو گے تو کچھ دن تک لوگ بھی اہمیت دینا چھوڑ دیں گے اور اپنے لیے نیا موضوع ڈھونڈ نکالیں گے''۔

''اس بار موضوع میں ہی کیوں؟؟؟ تم کیوں نہیں؟؟؟ احسن کیوں نہیں؟؟؟ ہم تینوں کا رویہ ایک جیسا ہی تھا... پھر ایسی کیا وجہ ہوئی کہ بات کا بتنگڑ ہی بنتا چلا گیا''۔ کیف کو اب تشویش سی ہوئی۔

''وجہ ہے ماہم قریشی''۔ سعد نے بے دھڑک کہا تھا۔

کیف نے ابرو چڑھائے.... جیسے اس بات کی وضاحت مانگ رہا ہو۔

''لوگوں کو گوسپ چاہیے.... سب جانتے ہیں کہ تم دونوں کی فیملیز میں کیا ہوا تھا... ماہم ایک عرصے تک لوگوں کے لیے گفتگو کا موضوع بنی رہی ہے.... اب سب اسے اسی نظر سے دیکھتے ہیں... اور ظاہر ہے جو بھی اس کے ساتھ زیادہ نظر آئے گا وہ بھی لوگوں کی نظر میں آ جائے گا''۔

سعد نے اپنی بات کی وضاحت دی تھی۔

''ہزار جھوٹی باتوں کے ملبے میں سے جب سچائی کو کھودا جائے تو وہ کچھ اور ہی ہوتی ہے... ایسا صرف میرے اور ماہم کے ساتھ نہیں ہوا... سب کے ساتھ کسی نا کسی موڑ پر کسی نا کسی بات کو لے کر ایسا ضرور ہوا ہوگا... مگر اپنی باری سب بھول جاتے ہیں''۔ کیف کے لہجے میں افسردگی تھی.... اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ زمانے کی اس ریت کو توڑ دے.... اسے اب کچھ یاد آیا تھا۔

☆......☆......☆

وہ اپنے گھر کی چھت پر بیٹھی آسمان دیکھ رہی تھی۔

نصرت فتح علی خان کا یہ جو ہلکا ہلکا سرور ہے... یہ تیری نظر کا قصور ہے.... اس کے سیل فون میں چلا رہا تھا... وہ ہینڈ فری لگائے جانے کتنی ہی دفعہ اسے سن چکی تھی۔ بڑے دن بعد اس نے آج اسے پلے کیا تھا۔

اس قوالی کے ساتھ اس کی کچھ قیمتی یادیں جڑی تھیں... کیف کا اسے امبر کے نام سے ستانا.... اس کی ناک پر اعتراض کرنا.... سب کچھ کسی فلم کی طرح اس کے خیالوں میں چل رہا تھا۔

اس کے جذباتوں کے درمیاں بھی اختلاف سا ہونے لگا تھا.. کبھی تو نفرت کی ایک لہر اس کے وجود میں دوڑ جاتی تو کبھی محبت کی ایک کسک اس کے دل کو چھو جاتی۔

کبھی کیف کی وہ باتیں پگھلتے سیسے سی اسے اپنے کانوں میں محسوس ہوتیں تو کبھی اس کی ان چاہی مہربانیاں انہی زخموں پہ مرہم کی طرح محسوس ہوتیں۔

اس نے آج پہلی دفعہ یہ نوٹ کیا تھا کہ اس قوالی میں عشق حقیقی کو بڑے ہی خوبصورت انداز میں بیان کیا گیا تھا۔

اس قوالی میں عبادتوں میں مست ڈوب جانے کا اشارہ تھا....اس کے رونگٹے کھڑے ہونے لگے تھے۔

وہ اس قوالی کو بس یونہی سن لیتی تھی مگر آج اسے اس قوالی کا مقصد سمجھ آنے لگا تھا۔اسے محبت نے ہی تو تمیز سکھائی تھی کہ وہ فرق کر سکے...محسوس کر سکے....کچھ سمجھ سکے۔

پاکیزہ عشق مجازی ہی کبھی کبھی عشق حقیقی کے سفر کی پہلی سیڑھی بنتا ہے.....

قوالی کے بجائے اب سیل فون پر رنگ ٹون بجنے لگی تھی..مگر سیل فون دیکھے بنا ہی وہ یہ محسوس کر سکتی تھی کہ اسے رات کے اس پہر کال کرنے والا کون ہے؟؟۔

لاسٹ کال میں کیف نے جو کڑوی باتیں کی تھیں اس کے بعد اتنی آسانی سے اس کی کال اٹینڈ کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

اس نے سیل فون بجنے دیا تھا....وہ اس بار سیل آف کرنے کے حق میں بھی نہیں تھی۔سیل آف کرنا اس کا حل نہیں تھا۔

اسے صرف اگنور کرنا تھا..اور وہ کر رہی تھی۔نان اسٹاپ کالز آرہی تھیں جو کیف کے والہانہ انداز کو ظاہر کر رہی تھیں۔وہ بھی شاید آج یہ اندازہ کرنا چاہتی تھی کہ آخر کیف عالم کتنی کالز کر سکتا ہے....شاید وہ اسے تھکانا چاہتی تھی...یا پھر اپنا غصہ نکال رہی تھی۔

جو بھی تھا یہ تو طے تھا کہ وہ اس کی بات سننے والی نہیں ہے....مگر وہ بھی کیف عالم تھا.....ٹھان لیا تھا کہ بات کرے گا تو کرے گا۔

پوری پینتیس کالز کے بعد کالز کا سلسلہ اب تھما تھا....ماہم اب بھی ہاتھ میں لیے سیل فون کو دیکھ رہی تھی۔پینتیس کالز کے دوران ماہم قریشی نے بس ایک ہی کام کیا تھا ٹکٹکی باندھے سیل فون کو دیکھتے ہوئے آنسو بہانا۔

کچھ کڑوی باتوں نے اس کی انا کی دھجیاں اڑائی تھیں...اس کے دل کو پاش پاش کیا تھا....شاید اب بھی کچھ رہ گیا تھا جو کیف عالم اس سے کہہ کر اسے زمین میں زندہ درگور کرنا چاہتا تھا۔

اسی لمحے میسج نوٹیفیکیشن آیا تھا۔پڑھ کر اسے بے بسی سی ہوئی تھی۔

(ابھی اور اسی وقت کال اٹینڈ کرو....ورنہ تمہارے گھر آ کر خالہ کو سب کچھ بتا دوں گا)

وہ ایسا کر بھی سکتا تھا...یا شاید نہیں بھی.....جو بھی تھا...دھمکی تو تھی ہی....اور جب دھمکایا جاتا ہے تو سامنے والا اکثر ہتھیار ڈال ہی دیتا ہے۔ماہم نے بھی ہتھیار ڈالے تھے...شاید اس کا دل خود بھی اسی کی طرف کھنچا جا رہا تھا۔

"اتنے جنونی کیوں ہو جاتے ہیں آپ"۔بنا کسی ہیلو،ہائے کے اس نے کال اٹینڈ کرتے ہی فٹ سے کہا تھا۔

"تمہارے معاملے میں...میں ایسا ہی ہوں...جنونی.....پاگل.....جو بھی سمجھ لو"۔وہ واقعی ایسا ہی تھا...محبت میں جنونی...پاگل۔

ماہم اب خاموش ہو چکی تھی...اس کے سوال کے جواب میں کیف عالم کے پاس جواب تھا مگر اس کے جواب کے بعد اب ماہم کے پاس کوئی سوال نا تھا۔

''کیسی ہو ماہم''۔اسے خاموش پا کر کیف بولا تھا۔

''ٹھیک ہوں...زندہ ہوں''۔اس کی آواز اب بھرانے لگی تھی۔

''تمہیں پتا ہے ماہم شیکسپیئر کیا کہتا ہے؟''۔اس کی آواز میں اب پہلے والا کیف جھلکنے لگا تھا۔

''کیا کہتا ہے؟''۔اس نے فٹ سے بے اختیار پوچھا تھا۔

''شیکسپیئر کہتا ہے کہ جو دل میں باتیں رکھتے ہیں ان کا چہرہ کوے کی طرح سیاہ ہو جاتا ہے اور پھر کریمیں لگانے سے بھی افاقہ نہیں ہوتا''۔اس کے لہجے میں اب شرارت تھی۔

''میں نے کب دل میں کوئی بات رکھی ہاں؟؟؟''۔وہ کچھ چڑ کے بولی۔

''تو مطلب میری اس دن کہی ہوئی باتوں پر تم نے مجھے معاف کر دیا''۔وہ اب کچھ چالاک بن رہا تھا۔

''ہرگز نہیں''۔اس نے جتایا تھا۔

''تم اپنی جگہ صحیح تھی ماہم......تم بھی اتنی ہی بے بس اور مجبور ہو جتنا کہ میں۔ مجھے احساس ہو گیا ہے کے مجھے تم سے کورٹ میرج وغیرہ جیسے مطالبے نہیں کرنے چاہیے تھے...مجھے معاف کر دو...کہو تو کان پکڑ لوں؟؟''۔اس کے لہجے میں اب شرمندگی تھی جو ماہم نے واضح محسوس بھی کی تھی۔

وہ یہ سن کر حیرت کا شکار ہوئی تھی...کیف عالم ہر بار ہی ایسا کیوں کرنے لگا تھا....پہلے اس کے ماضی پہ اس کو طعنہ دے ڈالنا...پھر معافی مانگ لینا۔

غلطی آخر تھی کس کی....ماہم کے ماضی کی....یا کیف کی سوچ کی۔

''اٹس اوکے''۔اس نے کچھ جھنجلا کر کہا تھا...اس کے علاوہ اسے کچھ سوجھا بھی نہیں تھا۔

''مجھے بتاؤ میں کیا کروں؟ کوئی تو راستہ نکالو ماہم...میرے پاس جو بھی راستے تھے الٹے یا سیدھے...میں نے تمہیں بتا دیے۔ کچھ تو تم نے بھی سوچا ہوگا...کوئی حل تو تمہیں بھی نظر آیا ہی ہوگا سوائے ایک دوسرے کو بھولنے کے''۔

''کیف!!!!......آپ اپنے گھر والوں سے بات کر کے تو دیکھیں....ہوسکتا ہے کہ وہ مان جائیں''۔اسکے لہجہ میں کچھ امید سی تھی۔

''نہیں مانیں گے.....ایسا تم سوچ بھی کیسے سکتی ہو.....اگر ان کے مان جانے کے آثار ہوتے تو میں اب تک اتنا خوار نا ہو رہا ہوتا''۔ وہ کچھ خفیف سا بولا تھا۔

''یہ سب ہم خود ہی assume کر رہے ہیں کہ ایسا ہوگا یا ویسا ہوگا....میں نے امی کے سامنے آپ کا ذکر کیا تھا...خالہ کا بھی...ان کے دل میں کوئی نفرت نہیں ہے....ہوسکتا ہے کہ آپ کے گھر والے بھی گزری باتوں کو بھول چکے ہوں''۔

''تم جانتی ہو میں جوائنٹ فیملی میں رہتا ہوں۔تمہارا نام سنتے ہی چچا وبال مچا دیں گے اور میرے ابو کبھی بھی چچا کے خلاف نہیں جائیں گے.....وہ اپنے چھوٹے بھائی کو اولاد سے بڑھ کر اہمیت دیتے ہیں۔'' وہ مکمل طور پر مایوس تھا۔

''ایک دفعہ کوشش کرنے میں کیا حرج ہے؟؟؟اس طرح ہم خود سے سوچ کر تو نہیں بیٹھ سکتے کہ گھر والے نہیں مانیں گے۔کل کلاں کو ہمیں یہ پچھتاوا تو نہیں ہو گا کہ ہم نے کوشش ہی نہیں کی تھی...جہاں تک آپ کے چچا کی بات ہے ان کی تو کب کی شادی بھی ہو گئی اور بچے بھی ہیں....میرا نہیں خیال وہ آپ کی زندگی میں دخل دیں گے''۔

''مگر؟؟؟؟''۔وہ کچھ بولنے ہی والا تھا۔

''مگر وگر کچھ نہیں...آپ تو سب کچھ چھوڑ کر کورٹ میرج کرنے کو تیار تھے...وہ زیادہ مشکل کام تھا۔یہ تو پھر آسان ہے...''۔وہ فٹ سے اس کی بات کو کاٹ کر بولی تھی۔

''ایسا نہیں ہو سکتا ماہم...بچوں والی ضد مت کرو....خوامخواہ میرے گھر والوں کی نظروں میں ایک دفعہ پھر تم آ جاؤ گی....گھر میں ہونے والی بدمزگی کا ذمہ دار وہ تمہیں ہی گردانیں گے''۔وہ کچھ سوچ کر بولا تھا۔

''وہ تو پہلے بھی ہر بات کا ذمہ دار مجھے ہی گردانتے ہیں....اس میں نیا کیا ہے؟؟؟اور ویسے بھی ان سب باتوں کو پانچ سال ہو چکے ہیں.... پانچ سال کچھ بھی بھلانے کے لیے بہت ہوتے ہیں''۔وہ اب بھی اپنے موقف پر ڈٹی ہوئی تھی۔

''پانچ سال؟؟؟ہم واقعی پانچ سال ہو چکے ہیں''۔اس نے بھی اپنے ذہن میں اندازہ سا لگایا تھا۔

''وہی تو...میرا نہیں خیال کہ اب کوئی مسئلہ ہونا چاہیے....سب کا غصہ اب ٹھنڈا ہو چکا ہو گا''۔وہ اس کو قائل کرنے کی کوشش میں تھی۔

''بات صرف غصے کی نہیں ہے...بات تمہارے امیج کی ہے ماہم....تم جانتی تو ہو سب پھر بھی''۔وہ کچھ کہتے کہتے رکا تھا..شاید آج ماہم کو رلانے کے موڈ میں نہیں تھا۔

''آپ مجھ سے محبت کرتے بھی ہیں یا نہیں''۔اس کو اب غصہ سا آیا تھا...وہ کیوں بار بار بہانے بنا رہا تھا۔

''کرتا ہوں....بہت کرتا ہوں..''۔وہ بہت سنجیدگی سے بولا تھا۔

''تو بس...اسی محبت کو پانے کی ایک کوشش کرنا تو فرض بنتا ہے نا.....بنا کوشش کے اس طرح ہار مان لینا محبت کی بھی تذلیل ہے ''۔اس کی بات نے کیف پر کچھ اثر ڈالا تھا۔

''شاید تم ٹھیک کہہ رہی ہو.....میں موقع دیکھ کے گھر میں بات کروں گا....پھر جو بھی ہو گا دیکھا جائے گا''۔ وہ سرسری سا بولا تھا۔

''جو بھی ہو گا اسے قسمت کا فیصلہ سمجھ کر قبول کرنا ہو گا کیف .....سب مان گئے تو ٹھیک ورنہ ہمیں یہ تسلیم کرنا ہو گا کہ ہم ایک دوسرے کے لیے بنے ہی نہیں ہیں....اس کے بعد آپ کبھی مجھ سے رابطہ کرنے کی کوشش نہیں کریں گے...یہ قبول کر لیں گے کہ ہمارے

راستے جدا ہیں۔" اس نے اپنی آگے کی سوچ بھی بتا ڈالی تھی۔

"تو تم بیچ راستے مجھے چھوڑ جاؤ گی... میرے گھر والوں سے مجھے رسوا کروا کے تم بھی چلی گئی تو مجھے کیا فائدہ.... کتنی سیلفش ہو"۔

اسے کچھ کھٹکا تھا۔

"مجھے چار باتیں سنا کر ابھی سے بھاگ جانا چاہتے ہیں"۔ وہ طنزیہ بولی تھی۔

"نہیں.... کہیں نہیں بھاگ رہا... اور نا بھاگ سکتا ہوں..... میں بھاگ جانے والوں میں سے نہیں..."۔ اس نے جتایا تھا۔

یہ کہہ کر وہ کال کاٹ چکا تھا.. وہ اب اپنا ماتھ مسلنے لگا تھا.... تو وہ وقت آ چکا تھا جب اسے اپنی محبت کو پانے کی ایک پہلی اور آخری کوشش کرنا تھی۔ وہ خود کو سولی پر لٹکا ہوا محسوس کرنے لگا تھا۔ کیا ہونا تھا؟؟؟ کیا نہیں؟؟؟ وہ اب اندازہ لگانے سے بھی قاصر تھا۔

تماشہ تو اس کے گھر میں ہونا تھا.. یہ تو طے تھا... مگر تماشے کا انجام کیا ہونا تھا یہ تو وقت نے بتانا تھا۔

کال کٹ ہونے کے بعد ماہم بھی کسی سوچ میں ڈوبی تھی..... اس نے کیف سے کہہ تو دیا تھا کہ وہ گھر میں بات کرے... مگر یہ سب اتنا آسان نہیں تھا یہ وہ بھی جانتی تھی۔ وہ اپنا سوچا ہوا حل کیف کو بتا چکی تھی.... اس پر عمل کرنا اب کیف کا کام تھا۔ جانے قسمت میں ان کا ساتھ لکھا بھی تھا یا نہیں۔ کچے دھاگے سی امید تو بندھی تھی مگر اسی امید کے ٹوٹنے کا ڈر بھی تو برقرار تھا۔ اس نے بے اختیار دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے تھے۔

❁ ❁

کالج کے گراؤنڈ میں وہ دونوں فری ٹائم میں بیٹھی تھیں...ایم۔ایس۔سی پارٹ ٹو کی کلاسز شروع ہوئے کچھ دن ہو چکے تھے۔ان دونوں کی دوستی پرانی اور مثالی تھی۔دونوں کے گھر والے بھی ان دونوں کی اس گہری دوستی سے بخوبی واقف تھے۔

''ماہم....جب سے کلاسز اسٹارٹ ہوئی ہیں..تم بہت بدلی، بدلی سی ہو.... یہاں ہو کر بھی یہاں نہیں ہوتی...اور آج تمہاری طبعیت بھی ٹھیک نہیں لگ رہی..''۔زینب نے کہا تھا۔

''تمہارا وہم ہے....میں ٹھیک ہوں''۔اس نے نظریں چرائے کہا تھا۔

''بچپن سے جانتی ہوں تمہیں....اسکول اکٹھے تھے...انٹر بھی اکٹھے کیا..گریجویشن بھی اور اب ماسٹرز بھی اکٹھے ہی کر رہے ہیں ...کیا میں تمہارا چہرہ بھی نہیں پڑھ سکتی؟؟؟ مجھے واقعی تمہاری طبعیت ٹھیک نہیں لگ رہی''۔وہ متفکر تھی۔وہ واقع اس کا چہرہ بھی پڑھ سکتی تھی۔

''ہاں...بس دل میں کچھ درد سا ہے''۔اس جواب نے زینب کی تو جیسے ہوائیاں اڑادی تھیں۔وہ گھبرائی تھی..اور بری طرح۔

''تمہارے دل میں درد ہے اور تم یہاں بیٹھی ہو....ابھی چلو پرنسپل کے پاس وہ کسی معالج کو بلوائیں یا تمہیں اس کے پاس لے چلیں''۔

''معالج کے پاس ہر درد کی دوا نہیں ہوتی''۔اس کے لفظوں میں گہرائی تھی..جس نے اٹھ کے جاتی ہوئی زینب کے قدم روکے تھے۔

''کیا ہوا ہے تمہیں''۔

''کچھ نہیں ہونا کیا ہے؟؟؟ میں بڑی ہی ڈھیٹ ثابت ہوئی ہوں...میری جگہ اگر کوئی غیرت مند ہوتا تو شاید اب تک اس کا دل پھٹ گیا ہوتا.....شاید مجھے یوں ہی بے وقعت اور ذلت بھری زندگی جینے کی عادت ہوگئی ہے''۔وہ ذہن میں کیف عالم کی اس آخری کال کے بارے میں سوچ کر بولی تھی۔

''تم ہمیشہ گھما پھرا کر بات کیوں کرتی ہو؟؟ کیا ہوا ہے بتاؤ تو؟؟؟''۔وہ اب متجسس ہوئی تھی۔

''بتاؤں گی..ضرور بتاؤں گی....بس دو ماہ ہی بچے ہیں...اس کے بعد تمہیں سب بتاؤں گی''۔اس نے ٹالا تھا...اپنے اس تین ماہ والے فیصلے کے بارے میں اس نے اپنی بیسٹ فرینڈ زینب کو نہیں بتایا تھا..اسے بتاتی تو یقیناً زینب اسے بیوقوف قرار دیتی....یا پھر عین ممکن تھا کہ وہ اسے اپنا فیصلہ بدلنے پر مجبور کرنے لگتی..مگر اس نے اس بار فیصلہ بدلنے کے لیے تو نا کیا تھا....وہ بدل جانے والے فیصلے پہلے ہی بہت کر چکی تھی۔اسے اس کے فیصلے کا جواب تو ایک ماہ پہلے ہی مل چکا تھا مگر وہ ڈھیٹ بنی تھی تو اپنی آخری حد تک بننا چاہتی تھی....اپنی دی ہوئی مدت تک بننا چاہتی تھی۔

''تم اور تمہاری پہیلیاں...اب میں کروں پورے دو ماہ کا انتظار.....افف...ویسے تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا....کچھ دیر اور

توقف کرتی تو شاید میں ریسکیو بلا لیتی''۔وہ اس کے سر پہ ہلکا تھپڑ لگائے بولی تھی۔

اس کی اس حرکت پر ماہم کے لبوں پر غمزدہ مسکراہٹ ابھری تھی۔

''کمال ہے...تمہیں کیا لگا کہ میں نے جھوٹ بولا ہے؟؟؟ میرے دل میں واقعی درد ہے...ناقابل بیاں درد''۔

''کیف بھائی کیسے ہیں''۔وہ اس کے درد کی وجہ کچھ سمجھتے ہوئے بولی تھی۔

مگر اس اچانک سوال پر ماہم چونکی تھی۔یہ سوال زینب نے دانستہ کیا تھا..اسے شک گزرا تھا کہ ضرور کیف کے متعلق ہی کوئی بات ہے جو ماہم کو اتنی اذیت دیے ہوئے ہے۔

''میں نہیں جانتی''۔اس نے نظریں چرائے جواب دیا تھا۔

''میرا شک صحیح نکلا....کیف بھائی سے لڑائی ہوئی ہو گی....ہے نا؟؟؟ مجھے سمجھ نہیں آتا جب تم دونوں کے مابین اتنی محبت ہے تو لڑائی کیسی اور کس بات کی؟؟؟ تم دونوں اتنا لڑتے کیوں ہو...ہر چوتھے دن تمہارا منہ بنا ہوتا ہے....یہ اور بات ہے کہ اس دفعہ تمہارے اترے چہرے کی مدت کچھ زیادہ ہی ہو چکی ہے...شروع میں مجھے لگا تھا کہ ایک دو دن میں تم نارمل ہو جاؤ گی مگر اتنے دن ہو گئے اب تک تم میں کوئی بہتری نہیں دیکھی..اور آج تو تم مجھے بہت بیمار لگی...تبھی پوچھا تھا تم سے....''

جواب میں ماہم کچھ نہ بولی تھی...بس خاموش ہی رہی تھی....زینب اسے خاموش پا کر پھر سے گویا ہوئی۔

''اب ایسا کیا ہو گیا کہ تم اپنی زندگی کو ہی ذلت بھرا بنا بیٹھی ہو....مجھے لگتا ہے تم ضرورت سے زیادہ سوچتی ہو....وہ بھی جو نہیں سوچنا چاہیے...وہ بھی جو شاید سوچنے کا کوئی جواز ہی پیدا نہیں ہوتا....مجھے کئی دفعہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تم اپنے ہاتھوں سے اپنی ہی زندگی کو اجیرن بنائے ہوئے ہو...''

وہ اب بھی خاموش تھی۔زینب کو یہ احساس ہوا کہ شاید اس کی بات سے ماہم کا دل دکھا ہو...اس نے اب بات بدلنا چاہی۔

''کیف بھائی کو گھر جاتے ہی کال کرو...کیف بھائی سے سوری بولو....ان کو مناؤ....یقیناً کیف بھائی سے جھگڑا تم نے ہی کیا ہو گا ...اب تم سے ہی وقت گزارے نہیں گزر رہا..تم کیف بھائی پر آیا غصہ ہمیشہ کی طرح مجھ پر نکالو اور خود فریش، فریش ہو جاؤ''۔

''بند کرو بار بار کیف کو بھائی، بھائی کہنا....وہ کوئی بھائی نہیں ہے تمہارا....تم اس کو بھائی اس لیے کہتی ہو نا کیونکہ تم میری دوست ہو ...اور وہ میرا آدھا ادھورا منگیتر...جب وہ میرا آدھا ادھورا منگیتر ہی نہیں رہے گا تو تمہارا بھائی کیسے ہوا؟؟''۔وہ اچانک ہی جیسے بری طرح پھٹ پڑی تھی۔زینب کی زبان سے بار بار اس کا نام سن کر اس کے کچھ زخم ہرے ہو رہے تھے۔

''مجھے یقین نہیں آ رہا کہ یہ تم کہہ رہی ہو؟؟؟؟؟؟ جب سے تمہارا رشتہ کیف بھائی سے ہوا ہے تم نے کبھی ایسے ری ایکٹ نہیں کیا''۔اس کے چہرے پہ واضح حیرت اور بے یقینی کے آثار دکھے تھے۔

''کون سا رشتہ؟؟ کیسا رشتہ؟؟ کوئی رشتہ نہیں ہوا ہمارا....اور نہ ہی شاید کبھی ہو''۔اس کی آواز اب بھرائی تھی۔

''کیا ہو گیا ہے تمہیں؟؟؟ کیسی باتیں کر رہی ہو؟؟...مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا ہم''۔وہ نا سمجھنے والے انداز میں بولی تھی۔

''مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میرا کیف سے کوئی تعلق ہی نہیں؟؟ ہمارے رشتے کا کوئی نام ہی نہیں؟؟؟ میں نے صرف کیف سے اپنا حق مانگا تھا جو ہمیشہ سے مانگتی آئی ہوں مگر''.....اب اس کی آنکھوں سے پانی جاری ہوا تھا...نمکین پانی...جو اپنے اندر جانے کتنے جذبات لیے بہ رہا تھا۔

''بس چھوڑو اس بات کو...تمہیں سب بتاؤں گی پر ابھی نہیں''۔وہ کچھ بتاتے بتاتے رک گئی تھی۔اسے سب دو ماہ کے بعد ہی بتانا تھا۔

''ٹھیک ہے....جیسے تم بہتر سمجھو...مگر خدا کے لیے ریلیکس ہو جاؤ.....کم از کم اس طرح رو نہیں..''۔وہ اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھے اسے دلاسہ دینے کی کوشش کر رہی تھی۔

''جانتی ہو زینب.....میں کبھی نہیں روتی تھی...مجھے لگتا تھا کہ آنسو بہا کر میں کمزور لگوں گی۔۔۔بزدل لگوں گی...مجھے لگتا تھا مجھے میرے آنسوؤں کو ضبط کرنا آتا ہے....میں حیران ہوتی تھی ان پہ جو سب کے سامنے بھی رو لیتے تھے۔میں سوچتی تھی یہ کیسے رو لیتے ہیں؟؟؟ کیسے کسی کے سامنے اپنے آپ کو کمزور ظاہر کر دیتے ہیں پر ان تین سالوں میں مجھے یہ احساس ہو چکا ہے کہ جب بار ہا چوٹ دل پہ لگے تو لاکھ جتن پر بھی ہم آنسو نہیں روک سکتے...یہ بہتے ہی ہیں...انہیں بہنا ہی ہوتا ہے...یہ نہیں دیکھتے کہ ہم کس کے سامنے اور کیوں بہ رہے ہیں...یہ بس بہ جاتے ہیں۔پہلے میں رونے کے لیے کسی کونے، کھدرے میں چلی جاتی تھی پر اب...اب شاید میری انا مکمل طور پر مر چکی ہے...اور میری انا کا قاتل صرف اور صرف ایک ہی شخص ہے...کیف عالم''۔

وہ جو بھی بے ربط سا بولی تھی شاید زینب کچھ بھی نہ سمجھ پائی تھی...سمجھتی بھی کیسے...سمجھتا صرف وہی ہے جس پہ گزری ہوتی ہے۔

☆......☆......☆

''پتا ہی نا چلا اور اتوار بھی آ گیا...''۔خالدہ کے چہرے پر اداسی چھائی ہوئی تھی۔

''میری پیاری امو...پتا بھی نہیں چلے گا اور میں پڑھائی مکمل کر کے واپس آ جاؤں گا''۔وہ خالدہ کے گلے میں بانہیں ڈالے بولا تھا۔

''جانے دو...بیٹوں کو پہلے پڑھنے کے لیے دوسرے شہر جانا ہوتا ہے...پھر کہتے ہیں کہ اب نوکری بھی دوسرے شہر ہی کریں گے...ہم ماں، باپ تو بس ساری عمر اپنے بیٹوں کے ساتھ کے لیے ہی ترس جاتے ہیں''۔وہ اب مزید اداس ہوئی تھیں۔

''امو...میں دوسرے شہر نوکری کروں گا تو آپ کو بھی وہیں میرے ساتھ ہی لے چلوں گا نا.....جہاں میں...وہاں ہی میری پیاری امو''۔وہ اپنی امو کو مکھن لگانے میں بھی ماہر تھا۔

''ارے بیٹا ہم بوڑھے ماں باپ کو ساتھ رکھے گا تو تیری بیوی تجھے بھی اٹھا کے گھر سے باہر پھینک دے گی''۔بیوی کا ذکر سن کر

کیف کے چہرے کا رنگ بدلا تھا...موقع اچھا تھا...وہ اس بات کو مزید بڑھا سکتا تھا۔ جمعہ کو پارٹی اٹینڈ کرنے کے بعد اس نے ہفتہ کو ماہم سے بات کی تھی....ایک کوشش کرنے کی ہامی بھری تھی۔

آج اتوار تھا.....صبح کا وقت تھا....اسے شام کو واپس کراچی کے لیے روانہ ہونا تھا..مگر جانے سے پہلے اسے اپنی بات ان کے سامنے رکھنے کا یہ موقع بھی مل چکا تھا۔

''ایسی ویسی بیوی تھوڑی نا لاؤں گا....میری بیوی مجھ سے بھی بڑھ کر آپ کی عزت کرے گی...دیکھ لینا امو....آپ مجھے خود کہیں گی کہ واہ کیف تمہاری پسند تو انمول ہے''۔ پسند لفظ پر خالدہ کچھ چونکی تھیں۔

''اپنی بیوی تم خود پسند کرو گے؟؟؟ ہم کسی کھاتے میں نہیں آتے؟؟؟''۔

''میری پسند کیا آپ کی پسند نہیں ہوگی امو؟؟؟ اور آپ بے فکر رہیں...میری پسند پر آپ کو ناز ہی ہوگا''۔ وہ اپنی ماں کے سامنے بھولا سا چہرہ بنائے بولا تھا۔

اس کی باتیں خالدہ کو کچھ سوچنے پہ مجبور کر رہی تھیں....خالدہ تو ہمیشہ ہی کیف کی شادی یا بیوی کا ذکر کر دیا کرتی تھیں..مگر کیف نے کبھی آگے سے اپنا کوئی خیال نہیں بتایا تھا..کبھی کہتا تھا کہ امو ابھی اپنے بڑے بیٹے کے بارے میں سوچیں ذرا..کبھی کہتا تھا مجھے نہیں کرنی شادی وادی..تو آج کیسے وہ اس طرح کی باتیں کر رہا تھا۔

''تمہاری پسند پر ہمیں ناز ہونا ہو..تم خوش رہو وہی کافی ہے....''۔ وہ کچھ سوچ کر بولی تھیں۔

''یہ ہوئی نا میری امو والی بات....مجھے یقین ہے کہ آپ ہمیشہ میری خوشی کو اہمیت دیں گی...آئی لو یو امو....آپ بہت بہت سویٹ ہیں''۔ وہ اب مزید مکھن بازی سے کام لے رہا تھا..مگر شاید کچھ زیادہ ہی مکھن ہو گیا۔

خالدہ اب اس کے کان پکڑ چکی تھیں۔

''کیا کھچڑی پک رہی ہے تمارے دماغ میں''۔

''کوئی کھچڑی نہیں پک رہی.....آہ...امو...کان تو چھوڑیں....اب میں چھوٹا بچہ تھوڑی نا ہوں''۔

''بیٹوں کو صرف دو ہی وقتوں میں اپنی ماں پر ضرورت سے زیادہ پیار آتا ہے...ایک تو جب پسند کی شادی کرنی ہو....اور ایک جب ماں سے جائیداد لکھوانی ہو''۔ وہ اس کے کان چھوڑتے ہوئے بولی تھیں۔

ان کی بات کیف عالم کو کسی طمانچہ کی طرح ہی لگی تھی....وہ بھی تو آج اتنی مسکے بازی کسی مقصد سے ہی کر رہا تھا.....جائیداد اسے نہیں لکھوانی تھی مگر پسند کی شادی تو کرنی ہی تھی۔ وہ اب کچھ خاموش اور پھیکا سا ہو کر رہ گیا....اب کیا کہتا اپنی امو کو...کہ ہاں جی صحیح پکڑا آپ نے۔

''نہیں...امو...آپ بھی نا کیسی باتیں کر رہی ہیں...آپ ہی نے تو بات شروع کی تھی کہ میری بیوی ایسا کرے گی ویسا کرے گی ...میں تو بس بتا رہا تھا کہ ایسا کچھ نہیں کرے گی وہ''۔

خالدہ بس اس کا چہرہ ہی دیکھتی رہ گئیں....آخر اب یہ وہ کون تھی؟؟؟ ان کے ذہن میں کچھ سوال تو ابھرے ہی تھے۔ یہ ان کا وہم بھی ہوسکتا تھا اور نہیں بھی۔ بچوں کے معاملے میں والدین کو ہر پہلو سے سوچنا چاہیے اور وہ بھی کچھ ایسا ہی کر رہی تھیں۔

☆......☆......☆

''انٹر کے بعد کس کالج میں ایڈمشن لوگی...کیا سبجیکٹس رکھوگی؟؟ کچھ سوچا بھی ہے؟''۔عالیہ نے کہا تھا۔

''ہائیں؟؟؟ اوہ....ہاں''۔وہ ایسے بولی تھی جیسے وہ بھول ہی چکی ہے کہ اس نے آگے بھی پڑھنا ہے....اور وہ واقعی بھول چکی تھی ...کل رات سے اس کے ذہن میں صرف اور صرف ایک ہی سوال تھا کہ کیف کے گھر والوں سے بات کرنے کا نتیجہ آخر کیا نکلے گا....وہ گھر میں یہ سوچ سوچ کر پاگل ہو رہی تھی کہ جانے اس کی قسمت میں کیا ہے؟؟ جانے اس کی تقدیر کا کیا فیصلہ ہونے والا ہے۔اس لیے صبح اٹھتے ہی وہ چچا کے گھر عالیہ سے ملنے آگئی تھی تا کہ اس کا mind divert ہوسکے۔

''یہ کیسا جواب ہے''۔وہ ابرو چڑھائے بولی۔

''میرا مطلب ہے کہ ہاں سوچ رکھا ہے''۔ساتھ ہی وہ اس سوچ میں ڈوب گئی کہ کیا سوچا ہے؟؟؟ اس نے تو واقعی اب تک کچھ نہیں سوچا تھا...وہ اب فوراً سے جواب سوچنے لگی تھی۔

''تو بتا بھی دو بھئی کہ کیا سوچا ہے؟؟؟''۔عالیہ نے پھر سے سوال کیا۔

''کچھ خاص نہیں...تم بتاؤ نا تم نے کیا سوچا ہے؟؟''۔جواب اس کے پاس تھا نہیں....سوچنے پر بھی کوئی جواب ملا نہیں تو اس نے جواباً سوال ہی کر ڈالا۔

''کچھ نہیں...اسی لیے تو تم سے پوچھ رہی تھی کہ تمہارا کیا ارادہ ہے...تا کہ مجھے بھی کچھ آئیڈیا مل جائے....بلکہ میں تو کہتی ہوں جہاں بھی ایڈمشن لیں ایک ساتھ ہی لیں...بڑا مزہ آئے گا''۔اس کا انداز پر جوش تھا۔

''ہاں...تو ظاہر ہے ایک ہی کالج یا یونی میں لیں گے....''۔اتنی دیر میں اس نے یہ تو سوچ ہی لیا تھا کہ جہاں بھی جائے گی عالیہ کے ساتھ ہی جائے گی....

''اور سبجیکٹس کیا رکھیں گے؟؟؟''۔اس نے پھر وہی سوال کر ڈالا...جس کا ماہم دو اسکینڈ میں جواب سوچ کر تو دینے سے رہی۔

''رزلٹ آجائے...پھر دیکھیں گے...ابھی تو کبھی کیا سوچتی ہوں...کبھی کیا''۔اس نے ٹالا تھا....اور سامنے والی ٹل بھی گئی۔

''یہ بات بھی ٹھیک کہی...پہلے رزلٹ تو آئے...جانے کیا بنتا ہے میرا''۔عالیہ کو اب رزلٹ یاد آیا تھا...اور چہرے پہ پریشانی

چھائی تھی۔

''ہمم....جانے کیا بنتا ہے میرا''۔ ماہم نے کچھ اور سوچ کر کہا تھا.....وہ بھی تو کسی سولی پر ہی لٹکی تھی....وہ اسی انتظار میں ہی تو تھی کہ جانے کیا فیصلہ ہونے والا ہے۔

''یہ دونوں کہ چہرے کی ہوائیاں کیوں اڑی ہوئی ہیں''۔عرش ہاتھ میں چپس کا پیکٹ لیے آدھمکا تھا۔

''رزلٹ کا سوچ کر ہوائیاں ہی اڑتی ہیں''۔عالیہ بولی تھی۔

''تم لڑکیوں کی مجھے سمجھ نہیں آتی ؟؟؟ رزلٹ کی ٹینشن ایسے لیتی ہو جیسے زندگی موت کا مسئلہ ہو... یار اگر فیل ہو بھی گئے تو کیا؟؟ اگلے سال پاس ہوا جاسکتا ہے ...اس میں ٹینشن کیسی''۔وہ بڑا ہی سنجیدہ ہو کر بولا تھا۔

''تم لڑکوں سے نا یہی امید ہی کی جا سکتی ہے''۔اب کی بار ماہم بڑبڑائی تھی۔

''کمانا ہوتا ہے ہم نے....نوکری کے لیے دھکے کھانے ہوتے ہیں ہم نے...ٹینشن خوامخواہ تم لڑکیوں کو ہوتی رہتی ہے...تم لوگوں کے پاس تو شادی کا آپشن بھی ہر وقت موجود ہوتا ہے ...ہم بیچارے تو جب تک اپنے پاؤں پر کھڑے نا ہو جائیں کوئی ہمیں شادی تو دور ...منگنی کا نام بھی نہیں لینے دیتا''۔وہ چپس کھاتے ہوئے اپنا دکھڑا سنا رہا تھا۔

اس کی جنرلی کی گئی بات ماہم کو کھٹکی تھی....کیف بھی تو ابھی پڑھائی ہی کر رہا تھا...پھر کیونکر اس کی بات کو کوئی اہمیت دے گا۔

''جی جی...جو رشتہ لینے آئیں گے انہیں تو گھر والے فخریہ بتائیں گے نا کہ ہماری بیٹی میٹرک فیل ہے...پلیز اس کو بیاہ لو''۔اب عالیہ طنزیہ بولی تھی۔

''تمہارا معاملہ ذرا مختلف ہے...ہم تو بڑے فخر سے بتائیں گے کہ عالیہ نے میٹرک پاس کر رکھا ہے....بس ذرا انٹر فیل ہے..''۔وہ اب بھی چپس کھا رہا تھا...اس کی اس بات پر ماہم کو کچھ ہنسی آئی تھی اور عالیہ کچھ تپی تھی۔

''کہہ دیکھو کون رہا ہے جس نے خود انٹر مر مر کے پاس کیا ہے...بلکہ بورڈ والوں نے تو اس لیے پاس کر دیا ہو گا تا کہ ایسے گھٹیا پیپرز دوبارہ نہ دیکھنے پڑ جائیں''۔وہ اب اپنی بھڑاس نکال رہی تھی...

.یہ دونوں بہن بھائی ہمیشہ ہی ایسے ہی ایک دوسرے کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے رہتے تھے....اس میں کچھ الگ بات تو نہیں تھی کیونکہ زیادہ تر بہن، بھائی کی کچھ ایسے ہی بنتی ہے...مگر ان کی یہ نوک جھوک دیکھ کر ماہم کو بہت اچھا لگتا تھا...وہ یہ سوچ کر رہ جاتی تھی کہ آج اگر ارسلان زندہ ہوتا تو وہ بھی اس کے ساتھ یوں ہی بحث کرتی۔

☆......☆......☆

وہ اپنے کمرے میں اوندھے منہ لیٹا ہوا تھا....اس کی سمجھ میں کچھ بھی نہیں آ رہا تھا....کہاں سے شروع کرے...کیسے شروع کرے

خالدہ سے وہ ہر بات کرتا تھا مگر آج ماہم کی بات نہیں کر پایا تھا...چاہتے ہوئے بھی اس کی زبان نے اس کا ساتھ نا دیا تھا...وہ اس بات سے پریشان نہیں تھا کہ خالدہ سن کر کیا کریں گی....وہ اس بات سے پریشان تھا کہ اس کے ابو سن کر کیا کریں گے۔ابو سے وہ ڈاریکٹ تو بات کرنے سے رہا...اسے پہلے خالدہ سے ہی بات کرنی تھی....وہ خالدہ کو منا بھی لے اگر پاؤں شاؤں پکڑ کر...تو بھی خالدہ اتنی ہمت نہیں کر پائیں گی کہ وہ اس کے ابو سے بات کر سکیں..تو پھر خوامخواہ خالدہ سے بات کر کہ انہیں پریشان کرنے کا کیا فائدہ تھا۔

وہ بس سوچی جا رہا تھا...اور جانے کیا کیا سوچ رہا تھا..اس نے ماہم سے قرار کر تو لیا کہ گھر میں بات کرے گا..مگر کیسے؟؟؟ شام بھی ہونے ہی والی تھی...کچھ ہی دیر میں اسے کراچی بھی جانا تھا...وہ بات کیے بنا کراچی چلا گیا تو ماہم کی نظر میں اپنا اعتبار کھو سکتا تھا۔

وہ انہی الجھنوں میں گھرا ہوا تھا کہ اس کا سیل فون بجا تھا..اسے یہ سوچ کر ہی دھچکا سا لگا کہ اگر یہ ماہم کی کال ہوئی تو؟؟؟ بھلا وہ کیا جواب دے گا اسے کہ محبت کے بڑے بڑے دعوے کرنے والا کیف عالم اس کی خاطر اب تک اپنے گھر والوں سے بات ہی نہیں کر پایا ہے۔

اس نے اپنی جینز کی پاکٹ سے سیل فون نکالا تھا....اسکرین پر دیکھ کر اسے کچھ تسلی سی ہوئی تھی...یہ کرن کی کال تھی۔ساتھ ہی اسے یہ خیال گزرا کہ یہ واقعی ماہم کی کال ہوتی تو؟؟؟ یا ماہم نے بھی کال کر لی تو؟؟؟ یہی سب سوچتے سوچتے کال آنا بند ہو چکی تھی۔

وہ اب بیڈ پر بیٹھ چکا تھا اور اپنا سر پکڑ چکا تھا....کرن کی کال دوبارہ آنے لگی تھی۔

"کیا بات ہے کرن...کیوں کال کر رہی ہو" ۔وہ کال اٹینڈ کرتے ہی کچھ اکھڑا اکھڑا سا بولا تھا۔

"میں تمہیں کال نہیں کر سکتی؟؟؟ تم نے تو کال یا میسج کرنے کی زحمت ہی نہیں کی تھی...میں نے سوچا میں ہی کال کر لوں"۔وہ کچھ اداس ہوتے ہوئے بولی تھی۔

"کل یونیورسٹی آنا تو تھا ہی میں نے...کال کی کیا ضرورت تھی"۔وہ اب بھی اکھڑا سا بولا تھا۔

"میری کال پر تو ایسے بی ہیو کر رہے ہو جیسے اپنی فیملی کے سامنے مجھ سے بات کرنے میں ڈر لگتا ہو..."۔اس کی اس بات پر کیف کو غصہ سا آیا تھا...

"ہاں...میں اپنی فیملی کے سامنے تم سے بات کرنے سے ڈرتا ہوں"۔وہ طنزیہ بولا تھا مگر دروازے سے آتی ہوئی خالدہ چونکی تھیں...وہ جو ہاتھ میں کیف کے لیے چائے کا کپ لیے آ رہی تھیں وہیں رک گئیں۔وہ اس کے لفظوں اور لہجے میں چھپی اکتاہٹ کو نہیں سمجھی تھیں...وہ وہی سمجھی تھیں جو انہیں سمجھنا تھا۔

کیف کی اس جانب پشت تھی اس لیے وہ خالدہ کی موجودگی سے انجان رہا تھا۔

"ڈرتے ہوئے بھی کتنے کیوٹ لگتے ہو گے...مگر تمہیں ڈرانے کے لیے کال نہیں کی تھی...تمہیں مس کر رہی تھی اس لیے کال کی تھی...اتنے دن سے تمہیں دیکھا نہیں ہے"۔دوسری طرف سے جواب آیا تھا جس پر کیف کچھ جھنجھلا سا گیا تھا۔

"مجھے مس مت کرو"..وہ بڑی ہی کوفت سے بولا تھا...جو کرن کو تو محسوس ہوئی تھی مگر خالدہ کو نہیں......

"کل آتو رہا ہوں....دیکھ لینا تم مجھے جی بھر کے...اور اب پلیز کال مت کرنا.."۔وہ اپنی طرف سے تو اکتایا ہوا سا بولا تھا مگر پیچھے کھڑی خالدہ کا رنگ اب اڑ چکا تھا۔تو مطلب ان کے بیٹے نے واقعی کوئی لڑکی پسند کر رکھی تھی..کراچی گئے ہوئے ابھی دن ہی کتنے ہوئے تھے کہ ان کا بیٹا لڑکی بھی پسند کر بیٹھا تھا۔

کرن کچھ کہنے ہی والی تھی کہ کیف نے کال بند کر دی تھی...وہ اس کی چک چک سننے کے موڈ میں نہیں تھا....اسے تو اپنی پریشانی لگی ہوئی تھی۔

"کس سے بات کر رہے تھے کیف"۔خالدہ کی آواز پر وہ چونکا تھا۔

"کسی سے نہیں اموں"۔وہ فٹ سے کھڑا ہوا تھا اور خالدہ کی طرف رخ کیے بولا تھا۔

"سب سنا ہے میں نے....تمہیں یہاں آئے چار دن نہیں ہوئے کہ تمہیں مس کرنے والیوں کے فون آ رہے ہیں"۔لہجہ طنزیہ تھا۔

"ارے نہیں امو...وہ تو عابد تھا...مجھے مس کر رہا تھا"۔کیا ہی فضول جھوٹ بولا تھا۔

"عابد"۔انہوں نے طنزیہ ماتھے پہ بل ڈالا تھا۔

"جی امو...عابد..."۔وہ سر جھکائے اپنے ماتھا کھجاتے ہوئے بولا تھا...جیسے خود بھی سوچ رہا ہو کہ کیا بول بیٹھا ہے۔

"اب کراچی نہیں جا رہے تم...نا کبھی جاؤ گے.....تمہیں پڑھائی کے لیے بھیجا تھا اپنے لیے رشتہ ڈھونڈنے کے لیے نہیں"۔انہوں نے اب سیدھے ہی اپنا فیصلہ سنا ڈالا تھا۔

"کون سا رشتہ امی؟؟؟ کیا سمجھ بیٹھی ہیں آپ"۔وہ چونکا تھا۔

"جو سمجھی ہوں افسوس ہے کہ ذرا دیر سے سمجھی ہوں....مزید دیر کی تو جانے کون سی ایری غیری ہمارے سر پر لا بٹھاؤ گے"۔ان کے لہجے میں اب غصہ بھی واضح تھا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے امی...آپ کو غلط فہمی ہو رہی ہے....آپ یہاں سکون سے بیٹھیں...میری بات سنیں ذرا۔"وہ اب وضاحت کرنا چاہتا تھا۔

"کچھ نہیں سنوں گی...شک تو مجھے تمہاری صبح والی باتوں سے ہی ہو گیا تھا...اور اب ثبوت بھی مل گیا ہے....کان کھول کر سن لو....میں ہرگز تمہیں کسی لڑکی،وڑکی کے چکر میں نہیں پڑنے دوں گی....جانے کس بلا نے پھنسا ڈالا ہے میرے معصوم سے بیٹے کو"۔روایتی ماؤں کی طرح انہیں بھی اپنا بیٹا معصوم اور دوسرے کی بیٹی بلا لگی تھی جوان کے بیٹے کو پھنسائے بیٹھی تھی۔

"اففف امو....میں پہلی ہی پریشان ہوں...اوپر سے آپ"۔وہ اب اپنا ماتھا مسلنے لگا تھا۔

”پریشان حال رہو... یا خوش حال.... میں کسی ایسی ویسی لڑکی کو نہیں اپنانے والی... یہ میں پہلے ہی کہے دیتی ہوں....اور تم اپنی پڑھائی جو بھی کرنی ہے اب اسی شہر میں ہی کرو گے.... اپنا بیگ کھول کر سامان کمرے میں رکھ دو کیونکہ تمہیں میں نہیں جانے دینے والی۔“ لہجہ تحکمانہ تھا۔

”اور اگر میں اسی شہر والی کسی لڑکی کو پسند کرلوں تو؟؟؟ تو کیا آپ مجھے اس شہر سے بھی نکال دیں گی“۔ وہ اس بات پر لاجواب ہو کر اسے تکنے لگی تھیں....انہیں یہ یقین بھی نہیں آ رہا تھا کہ انکا بیٹا ان کے سامنے ایسے بے حیا ہو چکا ہے۔ان کے چہرے کے تاثرات سمجھتے ہوئے اس نے اپنی بات جاری کی۔

”امی یقین کریں... مجھے کراچی میں کوئی ایری غیری لڑکی پسند نہیں ہے... یہ بس میری دوست کی کال تھی.... ہاں یہ میں اعتراف کرتا ہوں کہ عابد کی کال نہیں تھی... میری فی میل فرینڈ ہے“۔

”یا اللہ... یہ دن بھی دیکھنا تھا... میرے بیٹے کی دوستیاں لڑکیوں سے ہیں....اور وہ دندنا کر مجھے بتا رہا ہے.... باقی سب تو پھر ایک طرف وہ اسے کال کر کے باقاعدہ مس کرنے کا بول رہی ہیں...“ ایک دیسی ماں کہ لیے یہ سب واقعی کسی شاک سے کم نہیں تھا اور وہ بھی شاک میں ہی تھیں۔

”امی.. آج کل یہ سب چلتا ہے....اور اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے.... آپ کیوں صدیوں پرانی باتیں کر رہی ہیں کہ ایک لڑکا اور لڑکی دوست نہیں ہو سکتے.... ہم اکٹھے پڑھتے ہیں... ظاہر ہے ایک فیملی کی طرح ایک عرصہ ساتھ گزارتے ہیں تو اس میں کسی سے بھی دوستی ہونے کے لیے اس کا جینڈر معنی نہیں رکھتا“۔ وہ اپنی کرن سے دوستی کی وضاحت کر رہا تھا جو خالدہ کے پلے نہیں پڑنے والی تھی۔

”سچ کہتے ہیں... بیٹے ہو چاہے بیٹیاں... جوان ہوتے ہی ان کی شادی کر دینی چاہیئے... شریعت میں بھی یہی ہے جس پر ہم عمل نہیں کرتے اور پھر ایسے دن دیکھنے پڑ جاتے ہیں جب اولاد بے حیا بنی سامنے کھڑی اپنی دوستیاں بتا رہی ہوتی ہے“۔ وہ اب خود کو کوسنے لگی تھیں۔

”امی... مجھے دیر ہو رہی ہے... مجھے ٹرمنل بھی جانا ہے.... کچھ پیکنگ بھی کرنی ہے.... آپ پلیز میری بات کو سمجھیں.... میں آپ کی اس لڑکی سے بات کروا دیتا ہوں آپ خود تسلی کر لیں کہ ایسا ویسا کچھ بھی نہیں ہے....“۔ یہ کیف عالم نے اپنے پاؤں پر خود ہی کلہاڑا مار ڈالا تھا... تو کیف اب اتنا بے حیا ہو چکا تھا کہ اپنی اس ایری غیری دوست کی بات اپنی ماں سے کروانے کو تیار تھا۔

”خبردار جو آج کے بعد تو نے اس لڑکی سے بات بھی کی تو....اور خبردار جو تو نے کراچی جانے کا نام بھی لیا تو.... اب اگر تو نے کوئی بحث کی تو میں تیرے ابو کو تیری کرتوتیں بتا دوں گی“۔ اب ان کی غیرت نے مزید جوش کھایا تھا۔

کرتوتیں؟؟؟ وہ بس سوچ کر ہی رہ گیا کہ کون سی کرتوتیں؟ لیکن اسے اب یہ بھی اندازہ ہو چکا تھا کہ اس وقت مزید بات کرنا خود کو مزید پھنسانے کے مترادف ہے۔اسے کچھ وقت بعد بات کرنی چاہیے... جب اس کی امو جان کچھ ٹھنڈی ہو چکی ہوں گیں۔ اس وقت وہ جتنی وضاحت کرتا ان کی غیرت اتنا ہی جوش کھاتی.... سو اس نے اب نیا راستہ اپنایا۔

''ٹھیک ہے...میں کہیں نہیں جارہا... یہاں ہی ہوں....جب تک آپ اجازت نہیں دیں گی میں اس گھر سے بھی باہر نہیں جاؤں گا...کراچی تو دور کی بات ہے''۔

اس ٹرک نے خالدہ کو واقعی پگھلایا تھا....اولاد کی فرمانبرداری دیکھ کر والدین موم ہو ہی جاتے ہیں....وہ بھی موم ہو چکی تھیں لیکن ظاہر کر کے اپنی اولاد کو بگاڑنا نہیں چاہتی تھیں...انہوں نے ابھی بھی وہی لہجہ ہی اپنایا تھا۔۔۔

''اور اب تم اس ایری غیری سے بات بھی نہیں کرو گے...دوستیوں کے لیے دنیا میں لڑکے بھی موجود ہیں''۔

''جو حکم میری پیاری اموّ''۔اس وقت اس نے یہی مناسب سمجھا کہ اس کی ہر بات پر سرِ تسلیم خم کر دینا چاہیئے۔

وہ اب مزید کچھ ٹھنڈی ہوئیں...

''اب رات کے کھانے میں بریانی بنا لیتی ہوں..تم بھی اپنا سامان بیگز سے نکال دو....تمہارے ابو کو میں کچھ بہانہ کر دوں گی.''

وہ سر جھکائے کھڑا رہا تھا۔

''فائزہ کو بھی بلوا لیتی ہوں..تم نے تو بہن کے گھر جا کر ملنا تک گنوارا نہ کیا۔کچھ دیر پہلے اس کی کال آئی تھی تم سے بڑی خفا ہو رہی تھی...اب آئے تو منا لینا اسے''۔یہ کہہ کر وہ جا چکی تھیں......کیف نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر دے مارا جیسے خود کو کوس رہا ہو کہ اس نے کرن کی کال گھر میں اٹینڈ ہی کیوں کی۔

☆......☆......☆

وہ جینز اور وائٹ کلر پر گلابی سی نفیس سی کڑھائی والے کرتہ میں ملبوس تھی۔اپنے کالے لمبے بالوں کو ڈھیلی چوٹی میں مقید کیے ہوئے وہ اپنے کمرے میں جانے کب سے ٹہل رہی تھی۔

ایک پورا دن ہو چکا تھا..کیف نے اب تک اس سے رابطہ نہیں کیا تھا....کیا اس نے بات کی اور اس کی فیملی نے انکار کر دیا تھا؟؟؟ شاید انکار ہی کیا تھا اور اب انکار کے بعد کیف عالم نے رابطہ کرنا مناسب نہیں سمجھا ہوگا۔مگر بتانا تو فرض بنتا ہی تھا نا کہ کیا نتیجہ نکلا؟؟؟ مگر یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اس نے اب تک بات ہی نا کی ہو...مگر کیوں بات نہیں کی...جتنا اس نے محبت کے دعوے کر رکھے تھے اس حساب سے تو اسے ایک پل نہیں لگنا چاہیے تھا کہ وہ اپنی فیملی کے سامنے اپنی کوئی بات رکھ سکے۔

ہزار سوال اور جواب کوئی نہیں....بار ہا اس کا دل چاہ تھا کہ کیف کو خود ہی کال یا میسیج کر کے پوچھ لے..مگر اس کی انا اسے یہ سب کرنے نہیں دے رہی تھی....بھلا وہ کیوں اس کو دکھائے کہ وہ مری جا رہی ہے اس کے پیچھے۔

اب وہ کرے بھی تو کیا...انتظار تھا جو اس سے ہو نہیں رہا تھا اور کیف سے خود رابطہ کرنے پر اس کی انا سامنے آجاتی تھی۔اسے تو یہ بھی نہیں پتا تھا کہ کیف اب تک سکھر ہے یا جا چکا۔

اس پل اس نے خود کو خوش قسمت جانا جب اس کے سیل پر کیف کا میسج آیا تھا۔اسے لگا ابھی وہ کچھ اور بھی مانگ لیتی تو شاید وہ بھی مل جاتا۔فٹ سے اس نے میسج اوپن کیا تھا۔۔میسج پڑھتے ہی اس کے چہرے کا رنگ بدلا تھا۔وہ لال پیلی سی ہونے لگی تھی۔اسے شدید غصہ آیا تھا۔

اس کا دل تو کیا تھا کہ یہی سیل اٹھا کر کیف کے سر پر دے مارے۔میسج میں لکھا تھا۔

'how are you'..۔

یہ ایسا میسج نہیں تھا جس پر ماہم کو غصہ آنا چاہیے ۔۔مگر اسے آیا تھا۔سارا دن سوچ سوچ کر وہ پاگل ہو رہی تھی۔۔اور اسے حال احوال سوجھ رہا تھا۔۔بجائے اس کے کہ وہ ڈائریکٹ ہی بتاتا کہ کیا بنا۔۔۔وہ خوامخواہ ہی حال پوچھ رہا تھا۔

”میں بالکل فٹ۔۔مزے میں“۔یہ جواب اس نے نہیں اس کی انا نے دیا تھا۔۔۔کیسے اس پر یہ جتائے کہ اس کے بارے میں سوچ سوچ کر کملی ہو چکی ہے۔

”اچھی بات ہے“۔جواب آیا تھا۔۔۔۔مگر اس بے نیازی پر تو اس کا پارہ مزید چڑھا تھا۔۔

”میسج کیوں کیا؟؟ خیریت“۔آخر اسے ہی اپنے مدعے کی طرف آنا پڑا تھا۔وہ بہت جلد باز ثابت ہوئی تھی۔

”جی خیریت۔۔بس بتانا تھا کہ میں اب تک سکھر ہوں۔۔۔کراچی نہیں گیا۔۔۔اور شاید اچھا ہی ہوا۔۔کچھ دن مل جائیں گے ہمت کر کہ فیملی سے بات کرنے کے لیے“۔جواب سچ تھا مگر سچ تو کڑوا ہوتا ہے۔

جھوٹا۔۔فریبی۔۔۔مکار۔۔۔یہ سب الفاظ اس وقت اسے کیف عالم پر صادق آتے نظر آئے۔بڑا عشق۔۔ماشوقی جھاڑ رہا تھا مگر جب رشتہ اور شادی کے لیے کچھ کرنے کی باری آئی تھی تو موصوف نے ایک پورا دن ضائع کر دیا تھا۔

”اگر ہمت ہی نہیں تھی تو محبت کیوں کی تھی۔۔۔یا شاید محبت ہی نہیں کی۔۔صرف ٹائم پاس کا ارادہ ہے“۔یہ جوابی ٹیکسٹ ابھی اس نے خود پر کنٹرول کرتے ہوئے کیا تھا۔۔۔ورنہ اس کا دل تو کر رہا تھا کہ جانے کیف کو کیا کیا کہہ سنا ڈالے۔

اب اس کا سیل فون بجنے لگا تھا۔۔ماہم کا غصہ بھی اب ہوا ہو گیا۔۔اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ اب اس کی خیر نہیں ہے۔۔کیف اس کی اچھی کلاس لینے والا تھا۔اس نے سمجھداری کا ثبوت دیتے ہوئے کال کٹ کی تھی اور ایک اور میسج لکھ کر بھیجا تھا۔

”میرے سیل فون کی بیٹری لو ہے۔۔میں سونے جا رہی ہوں۔آپ جب اپنی فیملی سے بات کر لیں تو مجھے بتا دینا۔۔گڈ بائے“۔

میسج سینٹ ہوتے ہی اس نے سیل فون آف کر دیا تھا۔

دوسری جانب کیف کو یہ میسج پڑھ کر مزید غصہ آیا تھا۔۔۔دوبارہ کال کرنے پہ جب اس کا سیل فون آف پایا تو اس کا سر مزید گھوما تھا۔بجائے اس کا حوصلہ بڑھانے کے وہ چھوٹی سی ناک والی نک چڑھی اسے نخرے دکھا رہی تھی۔

☆۔۔۔۔☆۔۔۔۔☆

"تمہاری امی نے بتایا کہ اب تم کراچی نہیں... یہاں ہی اپنی پڑھائی مکمل کرو گے"۔ ڈائنگ ٹیبل پر ابو جی نے کیف کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

کیف کا رنگ اڑا تھا.. اسکی امو جان نے اس کے ساتھ یہ کیا کر ڈالا تھا.... اسے تو لگا تھا ایک آدھ دن میں وہ خالدہ کو سمجھا کر نکل لے گا مگر اسے ہرگز یہ اندازہ نہیں تھا کہ خالدہ اتنی جلدی ابو جی سے بھی کوئی بات کر دیں گی۔

"جی ابو... ابھی کنفرم نہیں... بس ایسے ہی کہہ دیا تھا امی کو"۔ وہ ہاں میں جواب دے کر امی کے فیصلے پر اسٹامپ لگوانے کی بیوقوفی نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے خالدہ کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے گول مول بات کی تھی۔

"تم اپنے مستقبل کے بارے میں سنجیدہ بھی ہو یا نہیں؟؟ تمہیں یہی کنفرم نہیں ہوا کہ تم نے پڑھنا کہاں ہے... یا شاید ابھی تو تمہیں یہ بھی نہیں پتا ہو گا کہ پڑھنا بھی ہے یا نہیں"۔ ان کی آواز میں دبی دبی سی گرج تھی۔ کیف اس بار بھی اپنی ہی بات پر پھنسا تھا۔

"ابو سنجیدہ ہوں... وہ تو بس آپ سب کی یاد آتی تھی اس لیے امی سے کہا کہ یہاں پڑھ لیتا تو ٹھیک تھا"۔ اسے تو یہ بھی نہیں پتا تھا کہ اسکی امی نے کیا بہانہ بنا کر اس کے کراچی چھوڑنے کا فیصلہ ابو جی تک پہنچایا ہے.. اس نے بس ہوائی تیر مارا تھا جو جانے کہاں جا کر لگا تھا۔

"صاف کہو... پھر پڑھائی چھوڑنی ہو گی... پہلے بھی تم نے گریجویشن کے بعد دو سال عام سی نوکریاں کر کے ضائع کیے ہیں ..... اب اللہ اللہ کر کے تمہیں پڑھائی مکمل کرنے کا خیال آیا ہی تھا کہ اب پھر سے تمہارے رنگ ڈھنگ بدل گئے ہیں"۔ وہ اب اس پر واضح تنقید کر رہے تھے۔

"ابو آپ جانتے ہیں مجھے پڑھائی کا شوق ہے.... میں کوئی لوفر نہیں ہوں جو پڑھائی سے بچنے کے لیے بہانے بناؤں گا.... پہلے نوکری اس لیے کی تھی کیونکہ میں اپنے پیروں پر کھڑا ہونا چاہتا تھا... مجھے بیٹھ کر کھانا پسند نہیں .... میں چاہتا تھا کہ میری اپنی بھی کوئی نوکری ہو... کچھ میں بھی اپنی محنت سے بناؤں... مگر جب یہ احساس ہوا کہ اس دور میں صرف گریجویشن کی ڈگری پر میں کوئی خاص ترقی نہیں کر پاؤں گا تو میں نے مزید پڑھنا ہی مناسب سمجھا۔" اس نے اپنی سوچ اپنے ابو جی کو بتائی تھی.... اور شاید پہلی بار بتائی تھی۔ اس کی سوچ سے ابو جی بھی متاثر ہی نظر آئے۔

"تو پھر یہ کیا تماشہ ہے کہ کبھی کراچی پڑھنا ہے... کبھی سکھر پڑھنا ہے...."۔ وہ اب مزید وضاحت بھی چاہتے تھے۔ ان کا یہ جملہ ہاتھ میں ٹرے لیے آتی ہوئی خالدہ نے بھی سنا تھا.... اور جواب کیف نے نہیں انہوں نے دیا تھا۔۔۔

"جہاں بھی پڑھے... ہمیں پڑھائی سے غرض ہونا چاہیئے جگہ سے نہیں.. اور کیف بیٹا تمہارے لیے آلو کے پراٹھے بنا کر لائی ہوں ... گرما گرم کھالو... باتیں تو ہوتی رہیں گی"۔ انہوں نے موضوع بدلنے کی کوشش بھی ساتھ ہی کر ڈالی تھی جس میں وہ بری طرح سے ناکام ہوئیں۔

"خالدہ تم ہی سمجھاؤ اس لڑکے کو.... اپنے فیصلوں پر قائم رہنا سیکھے... اب کراچی چلا ہی گیا ہے تو وہاں رہ کر پڑھائی کر

لے....اچھی یونیورسٹی ہے...اچھا بڑا شہر ہے... پڑھائی کا شوق بھی ہے تو خوامخواہ اب یہاں واپس آنے کی کیا ضرورت ہے....اپنا مستقبل بنائے"۔وہ اب کیف کے سامنے پراٹھے رکھتی ہوئی خالدہ سے مخاطب تھے۔کیف کو یہ سن کر کچھ سوجھا تھا...اسے موقع پر چوکا مارنا تھا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں ابو جی...میں اب واپس آنے کے بارے میں نہیں سوچوں گا....بس اپنا مستقبل بناؤں گا"۔

"سکھر والوں کے مستقبل نہیں ہوتے کیا؟؟؟ یہاں بھی تو لوگ پڑھ رہے ہیں...کچھ بن رہے ہیں"۔خالدہ جلد بازی میں بول بیٹھیں۔

"میں نے تمہیں اسے سمجھانے کا کہا ہے خالدہ....اچھا....بلکہ مجھے تو اب لگ رہا ہے کہ کیف کو بھی تم نے ہی پٹی پڑھائی ہوگی واپس آنے کی..."۔وہ کچھ تشویشی انداز میں بولے تھے۔

کیف اب پرسکون ہو گیا تھا...حالات خود بخود اس کے حق میں ہوئے جا رہے تھے۔وہ اب سکون سے گرم گرم پراٹھے کھاتے ہوئے بولا۔

"نہیں امی نے کچھ نہیں کہا...بس میں ہی...لیکن اب سمجھ گیا ہوں ابو...آپ فکر نا کریں میں اب پڑھائی مکمل کر کے ہی کراچی کی جان چھوڑوں گا"۔

خالدہ بس کیف کو دیکھتے ہی رہ گئیں۔وہ اپنے مجازی خدا کے آگے کیف کی دوستیوں کا ذکر بھی نہیں کرنا چاہتی تھیں.....انہوں نے ہار مان لی تھی... ہار ماننے کے علاوہ اس وقت کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔

☆......☆......☆

اس کی آنکھ ذرا دیر سے کھلی تھی اور آنکھ کھلتے ہی جو پہلا خیال اسے آیا تھا وہ کیف تھا۔رات وہ اپنا سیل فون آف کر کے سو گئی تھی۔ اس نے سیل آف کرنے سے پہلے کیف کو جو میسج کیا تھا اس پر کیف کو کیسا لگا ہوگا یہ وہ اچھے سے جانتی تھی۔

اس نے سیل آن کیا تھا...یہ سوچ کر کہ پتا نہیں کیف نے اسے کتنے میسج کیے ہوں گے مگر اس کی حیرانی میں اس وقت اضافہ ہوا جب ایک بھی میسج موصول نہیں ہوا تھا۔

اسے برا لگا تھا...بہت برا۔کیف کیوں اس کی سمجھ سے باہر تھا...ہمیشہ وہی کرتا تھا جو اس نے سوچا ہی نہیں ہوتا تھا۔اس کا دل چاہ تھا کہ وہ اسے میسج کرے مگر کیا؟؟؟

حال چال پوچھنے میں تو اس کی چھوٹی سے ناک گھسنے لگتی تھی...لہذا اس نے ایک لمبا چوڑا غصے سے بھرا ہوا میسج لکھنا شروع کیا...یہ اس لیے کہ اس کی ناک بھی نا کٹے اور کیف سے اس کی بات بھی ہو جائے۔

جانے کیا کیا لکھ لینے کے بعد جب سینٹ کرنے کی باری آئی تو پھر سے اسکی انا درمیان میں آ گئی۔وہ بھلا میسج ہی کیوں کرے۔

اس نے سیل فون بستر پر ہی پٹخا اور اپنا سر ہاتھوں میں لیے سوچنے لگی کہ جانے کیف اس وقت کیا کر رہا ہوگا....اب بھی بات کر پایا ہوگا یا نہیں...کبھی بات کرے گا بھی یا نہیں۔

☆......☆......☆

''تو اب تم کراچی جا رہے ہو''۔ کیف کے کمرے میں آتے ہی اسے پیکنگ کرتا ہوا دیکھ کر وہ بولی تھیں۔

''امی میں تو آپ کی بات مان گیا تھا...مگر صبح ہی صبح ابو نے میری کلاس شروع کر دی تھی تو میں کیا کہتا...آپ نے کہا تھا کہ آپ کوئی بہانہ کر لیں گی مگر ابو جی کی باتوں سے تو یہی لگا کہ آپ نے انہیں کوئی ٹھوس بہانا نہیں بتایا''۔ وہ اب ساری بات اپنی امو پر ڈال چکا تھا۔

''یہ سب چھوڑو...میری بات غور سے سنو....اب تم وہاں جا کر کسی لڑکی پر نہیں....اپنی پڑھائی پر دھیان دو گے....ورنہ تمہارے ابو کو مجھے بتانا پڑے گا کہ تم ہاتھ سے نکلتے جا رہے ہو''۔ اسے اب دھمکی دی گئی تھی جس پر وہ مسکرانے لگا تھا۔

''بے فکر ہو جائیں امو...میں کسی بھی لڑکی کے چکر میں نہیں پڑنے والا''۔ وہ اس وقت ماہم کے بارے میں کچھ بھی کہہ کر اپنی پڑھائی سے ہاتھ نہیں دھونا چاہتا تھا۔ یہ وقت اسے کسی بھی طرح کی بات کرنے کے لیے مناسب نہیں لگا تھا۔ اسے کسی مناسب وقت پر ہی بات کرنا تھی۔

صحیح بات بھی اگر غلط وقت پر کی جائے تو نتیجہ خراب ہی نکلتا ہے....یہ کیف عالم کی سوچ تھی مگر ماہم قریشی کے لیے صحیح بات کو صحیح وقت پر کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی وہ ہمیشہ صحیح ہی ہوتی ہے پھر چاہے وقت کیسا بھی ہو۔

''جانے سے پہلے اپنے چاچا سے بھی مل لینا.....تمہارا بڑا پوچھ رہے تھے....کہہ رہے تھے کہ ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے بھی تم ان سے سکھر آنے کے بعد سے ملے ہی نہیں.....اگر یہی بات انہوں نے تمہارے ابو کو کر دی تو تم جانتے ہو تمہارے ابو کو کتنا برا لگے گا''۔ انہوں نے جیسے تنبیہہ کی تھی۔

''جی امو...مل لوں گا..پہلے بھی مل لیتا مگر جب بھی میں ان کے کمرے میں جاتا تھا تو وہ گھر پر ہی نہیں ہوتے تھے''۔ اس نے جھوٹ بولا تھا....سچ تو یہ تھا کہ وہ دور سے بھی اگر چچا کی آواز سن لیتا تھا تو اس جگہ کے نزدیک بھی نا بھٹکتا تھا۔ وہ ایسا کیوں کرتا تھا...یہ اسے بھی نہیں پتا تھا....شاید اس خوف سے کہ کہیں وہ اس کی آنکھوں میں ماہم کے لیے محبت نا پڑھ لیں....کہیں اس کی چوری پکڑ کر وہ کوئی وبال ہی نا مچا دیں۔

''فائزہ کے گھر سے بھی ہوتے جانا...اس کے آنے سے پہلے ہی تم نے جانے کی تیاری باندھ لی ہے''۔ خالدہ کو اپنی بیٹی سے بڑا ہی پیار تھا۔

''امو...اگلی دفعہ چلا جاؤں گا....اس بار اتنا وقت نہیں ہے...میں پہلے ہی لیٹ ہو گیا ہوں..''اس نے صاف گوئی سے کام لیا تھا

جس پر خالدہ بس افسوس ہی کرتے رہ گئیں تھیں۔

☆......☆......☆

"ارے میاں...کوئی ناراضی ہے کیا...اتنے دن سے گھر میں ہو مگر نظر ہی نہیں آئے....نا کوئی سلام نا دعا"۔لان میں بیٹھے ہوئے انہوں نے کیف کو آتا دیکھ کر کہا تھا۔

"نہیں چچا...دو تین بار آیا تھا آپ سے ملنے...آپ گھر پر ہی نہیں تھے"۔اس نے سفید جھوٹ بول ڈالا۔

"ارے میاں..اگلی رات میں تو خود ہی چلا آیا تھا تم سے ملنے...سوچا ذرا حال احوال کر لوں مگر تم غالباً سو رہے تھے تو میں چلا آیا"۔اب وہ کیا بتائے کے کمرے سے باہر چچا کی آواز آتے ہی وہ بستر میں دبک کر سونے کی ایکٹنگ کرنے لگا تھا۔

"جی چچا...سو ہی رہا ہوں گا...آپ جگا دیتے مجھے"۔اس نے سرسری سے کہا۔

"کوئی ایمرجینسی تھوڑی نا تھی کہ جگا دیتا...سوچا پھر بات ہو جائے گی....خیر تم بتاؤ..کیسی چل رہی ہے پڑھائی"۔وہ بڑی خوش مزاجی سے بولے تھے۔

"بہت اچھی"۔اس نے مختصر سا جواب دیا۔

"ارے میاں...کوئی نئی خبر ہی سنا دو.."۔وہ تو کیف سے ویسے گپ شپ لگانے کے ارادے سے بولے تھے مگر کیف کو یہ نئی خبر والی بات ذرا کھٹکی تھی...اس کے پاس جو خبر تھی اگر وہ انہیں سناتا تو جانے وہ کیا کر ڈالتے۔وہیں بیٹھے بیٹھے اسے خیال آیا کہ بجائے چوروں کی طرح چچا سے چھپنے کے بجائے اسے تو اپنے چچا سے بنا کر رکھنی چاہیے تاکہ جب ماہم سے رشتے کا ذکر آئے تو وہ اس کی مخالفت نا کریں۔بس اسی غرض سے اس نے اپنے چچا سے یہاں وہاں اور جانے کہاں کہاں کی باتیں شروع کر دیں....وہ بس اپنے چچا کی نظر میں ان کا لاڈلا بننے کی کوشش کر رہا تھا تاکہ وقت آنے پر وہ اپنے لاڈلے بھتیجے کے جذبات کی قدر کرتے ہوئے اس کے راستے کی رکاوٹ نا بنیں۔یہ اس کی طرف سے حالات کو اپنے حق میں کرنے کی پہلی کوشش تھی۔

☆......☆......☆

"کیا بناؤں؟؟ چائے یا کافی"۔وہ بولی تھی۔

"کافی....کافی بہت اچھی بناتی ہو تم"۔عرش نے کہا تھا۔

"ہمم اوکے...جسٹ ویٹ...میں ابھی بنا کر لائی"۔وہ کچن میں جانے کے لیے کھڑی ہوئی تھی۔

"میں بھی ساتھ ہی چلتی ہوں"۔عالیہ بھی اٹھتے ہوئے بولی تھی۔عرش اور عالیہ شام میں ماہم کے گھر اس سے ملنے آئے تھے ...جیسا کہ یہ ان کی روز کی روٹین تھی ایک دوسرے کے گھر جانا....ماہم نا آتی تھی تو وہ آ جاتے...وہ نا آتے تو ماہم چلی جاتی۔نورین بھی انکے

ساتھ آئی تھی مگر وہ آتے ہی سارہ کے ساتھ کہیں الگ ہی کھیل کود میں مصروف ہو چکی تھی۔

''میں کیا تم دونوں کا سوتیلا ہوں.... مجھے بور ہونے کے لیے یہاں اکیلا چھوڑ کر جا رہے ہو''۔عرش نے کہا تھا۔

''سوتیلے ہو نہیں پر کام سارے سوتیلوں والے ہی ہیں''۔عالیہ بڑبڑائی تھی۔

''جب بھی تم ماہم کے ساتھ ہوتی ہو.....تمہاری زبان قینچی سے بھی زیادہ تیز ہو جاتی ہے''۔وہ منہ بنائے بولا تھا۔

''عرش...'' ماہم نے حیرت سے اسے دیکھا..اسے جیسے یقین نہیں آیا کہ وہ ان کی نوک جھوک کا اسے ذمہ دار ٹھہرا رہا ہے۔

''سچ ہی کہہ رہا ہوں..اسے پتا ہے نا تمہارے سامنے میں اس کی بک بک سن لیتا ہوں''۔اس نے وضاحت کی۔

''خیر ایسا مجھے تو کبھی نہیں لگا...بلکہ زیادہ تر تو تم ہی بک بک کرتے ہو اور عالیہ بیچاری سنتی رہتی ہے''۔اس نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔ عالیہ بھی اس کی بات سن کر ہنسی تھی۔وہ سب اب کچن میں پہنچ چکے تھے۔

''تم کہہ رہی ہو تو ایسا ہی ہو گا''۔وہ کندھے اچکائے بولا۔

''میں جیسا کہتی ہوں...ویسا ہی ہوتا ہے''۔اس نے جتا کر کہا تھا۔

''اففف attitude ''۔وہ بولا۔

''نہیں self confidence ''۔وہ کافی کے لیے برتن اٹھاتے ہوئے بولی تھی۔

''ڈیٹس گریٹ..ویسے میں سوچ رہا ہوں کافی کے بعد آج ہم سب پارک چلیں.....ہم نئے نئے اس شہر میں آئے ہیں..اتنا گھوما پھرا نہیں ہے..تو آج چلتے ہیں...کچھ گھوم پھر لیتے ہیں''۔اس نے تجویز پیش کی۔

''تم تو پتا نہیں کس کس شہر کے پارک دیکھ کر آئے ہو....چچا کا ٹرانسفر تو ہوتا ہی رہتا ہے.... یہاں کوئی خاص پارک ہے نہیں.....یہاں کے پارک میں شاید تمہیں اتنا مزہ نا آئے''۔ ماہم نے کافی پھینٹتے ہوئے کہا تھا۔وہ پارک تو کیا کہیں بھی جانا نہیں چاہتی تھی....اسے یہ ڈر تھا کہ وہ کہیں باہر جائے گی اور اس دوران کیف کی کال یا میسج آیا تو وہ سب کے سامنے بات نہیں کر پائے گی..اسے ہر لمحہ..ہر پل انتظار ہی تو ہوتا تھا کہ جانے کب کیف اس سے رابطہ کرے اور بتائے کہ ان کی قسمت کا کیا فیصلہ ہوا ہے۔

اپنے گھر میں ہوتے ہوئے تو وہ کسی اور کمرے میں بھی جا سکتی تھی...چچا کے گھر اس لیے چلی جاتی تھی کیونکہ وہاں سے گھر آنے میں دو منٹ بھی نا لگتے تھے....مگر پارک... پارک سے اسے واپس آنے میں دیر لگ جائے گی۔

''کمپنی میٹر کرتی ہے...جگہ نہیں''۔عالیہ نے فٹ سے کہا تھا...

''مگر...'' وہ کچھ اور بہانہ کرنے ہی والی تھی کہ عرش فٹ سے بولا۔

''ہم چل رہے ہیں بس...''۔اس نے حتمی انداز میں کہا تو وہ بھی خاموش ہو گئی..شاید پارک جانے سے ہی اس کے ذہن

میں چل رہی الجھن کچھ کم ہو جائے۔

☆......☆......☆

کافی پی لینے کے بعد وہ پارک جانے کے لیے تیار ہوئی تھی۔اس نے پنک کلر کا سوٹ پہنا تھا...ساتھ ہی پنک کلر کا حجاب کیا تھا... ہلکا پنک لپ گلو بھی لگا لیا تھا۔وہ بہت معصوم لگ رہی تھی کسی نیو بورن بے بی کی طرح۔

تیار ہونے کے بعد ایک آخری دفعہ وہ خود کو شیشے میں دیکھ رہی تھی کہ اسکے سیل فون پر کیف کا ٹیکسٹ آیا تھا۔اس نے میسج اوپن ہی کیا کہ عالیہ اس کے سر پر آ پہنچی۔

''چلو...چلو.....جلدی چلو...عرش باہر کار میں ویٹ کر رہا ہے...کب سے ہارن پہ ہارن دے رہا ہے''۔وہ اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اسے کمرے سے باہر لے جاتے ہوئے بولی تھی۔

ماہم اب تک ٹیکسٹ بھی ٹھیک سے نا پڑھ پائی تھی...کیا ہی غلط ٹائم پر کیف عالم نے اسے میسج کیا تھا۔

وہ کار کی بیک سیٹ پر بیٹھی تھی سارہ اور نورین کے ساتھ۔عالیہ فرنٹ پر عرش کے ساتھ بیٹھی تھی۔کار میں بیٹھتے ہی اس نے جو پہلا کام کیا تھا وہ تھا اس کا میسج پڑھنا۔جیسے ہی اس نے میسج پڑھا تھا اس کا دل زور زور سے دھڑکا تھا...لکھا تھا۔

(تمہارے لیے ایک خبر ہے...میں نے ہمارے رشتے کے لیے اپنا پہلا قدم اٹھا لیا ہے....)

اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتی تب تک دوسرا میسج آ چکا تھا۔

(اتنی اہم بات سن کر بھی کوئی جواب نہیں)

افففف یہ کیف بھی نا کتنا بے صبرا تھا....اسے یقین تھا کہ اب پھر جواب نا دیا تو ٹھک اس کی کال آنے لگے گی۔اس نے جلدی میں میسج لکھا۔

(میں گھر کے قریبی پارک جا رہی ہوں...واپس آ کر تسلی سے بات کرتی ہوں...پلیز ابھی میسج یا کال مت کیجئے گا)

میسج بھیج چکی تو اسے کچھ سکون آیا تھا...گاڑی کا باقی سفر اس نے سب سے ہلکی پھلکی گپ شپ میں گزارا تھا۔

وہ سب اب پارک پہنچ چکے تھے....ماہم کچھ ٹہل کے گھاس پر بیٹھ چکی تھی۔نورین اور سارہ نے تو پورے پارک کا چکر مارنا...کھیلنا کودنا شروع کر دیا تھا۔عالیہ بھی ماہم کے ساتھ ہی بیٹھ چکی تھی...عرش ان سب کے لیے کچھ کھانے پینے کی چیزیں لینے چلا گیا تھا۔

ماہم کو پارکس کا شوق ویسے بھی نہیں تھا اور آج تو اسے پارک مزید زہر لگ رہا تھا....اسے گھر جانے کی جلدی تھی...وہ کیف سے تسلی سے بات کرنا چاہتی تھی...جانے کیا اہم خبر تھی۔یہ بھی اسے معلوم تھا کہ یہاں سے جلدی جانا اس کے لیے بہت مشکل ہونے والا ہے۔نورین اور سارہ جب تک جی بھر کے کھیل نا لیتیں وہ نہیں جانے والی تھیں۔

"چپ چپ کیوں ہو..."۔عالیہ نے اسے کھویا کھویا دیکھ کر کہا۔

"نہیں بس دیکھ رہی تھی وہ دونوں کہاں بھاگ گئیں"۔وہ ادھر ادھر نظریں گھماتے ہوئے بولی۔

"آ جائیں گی...ایک جگہ ٹکنے والی تو تھیں نہیں"۔اس نے لاپرواہی سے کہا تھا۔

"گھر بھی تو جانا ہے"۔وہ بولی تھی اور عالیہ حیران ہوئی۔انہیں آئے ہوئے بامشکل پانچ منٹ ہی ہوئے تھے کہ وہ جانے کی بات کر رہی تھی۔

"تمہارا موڈ ہی نہیں تھا آنے کا..نہیں آنا چاہیے تھا ہمیں"۔عالیہ کچھ سنجیدہ ہوگئی تھی۔

"اوہ نہیں..میں نے تو ایسے ہی کہا..ظاہر ہے واپس جانا تو ہے ہی.....تم اپنا موڈ خراب مت کرو....بلکہ ہم بھی کچھ کھیل لیتے ہیں"۔وہ مصنوعی مسکراہٹ سے بولی تھی۔مگر وہ مصنوعی مسکراہٹ بھی چند لمحوں سے زیادہ نا ٹک پائی تھی...اس کے حواس اڑے تھے اور بری طرح اڑے تھے.....نہیں یہ سچ نہیں ہوسکتا تھا....یہ کیسے ہوسکتا تھا...پر یہ وہم بھی کیسے ہوسکتا تھا...اسے جو نظر آیا تھا وہ حقیقیت تھی گمان نہیں۔

اسے دور سے ہی کیف عالم نظر آیا تھا....وہ اس پارک میں آ پہنچا تھا جہاں ماہم قریشی موجود تھی۔مگر وہ یہاں کیوں اور کیسے؟؟؟اسے کیا پتا کہ ماہم یہاں ہے....تبھی ماہم خود کو کوس کر ہی رہ گئی...اس نے میسج میں لکھا تھا کہ گھر سے قریب والے پارک میں..تو بس وہ بھی آ چکا تھا۔

ماہم کو جتنا خوف محسوس ہو رہا تھا اتنا ہی غصہ بھی آ رہا تھا۔کہیں کیف سب کے سامنے اس سے بات کرنے آ گیا تو؟؟؟؟شاید آج سب کچھ خراب ہوجانے والا تھا۔

وہ اگر اس سے بات نہ بھی کرتا تب بھی تو کوئی گڑبڑ ہوسکتی تھی۔اسے اپنا چچازاد کزنز کی فکر تھی وہ کیف کو دیکھ بھی سکتے تھے.....بھلے ہی وہ ماہم کا کزن تھا مگر ان کی کیف سے تھوڑی بہت واقفیت تو تھی ہی..ایک دو دفعہ کئی سالوں پہلے شاید بچپن میں کیف کو ماہم کے گھر میں انہوں نے دیکھا ہی ہوا تھا۔بھلے ہی اب بہت سال ہو چکے تھے...بچپن میں دیکھے گئے چہرے جوان ہونے پہ نہیں پہچانے جاتے مگر ماہم کو تو ڈرنا ہی تھا.....اور سارہ...وہ بھی پہچان سکتی تھی۔بے شک وہ بہت چھوٹی تھی جب اس نے آخری بار کیف کو دیکھا ہوگا مگر وہ اتنی پہچان تو رکھتی ہی ہوگی کہ کیف اس کا خالہ زاد ہے۔

"کیا کھیلنا ہے۔؟؟"۔عالیہ نے کہا تھا۔

وہ جواباً خاموش ہی رہی تھی....اسے تو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا.....اس کا دل بری طرح سے دھڑک رہا تھا۔کیف بھی اسی ہی کی طرف چلا آ رہا تھا....آج وہ پھنسنے والی تھی...بری طرح سے...جانے سب اس کے بارے میں کیا سوچنے والے تھے۔

عرش بھی وہاں آ چکا تھا...اس نے ان کو کولڈ ڈرنکس کے ٹن اور چپس کے پیکٹس پکڑائے تھے۔وہ بھی ان دونوں کے ساتھ ہی گھاس پر بیٹھ چکا تھا۔

کیف ان کے بالکل قریب آ چکا تھا....وہ اب ان سے کچھ قدم دور موجود بینچ پر بیٹھ گیا تھا۔ وہ اپنا سیل فون نکالے اس پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔ ماہم کو لگا کہ وہ اب اسے ہی میسج یا کال کرنے والا ہے اور اس کا اندازہ صحیح ثابت ہوا تھا اس کے سیل فون پر میسج ٹون بجی تھی۔ اس کے ماتھے پہ پسینہ آنے لگا تھا..اور دل تھا کہ بری طرح سے اندر اچھل کود لگائے ہوئے تھا۔

گبراہٹ کے مارے اس نے سیل فون ہی آف کر ڈالا تھا....اس نے میسج پڑھنا تک گنوارا نا کیا تھا..اسے لگنے لگا تھا کہ اگر اس نے ایک بھی میسج کیا تو سب محسوس کر لیں گے کہ وہ سامنے بیٹھے شخص کے ساتھ میسجنگ کر رہی ہے۔ وہ دل ہی دل میں دعائیں کرنے لگی تھی کہ کسی کی بھی نظر اس پر نا پڑے... یا شاید عرش کی پڑی بھی ہوگی....اسے لگا وہ اب چکر کھا کر گر پڑے گی....

کیف اب اسی کی طرف دیکھ رہا تھا...ماہم کو لگا تھا کہ جانے اب وہ کیا کرے گا....کہیں وہ اپنے چچا زاد کزنز کے آگے ذلیل و خوار نا ہو جائے...کیا سوچیں گے وہ کہ یہ اپنا عاشق یہاں پارک لے آئی ہے۔ وہ لمحے اس کے لیے بڑے ہی کٹھن تھے۔

"کولڈ ڈرنک پینے کے لیے لایا ہوں...سونگھنے کے لیے نہیں"۔ عرش بولا تھا...

"پی رہی ہوں...ٹھنڈی زیادہ ہے...." وہ گھبرائے گھبرائے بولی تھی۔

نورین اور سارہ بھی اب ادھر ہی آ رہی تھیں...انہیں عرش بلا لایا تھا کہ وہ بھی آ کر کولڈ ڈرنک اور چپس وغیرہ کھا، پی لیں۔

سارہ نے کیف کو نہیں دیکھا تھا...اس کی نظر اس پر نہیں پڑی تھی مگر کیف نے سارہ کو ضرور دیکھ لیا تھا اور شاید وہ پہچان بھی گیا تھا...حالانکہ وہ بھی بہت سالوں بعد سارہ کو دیکھ رہا تھا۔ کیف اب بینچ سے اٹھا تھا اور ماہم نے اسے وہاں سے جاتے ہوئے دیکھا تھا۔

ماہم کے علاوہ سب ہی باتوں میں لگے ہوئے تھے۔ بس وہ ہی ڈری سہمی بیٹھی تھی کہ کہیں پھر سے کیف نہ آ دھمکے۔

کچھ دیر تک وہ یہاں وہاں دیکھتی رہی تھی..کیف شاید واقعی جا چکا تھا....اسے وہ کہیں بھی نظر نہیں آیا تھا..تب جا کر ماہم کے حواس کچھ بحال ہوئے تھے..مگر اب وہ کیف عالم کو چھوڑے گی نہیں....اس کی ہمت کیسے ہوئی تھی یوں منہ اٹھائے چلے آنے کی۔

اس کے جانے کے بعد ماہم نے سب کے ساتھ کچھ نا کچھ انجوائے کیا تھا...اور پھر وہ سب گھر آ چکے تھے۔

☆......☆......☆

ٹرمنل پر وہ جینز اور سکائے بلو شرٹ میں ملبوس کھڑا تھا۔ چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔ ڈیوو کے آنے میں زیادہ وقت نہیں تھا....وہ بار بار گھڑی دیکھ رہا تھا...وہ اندر ہی اندر جانے کتنا غصہ دبائے بیٹھا تھا۔ اسے اگنور کیا گیا تھا یہاں تک کہ سامنے موجود ہونے کے باوجود اس کے میسج کا رپلائے تک نہ دیا گیا تھا۔

اس کا خیال تھا کہ ماہم قریشی اسے اپنی نظر کے سامنے اچانک دیکھ کر کھل اٹھے گی مگر اس کے برعکس ماہم کے چہرے پہ اسے بے رخی دکھی تھی۔ اس کے غصے میں اس وقت آنے والے میسج نے مزید اضافہ کیا تھا۔ اس کا دل تو چاہ تھا کہ اپنا سیل فون یہیں پٹخ دے...مگر غصہ

اسے سیل فون پر نہیں میسج کرنے والی پہ نکالنا تھا۔تو بس....اسی لیے اس نے اسے کال کر دی تھی۔پہلی ہی رنگ پر کال ریسیو ہو چکی تھی ۔سامنے سے بغیر کسی ہیلو ہائے کہ کوئی اس پر گر جاتا تھا۔

"سمجھتے کیا ہیں آپ خود کو..شرم نہیں آتی ایسی چھچھوری حرکت کرتے ہوئے"۔

"کیا کیا ہے میں نے"۔وہ اسی طرح گر جا تھا۔

"you better know"۔جواب آیا تھا۔

"نو...آئی ڈونٹ نو...تم مجھے بتاؤنا کیا کیا ہے میں نے"۔وہ اس کے رویے پہ حیران ہوا تھا۔غصہ تو اسے ہونا چاہیے تھا وہ کیوں ہو رہی تھی۔

"یہ کیا حرکت تھی؟؟ کیوں آئے آپ پارک میں؟؟ مجھے بدنام کرنے؟؟ مجھے یہ چھچھوری حرکتیں بالکل بھی پسند نہیں ہیں...شرم آنی چاہیے آپ کو..."وہ اب کچھ دھیمے مگر تلخ لہجے میں بولی تھی۔

"شرم مجھے نہیں تمہیں آنی چاہیے....کتنی مطلبی اور خود غرض ہو تم....بجائے اس کے کہ تم خوش ہو کہ کیف تمہیں ایک نظر دیکھنے کو آیا ہے تم مجھے نخرے دکھا رہی ہو...وہاں تم نے مجھے ایک دفعہ بھی میسج نہیں کیا...کیوں؟؟؟ میرے میسج کا جواب تک نہیں دیا...مجھے کیا سمجھتی ہو تم ؟؟ اتنا معمولی؟؟؟ میں تمہارے لیے جانے کیا کیا کر رہا ہوں اور تم ہو کہ..."۔اس نے بھی اب کچھ دھیمے مگر تلخ لہجے میں بات کی۔

"آپ کو وہاں نہیں آنا چاہیے تھا...آپ کیوں نہیں سمجھ رہے..کسی کو شک ہو جاتا تو؟"وہ اس کی بات کاٹتے ہوئے بولی تھی۔

"کیوں ہو جاتا شک ماہم...سب آتے ہیں پارک میں؟ کیا میں نہیں آ سکتا تھا؟ اتفاقاً بھی تو آ ہی سکتا تھا۔اتنا زیادہ مت سوچا کرو"۔اسے کوفت سی ہوئی تھی....وہ جانے کیا کیا سوچ لیتی تھی۔

"مجھے نہیں پتا..بس مجھے ڈر لگتا ہے...اگر سارہ دیکھ لیتی تو؟؟..کیا ضرورت تھی آنے کی..کوئی نا بھی دیکھے تب بھی کتنا عجیب اور گندا لگتا ہے یہ...مجھے یہ سب پسند نہیں"۔وہ اب اپنا لہجہ نارمل کر چکی تھی۔

"دیکھ لیتی تو کیا ہوا؟؟ میں مل لیتا اسے...میری چھوٹی سی کزن ہے وہ کوئی غیر تو نہیں۔اور تم کیوں اس بات کا بتنگڑ بنائے جا رہی ہو...کیا گندا کر دیا ہے میں نے؟؟ حد ہوتی ہے ماہم"۔اسے واقعی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ ماہم اس طرح کیوں کہہ رہی ہے۔

"کیف آپ....افففف.......کیسے سمجھاؤں"..اسے اب مزید بحث کرنا بیکار لگا تھا۔

"تمہیں دیکھنے آیا تھا ماہم....کراچی جا رہا ہوں..سوچا تمہیں ایک نظر دیکھتا جاؤں...جانے پھر کب دیکھ پاؤں"۔وہ اب نرمی سے بولا تھا۔

وہ خاموش ہی رہی۔کیف نے اپنی بات جاری کی۔

”ابھی ٹرمنل پر ہوں...ڈیوو آنے والی ہے۔ میرا تو دل ہی نہیں کر رہا تھا پارک سے واپس آنے کا.... تمہیں یوں ہی دیکھتے رہنا بہت اچھا لگ رہا تھا مگر ساتھ ہی تم پہ شدید غصہ بھی آ رہا تھا۔ میرا بس چلتا تو وہاں ہی تمہاری پھینی سی ناک کھینچ لیتا اور تمہارے سارے نخرے ختم کر دیتا..“۔ انداز میں محبت بھرا غصہ اور کچھ شرارت بھی تھی۔

”ویسے کیا بتانا تھا مجھے آپ نے؟؟..کیا خبر تھی؟؟“۔ آپ نے میسج کیا تھا کہ کچھ بتانا ہے“۔ وہ اس کی محبت اور شرارت سے لبریز باتوں کو اگنور کرتے ہوئے اپنے موقف پر آ ئی تھی۔ اس کی یہ میٹھی باتیں سن کر اسے شرم تو بہت آئی تھی....وہ مسکرائی بھی تھی مگر اسے کیف کے سامنے شرمانا بھی نہیں تھا اس پر یہ جتانا بھی نہیں تھا کہ وہ مسکرائی ہے۔ یہاں بھی وہ اپنی انا درمیان میں لے آئی تھی۔

کیف کو یہ سن کر خاصا برا لگا تھا...وہ جواب میں اس سے بھی کسی پیار بھری بات کی امید لیے بیٹھا تھا مگر اس کی امید پر بڑی شان سے پانی پھیر ا گیا تھا۔

”کتنی مطلبی ہو تم سچ میں“۔ وہ بس اتنا ہی کہہ پایا۔

”ہاں...وہ تو میں ہوں...اب بتائیں نا کیا قدم اٹھایا آپ نے“۔ اس کی سوئی اب بھی وہیں اٹکی رہی.....اس کے دماغ میں اب مسلسل یہی چل رہا تھا کہ جانے کیا قدم اٹھایا کیف نے۔

”میں نے چچا سے بہت گپ شپ لگائی ہے..بہت فرینکنس بڑھانے کی کوشش کی ہے...“۔ اس نے سرسری سا کہا تھا۔

ماہم کو یہ سن کر شاک سا لگا تھا....اسے جیسے یقین نہیں آیا کہ وہ اس طرح کی بات کر رہا ہے....جس انسان سے وہ اس دنیا میں سب سے زیادہ نفرت کرتی ہے وہ اسی سے فرینکنس بڑھانے کی بات کر رہا تھا۔

”پاگل تو نہیں ہو گئے آپ...ان سے دوستیاں بڑھا رہے ہیں جو میرے دشمن ہیں“۔ وہ کسی شاک میں مگر دھیمے سے لہجے میں بولی تھی۔

”تو اور میں کیا کروں؟؟ اپنا بھی دشمن بنا ڈالوں تاکہ جب موقع آئے تو وہ میرے منہ کا لحاظ بھی نا کریں اور میری بھرپور مخالفت کریں۔“ کیف نے نرمی سے کہا۔

”کیا مطلب ہے؟؟ کون سا موقع“؟۔ وہ جیسے سمجھی نہیں تھی۔

”ایک تو تمہیں کچھ سمجھ نہیں آتا...ناک کے ساتھ ساتھ تمہاری عقل بھی چھوٹی ہے پھینو“۔ پھینو سن کر وہ پھر سے مسکرائی تھی۔

”ڈیوو آ گئی ہے...بعد میں تمہیں سب سمجھاؤں گا....اور ایک بات پہ تمہارے کان بھی کھینچوں گا“۔ یہ کہہ کر وہ کال کاٹ چکا تھا۔

اب وہ کس بات پہ اس کے کان کھینچنے کی بات کر رہا تھا....ماہم بس سوچ کر ہی رہ گئی۔

☆......☆......☆

''کیف ...کیف تم جانتے نہیں میں تمہیں دیکھ کر کتنی خوش ہوں ...میں نے تمہیں اتنا مس کیا ..اتنا مس کیا کہ پوچھو بھی مت''۔ کرن نے کہا تھا۔

کیف کے تاثرات نہیں بدلے تھے۔ وہ بڑے ہی سکون سے کیفے میں بیٹھا کافی پیتا رہا تھا۔ سامنے بیٹھی کرن جو کچھ لمحے پہلے ہی آئی تھی اس کے آنے پر کیف نے اپنا رویہ کچھ ٹھیک ٹھاک ہی رکھا تھا...

''اتنے دن لگا دیے تم نے ...اتنے دن کے لیے بھی بھلا کوئی جاتا ہے ...سچ میں تمہارے بغیر مجھ سے وقت کاٹے نہیں کٹ رہا تھا...اوپر سے نا کال کرتے تھے نا میسج کا رپلائے ...ناٹ فیئر''۔ وہ کچھ مصنوعی ناراض ہوتے ہوئے بولی تھی۔

کیف اب بھی سکون سے اپنی کافی پی رہا تھا...اس کے تاثرات اب بھی نہیں بدلے تھے ....اسے جیسے اس کی باتوں سے فرق ہی نہیں پڑ رہا تھا....یہ وہی کیف تھا جو اسے بھایا تھا...وہی کیف جو کلاسز شروع ہونے کے بعد سے اس نے دیکھا تھا۔ وہ کیف عالم جو کچھ دن پہلے اس کا دوست بنا تھا وہ تو شاید سکھر بیراج میں ہی کہیں گر گیا تھا۔

''میں کب سے بولی جا رہی ہوں ...تم کوئی جواب کیوں نہیں دے رہے''۔ وہ اس کے ہاتھ کی پشت پہ اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے بولی تھی۔

کیف نے ایک عجیب سی نظر اپنے ہاتھ پہ رکھے اس کے ہاتھ پر ڈالی اور کچھ نا محسوس انداز میں اپنا ہاتھ پیچھے کیا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔

''تم میری دوست ہو کرن ...مگر جس طرح کی باتیں تم میرے ساتھ کرتی ہو ان کا میں کیا جواب دوں؟؟؟ میرے نزدیک ایک لڑکے اور لڑکی کی دوستی میں اس طرح کی باتیں نہیں ہونی چاہئیں...''۔ لہجہ سرد اور چہرہ سپاٹ تھا۔

''کس طرح کی باتیں کی ہیں میں نے؟؟ تم کہنا کیا چاہ رہے ہو؟؟ کیا میں تمہیں کوئی ایسی ویسی لڑکی لگتی ہوں''۔ وہ چونکی تھی۔

''بالکل نہیں ...میں تمہارے بارے میں کچھ برا سوچ بھی نہیں سکتا..... غلطی تمہاری نہیں ہے ....بات میری سوچ کی ہے ...میں نے ساری زندگی ایسے شہر میں گزاری ہے جہاں کا ماحول پابند ہے ...میرا اپنا گھرانہ اور خاندان بھی بہت پابند ہے ...ہمارے خاندان کی لڑکیاں گھر سے باہر چہرے پہ نقاب ڈالے رکھتی ہیں۔ دوستی کا کوئی کانسپٹ ہے ہی نہیں اور میں مانتا بھی نہیں ...اس کے باوجود میں نے تم سے دوستی کی ہے ...مگر میری کچھ حدود ہیں ...تم بے دھڑک ہو کر مجھ سے یہ نہیں کہہ سکتی کہ تم مجھے یاد کرتی ہو وغیرہ وغیرہ''۔ وہ اب پہلی بار سب کچھ صاف صاف کہہ رہا تھا۔

''تمہاری جگہ میری کوئی فی میل فرینڈ ہوتی تو میں اسے بھی یہی کہتی''۔ وہ حیران پریشان سی اسے دیکھتے ہوئے بولی تھی۔ آج اچانک وہ اس طرح کی باتیں جانے کیوں کر رہا تھا... پہلے تو اس نے کبھی نہیں جتایا یا بتایا تھا کہ وہ کچھ تنگ خیالات کا مالک ہے۔

''مگر میں فی میل نہیں ہوں ....اور معذرت کے ساتھ بہت ہی پرانے خیالوں کا لڑکا ہوں ....شاید تمہارے سوشل سرکل سے میچ

بھی نہیں کرتا....اب میرے طریقے سے میری دوست رہنا ہے یا نہیں..اٹس اپ ٹو یو"۔وہ آج جانے کس موڈ میں بیٹھا تھا۔

"مجھے بس تمہاری دوست رہنا ہے کیف.....جیسے تم چاہو.....تمہیں اس طرح کی باتیں پسند نہیں ہیں تو جس طرح کی پسند ہیں مجھے وہ بتا دو...میں ویسی باتیں کر لیا کروں گی...مگر آج سے پہلے تم نے کبھی ایسا کیوں نہیں کہا تھا.....یہ کوئی پہلی دفعہ نہیں جب میں نے تم سے اس طرح کی کوئی بات کی ہو"۔کیف کی دوست رہنے کے لیے وہ خود کو ڈھیٹ کر سکتی تھی..کرتی بھی آئی تھی...آگے کرنے کو بھی تیار تھی۔

"کیوں کہ آج سے پہلے تمہاری وجہ سے میری پڑھائی پر فرق نہیں آیا تھا.....لڑکیوں کو ان کے ماں باپ گھر بٹھا دیتے ہیں جب ان کی کسی دوستی کا پتا لگے...اسی طرح میری امی تمہاری وجہ سے میری پڑھائی چھڑوا رہی تھیں حالانکہ میں لڑکا ہوں"۔وہ اب قہقہہ لگاتے ہوئے بولا تھا۔اس کا موڈ اب یکدم ہی بدل چکا تھا۔

"اوہ ریلی"۔وہ بھی ہنس دی تھی۔

"امی سے وعدہ کر کے آیا ہوں کہ فون والی بلا سے ذرا دور رہوں گا...ویسے بھی اب مجھے بھی ڈر ہی لگنے لگ گیا ہے کہ تمہاری اس بے باک دوستی سے کہیں میرا ستیاناس نا ہو جائے"۔وہ اب بالکل بھی سنجیدہ نہیں رہا تھا۔کرن نے اس کی شرائط پر اس سے دوستی نبھانے کی ہامی بھری تھی جس نے اسے اندر ہی اندر کچھ نا کچھ امپریس تو ضرور کیا تھا..تبھی اس کا موڈ بھی خوشگوار ہو چکا تھا.....ورنہ وہ کرن جیسی بولڈ اور من مرضی کرنے والی لڑکی سے ایسا جھکاؤ ایکسپیکٹ نہیں کرتا تھا...اسے تو لگا تھا کہ کرن اس کی یہ سوچ سن کر اس سے گھن کھائے گی اور اس کو تنگ ذہن قرار دیتے ہوئے اس سے کبھی بھی بات نہیں کرے گی۔

کرن بھی جواباً ہنسی تھی۔

"کیفے والوں کی آمدنی کا ذریعہ مجھے تم دونوں ہی لگتے ہو...جب دیکھو کیفے میں کافی پیتے نظر آتے ہو"۔عابد آدھمکا تھا۔

"صرف کیف کافی پی رہا تھا...میں نہیں"۔کرن نے فوراً سے جواب دیا تھا۔

"اوہ...وری بیڈ......اینڈ وری سیڈ...کیف نے تمہیں کافی کی آفر تک نہیں کرائی...اب وہ کیف کی طرف دیکھ کر شرارتی انداز سے بولا تھا۔

"تم اتنے بے مروت کیسے ہو گئے کیف"۔

کرن کچھ شرمندہ سی ہوئی تھی....کیف نے واقعی اس کو کافی کی آفر نہیں کروائی تھی...یہ بات اس نے پہلے تو نوٹ نہیں کی تھی مگر اب بری طرح سے محسوس کی تھی۔

"کیف اب اپنی فی میل فرینڈز کے ساتھ کافی پینا پسند نہیں کرتا ہو گا"۔اس نے اب لفظ اس لیے استعمال کیا تھا کیونکہ پہلے تو کیف اس کے ساتھ کیفے میں ہمیشہ کچھ نا کچھ کھاتا پیتا رہتا تھا...اسے لگا کہ شاید کیف کو اب اس کے ساتھ کھانا پینا بھی غلط لگنے لگا ہے۔

''ایسا کچھ نہیں ہے....میں ابھی دوبارہ کافی منگوانے والا تھا....سوچا تھا یہ کپ پی لوں....دوسرا تمہارے ساتھ پیوں گا...''۔اس نے وضاحت پیش کی تھی۔

کرن مسکرائی تھی۔

''اور میں؟؟ کیا کافی میرے گلے میں اٹکتی ہے''۔عابد شاہ بولا تھا...

''اپنے پیسوں سے کھایا پیو کرو گے تو کبھی کچھ نہیں اٹکے گا'' کیف نے شریری مسکراہٹ سے کہا۔

''دوستوں کے ہوتے ہوئے بھی میں اپنے پیسے برباد کروں تو لعنت ہے میری زندگی پہ'' کنجوس عابد تالی بجاتے ہوئے بولا تھا۔

کرن اور کیف اس بات پر ہنس پڑے تھے۔پھر ان تینوں نے کافی پی تھی اور کافی دیر گپیں لگائی تھیں۔

☆......☆......☆

''اچھا کیا تم آ گئی فائزہ...میں تو بڑی ہی پریشان ہوں''۔خالدہ نے فائزہ سے اس کا حال چال پوچھنے کے بعد کہا تھا۔

''کیوں پریشان ہیں امی''۔وہ متفکر ہوئی۔

''مجھے تو کیف کی پریشانی کھائے جا رہی ہے....جانے کراچی میں کیا کارنامے انجام دیتا پھر رہا ہو گا''۔ان کی غیرت پھر سے جوش مارنے لگی تھی۔

''ہائے امی...کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ''۔فائزہ چونکی تھی۔

''سچ ہی تو کہہ رہی ہوں....لڑکیوں سے دوستی لگانے لگ گیا ہے تمہارا لاڈلا بھائی.سونے پہ سہاگہ یہ کہ بڑے فخریہ انداز میں بتاتا بھی ہے..میری تو نیندیں اڑا دیں اس لڑکے نے''۔انہیں انکے دل کا دکھ سننے والا کوئی ملا تھا تو وہ بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے سارے حال اپنی بیٹی کو دے رہی تھیں۔

''امی...آپ بھی نا...کتنی بھولی ہیں....''۔وہ خالدہ کی بات پر ہنسنے لگی تھی۔

خالدہ کو اس کی ہنسی پہ حیرت سی ہوئی تھی۔

''ارے امی....شکر کریں صرف فرینڈز بناتا ہے گرل فرینڈز نہیں.....ورنہ آج کل کا جو ماحول ہے وہ تو بس اللہ معافی...میرے اپنے دیوروں کے روز کے حال آپ سن لیں تو اپنے بیٹے کو دیوتا سمجھیں دیوتا''۔

''مجھے دوسروں کے بیٹوں سے غرض نہیں ہے فائزہ...مجھے میرے بیٹے سے مطلب ہے..آج دوستیاں کر رہا ہے..کل کو شادی بھی کر لائے گا...مجھے تو اپنی پرورش پر افسوس سا ہونے لگا ہے''۔وہ اب اپنا سر پکڑ چکی تھیں۔

''امی...کیف لڑکا ہے....کوئی لڑکی تھوڑی نا ہے کہ آپ اس کی اتنی فکر کر رہی ہیں''۔اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"یہی... بالکل اسی سوچ کی وجہ سے تو معاشرے کا یہ حال ہو چلا ہے ..لڑکی کے معاملے میں سب غیرت مند ہو جاتے ہیں اور لڑکوں کے معاملے میں جیسے غیرت ہی بیچ آئے ہوں ....لڑکیوں کی دوستیاں بے عزتی ہے تو بھلا لڑکوں کی دوستیاں کیسے عزت ہو گئیں ؟؟؟.ہر کوئی کہتا ہے لڑکیوں پر پابندی لگاؤ...جب لڑکے کنٹرول میں رہیں گے تو لڑکیاں بھی کنٹرول میں آ جائیں گی ....دونوں اطراف سے برائی کو روکنا چاہیے...یہ تو وہی بات ہوئی کہ سیلاب سے بچنے کی خاطر ایک طرف سے تو بند باندھ دیا جائے اور دوسری طرف سے کھلا چھوڑ دیا جائے.."انہوں نے بڑی سنجیدگی سے کہا تھا۔

"بات تو ٹھیک ہے آپ کی ...مگر ہم کر بھی کیا سکتے ہیں ....چار دیواری میں باندھ کر تو نہیں رکھ سکتے نا"۔وہ ان کی بات سے اتفاق رکھنے کے باوجود اب بھی بے فکری سی بولی تھی۔

"تبھی تو پریشان ہوں ..نا باندھا جا سکتا ہے...نہ کھلا چھوڑا جا سکتا ہے"۔لہجے میں افسوس تھا۔عجیب بے بسی سی تھی۔

"آپ بالکل بھی پریشان نا ہوں امی ...سب ٹھیک ہو جائے گا ...میں کیف کو سمجھاؤں گی کہ وہ کوئی بھی ایسا ویسا کام نہ کرے"۔ ماں کا افسردہ چہرہ دیکھ کر فائزہ نے تسلی دینے کی خاطر کہا۔

"ہاں تم سمجھانا کیف کو ...اسے کہنا کہ بوڑھے ماں باپ کی عزت کو مٹی میں نا ملائے ...اس کو کہنا کہ بڑی امیدیں ہیں تم سے ...اور اسے یہ بھی کہنا کہ ...."انہیں جیسے فائزہ کی بات سے کیف کو سمجھانے کا کوئی راستہ سا نظر آیا تھا۔

"سب سمجھا دوں گی امی ...اب آپ بیٹھیں میں آپ کے لیے گرما گرم چائے بنا کر لاتی ہوں"۔وہ انہیں ٹوکتے ہوئے بولی ....اسے لگا کہ اس کی امی کو اس وقت واقعی چائے کی ضرورت ہے۔

فائزہ چائے بنانے چلی گئی تھی مگر خالدہ کو پھر سے کیف کی پریشانی کھانے لگی تھی۔

☆......☆......☆

"کہاں جا رہے ہو"۔اپنے بستر پر لیٹا ہوا عابد کیف کو دروازے کی طرف جاتا دیکھ کر بولا تھا۔

"آتا ہوں کچھ دیر میں"۔اس نے واضح جواب نہیں دیا تھا مگر عابد سمجھ چکا تھا کہ رات کے اس وقت وہ ضرور اسی سے بات کرنے جا رہا ہے۔

"تمہیں پتا ہے پیر والے دن جب تم نے آنا تھا اور نہیں آئے تھے تو کرن میرے پاس تمہارا پوچھنے آئی تھی"۔وہ اسے کرن کے بارے میں اب جا کر بتا رہا تھا۔

کیف کو سمجھ نہیں آیا کہ اس میں خاص بات کیا ہے جو وہ اسے اس وقت بتا رہا ہے...وہ بغیر کسی ردعمل کے اسے دیکھنے لگا۔

"کافی پریشان تھی وہ"۔عابد نے اپنی بات جاری کی۔

''کس لیے''۔اسے حیرت ہوئی۔

''تمہارے لیے''۔مختصر جواب ملا۔

''کیوں''۔اسے جیسے سمجھ نہیں آیا تھا۔

''تم نے monday کو یونیورسٹی آنا تھا..مگر تم نہیں آئے....اس کے میسجز کا رپلائے بھی نہیں دے رہے تھے تو وہ مجھ سے تمہارا حال پوچھنے آئی تھی۔میں نے بھی کہہ دیا کہ مجھے بھی نہیں پتا کہ تم کیسے ہو..کہاں ہو....تم سکھر سے کراچی کے لیے نکل رہے تھے....پھر جانے کہاں غائب ہو گئے...یہاں کمرے میں بھی نہیں آئے نا تمہارا سامان یا بیگ نظر آیا''

''ایسا کیوں کہا تم نے؟میں نے تو تمہیں بتا دیا تھا نا کہ میں کچھ دن شاید لیٹ ہو جاؤں گا''اسے حیرت ہوئی۔

''اس کے جو طوطے اڑے تھے یہ سن کر وہی دیکھنے کے لیے جھوٹ کہہ دیا...پھر جب یہ لگا کہ یہ یہاں رونے دھونے ہی نا بیٹھ جائے تو بتا دیا کہ مزاق کر رہا تھا''۔وہ کچھ ہنس کر بولا تھا۔

''کیا ضرورت تھی ایسا کرنے کی..خوامخواہ پریشان کیا بیچاری کو''۔اسے واقعی عابد کا یہ مزاق برا لگا تھا۔

''بیچاری...اھم...اھم.....خیر یہ تو تمہیں وقت آنے پر ہی بتاؤں گا کہ کیا ضرورت تھی''۔وہ معنی خیز سا مسکرایا تھا۔

کیف نے اس سے باتوں میں الجھ کر وقت ضائع کرنے کے بجائے وہاں سے رخصت لینا بہتر سمجھا تھا۔

☆......☆......☆

''کتنی سیلفش ہو تم ماہم''۔اس کے کال اٹینڈ کرتے ہی فوراً بولا تھا۔

''کیسے''۔وہ حیران ہوئی تھی۔

''ایک دفعہ بھی تم نے ٹیکسٹ کر کے نہیں پوچھا کہ میں خیر خیریت سے کراچی پہنچا بھی ہوں یا نہیں''۔اس کا لہجہ اب خفا خفا سا لگا تھا۔

''پوچھنا کیسا...مجھے پتا تھا خیریت سے ہی ہوں گے''۔اب کیا بتائے کہ خود میسج کرتے ہوئے اس کی چھوٹی سی ناک کا مسئلہ بن جاتا ہے....اس کے لیے انا کا مسئلہ بن جاتا ہے کہ وہ کیوں اس کو دکھائے کہ اس پہ کتنا مرتی ہے۔

''تم سے زیادہ فکر تو میری کرن کو رہتی ہے...سمجھ نہیں آتا تمہاری محبت کیسی محبت ہے''۔اس نے کرن کا ذکر دانستہ طور پر کیا تھا۔

''یہ کرن کون ہے''۔لہجہ اب متجسس ہوا تھا۔

''کلاس فیلو ہے میری''۔اس جواب سے جیسے ماہم کو کچھ تسلی سی ہوئی تھی جو پل بھر میں غائب بھی ہو گئی تھی۔

''اور دوست بھی''۔کیف نے بات مکمل کی۔

دوست لفظ نے ماہم کو کچھ تکلیف سی پہنچائی تھی....کچھ برا سا لگا تھا مگر وہ بھی ماہم قریشی تھی...اپنا بدلا لینا اچھے سے جانتی تھی۔

''عامر کو بھی میری بہت فکر رہتی ہے''۔انداز بڑا شوخ تھا۔

''عامر کون؟؟''۔جواب حسب توقع آیا تھا۔

''کلاس فیلو ہے میرا....اور دوست بھی''۔وہ معصوم بنتے ہوئے بولی تھی۔

کیف بس مسکرا کر ہی رہ گیا تھا۔

''اپنی سب دوستیاں ووستیاں چھوڑ دو....اب تم میری امانت ہو...میرے علاوہ کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی بھی تمہیں اجازت نہیں ہے''۔لہجہ رعب دار مگر پیار بھرا تھا۔

''اچھا جی''۔اسے اس کا پیار بھرا رعب ڈالنا اچھا لگا تھا۔

''ویسے کیوں کال کی تھی مجھے''۔وہ پھر سے مطلبی سی ہوگئی تھی۔

''تمہارے کان کھینچنے کے لیے''۔وہ اب کچھ سنجیدہ سا ہوا تھا۔

''میں نے کیا کیا''۔اسے واقعی حیرت ہوئی تھی۔

''تم نقاب کیوں نہیں کرتیں؟''۔یہ سوال ماہم کے لیے غیر متوقع تھا۔

''میں تو پہلے بھی نہیں کرتی تھی...آپ کے ساتھ بھی جب جب باہر گئی تھی نقاب کبھی نہیں کیا...تب تو آپ نے کبھی کچھ نہیں کہا''۔ لہجہ اب سرد سا ہونے لگا تھا...اسے کیف کی یہ بات بری لگی تھی۔

''میرے ساتھ تم کبھی پارک نہیں گئی ماہم.... پارک میں رش ہوتا ہے...ہم رات میں جاتے تھے جب سڑکیں ہی سنسان ہوتی تھیں...مگر تمہیں پارک وغیرہ میں تو نقاب کر کے جانا چاہیے۔''لہجہ میں نرمی تھی۔

''میرے بابا نے آج تک کبھی مجھے نقاب کرنے کا نہیں کہا..''۔اس نے جتایا۔

''دیکھو ماہم...میں نہیں چاہتا کہ میرے گھر میں کوئی اس بات پر اعتراض کرے کہ تم پردہ نہیں کرتی.....میں کسی کو بھی اعتراض کا کوئی موقع نہیں دینا چاہتا''۔وہ جیسے اسے اپنے گھر کے ماحول کے حساب سے تیار کرنا چاہتا تھا۔

''مگر...''۔اس نے کچھ کہنا چاہ تھا۔

''مگر۔وگر کچھ نہیں...تم اب سے نقاب کرو گی.....جب تک ہماری شادی نہیں ہو جاتی تم ایسا کوئی کام نہیں کرو گی جس سے میری فیملی تم میں کوئی عیب نکال سکے۔''اس کی بات ماہم کو کچھ کچھ سمجھ آئی تھی۔

''ok as you wish''۔کیف کی خاطر وہ نقاب تو کر ہی سکتی تھی۔

☆......☆......☆

''کیف کی شخصیت میں توازن نہیں ہے''۔ کرن نے اس کے بدلتے رویے کو سوچتے ہوئے کہا تھا۔

'دماغی توازن تو بالکل ٹھیک ہے اس کا''۔ عابد نے شرارتی لہجے میں جواب دیا۔

''دماغی نہیں...میں نے اس کی شخصیت کی بات کی ہے''۔ کرن نے کچھ چڑنے والے انداز میں کہا تھا۔

وہ دونوں کیفے میں لیکچر کے بعد کیف کا انتظار کر رہے تھے۔ کیف نے ان سے کہا تھا وہ بس پانچ منٹ میں لائبریری سے ہو کر آیا مگر اب قریب قریب کوئی آدھا گھنٹہ ہو چکا تھا۔

''تمہیں لفٹ نہیں کرواتا تو اس کا توازن ہی ہلا جلا لگنے لگ گیا ہے تمہیں''۔ وہ ہمیشہ کی طرح اس کی کھنچائی کرنے کے موڈ میں تھا۔

''واٹ داہیل...تم بھی کیا کیا فضول سوچتے اور بکتے رہتے ہو؟؟'' کرن کو غصہ آیا تھا۔

''میں کوئی کرن تھوڑا نا ہوں جو فضول بولے....میں تو ہمیشہ پتے کی باتیں بکتا ہوں''۔ فرضی کالر اوپر کرتے ہوئے اسے مزید چڑانے کے لیے بولا۔

''میرا خیال ہے مجھے چلنا چاہئے''۔ وہ اس کے فضول مزاق سننے کے موڈ میں نہیں تھی..اور کیف کے آنے کے اثار بھی ذرا کم ہی تھے۔

''زبردست خیال ہے''۔ اس نے مزید چڑایا تھا۔

''جا رہی ہوں چیکو''۔ کرن نے اسے چیکو کیف کے ساتھ زیادہ رہنے کی وجہ سے کہا تھا...عابد بھی یہ خطاب ملنے کی وجہ سمجھ چکا تھا۔

''چیکو تم پہ زیادہ سوٹ کرتا ہے....نہیں؟؟؟''۔ وہ جواباً شریر سے انداز میں بولا تھا۔

''افففففف گو ٹو ہیل''۔ وہ اپنا پیر پٹختے ہوئے وہاں سے چل دی تھی۔

عابد نے گھڑی دیکھی تھی....کیف اب تک نہیں آیا تھا...بے اختیار وہ مسکرانے لگا۔ وہ جان چکا تھا کہ کیف صاحب اب یہاں آنے سے تو رہے۔

☆......☆......☆

''شکر ہے چچی آپ بھی بھول کر ہمارے گھر آئیں...بہت خوشی ہوئی سچ میں''۔ ماہم نے فرحت چچی سے کہا تھا۔

''ارے بیٹا..بچے تو روز ہی تمہارے سر پہ سوار ہوتے ہیں..''۔ انہوں نے مسکرا کر کہا۔

''مگر چچی آپ تو نہیں آتیں نا....آپ کی اپنی جگہ ہے جو صرف آپ کے آنے سے ہی پر ہو سکتی ہے''۔ لہجے میں محبت تھی۔

''اپنی چچی کے سر پہ سوار ہونے کے لیے تم جو پہنچ جاتی ہو....انہیں موقع ہی کہاں دیتی ہوں کہ وہ بھی آئیں''۔ فریدہ نے کہا تھا۔

''مجھے تو خوشی ہوتی ہے اس کے آنے سے...دل میں عجیب سی اداسی ہو جاتی ہے اگر ماہم کو کچھ دن نا دیکھوں تو...کچھ ہی دن میں عادت ہو گئی ہے ماہم کی''۔ وہ اب ساتھ بیٹھی ماہم کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی تھیں۔

''چچی میں بھی تو ماہم آپی کے ساتھ آتی ہوں...میری عادت نہیں ہوئی؟'' سارہ نے اپنی پونی ہلاتے ہوئے سوال کیا تھا۔جس پر سب ہنس دیے تھے۔وہ سب لاؤنج میں بیٹھے تھے۔چچی فرحت اکیلی ہی آئی تھیں..ان کے تینوں بچوں میں سے کوئی بھی ساتھ نہیں تھا۔

''چلو تم...کچن میں چل کے میری ہیلپ کرواؤ....کچھ اچھا سا بنا کہ کھلایا کرو چچی کو تو ان کو تمہاری عادت بھی ہو جائے گی''۔ماہم نے اٹھ کر سارہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے کچن کی طرف لے جاتے ہوئے کہا تھا۔اسے یقین تھا کہ وہ یہاں بیٹھی تو ہر بات میں اپنی ٹانگ اڑاتی رہے گی۔

فرحت اور فریدہ دونوں ہی اس بات پر ہنس دی تھیں۔

ماہم اور سارہ کے جانے کے بعد فرحت کچھ دھیمے سے لہجے میں بولی تھیں۔

''بھابی میں آج کچھ ضروری بات کرنے آئی ہوں...اور بڑی امید کے ساتھ آئی ہوں''۔وہ دونوں ایک دوسرے کو بھابھی بلایا کرتی تھیں۔

فریدہ کو حیرت ہوئی...جانے کس امید کی بات کر رہی تھی فرحت۔

''میں عرش کے لئے ماہم کا ہاتھ مانگنے آئی ہوں''۔فرحت نے اپنی بات مکمل کی۔

''پر بھابی یہ کیسے؟؟؟''۔انہیں جھٹکا سا لگا تھا۔یہ غیر متوقع تھا۔

''بشیر کی بہت چاہت ہے کہ اپنے اکلوتے بیٹے کے لیے اپنی بھتیجی ہی لیں.....اور سچ کہوں تو مجھے بھی ماہم بہت پیاری بچی لگتی ہے...ذرا فرق محسوس نہیں ہوتا عالیہ اور ماہم میں''۔انہوں نے مزید بتایا۔

''پر بھابی ماہم تو ابھی چھوٹی ہے.....میں کوئی جلد بازی نہیں کرنا چاہتی....ابھی تو انٹر کے ہی امتحان دیئے ہیں اس نے''۔فریدہ نے کچھ متفکر ہوتے ہوئے کہا تھا۔انہوں نے ایک بار زندگی میں پہلے بھی غلطی کی تھی....اس بار جانے وہ کیا کرنے والی تھیں۔

''جانتی ہوں بھابی...عالیہ کی ہم عمر ہی تو ہے اپنی ماہم....اور عرش تو خود بھی ابھی پڑھائی مکمل کر رہا ہے مگر بات یہ ہے کہ میں اور شبیر رسک نہیں لینا چاہتے تھے...ہم نہیں چاہتے تھی کہ ہم وقت کا انتظار کرتے رہ جائیں اور کوئی اور ہمارے سامنے ہماری ماہم کو اڑا لے جائے''۔انہوں نے اپنی سوچ بتائی۔

''اتنی جلدی شادی....''۔وہ کچھ کہنے ہی والی تھیں کہ فرحت نے فوراً ان کی بات کاٹی۔

''بھابی شادی کی ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے...آپ جب مناسب سمجھیں گی تب ہی کریں گے...مگر ہم چاہتے ہیں کہ کم از کم منگنی وغیرہ کر کے تسلی سے بیٹھ جائیں کہ ماہم اب ہماری بچی ہے''۔

''مگر بھابی شادی سے اتنا عرصہ پہلے منگنی؟؟؟''۔وہ جھٹ منگنی پٹ بیاہ کرنے والی سوچ رکھتی تھیں ان کے لیے یہ غیر مناسب بات تھی کہ لڑکی کی منگنی کر کے اسے سالوں سال گھر ہی بٹھائے رکھا جائے۔

"اپنوں میں کیسی فکر... میں اور بشیر تو کیا خود عرش بھی بے صبرا ہو رہا ہے.. اتنے دن سے اس نے ایک ہی رٹ لگائی ہوئی ہے کہ چچی کے گھر کب جائیں گی؟؟"۔ وہ فریدہ کے ڈر کو سمجھتے ہوئے بولیں۔

"عرش بھی ہمارا ہی بچا ہے.... اور بہت سلجھا ہوا بھی ہے.... مگر شہباز آ جائیں تو ان سے مشورہ کرنے کے بعد ہی میں کوئی جواب دے پاؤں گی"۔ وہ اپنے شوہر کی رائے جانے بغیر کوئی جواب دینے سے تو رہیں۔

"کیسا مشورہ مما..."۔ ہاتھ میں کولڈ ڈرنکس کے گلاسز والی ٹرے لیے ماہم لاؤنج میں ہنستی مسکراتی آئی تھی۔

"صرف کولڈ ڈرنک لائی ہو ماہم... ساتھ کچھ اور بھی لاؤ اپنی چچی کے لیے"۔ انہوں نے ماہم کے ہاتھ میں موجود ٹرے کا جائزہ لیتے ہوئے کہا تھا۔

"ارے نہیں نہیں اس تکلف کی ضرورت نہیں... میرا تو اپنا گھر ہے یہ"۔ فرحت شفیق مسکراہٹ سے بولی تھیں۔

"تکلف کیسا چچی... یہ تو میں اس لیے لائی ہوں کہ باتوں کے دوران گلہ خشک نا ہو جائے.... باقی سب تو ابھی بنانے جاؤں گی اور مما آپ بے فکر ہو جائیں چچی کی ساری پسند کی ڈشز سے میں بخوبی واقف ہوں آپ بس دیکھتی جائیں.... ایک گھنٹے میں کیسے سب کچھ تیار کر دیتی ہوں"۔ وہ چٹکی بجانے کا اشارہ کرتے ہوئی بولی تھی۔

وہ واقعی ان کے گھر اتنا آنے جانے کی وجہ سے اپنی چچی تو کیا پورے گھر والوں کی ہر پسند ناپسند سے واقف ہو چکی تھی۔

"بڑی ہی پیاری ہے ہماری ماہم.... ہمارے تو دل میں ہی گھر کیا ہوا ہے اس نے"۔ فرحت کا لہجہ محبت بھرا تھا۔

ماہم اور فریدہ دونوں فرحت کی بات پہ مسکرانے لگی تھیں۔

ماہم نے اپنے کہے کے عین مطابق ایک گھنٹے میں ہی سب تیار کر چکی تھی۔ فرحت تو یہ دیکھ کہ اور بھی باغ باغ ہو گئی تھیں۔ جاتے وقت انہوں نے پھر سے ماہم کا ہاتھ مانگا تھا اور کہا تھا کہ جواب ان کو ہاں میں ہی چاہیے... ناں کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

ماہم ان سب باتوں سے انجان تھی... وہ بس اپنی ہونے والی تعریفوں سے ہی لطف اندوز ہوتی رہی تھی۔

☆......☆......☆

رات کی چائے پیتے ہوئے ماہم نے نوٹ کیا تھا کہ فریدہ اس سے کچھ زیادہ ہی پیار و محبت سے پیش آ رہی ہیں مگر اسے وجہ سمجھ نہیں آئی تھی۔ اب اس کو کون بتائے کہ جب بیٹیوں کی شادی یا رشتہ کی بات آتی ہے تو ماؤں کو اپنی بیٹیوں پہ زیادہ ہی پیار آنے لگتا ہے۔ البتہ شہباز کا رویہ نارمل ہی تھا کیوں کہ اب تک فریدہ نے شہباز سے کوئی بات کی ہی نہیں تھی۔ شہباز جب سے آئے تھے ماہم تب سے اپنے بابا کے ساتھ ہی بیٹھی رہی تھی... فریدہ کو ابھی تک موقع نہیں ملا تھا۔

فریدہ باپ بیٹی کا پیار دیکھ کر ابھی سے جذباتی ہو رہی تھیں۔ سونے کا وقت ہوا تو ماہم اپنے کمرے میں سونے کے لیے چلی گئی تھی تب نیوز چینل دیکھتے ہوئے شہباز سے فریدہ نے بات کی تھی۔

''آج فرحت بھابی آئی تھیں''۔وہ بولی تھیں۔

''یہ تم کتنی بار بتاؤ گی فریدہ''۔وہ نیوز چینل پر ہی نظریں گاڑھے بولے تھے۔فریدہ واقعی کوئی سو دفعہ پہلے بھی یہ فقرہ دہرا چکی تھی مگر تفصیل تو اسے اب ہی دینا تھی۔

''ماہم کا ہاتھ مانگنے آئی تھیں''۔یہ سن کر اب وہ اپنی نظریں نیوز چینل پر ٹکا نہیں پائے تھے۔

''ماہم کا؟؟؟...مگر کیوں''۔شاک کے تاثرات ان کے چہرے پہ واضح نظر آئے تھے۔

''کمال کرتے ہیں جی...ہاتھ کیوں مانگا جاتا ہے''؟۔فریدہ کو جیسے برا سا لگا۔

''اپنی ماہم تو ابھی چھوٹی ہے..ابھی تو اس نے پڑھائی تک مکمل نہیں کی''۔وہ ابھی بھی چہرے پہ بے یقینی کے تاثرات لیے بولے تھے۔

''عرش بھی تو چھوٹا ہی ہے ابھی جی''۔وہ ایسے بولی تھیں جیسے اس رشتہ کی بھرپور حمایتی ہوں۔

''فریدہ...اس بار نہیں....''۔وہ کچھ جتاتے ہوئے بولے تھے۔

''آپ غلط سمجھ رہے ہیں جی....ویسے بھی تب کی بات اور تھی اب کی بات اور ہے....اب ماہم اتنی بھی چھوٹی نہیں ہے...اور بھابھی کہہ رہی تھیں کہ شادی کی انہیں کوئی جلدی نہیں ہے...اور جی عرش بھی تو دیکھیں کتنا اچھا لڑکا ہے...آپ کا اپنا بھتیجا بھی ہے''۔انہوں نے اب جذباتی طور پر قائل کرنے کی کوشش کی تھی۔

''میں جانتا ہوں کہ میرا بھتیجا ہے....اچھا لڑکا بھی ہے اس میں کوئی شک نہیں...مگر مجھے کچھ سوچنے کا وقت دو....ماہم کی بھی اس سلسلے میں رائے ضروری ہے...''۔شہباز کبھی بھی اپنے فیصلوں میں جذبات نہیں لایا کرتے تھے۔

''ماہم سے میں پوچھ لوں گی اس کی آپ فکر نا کریں''۔اپنی طرف سے انہیں ماہم کی تسلی ہی تھی اسے تو وہ منا ہی لیتیں۔اسے منانا انہیں اچھے سے آتا تھا۔

''ویسے میں ابھی اپنی بیٹی کی شادی یا منگنی وغیرہ نہیں کرنا چاہتا...ماہم کو لے کر میرے بڑے خواب ہیں....میں چاہتا ہوں وہ کچھ بنے...اپنی زندگی میں کوئی مقام حاصل کرے''۔وہ ہمیشہ سے دل میں رکھی خواہش بتا رہے تھے۔

''بیٹیوں نے کیا مقام حاصل کرنا ہے جی؟ وقت پہ اپنے گھروں کی ہو جائیں ہمیں اور کیا چاہیے''۔فریدہ نے بھی اپنا ہمیشہ والا فقرہ دہرایا تھا۔ان کے نزدیک تو جیسے لڑکیاں ہوتی ہی بیاہنے کے لیے ہیں۔

فریدہ کی اس بات پر شہباز خاموش ہو چکے تھے۔وہ جانتے تھے ہمیشہ سے فریدہ کی سوچ محدود ہی ہے وہ بس جلد از جلد اپنا فرض ادا کر کے اپنے سر سے بوجھ اتارنے کے حق میں ہیں۔فی الحال بحث کا کوئی فائدہ نا تھا۔

☆......☆......☆

''آج کیفے میں آنے کے بجائے تم کہاں غائب ہو گئے تھے''۔میکڈونلز پر بیٹھے عابد نے کہا تھا۔

''بس یونہی''۔لہجہ سرسری تھا۔

''اچھا....غالباً کہیں کال کرنی ہوگی''۔وہ فش نگٹس کی پلیٹ کو اپنے سامنے کرتے ہوئے بظاہر بڑا ہی سرسری سا پوچھ رہا تھا۔

''تمہیں کیسے پتا''۔کیف حیران ہوا تھا۔وہ واقعی کیفے میں کسی کال کی وجہ سے نہیں آیا تھا۔

''عابد شاہ نے دنیا دیکھی ہے نوجوانوں کے انداز دیکھ کر ہی بتا دوں کہ کتنا بیلنس کال پیکجز پر اڑا ڈالتے ہیں''۔وہ اپنا گھسا پٹا جملہ بولا تھا۔

''کال پیکجز؟؟؟سسٹر سے بات کرنے کے لیے کال پیکجز کی کیا ضرورت ہے''۔اسے کچھ حیرت ہوئی۔

''ہائیں سسٹر؟؟''۔وہ تو کچھ اور ہی سوچ کر بیٹھا تھا۔ساتھ ہی وہ بڑی اسپیڈ سے نگٹس ختم کر رہا تھا۔

''جی سسٹر...تم کیا سمجھے..؟؟اوہ اچھا..تمہارا تو بس ایک ہی طرف خیال جا سکتا ہے''۔اسے جیسے سوال کے دوران ہی سمجھ آ گیا تھا کہ عابد نے کیا سمجھا ہوگا۔

''تم نے کبھی سسٹر سے پہلے تو بات نہیں کی.....پھر اچانک؟''۔اس نے صحیح کہا تھا اس نے کبھی کیف کو سسٹر وغیرہ سے کال پر باتیں کرتے نہیں سنا تھا۔اور آج اچانک سسٹر سے کال پر بات سے اسے کچھ تشویش ہوئی تھی۔

''ہاں بس امی نے جانے کیا کچھ کہا ہے سسٹر کو.....جب ان کی کال آ رہی تھی تو میں لیکچر لے رہا تھا.....فری ہو کر یاد آیا کہ ان کو کال بیک کر لوں۔اور جب کال کی تو پورے سال کے لیکچرز ایک ساتھ ہی مل گئے''۔وہ کچھ مسکرا کر بولا تھا جیسے اسے اپنی بڑی بہن سے ملنے والے لیکچرز پر پیار آ رہا ہو۔

کیف کال کے دوران تو کافی پریشان ہو گیا تھا کہ اس کی آپی جانے اسے کیا کیا سمجھائے اور سنائے جا رہی تھیں مگر بعد میں اسے یہ سوچ کر ہی خوشی مل رہی تھی کہ اپنے گھر بچوں میں اتنی مصروف ہونے کے باوجود اس کی آپی بڑی بہنوں والے لیکچر دینا نہیں بھولی تھیں۔

''ہاہاہا...بڑی بہنیں ہوتی ہی لیکچر دینے کے لیے ہیں...ان کے لیکچرز کے بنا بھی زندگی ادھوری ہی ہے''۔عابد نے جیسے کچھ تجربہ کر رکھا تھا۔

''بات تو سچ ہے تمہاری''۔وہ پھر سے مسکرایا تھا۔

''ایک اور سچی بات بتاؤں؟؟''۔نگٹس ختم کرنے کے بعد وہ اب اپنے بگ میک برگر کا بائٹ لیتے ہوئے بولا تھا

''تمہیں بھلا کچھ بتانے سے کون روک سکتا ہے۔بولو جناب''۔کیف نے اپنا چیز برگر اٹھاتے ہوئے کہا تھا۔

''یہ سسٹرز لوگوں کی ناامیوں سے بہت پٹتی ہے...''۔وہ آنکھ مارے بولا تھا۔

''تو؟؟''۔عابد کا آنکھ مارنا بے سود گیا تھا کیف اس کی بات نہیں سمجھا تھا۔

''تو یہ امیوں کو کسی بات کے لیے منا بھی سکتی ہیں اور بگاڑ بھی سکتی ہیں''۔اس نے اب وضاحت کی۔

''ہمم...تو؟؟؟''۔وہ اب بھی نہیں سمجھا تھا۔

''ایک اچھی سسٹر اپنے بھائی کی خوشی کے لیے امی کو نئی بھابی کے لیے تو منا ہی سکتی ہے نا''۔اس نے اب مزید صاف صاف بات کی۔

''oh yes یہ میرے ذہن میں کیوں نہیں آیا...ان سے میں فرینکلی بات بھی کر سکتا ہوں...اور وہ میری بات سمجھ بھی سکتی ہیں اور آگے پہنچا بھی سکتی ہیں..''۔کیف کو جیسے ایک جھٹکے میں کوئی آسان راستہ نظر آیا تھا۔

''وہی تو''۔وہ اب ہاتھوں سے ہلکی تالی بجائے بولا۔

''کبھی کبھی کام کی بات بھی کر دیتے ہو تم''۔کیف کو اس کی بات واقعی بڑے کام کی لگی تھی اور وہ من ہی من یہ بھی سوچ رہا تھا کہ ایسا کرنے کا خیال اسے کیوں نہیں آیا تھا۔

''میں ہمیشہ ہی کام کی بات کرتا ہوں...عابد شاہ نے...''۔وہ اپنا گھسا پٹا جملہ دہرانے والا تھا۔

''not again''۔فوراً ٹوک کر اس نے اپنے کانوں کو کسی اذیت سے بچایا تھا۔

عابد شاہ بیچارہ خاموش ہو گیا۔

''اپنا تکیہ کلام بدل دو...کان پک گئے ہیں میرے سن سن کر''۔کوفت زدہ تاثرات سے کیف نے کہا تھا۔

''اس زندگی میں تو یہ ممکن نہیں''۔عابد شاہ کے چہرے پہ ڈھیٹائی کے تاثرات نظر آئے۔

کیف بس اسے دیکھتا ہی رہ گیا تھا۔

☆......☆......☆

وہ بستر پر سونے کے لیے لیٹی تھی مگر نیند کا غلبہ چھانے کے باوجود وہ سو نہیں پا رہی تھی۔اسے پھر سے اپنے مستقبل کی فکر ستانے لگی تھی وہ پھر سے خود کو سولی پہ لٹکا محسوس کرنے لگی تھی۔اسے اب کوفت ہونے لگی تھی وہ ان لوگوں میں سے نہیں تھی جو صبر و تحمل سے وقت کا انتظار کریں یا بیٹھ کے دیکھتے رہیں کہ زندگی ان کے ساتھ کیا کرنے والی ہے۔وہ جلد باز تھی اسے سب نتائج فوراً چاہیں تھے۔اس کے لیے ہاں یا ناں بس یہ دو ہی جواب تھے...بیچ کا کوئی جواب اسے نا سمجھ آتا تھا نا اپنی زندگی میں چاہیے تھا۔وہ اپنی زندگی کسی سسپنس میں نہیں گزارنا چاہتی تھی کہ کیف عالم اسے ملے گا یا نہیں ملے گا۔

سوچوں سے تھک کر وہ سونے کا ارادہ ترک کیے اب اپنا موبائل اٹھائے اسکرین تکنے لگی تھی۔دل چاہ رہا تھا کہ کیف سے بات کرے مگر دماغ اس کی اجازت نہیں دے رہا تھا۔اس کا ذہن اس کے لیے کچھ حدیں بنائے ہوئے تھا جو کس حد تک صحیح تھیں اور کس حد تک

غلط وہ اس بات سے انجان تھی۔

دل سے دل کو راہ ہوتی ہے......شاید یہ کہاوت ٹھیک ہی تھی..... یا نہیں بھی تھی تو کم از کم اس پل تو ٹھیک ہی ثابت ہوئی تھی۔ اسکرین پر کیف کا لنگ جگمایا تھا۔اسے دو پل بھی نا لگے تھے کہ وہ کال ریسیو کر چکی تھی۔اسے خود پر اتنا اختیار ضرور تھا کہ وہ خود سے کیف کی یاد میں کمزور نہیں پڑتی تھی مگر کیف کی پیش رفت کے بعد وہ خود پر کسی قسم کا کنٹرول نہیں رکھ پاتی تھی۔

''مت کال کیا کریں نا''۔وہ بغیر کسی سلام دعا کے کال اٹینڈ کرتے ہی بولی تھی۔

''وجہ''۔سوال مختصر مگر مشکل تھا۔

''بس مت کیا کریں''۔انداز میں کچھ بے بسی تھی۔اسے لگتا تھا کیف کی کال اسے کمزور بناتی ہے۔

''تمہیں میں یاد نہیں آتا کیا؟؟؟ایک دفعہ بھی تم میرا حال پوچھنا گوارا نہیں کرتی کہ میں کیسا ہوں؟ کہاں ہوں؟ کس حال میں ہوں ؟۔اوپر سے اگر میں تمہارا حال پوچھنے کے لیے کال کر بھی لوں....تو تم اپنی چھوٹی سی ناک پھلا کر بیٹھ جاتی ہو۔''اس کی بات پر ماہم مسکرائی تھی پہلے اپنے ناک پر ہونے والے جس اعتراض پر وہ چڑتی تھی اب وہی اعتراض اسے بھاتا تھا۔اسے کہ چہرے پہ مسکراہٹ لاتا تھا۔

''میں نہیں چاہتی کہ بعد میں انہی کالز کو یاد کر کے روتی رہوں...وہ کیا شعر تھا... یاد ماضی عذاب ہے یا رب''۔انداز اب شوخ تھا۔

''یہاں بھی selfishness ''۔اس کو جیسے کچھ عجیب لگا تھا۔''میں تو ایسا نہیں سوچتا کہ میں بعد میں روتا رہوں گا...میں تو یہ سوچتا ہوں کہ جتنا ہو سکے تمہارے ساتھ کے ساتھ زندگی گزرے....چاہے ایک امید کے ساتھ ہی سہی کہ کبھی تو تم میری زندگی کا حاصل بنو گی''۔انداز محبت بھرا تھا۔

''مجھے امید کے سہارے زندگی گزارنا پسند نہیں...میں فوری فیصلے چاہتی ہوں....اور ویسے بھی آپ لڑکوں کو کیا فکر بعد میں رونے دھونے کی...آپ کا خیال رکھنے کے لیے تو بہت سی موجود ہوتی ہیں''۔اس کا اشارہ کرن کی طرف تھا۔

''ہمم بات تو ٹھیک ہے تمہاری''۔اس نے اسے کچھ چڑانا چاہا تھا اور وہ چڑی بھی تھی..تو مطلب واقعی اس کے پاس بہت تھیں جو اس کا خیال رکھتیں۔

''اوکے بائے''۔انداز اب کچھ روکھا تھا۔

''مزاق کر رہا تھا''۔وہ اسے کے فٹ سے بائے کی وضاحت میں بولا تھا۔

وہ خاموش ہی رہی تھی۔اسے جیسے یہ مزاق پسند نہیں آیا تھا۔

''اچھا بتاؤ...کیسی ہو...کیا کیا سارا دن''۔اسے خاموش پا کر اس نے حال احوال کی غرض سے بات بڑھائی تھی۔

''کچھ خاص نہیں...بس جیسا روز گزرتا ہے ویسا ہی گزرا.......ہاں مگر چچی آئی تھیں آج....ان کے لیے کھانا بنایا انکے ساتھ ہی

دن گزرا....''۔ساتھ ہی وہ دن کے بارے میں سوچتے ہوئے بولی تھی کہ مزید کیا بتائے۔

''تمہیں کھانا بنانے آتا ہے''۔؟؟ وہ ہنسا تھا۔

''تھوڑا بہت تو آتا ہی ہے نا..اب اتنی بھی گئی گزری نہیں ہوں''۔اس کی ہنسی اسے اپنی شان میں کچھ توہین سی لگی۔

''اچھا کیا بنایا تم نے''۔وہ جیسے اس کی کھنچائی کرنے کے موڈ میں تھا۔

''مین ڈش میں بریانی ..ڈیسرٹ میں فروٹ ٹرائفل... salads میں رشین سلاد...بیوریجز میں ہاٹ چاکلیٹ''۔ یہ جواب اسے امپریس کرنے کی غرض سے دیا گیا تھا جسے کیف سمجھ چکا تھا۔

''واہ ماہم...کیا بات ہے....مجھے تو آج تک لگتا تھا بریانی کا شمار ڈیسرٹ میں اور ہاٹ چاکلیٹ کا شمار salads میں ہوتا ہے''۔

وہ بالکل سنجیدہ سا بولا تھا اور ماہم بیچاری کا منہ بن گیا تھا.....امپریس کرنے کی کوشش غالباً ناکام ہو چکی تھی۔

''اچھا مجھے بریانی کب بنا کر کھلا رہی ہو.....''۔وہ پھیکی سی ماہم کا پھیکا پن نوٹ کرتے ہوئے بولا تھا۔

''کبھی نہیں''۔انداز کچھ جلا کٹا تھا۔

''میں تمہارے گھر آیا تب بھی نہیں کھلاؤ گی....''۔اسے لگا اس کے گھر آنے کا سن کر وہ خوش ہو جائے گی۔

''تب بھی نہیں''۔جواب امید کے برعکس آیا تھا۔

''میری فیورٹ ہے بریانی''۔اس نے اضافہ کیا۔

''اچھا...پھر سوچوں گی...ویسے آپ میرے گھر کیسے آئیں گے...میرا مطلب ہے......''۔جو سوال اسے پہلے کرنا چاہیے تھا وہ اسے اب پوچھ رہی تھی۔

''جب سب ٹھیک ہو جائے گا تب کی بات کر رہا ہوں پھینو''۔وہ اس کی بات کاٹتے ہوئے بولا تھا۔

''اور سب ٹھیک کیسے ہوگا''۔انداز میں مایوسی تھی۔

''شاید بہت جلد''۔جواب سے کچھ امید کی کرن جھلکی تھی۔

''کیسے''۔اس نے مزید پوچھا۔

''ماہم میں نے سوچا ہے کہ میں فائزہ آپی سے بات کروں''۔اس نے بتایا۔

''اس سے کیا ہوگا''۔وہ حیران سی ہوئی۔

''فائزہ آپی گھر میں سب سے بڑی ہیں...شادی شدہ ہونے کی وجہ سے ان کا اب رعب بھی ہے.....سب ان کی بات سنتے بھی ہیں اور سمجھتے بھی ہیں....میرا خیال ہے وہ مجھ سے بہتر قائل کر سکیں گی امی، ابو کو''۔اس نے اپنی سوچ بتائی۔

''تو پھر جلدی بات کریں نا ان سے...ابھی کال کرلیں''۔وہ اپنی ہمیشہ والی جلد بازی کی عادت سے مجبور بولی تھی۔

''ماہم''۔وہ اسے پکار کر اب ہنسنے لگا تھا...اسے اس پل وہ بہت معصوم لگی تھی۔

☆......☆......☆

وقت کا پہیہ چل رہا تھا...وقت کے پہیہ کی بھی عجب ادا ہے...جب ہم چاہتے ہیں کہ وقت چٹکیوں میں گزر جائے تب وقت گرمیوں کی تپتی دوپہر سا اور سردیوں کی جامد کر دینے والی رات سا بن جاتا ہے جو گزرنے میں ہی نہیں آتا۔اور جب ہم چاہتے ہیں کہ یہ وقت رک جائے تھم جائے اور ہم اسے مٹھی میں قید کرلیں تو یہ وقت ہوا کے جھونکے سا گزر جاتا ہے۔

ماہم قریشی جو اس وقت کو مٹھی میں قید کرلینا چاہتی تھی اب مزید ٹوٹی تھی۔اس کی زندگی کا فیصلہ ہوئے ڈیڑھ ماہ ہو چکے تھے مگر اسے ابھی اس فیصلے کو قبول کرنے کے لیے ڈیڑھ ماہ مزید انتظار کرنا تھا۔جیسے جیسے دن گزر رہے تھے اپنے گلے میں پڑا پھندہ اسے کستا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

وہ اسی پھندے کی تکلیف کو محسوس کرتی ہوئی اپنے کمرے میں بیٹھی ایک سنگدل کا اسکیچ بنا رہی تھی۔ان تین سالوں میں اس نے جتنے بھی اسکیچ بنائے تھے وہ سب کے سب بس اسی ایک انسان کے تھے جو پچھلے تین سال میں اس کے لیے کسی ناسور کی صورت اختیار کر چکا تھا۔مگر ایسا ناسور جس سے وہ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت کرتی تھی۔

''اب تک کھانا کیوں نہیں کھایا تم نے''۔کمرے میں آتے ہوئے فریدہ نے کہا تھا۔

فریدہ کی آواز پہ چونک کر ماہم نے اسکیچ پیپر الٹا دیا تھا۔فریدہ اب اس کے قریب بیٹھ چکی تھیں۔

''تم نے بتایا نہیں...کھانا کیوں نہیں کھایا]''۔وہ اس پر گہری نظریں ڈالے بولی تھیں جیسے اس کے چہرے پہ کچھ کھوج رہی ہوں۔

''بھوک نہیں تھی''۔وہ کچھ نظریں چراتے ہوئے بولی تھی اپنے چہرے پہ وہ فریدہ کی نظریں محسوس کرسکتی تھی جس سے بچنے کی خاطر وہ فوراً سے اپنی بات کو مکمل کرنے لگی۔

''مگر اب بہت شدید بھوک لگی ہے..میں جا کر کچھ کھا لیتی ہوں''۔یہ یہاں سے فرار حاصل کرنے کا بہانہ تھا جانے فریدہ اس کے چہرے پہ کیا پڑھ لیں۔

''نہیں تم یہاں ہی بیٹھو...میں لے آتی ہوں...''۔وہ یہ کہہ کر جانے لگی تھیں....ان کو جاتا دیکھ کر ماہم نے ایک ٹھنڈی آہ بھری تھی جیسے اس کی کوئی چوری پکڑے جانے سے بچ گئی ہو۔

وہ ٹھنڈی آہ والے تاثرات میں ہی تھی کہ فریدہ یک دم ہی پلٹیں۔

''کیف سے بات ہوئی تمہاری؟؟؟''۔اس اچانک سوال پہ ماہم کی ہوائیاں اڑ گئی تھیں۔جس سوال سے بچنے کی خاطر جانے وہ اتنے دن سے کیا کیا حربے اختیار کر رہی تھی وہی سوال آخر اس سے پوچھ ہی لیا گیا تھا۔

''کیوں کیا ہوا؟؟''۔ جواب وہ دینا نہیں چاہتی تھی...وہ فریدہ کو ایک اور بار دکھ نہیں دینا چاہتی تھی....اس نے یہ بات ٹالنے کی کوشش کی۔

''ہوا تو کچھ نہیں..مگر کیا تمہاری لڑائی ہوئی ہے کیف سے''؟؟۔ حواس اڑانے والا ایک اور سوال۔

''نہیں...بالکل نہیں''۔ جواب اس نے سچ ہی تو دیا تھا..اس کی تو کوئی لڑائی نہیں ہوئی تھی...اسے تو لڑنے کا موقع بھی نا دیا گیا تھا..اسے تو بس ایک فیصلہ سنایا گیا تھا....جان لیوا فیصلہ۔ اسے ایک زہر دیا گیا تھا جو آہستہ آہستہ اس کی رگوں میں گھل رہا تھا۔

''تو پھر کیف نے اب تک مجھے کوئی کال یا میسج کیوں نہیں کیا.....اتنے دن ہو گئے اسے کراچی گئے ہوئے اس نے اب تک اپنی کوئی خیر خیریت ہی نہیں دی..کل شہباز بھی کیف کا پوچھ رہے تھے....ان سے بھی کیف نے کوئی رابطہ نہیں کیا..تم سے کوئی رابطہ ہوا ہے تو تم ہی بتا دو۔ میں نے تو اسے کال بھی کی تھی مگر اس کا نمبر ہی بند ہے...''۔ آخری جملے نے ماہم کے اندر کو کرچی کرچی کر ڈالا تھا اور وہ اپنے تاثرات اپنے چہرے پہ بھی عیاں نہیں کر سکتی تھی...اسے بس انجان بنے رہنا تھا..آخری مدت تک انجان۔

''پیپرز ہو رہے ہیں کیف کے...وہ بزی ہوں گے''۔ یہ جواب بھی سچ ہی تھا جب وہ کیف سے آخری بار ملی تھی تو واقعی کیف کے پیپرز ایک ڈیڑھ ماہ میں شروع ہونے والے تھے...اس نے اپنی طرف سے ہی اندازہ لگا لیا تھا کہ ان دنوں اس کے پیپرز چل رہے ہوں گے۔

ماہم کے اس جواب پر فریدہ کو کچھ یقین سا آ چکا تھا...یہ ممکن ہی تھا کہ وہ پیپرز کی وجہ سے اپنا سیل آف کیے ہوئے ہو...آخر اس بار اسے ہر حال میں اپنا ماسٹرز مکمل جو کرنا تھا۔

وہ کچھ مطمئن سا تاثر لیے اس کے لیے کھانا لینے چلی گئی تھیں۔

☆......☆......☆

''ماما بہت تعریف کر رہی تھیں تمہاری...کہہ رہی تھیں کہ تم نے جھٹ پٹ سب کچھ تیار کر لیا تھا اور سب کچھ ان کا فیورٹ بنایا تھا''۔ عرش نے کہا تھا۔

''چچی تو ہیں ہی بہت سویٹ..بنانا تو میں بہت کچھ چاہتی تھی مگر وقت کی کمی کی وجہ سے بنا نہیں پائی''۔ ماہم بولی تھی۔

''تبھی تو تم ماما کو اتنی پسند ہو...ان سے اتنا پیار جو کرتی ہو''۔ عرش نے ایک عجیب سی مسکراہٹ سے کہا تھا۔

وہ تو یہ سمجھا تھا کہ ماہم یہ جانتی ہے کہ عرش نے اس کے گھر رشتہ بھجوایا ہے مگر فریدہ نے اب تک ماہم سے کوئی بات نہیں کی تھی....ہاں مگر آج جب ماہم نے چچی کی گھر جانے کے لیے پوچھا تھا تو انہوں نے کوئی بہانہ بنا کر اسے جانے نہیں دیا تھا...انہیں اس کا اب اس طرح بے دھڑک چلے جانا غیر مناسب لگا تھا۔

اجازت نا ملنے پہ ماہم نے عالیہ کو ہی میسج کر دیا تھا کہ وہ اس کے گھر آ جائے جس کے نتیجے میں عالیہ اور عرش اس کے گھر آ گئے تھے

۔صبح کا وقت تھا اس لیے نورین اور سارہ اسکول تھے۔عالیہ تو آتے ہی فریدہ کے ساتھ جڑ کے بیٹھ گئی تھی جس پر ماہم کو کچھ حیرانی تو ہوئی ہی تھی کہ جانے وہ کیوں آج مما سے اتنی گپیں لگا رہی ہے.... یہاں تک کہ وہ یہ بھی بھول چکی ہے کہ اسے ماہم نے بلایا تھا۔

ماہم سب کے لیے چائے بنانے کچن میں آئی تھی اور اس کے پیچھے پیچھے ہی عرش بھی چلا آیا تھا۔ماہم کے کچن میں جانے کے بعد عالیہ نے عرش کی دنیا جہاں کی تعریفیں فریدہ کو کی تھیں۔وہ آتے ہی ان سے گپیں بھی اسی لیے لگانے بیٹھ گئی تھی کہ ان کو عرش کے لیے منا سکے تا کہ وہ جلد از جلد اپنا جواب ہاں میں دے دیں۔تبھی اسے باتوں میں یہ بھی پتا لگا تھا کہ اب تک ماہم کو اس بات کی خبر ہی نہیں۔فریدہ نے بھی اسے کسی بھی قسم کی بات کرنے سے روکا تھا۔جس پر اس کا کہنا تھا کہ ماہم کو پتا تو ہونا ہی چاہئے...اور فریدہ نے کہا تھا کہ وہ جلد ہی ماہم سے بھی بات کر لیں گی اصل فیصلہ تو بڑوں کا ہی ہوتا ہے...شہباز کی ہاں یا ناں کے بعد ہی ماہم سے پوچھا جائے گا۔

کچن میں عرش نے اشاروں اشاروں میں کچھ باتیں ماہم سے کی تھیں جو ساری اس کے سر کے اوپر سے گزر چکی تھیں۔چائے بنانے کے بعد وہ سب کے ساتھ آ کر بیٹھ گئی تھی اور تب جا کر عالیہ نے عرش نامہ فریدہ کے سامنے بند کیا تھا۔

☆......☆......☆

''آج عالیہ نے بھی بڑا ہی اصرار کیا کہ ہم جلد از جلد ہاں کر دیں...بڑا پیار کرتی ہے اپنی ماہم سے''۔فریدہ نے رات کی چائے کے وقت خبریں دیکھتے ہوئے شہباز سے کہا تھا۔

''بچیوں کی جلدی شادی کرنے کے چکر میں تمہیں انہیں جہنم میں بھی جھونکنا پڑے تو تم جھونک دو گی''۔شہباز نے خبروں پر نظر جمائے ہوئے کہا تھا اور کسی حد تک بالکل ٹھیک کہا تھا۔

''جی کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ...آپ کا اپنا سگا بھتیجا ہے کوئی غیر تو نہیں...میرا بھتیجا تھوڑی نا ہے جس کی حمایت کرنے پہ آپ کو اعتراض ہو''۔وہ کچھ برا سا منہ بنا کر بولی تھیں۔

''میرا بھتیجا مجھے اپنی بیٹی سے بڑھ کر تو نہیں ہے''۔ان کا انداز اب قدرے سنجیدہ تھا۔

''آپ کو اس رشتے پہ اعتراض کیا ہے...آپ کا اپنا سگا بھائی ہے جس کے گھر سے رشتہ آیا ہے...گھر بھی پاس میں ہے.....عرش بھی سیرت وصورت دونوں کا اچھا ہے...پھر دیر کیسی اور سوچنا کیسا''۔انہیں جیسے شہباز کا وقت لینا احمقانہ فیصلہ لگا تھا۔

''مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے...مگر جلدی بھی کیا ہے؟؟ یہ کوئی گڈی، گڈے کا کھیل تو ہے نہیں۔میں سوچ سمجھ کہ فیصلہ کرنا چاہتا ہوں...اپنی بیٹی کے معاملے میں کوئی غلطی نہیں کرنا چاہتا''۔وہ اب مزید سنجیدہ ہوئے تھے۔

''کوئی ایک ایسی بات بتا دیں جو آپ کو سوچنے پہ مجبور کر رہی ہو''۔انہیں اب تشویش ہوئی تھی۔

''مجھے اچانک ان کا رشتہ مانگ لینے پہ تشویش ہو رہی ہے...اور عرش ویسا لڑکا نہیں ہے جیسا ماہم کے لیے میں چاہتا ہوں....اس

میں ابھی بچپنہ ہے اور اپنی ماہم بھی بالکل سادہ ہے... دونوں کم عقل ہیں... دونوں ہی عمر میں چھوٹے... سال ڈیڑھ سال ہی بڑا ہوگا عرش اپنی ماہم سے۔ انیس، بیس سال کے لڑکے میں کیا میچیورٹی ہوگی؟؟.. اور کیا گارنٹی ہے کہ اس کا فیصلہ چند سالوں میں بدلے گا نہیں۔" وہ اپنے خیالات کا پہلی بار اظہار کر رہے تھے جو کچھ کچھ فریدہ کو بھی سمجھ آ رہے تھے۔

فریدہ سمجھنے والے انداز میں سر ہلا رہی تھیں اور شہباز نے اپنی بات کو جاری کیا۔

"رشتہ بھاگا تو نہیں جا رہا.... مجھے سوچ سمجھ کے فیصلہ کرنے دو... میں کوئی جلد بازی نہیں چاہتا... ہاں مگر ماہم سے ایک دفعہ پوچھ لو... میرے لیے اس کی رائے اپنی رائے سے بھی زیادہ اہمیت رکھتی ہے... میں اپنے فیصلے بیٹیوں پر تھوپنے کے حق میں نہیں ہوں"۔ وہ اپنا فیصلہ سنا کر اب پھر سے خبروں کی طرف متوجہ ہو چکے تھے۔

☆......☆......☆

"کتنی بار کہا ہے یوں ہی خوامخواہ کال کر کے میرا وقت ضائع مت کیا کریں"۔ وہ حسب عادت کال ریسیو کرتے ہی بولی تھی۔

"ہاں جی آپ تو صدر ٹھہریں... خیر اتنی دیر سے کال کیوں ریسیو کی... کب سے کال کر رہا ہوں"۔ آج ماہم نے اس کی دو کالز کو اگنور کر کے تیسری اٹینڈ کی تھی۔ پہلی دو یہ سوچ کر ریسیو نہیں کی تھیں کہ اسے روز روز کیف سے یوں بات نہیں کرنی چاہئے۔

"صدر نا سہی مگر فضول ہم بھی نہیں..."۔ وہ کچھ جتائے بولی تھی۔

"تمہیں پتا ہے شیکسپیئر کیا کہتا ہے"؟؟۔ وہ کچھ دبی مسکراہٹ سے بولا تھا۔

"شیکسپیئر کہتا ہے کہ جب کوئی آپ کے پیچھے بھاگ رہا ہو تو اس کو اتنا خوار نہیں کرنا چاہیے کہ ایک دن وہ آپ کے آگے بھاگے اور آپ اس کے پیچھے"۔ لہجہ اب سنجیدہ تھا۔

"میں نہیں بھاگنے والی کسی کے بھی پیچھے"۔ شوخ انداز تھا۔

"یہ تو وقت ہی بتائے گا ماہم قریشی.. کسی دن تو تمہیں بھی مجھ سے میرے جیسی محبت ہوگی"۔ اس کے لفظوں میں گہرائی تھی جو ماہم کو محسوس بھی ہوئی تھی۔ یہ بات الگ تھی کہ محبت تو ماہم کو بھی تھی مگر اظہار کرنا اسے آتا نہیں تھا یا شاید کرنا ہی نہیں چاہتی تھی۔ کیف کو خود ہی سمجھ جانا چاہیے نا کہ وہ بھی اس سے بہت محبت کرتی ہے۔

"آپی فائزہ سے بات کر لی آپ نے"۔ وہ ہمیشہ کی طرح اس سے پیار محبت کی باتیں سننے کے بجائے اپنے مطلب پر آ چکی تھی۔ کیف کو ایک دفعہ پھر وہ مطلبی لگی تھی... وہ ہمیشہ ہی اس کے جذباتوں پر یوں ہی پانی پھیر دیا کرتی تھی جانے اس کی کیسی خود غرض محبت تھی جسے نا کیف کے جینے سے مطلب تھا نا مرنے سے... بس ایک ہی رٹ ہوتی تھی کہ جلد سے جلد رشتہ بھیجا جائے۔

"مجھے نہیں لگتا مجھے اب آپی فائزہ سے بات کرنی چاہیے"۔ وہ کچھ دکھی ہوا تھا۔

''مگر کیوں''۔ لہجے میں حیرت تھی۔

''میں کس لڑکی کے لیے اتنا ذلیل وخوار ہوں جو مجھ سے بات تک کرنا گوارا نہیں کرتی...میرے حال سے اسے کوئی مطلب نہیں ہے بس اپنے مطلب سے ہی اسے مطلب ہے۔نا کبھی مجھ سے پیار سے کوئی بات کی ہے اور نا ڈھنگ سے سنی ہے...مجھے تو لگتا ہے تمہیں بس منگنی کا شوق چڑھا ہوا ہے...مجھ سے کوئی محبت وحبت نہیں ہے''۔اس نے شکوہ کیا تھا۔

''ابھی کیسے کوئی بات کروں یا سنوں؟؟؟ابھی ہمارا ایسا کوئی رشتہ نہیں ہے جس میں محبت بھری باتیں کی جائیں''۔اس نے صاف گوئی سے کام لیا۔

''محبت رشتوں کی محتاج نہیں ہوتی''۔اس نے اپنی سوچ بتائی۔

''اوکے آپ کی مرضی ہے...مت کریں آپی سے بات...مت کریں اپنے گھر میں کسی سے بات...اپنی طرف سے بغیر کسی رشتے کے محبت کیے جائیں...مجھے کوئی اعتراض نہیں مگر آج کے بعد مجھے کال یا میسج کر کے پریشان مت کیجئے گا...اللہ حافظ''۔وہ غصے میں لال پیلی ہو کر ایک ہی سانس میں سب بول کر کال کٹ کر چکی تھی۔

کیف کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا تھا...دوبارہ کال کرنا بیوقوفی تھی ماہم اسے اچھا سنانے والی تھی۔

☆......☆......☆

''ادھر میرے ساتھ بیٹھو میری پیاری بیٹی''۔اپنے کمرے میں جاتی ہوئی ماہم کو فریدہ نے روکا تھا۔

''بیٹھ گئی مما...''۔وہ ان کے ساتھ بیٹھتے ہوئے بولی تھی۔

''تمہیں عرش کیسا لگتا ہے''۔انہوں نے ڈاریکٹ ہی سوال کیا۔

''اچھا ہے''۔وہ کم عقل بغیر اپنی مما کی بات سمجھے بولی تھی۔

''تمہاری چچی نے عرش کے لیے تمہارا ہاتھ مانگا ہے...''۔انہوں نے ماہم پر جیسے دھماکہ کیا تھا۔

''کیا''۔وہ یکدم ہی کسی شاک میں اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

''بیٹھ جاؤ''۔فریدہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر بٹھایا۔

''مجھے اور شہباز کو عرش بہت پسند ہے...اب ہم تمہاری رائے جاننا چاہتے ہیں''۔فریدہ اپنی بیٹی کا فرض ادا کرنے کے لیے اس طرح کے جھوٹ تو بڑے آرام سے بول سکتی تھیں...وہ جانتی تھیں ماہم کبھی بھی شہباز کی رائے سے اختلاف ظاہر نہیں کرے گی...شہباز کا کوئی بھی فیصلہ اس کے لیے بہت اہمیت رکھتا ہے۔

''مگر مما...مجھے ابھی پڑھنا ہے''۔فوری طور پر اسے پڑھائی ہی بطور بہانہ یاد آئی تھی۔

”پڑھائی سے کس نے روکا ہے؟؟ بلکہ فرحت تو کہہ رہی تھی ماہم جتنا چاہے پڑھ لے... پڑھائی مکمل کرنے کے بعد ہی شادی کریں گے...ابھی صرف ان کو ہاں کرنی ہے اور ویسے بھی ابھی تو عرش بھی پڑھ رہا ہے“۔اس کا یہ بہانہ تو ناکام ہوا تھا۔

”مگر اتنی جلدی کیا ہے مما“۔شہباز کو لڑکا بہت پسند تھا یہ کہہ کر فریدہ نے پہلے ہی ماہم پر صاف صاف انکار کے دروازے بند کر دیے تھے۔شہباز ماہم کی کمزوریوں میں سے ایک تھے.....ان کی خوشی ماہم کے لیے اپنی جان سے بھی بڑھ کر تھی۔

”مجھے تمہاری بہت فکر لگی رہتی ہے ماہم...میں جلد از جلد تمہارا گھر بستا دیکھنا چاہتی ہوں یا کم از کم میرے مرنے سے پہلے تمہارا رشتہ ہی طے ہوا ہو گا تو تمہارا خیال رکھنے کے لیے کوئی گھر تو ہو گا..تم جانتی ہو زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے“۔وہ ایک دفعہ پھر اسے جذباتی طور پر مجبور کر رہی تھیں...ایک دفعہ پھر ان کی ایسی باتیں اس کی زندگی برباد کر سکتی تھیں۔

فریدہ ارسلان کی موت کے بعد سے ہی اپنی زندگی کو لے کر اس قدر حساس ہو چکی تھیں کہ وہ کوئی بھی الٹا سیدھا فیصلہ جذبات کے دباؤ میں لے لیتی تھیں۔وہ بس چاہتی تھیں کہ وہ ارسلان کو تو نہیں بچا پائی تھیں....مگر کم از کم ماہم اور سارہ کا مستقبل وہ جلد از جلد محفوظ کر لیں۔

”مجھے سوچنے کے لیے تھوڑا وقت دیں“۔یہ کہہ کر وہ وہاں سے فوراً چلی گئی تھی اس نے مزید ایک پل بھی وہاں بیٹھنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔وہ اپنی ماں کی جذباتی باتوں کے آگے جھکنا نہیں چاہتی تھی۔پانچ سال پہلے جو کچھ اس کی ماں کے جذباتی فیصلوں کی وجہ سے ہوا تھا اس کا خمیازہ وہ اب تک بھگت رہی تھی۔

☆......☆......☆

”رات کے دو بجے کا وقت تھا....نیند آج بھی اس کی آنکھوں سے غائب تھی۔جانے کیا ہونے والا تھا اس کی قسمت میں۔ ماموں اظہر کے گھر سے آنے کے بعد سے تو جیسے اس کی زندگی ہی بدل گئی تھی۔پہلے کیف اور اب جانے یہ عرش کہاں سے اس کی زندگی میں گھسا چلا آ رہا تھا۔اس کے بابا کو عرش پسند آیا تھا تو مطلب اس کی زندگی میں عرش کو آنے سے کوئی نہیں روک سکتا تھا...وہ خود بھی روکے تو کیا کہہ کر؟؟ کس کے لیے؟؟۔اس کے دل میں کوئی اور تھا اور زندگی میں کوئی اور شامل ہونے جا رہا تھا۔وہ یہ کیسے ہونے دے سکتی تھی مگر اس کے ہاتھ میں تو کچھ بھی نا تھا۔وہ کس بنا پر اپنے والدین سے یہ کہتی کہ وہ ان کی مرضی سے انکار کر رہی ہے....کیسے کہتی کہ وہ کسی اور کو چاہتی ہے۔ شدید ڈپریشن کے عالم میں اسے اور کچھ نہیں سوجھا تھا سوائے کیف عالم کو کال کرنے کے۔اس نے سیل اٹھایا اور کیف کو کال کرنے لگی۔

کیف جو اس وقت اپنے دوستوں کے ساتھ گھوم پھر کر کچھ دیر پہلے ہی اپنے کمرے میں سونے کی غرض سے لیٹا تھا اس کی کال پر حیران ہو چکا تھا۔ماہم قریشی آج اسے کال کر رہی تھی؟؟؟اب تک تو ہمیشہ وہ ہی اس کے پیچھے پڑا رہتا تھا پھر آج یہ معجزہ کیسے ہوا تھا کہ وہ اسے کال کر رہی تھی۔کچھ حیرانی پریشانی کے ہی عالم میں اس نے کال اٹینڈ کی تھی اور کمرے سے باہر چلا گیا تھا۔عابد نے اسے کمرے سے جاتے دیکھا تھا۔

''شکر ہے کبھی تمہیں بھی میری یاد آئی''۔کیف نے کہا تھا۔

''ہم یاد تو آنی ہی تھی...مبارک جو دینی تھی آپ کو''۔لہجہ طنزیہ تھا۔

''کیسی مبارک''۔وہ حیران ہوا۔

''کچھ دن میں میرا رشتہ پکا ہو جائے گا اس بات کی مبارک''۔لہجہ اب تلخ تھا۔

''کیا کہہ رہی ہو تم''۔اسے جیسے یقین نہیں آیا تھا۔

''صحیح کہہ رہی ہوں...میرے لیے رشتہ آیا ہے.....بابا کو بہت پسند ہے...میں نے سوچنے کے لیے وقت مانگا ہے....اک دو دن میں ہاں کر دوں گی''۔اس نے اپنا ارادہ بتایا۔

''ماہم''۔وہ کسی شاک میں بولا۔

''تم انکار کرو گی...سن لیا تم نے''۔وہ اب کچھ غصے سے بولا تھا۔

''کس لیے؟اور کیوں''۔لہجہ عجیب تھا۔

''میرے لیے اور کیا''۔وہ جیسے اس کے سوال پہ حیران ہوا۔

''اس کے لیے جو میرا ہاتھ تھامنے کو تیار ہی نہیں...جو ایک کوشش کرنے کو بھی تیار نہیں...اس کے لیے میں اپنے بابا کا دل دکھا دوں؟؟''۔اس نے جتا کر کہا تھا۔

''میں کوشش کر تو رہا ہوں''۔وہ کچھ الجھ کر بولا تھا۔

''وہ تو نظر آ ہی رہی ہے....میں فیصلہ کر چکی ہوں...میرے نصیب میں اگر محبت ملنا ہے ہی نہیں تو کم از کم میں اپنے ماں باپ کو تو دکھی مت کروں...میں تو خوش نہیں رہ پاؤں گی مگر کم از کم میرے اپنے تو خوش ہو جائیں''۔آواز اب بھرائی تھی۔

''تم ایسا نہیں کر سکتی..''۔وہ اب دکھی ہوا تھا۔

''میں ایسا ہی کروں گی''۔اس نے جیسے صاف صاف اسے اپنا ارادہ بتایا تھا۔

''تم میرے ساتھ دھوکہ کر رہی ہو''۔لہجے میں تلخی تھی۔

''oh really...؟''وہ طنزیہ ہنسی تھی۔

''تم بیچ راہ میں مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتی ماہم''۔وہ اسے بے وفا سمجھ رہا تھا۔

''میں مرتے دم تک ساتھ نبھانے والوں میں سے ہوں کیف عالم بشرطیکہ سامنے والا بھی میرا ساتھ چاہتا ہو...میں زبردستی تو آپ کو چپک نہیں سکتی...کس حق اور کس رشتے سے آپ کے ساتھ رہوں؟؟؟ آپ تو اب تک مجھے لے کر سیریس ہی نہیں ہیں''۔آواز میں اب کچھ رکھائی آئی تھی۔

''میں سیریس ہوں مس ماہم قریشی... تمہیں مجھ پہ اعتبار کرنا ہوگا....اور میرا انتظار بھی....''۔انداز تحکمانہ تھا۔

''کس رشتے سے؟؟؟''۔اس نے ایک بار پھر اس سے سوال کیا۔

''رشتہ، رشتہ، رشتہ...تنگ آ گیا ہوں میں اس لفظ سے...کیا چاہیے تمہیں؟ آخر کیا رشتہ چاہیے؟ تمہاری محبت بہت خود غرض اور رشتوں کی محتاج ہے ماہم قریشی...آخر چاہتی کیا ہو تم''۔وہ اب کچھ چلایا تھا۔

''آپ کو جو سمجھنا ہے سمجھ لیں...مگر میں اپنے اوپر کسی کی معشوقہ کا لیبل لگوا کر نہیں جی سکتی....میں اپنی ہی نظر میں گر جاؤں گی۔ جب دو لوگوں کے درمیان کوئی رشتہ نہیں ہوتا تو وہ ایک دوسرے کے لیے ناجائز ہو جاتے ہیں اور میں ناجائز محبتوں کے حق میں نہیں ہوں کیف عالم''۔وہ بھی اسی ہی طرح چلائی تھی۔

''میں تم سے ابھی شادی نہیں کر سکتا ماہم....میں ابھی اپنے پاؤں پر بھی کھڑا نہیں ہوا ....تمہیں کچھ سال انتظار کرنا ہوگا..''۔وہ اب کچھ ٹھنڈا پڑا تھا۔

''میں ساری زندگی بھی انتظار کرنے کو تیار ہوں..مگر آپ کی گرل فرینڈ بن کر نہیں۔''انداز دوٹوک تھا۔

''گرل فرینڈ؟؟ اسے جیسے اس لفظ سے ٹھیس پہنچی تھی...''تم اتنا گھٹیا کیسے سوچ سکتی ہو میرے بارے میں؟ میں نے کبھی تمہارے بارے میں ایسا نہیں سوچا۔محبت کرتا ہوں تم سے....شادی کرنا چاہتا ہوں۔تم نے ایسے کہا بھی کیسے؟؟ تم..تم...''۔اپنے دکھ کہ اظہار کے لیے اسے جیسے لفظ ہی نہیں مل رہے تھے۔

''بالکل ایسی ہی تکلیف مجھے بھی ہوتی ہے جب مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ ہمارے درمیان کوئی رشتہ نہیں ہے...''۔لہجہ اب نارمل تھا جیسے اپنا موقف سامنے والے کو سمجھا چکی ہو اور اب اسے اطمینان سا مل گیا ہو۔

''میں صبح ہوتے ہی فائزہ آپی سے بات کرتا ہوں...بلکہ ویک اینڈ آ رہا ہے....میں سکھر آ جاؤں گا....تم ہاں نہیں کرو گی...میں ہر ممکن کوشش کروں گا اپنی فیملی کو منانے کی....نہ منا سکا تو تم اپنے فیصلوں میں آزاد ہو''۔لہجہ کچھ ٹوٹا سا تھا۔

ماہم بھی خاموش ہو چکی تھی...اس کی زندگی میں ایک اور ٹوئسٹ آیا تھا۔کیف یا عرش؟؟؟ اس کی محبت یا اس کی فیملی کی پسند....؟؟؟ جانے قسمت کیا فیصلہ کرنے والی تھی۔

☆......☆......☆

''آج تو بے موسم برسات ہی ہوئی ہے...بلکہ یوں کہوں کہ عید کا چاند آج عید سے پہلے ہی نظر آ گیا''۔فائزہ نے کہا تھا۔وہ کیف کے اچانک اس کے گھر آنے پہ خوش تو تھی ہی مگر حیران بھی تھی۔اس سے تفصیلی حال احوال کے بعد چائے کے وقت اس نے کیف سے کہا تھا۔

''ایسی کوئی بات نہیں ہے آپی عید کا چاند تو آپ ہوگئی ہیں شادی کے بعد''۔کیف نے کچھ شرمندہ سا ہو کر کہا تھا۔

''عید کا چاند...ممی ممی عید آ گئی...اس لیے ماموں ہمارے لیے اتنے گفٹس لائے ہیں''۔ببلو نے کہا تھا...ببلو اور پنکی جو بظاہر کیف کے لائے ہوئے گفٹس سے کھیل رہے تھے شاید بڑوں کی باتوں میں بھی کان دیئے ہوئے تھے۔

''نہیں بچے...عید آنے میں ابھی بہت وقت ہے...اور آپ کے ماموں تو جب بھی آتے ہیں آپ دونوں کے لیے گفٹس لاتے ہیں نا..''۔فائزہ نے پیار بھرے لہجے میں کہا تھا۔کیف کو اپنی بھانجی پنکی اور بھانجا ببلو بہت عزیز تھے وہ کب بھی ان سے ملتا تھا ان کے لیے ڈھیر سارے تحائف لے آتا تھا پھر چاہے وہ ملاقات اس کے اپنے گھر ہو یا فائزہ کے گھر۔

فائزہ کا جواب سن کر وہ دونوں دوبارہ سے اپنے اپنے کھیل میں مگن ہو چکے تھے۔

''آپی کچھ ضروری بات کرنی ہے آپ سے''۔اس نے تمہید باندھی۔

''ہاں کہو نا''۔اس نے بڑی سہولت سے کہا۔۔اگر فائزہ پہلے جان لیتی کہ کیف کیا کہنے والا ہے تو وہ کچھ بھی کر کے اسے وہ کبھی نا کہنے دیتی جو وہ کہنے آیا تھا۔

''آپی...وہ...''۔وہ ابھی بھی ہمت نہیں کر پارہ تھا۔اس کے چہرے کے تاثرات بھی اب بدل چکے تھے۔

''کیا ہوا کیف؟؟سب ٹھیک تو ہے؟''۔فائزہ کو اب کچھ کھٹکا تھا۔

''میں منگنی کرنا چاہتا ہوں''۔اس نے اپنی تمام تر ہمت یکجا کرتے ہوئے کہا تھا۔

''یوں اچانک''۔اس نے شاک کے عالم میں پوچھا۔۔وہ اچانک منگنی کرنے کی بات کرر ہا تھا....فائزہ کو اسی بات نے حیران پریشان کر دیا تھا....جب وہ یہ سنتی کہ کیف کس سے منگنی کرنا چاہتا ہے تب اس کو کس قدر جھٹکا لگتا یہ کیف اندازہ کر سکتا تھا۔

''کبھی نا کبھی تو منگنی کرنی ہی تھی آپی...تو بس میں چاہتا ہوں کہ ابھی کرلوں''۔وہ نظریں چرائے بولا تھا۔

''وہ تو ٹھیک ہے کیف مگر.......خیر منگنی کرنے کا ارادہ کیا ہے تو لڑکی بھی ڈھونڈ ہی رکھی ہوگی''۔فائزہ اب سمجھ ہی چکی تھی کہ اچانک بیٹھے بٹھائے منگنی کا خیال ایسے تو نہیں آ سکتا....وہ بھی اس انسان کو جو ہمیشہ سے مزاق میں بھی اس ٹاپک سے بھاگتا تھا۔

''جی''۔کیف سے اس وقت فائزہ کو اسی جواب کی امید تھی۔

''کون ہے''۔وہ دل ہی دل میں نام سننے سے پہلے ہی اس لڑکی کے بارے میں ایک برا سے امیج اپنے ذہن میں تیار کر چکی تھی جس نے اس کے بھائی کو جانے کس رستے لگا دیا تھا۔

''ماہم''۔جواب مختصر دیا گیا تھا۔

''ماہم''۔وہ ماتھے پہ بل ڈالے اسے دیکھنے لگی جیسے سمجھی نا ہو...وہ ماہم قریشی کی بات کر رہا ہو گا یہ تو اس کے وہم و گمان میں بھی

نہیں تھا۔ وہ تو اپنے ذہن میں اپنی جان پہچان کی سب ماہم کے چہرے لانے لگی تھی کہ کون ہو سکتی ہے۔

''خالہ فریدہ کی بیٹی ماہم''۔ وہ نظریں نیچے زمین میں گاڑھے بولا تھا۔

یک دم خاموشی سی چھا گئی تھی۔ فائزہ کا رنگ فق ہو چکا تھا... اسے جیسے یقین ہی نہیں آیا تھا کہ وہ ماہم قریشی کا نام بھی لے سکتا ہے... فائزہ کے لیے تو یہ تقریباً ناممکنات میں سے تھا۔ ان کی فیملیز کا ایک عرصے سے ایک دوسرے سے کوئی رابطہ نہیں تھا... اس کے نزدیک تو کیف نے شاید ماہم کو پانچ سالوں سے دیکھا بھی نہیں ہوگا۔ وہ ماموں اظہر کے گھر پہ ماہم کے بھی ہونے سے ناواقف تھی۔ وہ خود بھی کنفیوز ہی ہو کر رہ گئی تھی کہ کہیں یہ کوئی مزاق تو نہیں... اور اگر مزاق نہیں تو یہ ممکن ہی کیسے ہوا کہ کیف اس گھر کو اپنا سسرال بنانے کا سوچے۔ وہ فوری طور پر کوئی بھی ری ایکشن نہیں دے پائی تھی... وہ بس اڑے اڑے چہرے کے ساتھ کیف عالم کو بغیر پلکیں جھپکائے دیکھ رہی تھی... اس امید کے ساتھ کہ شاید کیف اپنا بیان بدل ڈالے۔

''آپ میری مدد کریں گی نا''۔ کیف نے اسے خاموش پا کر خود ہی بات کو جاری کیا تھا۔

''کیسی مدد؟؟؟ تم پاگل تو نہیں ہو گئے کیف؟؟ تم نے ماہم کا سوچا بھی کیسے؟؟''۔ اپنی تمام تر حیرانی کو وہ اب غصے کی شکل دے چکی تھیں۔

''کیا حرج ہے اس میں''۔ وہ خود بھی جانتا تھا کہ کیا حرج ہے مگر وہ فائزہ کے سامنے دانستہ انجان بنا تھا جیسے اس کا ماہم کے بارے میں سوچنا کوئی خاص بات نا ہو۔

''دنیا میں کیا صرف ایک ہی لڑکی ہے.... سب کو وہی کیوں نظر آ جاتی ہے''۔ وہ جیسے اب کوفت کا شکار ہوئی تھیں۔

وہ اب بھی سر جھکائے بیٹھا تھا... وہ ماہم کی سائیڈ اس وقت نہیں لے سکتا تھا..... ابھی تو اسے جانے مزید کیا کیا سننا تھا اور سب سے سننا تھا۔

''یہ ممکن نہیں''۔ کیف کا اترا چہرہ دیکھ کر اسے کچھ بھی مزید سنانا فائزہ کو مناسب نہیں لگا تھا... اس لیے اس نے ڈاریکٹ فیصلہ ہی سنا دیا تھا۔

''آپی پلیز آپ تو ایسا مت کہیں.... میں جانتا ہوں یہ بہت مشکل ہے اسی لیے آپ سے مدد لینے آیا ہوں''۔ وہ اب سر اٹھائے التجا کرنے والے انداز میں اپنی بڑی بہن کو منانے کی کوشش کر رہا تھا۔

''آپ کو میری خاطر تو کوشش کرنی ہی ہوگی''۔

''تم کیا چاہتے ہو کیف کہ میں گھر میں فساد ڈلوا دوں؟؟؟ اول تو چچا ہی نہیں مانیں گے اور ابو بھی چچا کی سائیڈ ہی لیں گے اور اگر خوش قسمتی سے انہوں نے تمہاری سائیڈ لے بھی لی تو چچا اور ابو کی لڑائی ہو جائے گی... ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے دونوں بھائی تمہاری وجہ

سے آپس میں ایک دوسرے کی شکل دیکھنے سے بھی جائیں گے....''۔فائزہ نے وہ کہا تھا جو کیف پہلے سے ہی جانتا اور سمجھتا تھا..مگر ایک کوشش تو اسے کرنی ہی تھی۔وہ یوں ہی تو ماہم کو نہیں کھو سکتا تھا۔

''یہ سب ہمارا اپنا ذاتی خیال ہے آپی...ہوسکتا ہے سب لوگ سب کچھ بھول بھلا گئے ہوں... پانچ سال بہت عرصہ ہوتا ہے...چچا اب بیوی بچوں والے ہیں...اور کیا پتا اس قدم سے برسوں سے بچھڑی بہنیں بھی مل جائیں''۔اس نے جیسے اپنی وکالت کرتے ہوئے کہا تھا۔

''تم بات کو سمجھ نہیں رہے کیف...معاملات کی نزاکت کو نہیں سمجھ رہے....تم وہ نہیں دیکھ پا رہے جو میں دیکھ رہی ہوں....ماہم سے رشتے کے لیے ویسے بھی کوئی نہیں مانے گا اور ساتھ ہی چچا تم سے ہر تعلق ختم کر دیں گے...کوشش بھی گھاٹے کا ہی سودا ہے...''۔فائزہ نے اسے ایک اور پہلو دکھانے کی کوشش کی تھی مگر کیف اس پہلو سے بھی پہلے ہی واقف تھا۔وہ اتنے عرصے میں یہی سب کچھ تو سوچتا رہا تھا..اسی سب نے ہی تو اسے اب تک کوئی بھی قدم اٹھانے سے روکے رکھا تھا۔یہی سب کچھ سوچنے کے بعد ہی تو اس نے ماہم سے کورٹ میرج کا سوچا تھا۔

''مجھے تو یہ ہی سمجھ میں نہیں آرہا کہ یہ ماہم کہاں سے آگئی؟؟؟''۔اسے سوچوں میں الجھا ہوا دیکھ کر فائزہ نے وہ سوال کیا جو کافی دیر سے اسکے دماغ میں گردش کر رہا تھا۔

کیف اب اپنا چہرہ اپنے ہاتھوں میں چھپا چکا تھا بڑے ہی مایوس انداز میں۔فائزہ کے اس سوال کا جواب دینا ضروری نہیں تھا...ضروری یہ تھا کہ اب وہ کیا کرے؟؟؟۔کون سا راستہ نکالے جو سیدھا ماہم قریشی تک جائے۔

☆......☆......☆

انگلش لینگویج کورس جو کہ اللہ اللہ کر کے ہو رہا تھا جس میں اب ماہم کورتی برابر بھی دلچسپی نا رہی تھی...اس کے لیے وہ کبھی اکیڈمی جاتی تھی کبھی نہیں جاتی تھی۔ایڈمشن اس نے مصروف رہنے کے لیے لیا تھا مگر کیف سے رابطہ کے بعد سے اسے مصروفیت بھی چین نہیں دیتی تھی۔عالیہ البتہ ریگولر ہی کلاسز لے رہی تھی۔

کچھ دن کی چھٹی کے بعد اکیڈمی میں ہی عالیہ سے ماہم کی ملاقات ہوئی تھی۔جب سے رشتے کی بات چلی تھی ماہم ان کے گھر نہیں گئی تھی عالیہ بھی اس دن کے بعد سے نہیں آئی تھی۔

''تم گھر کیوں نہیں آتی ماہم...اتنے دن سے ایک چکر بھی نہیں لگایا تم نے...''۔عالیہ نے اس سے پوچھا تھا۔

''اب نہیں آسکتی''۔وہ بغیر سوچے سمجھے بول گئی تھی۔

''مگر کیوں''۔جواب کا اندازہ تو اسے بھی ہو ہی رہا تھا۔

''تم جانتی ہی ہو''۔اس نے صاف صاف تو کچھ نہیں کہا تھا مگر یہ صاف صاف اشارہ ضرور تھا کہ اس تک عرش کے رشتے کی بات پہنچ چکی ہے۔

"تو اس کا کیا مطلب ہے کہ تم ہمارے گھر آنا جانا ہی چھوڑ دو گی؟؟ اس گھر میں صرف عرش نہیں میں بھی رہتی ہوں ...."۔ اس نے مسکرا کر کہا تھا۔ وہ اس بات پر خوش ہوئی تھی کہ ماہم تک بات پہنچ چکی ہے۔

"وہ بات بھی ٹھیک ہے مگر..."۔ وہ کچھ کہتے کہتے رکی۔

"افففف ہو...تم اتنے پرانے خیالات کی تو نہیں ہو ماہم"۔ وہ واقعی اتنے پرانے خیالات کی نہیں تھی مگر وہ اسے کیا بتاتی کہ فریدہ اسے دن رات ان لوگوں کے سامنے خوامخواہ شرمانے کی ہدایات دیتی رہتی ہیں جن میں سے ایک ہدایت شرم کے مارے ان کے گھر نہ جانے کی ہے۔

"آؤں گی...بے فکر رہو"۔ اس نے جیسے بات کو ٹالا تھا۔

"ہمیشہ رہنے کے لیے کب آؤ گی"۔ عالیہ نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔ وہ اتنی گہری سہیلیاں تھیں کہ اس کے منہ سے یہ سوال ماہم کو بالکل بھی عجیب نہیں لگا تھا۔ وہ اس سے کچھ بھی پوچھ سکتی تھی اور وہ کوئی نا کوئی بات عرش کے حوالے سے ضرور کرے گی یہ ماہم بھی جانتی تھی۔

"یہ تو نصیب کی بات ہے عالیہ"۔ اس نے جیسے ٹالنے کی کوشش کی تھی۔

"سب کچھ نصیب کی بات نہیں ہوتا..کچھ انسان کو بھی ہاتھ پاؤں مارنے پڑتے ہیں....اب اگر ہم نوالہ توڑ کر منہ میں نا ڈالیں اور یہ سوچتے رہیں کہ نصیب میں ہوا تو یہ نوالہ خود منہ میں آ جائے گا تو بس پھر کھا لیا ہم نے اور رہ لیے زندہ"۔ اس نے ہنس کر کہا تھا مگر اس کی بات نے ماہم کو جیسے کچھ اور ہی سوچنے پہ مجبور کیا تھا۔ کیف اور اسے بھی تو سب نصیب پہ نہیں چھوڑنا تھا انہیں بھی تو ہاتھ پاؤں مارنے تھے۔

"سچ کہہ رہی ہو تم"۔ وہ بھی اس کی بات سے متفق تھی۔

"عرش تمہیں کیسا لگتا ہے"۔ اس نے اچانک ہی سوال کیا تھا۔

"تم بھی نا عالیہ"۔ اس نے ٹالنے کی کوشش کی تھی جسے عالیہ اس کا شرمانا سمجھی تھی۔

"oh come on میں جتنی عرش کی بہن ہوں اتنی تمہاری دوست بھی تو ہوں...اب تم مجھ سے تو کچھ مت چھپاؤ...ویسے بھی اس وقت تمہاری کوئی سہیلی جو تم سے تمہارے دل کے حال سن سکے موجود نہیں ہے...تو اپنے دل کی ہر بات مجھ سے شیئر کرنے کے علاوہ تمہارے پاس کوئی چوائس نہیں ہے"۔ اس کے لہجے میں اب شرارت تھی....

"میرے دل میں اس وقت کچھ بھی نہیں....میں نے عرش کے لیے کبھی ایسا نہیں سوچا...میرے لیے وہ بھائی جیسا ہی ہے"۔ اس نے کچھ کھلنے کی کوشش کی۔ کچھ اس طرح سے کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نا ٹوٹے۔

"وہ تو سب شادی سے پہلے بھائی ہی ہوتے ہیں...ہم لوگوں کی شادیاں ایسی ہی تو ہوتی ہیں"۔ وہ اس کی بات پر ہنسی تھی اور ماہم

کو اپنی تدبیر اب بچکانہ لگی تھی۔ اس نے ایسا بہانا بنانے کی کوشش کی تھی جو بنتا ہی نہیں تھا۔

''فی الحال تم ان باتوں کو چھوڑو اور تھوڑی انگریزی مجھے بھی سیکھنے دو''۔ اس نے اپنا رجسٹر کھولتے ہوئے کہا تھا... اسے اب اس کی باتوں کو ٹالنے کا یہی بہانہ بہترین لگا تھا۔

اس کی اس بات پر بھی عالیہ مسکرائی تھی وہ اب بھی اسی خوش فہمی میں تھی کہ ماہم اس سے شرما رہی ہے اس لیے کوئی بھی بات کرنے سے جھجک رہی ہے... آخر تو وہ عرش کی سگی بہن تھی... ماہم اتنی آسانی سے تو اس کے سامنے ہر بات نہیں کر سکتی تھی۔

☆......☆......☆

کیف نے اپنے سکھر آنے کا اپنے گھر میں کسی کو بھی نہیں بتایا تھا وہ صرف اور صرف فائزہ سے ملنے آیا تھا۔ وہ اگر گھر آنے کا بتا تا بھی تو اس کے ابو جی ایک دفعہ پھر یہ سمجھ لیتے کہ وہ پڑھائی کو لے کر سیریس نہیں ہے۔ حالانکہ وہ ویک اینڈ پر آیا تھا مگر پھر بھی وہ جانتا تھا کہ اس کے ابو جی اس کی اچھی کلاس لیں گے۔ اس نے فائزہ کو بھی کسی کو کچھ بتانے سے روکا تھا۔ وہ دن میں ہی فائزہ سے بات کر کے واپس کراچی کی طرف جانے والا تھا مگر فائزہ نے اسے روکا تھا۔ وہ کیسے اپنے بھائی کو اس طرح واپس جانے دے سکتی تھی۔ وہ چھ سات گھنٹوں کا سفر کر کے آیا تھا اور پھر فوراً ہی وہ اسے واپس جانے نہیں دے سکتی تھی۔ کیف گھر تو جا نہیں سکتا تھا... سعد کے گھر وہ اس لیے نہیں جانا چاہتا تھا کہ ماموں کے ذریعے خالدہ یہ جان لیں گی کہ کیف سکھر آیا تھا۔

فائزہ کے کہنے پر اب وہ اس کے گھر ہی رک گیا تھا۔ رات ٹھہر کر اس نے صبح واپس چلے جانے کا سوچا تھا۔ پنکی اور ببلو اپنے پسندیدہ ماموں کے گھر پر رکے رہنے سے بہت ہی خوش تھے۔ وہ دیر رات تک کیف سے جانے کیا کیا الٹے پھلٹے سوال کرتے رہے تھے جس کا جواب کیف بڑی ہی خوش مزاجی سے دیتا رہا تھا۔ وہ اندر سے کتنی تکلیف میں ہے یہ اس نے اپنے چہرے پر نہیں آنے دیا تھا۔ وہ اچھے سے جانتا تھا کہ اگر وہ اپنی امو سے ماہم کے بارے میں کوئی بھی بات کرے گا تو وہ بھی اسے وہی کچھ کہیں گی جو فائزہ نے کہا ہے۔ فائزہ اسے بچوں کے ساتھ ہنستا بولتا دیکھ کر مطمئن ہو چکی تھی۔ اسے تسلی ہوئی تھی کہ کیف صاف صاف انکار کے بعد بھی نارمل ہے تو مطلب معاملہ اتنا سیریس نہیں تھا جس پر پریشان ہوا جائے۔

دیر رات تک بچوں، فائزہ اور اپنے بہنوئی کے ساتھ وہ گپیں لگاتا رہا تھا۔ اس کے بہنوئی کو جاب روٹین کی وجہ سے جلدی سونے کی عادت تھی اس لیے سب سے پہلے تو وہ سونے گئے تھے۔ پنکی باتوں کے دوران ہی سو چکی تھی جسے فائزہ اٹھا کر اپنی جگہ پر سلا آئی تھی۔ البتہ ببلو کی یہ ضد تھی کہ وہ رات کو کیف کے ساتھ ہی گیسٹ روم میں رہے گا..... وہ پوری رات کیف کے ساتھ کار ریسنگ، ریسلنگ، اور جانے کون کون سے گیمز کھیلنے کا پروگرام بنائے بیٹھا تھا۔ اس کو فائزہ نے بہت سمجھانے کی کوشش کی کہ وہ اپنے ماموں کو آرام کرنے دے مگر وہ تھا کہ کچھ سننے اور سمجھنے کو تیار ہی نہیں تھا۔

کیف نے فائزہ سے کہا کہ وہ ببلو کو اس کے پاس ہی رہنے دے۔اس کے ساتھ گیمز کھیل کر ہی اس کی تھکاوٹ اتر جائے گی۔
فائزہ نے بھی ہتھیار ڈال دیے تھے کیونکہ ببلو اتنی مشکل سے ہاتھ آئے ماموں کو اتنی آسانی سے تو چھوڑنے والا نہیں تھا۔ببلو کو کیف کے حوالے کیے وہ بھی سونے کے لیے چلی گئی تھی۔
ببلو رات کے تین بجے تک کیف کے ساتھ گیمز کھیلتا رہا تھا....اس کے بعد وہ کسی گیم کے دوران ہی نیند کی وادی میں جا چکا تھا۔
کیف کو اس پر بڑا پیار آیا تھا۔کیف نے اسے بڑے ہی پیار سے اٹھا کر بستر پر سلایا تھا۔سارا دن اور رات کے اس پہر تک اسے اپنے آپ کو زبردستی نارمل رکھنا پڑا تھا۔مگر رات کے اس پہر وہ تنہا تھا اور اپنے دل کے تمام درد کو بہا سکتا تھا۔وہ اب اپنا سر پکڑے اپنے حالات کو لے کر اس قدر پریشان ہوا تھا کہ اس کی نیلی آنکھوں سے اشک بہنے لگے تھے۔یہ کام اگر ماہم قریشی کرتی تھی تو اس کی اتنی اہمیت نہیں تھی مگر یہ کام آج کیف عالم کر رہا تھا۔ایک مرد کر رہا تھا۔ایک مرد کے رونے کو ہمیشہ عورت کے رونے پہ اہمیت دی جاتی ہے۔اس نے ماہم قریشی کو ہمیشہ کے لیے کھو دیا تھا۔وہ اب کسی اور کی ہو جانے والی تھی اور وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔فائزہ کے انکار کا مطلب اس کے والدین کا انکار تھا۔اگر ذرا بھی گنجائش ہوتی تو فائزہ اسے کبھی بھی سیدھا سیدھا انکار نہیں کرتی یہ بات وہ بخوبی جانتا تھا۔
رات کے قریب چار بجے فائزہ کی آنکھ کھلی تھی اور آنکھ کھلتے ہی اسے ببلو کا خیال آیا تھا....جانے وہ سویا بھی تھا یا یوں ہی کیف کو تنگ کیے جا رہا تھا۔کیف نے صبح واپس سفر کرنا تھا اور پتا نہیں وہ آرام کر بھی پایا تھا یا نہیں۔انہی خیالوں میں اس نے آنکھ کھلتے ہی گیسٹ روم کا رخ کیا تھا جس کا دروازہ ہلکا کھلا ہوا تھا اور اندر سے نظر آنے والی جلتی لائٹ یہ بتا رہی تھی کہ کیف ابھی بھی جاگ رہا تھا۔
وہ دروازہ کھولنے کی غرض سے آگے بڑھی تھی کہ کچھ کھلے ہوئے دراز ے سے اسے جو نظر آیا اس پر وہ پوری طرح سے چونکی تھی۔
سامنے بیڈ پر بیٹھا کیف جو اپنا سر پکڑے بیٹھا تھا اسے صاف صاف نظر آ رہا تھا اور ہلکی سسکیاں بھی وہ سن سکتی تھی۔اپنے جوان بھائی کو وہ اس حال میں دیکھ کر پوری طرح سے کسی شاک میں تھی۔ماہم قریشی اس کے لیے اتنی اہم کب اور کیسے ہو گئی تھی کہ وہ آدھی رات کو اس وقت سونے کے بجائے آنسو بہا رہا تھا۔وہ اس سے وجہ پوچھے بغیر ہی اندازہ کر چکی تھی کے کیف کس وجہ سے اس حال میں ہو سکتا تھا۔
وہ اضطراب کے عالم میں دروازہ کھولے اندر آ چکی تھی۔کیف اس کے آنے کی آہٹ پر یک دم چونکا تھا اور بے اختیار اپنی ہتھیلی سے اپنی آنکھیں مسلنے لگا تا کہ اپنے آنسو صاف کر سکے۔
”تم اب تک سوئے کیوں نہیں“۔فائزہ نے انتہائی نرم لہجے میں پوچھا تھا۔
”سونے ہی لگا ہوں“۔وہ نظریں چرائے سر جھکائے بولا تھا۔اپنے چہرے کی سوجن وہ محسوس کر سکتا تھا جسے وہ فائزہ سے چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔
”ادھر دیکھو کیف، میری طرف“۔فائزہ اب اپنا ہاتھ باندھتے ہوئے اس کے سامنے کسی شفیق استاد کی طرح کھڑی تھی جو اس کی

کلاس لینے والی تھی مگر نرمی سے۔

کیف نے سر اٹھا کر فائزہ کو دیکھا تھا۔ نیلی آنکھیں شدید سرخ ہو چکی تھیں۔ پپوٹوں میں واضح سوجن تھی۔ فائزہ کا دل پسیج سا گیا تھا۔ اس نے کیف کو صرف بچپن میں ہی روتے دیکھا تھا اور آج وہ بھری جوانی میں بچوں کی طرح روتا رہا تھا۔ اس نے کیف کو سسکتا سنا تھا اور ایک بڑی بہن کے لیے اپنے سگے بھائی کو اپنی آنکھوں کے سامنے سسکتا دیکھنا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ وہ تو بس ایسی ہو چکی تھی جیسی خود بھی ابھی اسی وقت رو پڑے گی۔ اس پل اسے ماہم قریشی زہر لگی تھی... زہر سے بھی زیادہ بری۔ اسی کی وجہ سے اس کا بھائی اس حال میں بیٹھا تھا۔

''میں تم سے ایسی امید نہیں رکھتی تھی کیف۔ میں تمہیں ایک سمجھدار انسان سمجھتی تھی''۔ نرم مگر سنجیدہ لہجہ تھا۔ اسے اگر اس کے رونے سے تکلیف پہنچی تھی تو ساتھ ہی وہ اس کی اس بچکانہ حرکت پر رنجیدہ بھی تھی۔ وہ سمجھتی تھی کیف سب کچھ فیس کر سکتا ہے۔ ہر سچویشن ہینڈل کر سکتا ہے اور وہ بھی میچیورٹی کے ساتھ۔

کیف اس کی بات پر خاموش رہا تھا۔ اس کے پاس جواب میں کہنے کے لیے کچھ بھی نہیں تھا۔ فائزہ اب اس کے قریب بیٹھ چکی تھی۔

''ماہم ایک بہت ہی آزاد اور بولڈ لڑکی ہے.... پانچ سال پہلے ایسی نہیں تھی۔ ظاہر ہے اس وقت وہ بچی تھی۔ وہ کم عمر تھی....اس کی شخصیت ویسی ہی ہوتی جیسی اسے جگہ ملتی۔ اگر چچا کی سب باتوں کو ایک پل کے لیے ہم بھول بھی جائیں کیف تو تم اس کا آج دیکھو۔ وہ ہمارے ماحول سے مطابقت نہیں رکھتی''۔ فائزہ نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا۔

کیف اب بھی خاموش ہی تھا۔ فائزہ کو لگا جیسے اب بھی وہ اس کی بات نہیں سمجھا ہے۔ اس نے مزید تفصیل کے ساتھ سمجھانے کے لیے اپنی بات کو جاری کیا۔

''وہ ایک بے پردہ لڑکی ہے جب کہ ہمارے خاندان میں پردے کو کتنی اہمیت دی جاتی ہے یہ تم بھی جانتے ہو۔ وہ آزاد ہے اکیلی ڈرائیو کر کے کہیں بھی آتی، جاتی ہے یہاں تک کہ اس کا پہناوا بھی ہم سے الگ ہے۔ میں نے تو اسے ہمیشہ ہر محفل میں جینز میں ہی دیکھا ہے''

''وہ ایک اچھی لڑکی ہے آپی''۔ کیف اب فائزہ کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا تھا۔

''ہو گی...مگر ہمارے ماحول کی نہیں ہے۔ ایک لمحے کو اگر یہ بھی سوچ لیا جائے کہ ماضی میں کچھ ہوا ہی نہیں تھا....تب بھی ابو کسی بھی ایسی لڑکی کو اپنی بہو نہیں بناتے''۔ وہ ٹھیک کہہ رہی تھی... یہ سب کیف بھی جانتا ہی تھا۔

''ابو کو پہلے تو اس پر اعتراض نہیں ہوا تھا''۔ سب جانتے ہوئے بھی جیسے وہ انجان بنا تھا۔

''میں نے کہا نا تب وہ چھوٹی تھی۔ تب وہ ڈرائیونگ نہیں کرتی تھی۔ چھوٹی تھی اس لیے اس کے پہناوے اور پردے سے کسی کو خاص فرق بھی نہیں پڑا تھا''۔ فائزہ نے پھر سے وہی بات کی تھی۔

''اگر اب بھی وہ ڈرائیونگ نا کرے تو؟؟ اگر پردہ کرنے لگے تو؟؟ اگر جینز چھوڑ دے تو؟؟ اگر بالکل ہمارے ماحول جیسی ہو جائے

تو''۔ لہجے میں اعتماد تھا.. اگر ماہم اس کے کہنے پر نقاب کرنے کے لیے مان سکتی تھی تو اس کے لیے اپنی آزادی بھی تو چھوڑ ہی سکتی ہو گی۔

''میرا نہیں خیال کہ وہ خود کو بدل پائے گی''۔ وہ ماہم کو ایسا ہی سمجھتی تھی۔ اس نے پانچ سال سے ماہم کو صرف فیملی فنکشنز میں ہی دیکھا تھا یا پھر کبھی بازار آتے جاتے اسے اپنی دوستوں کے ساتھ ڈرائیونگ کرتے ہوئے۔

''اگر بدل دے تو''۔ وہ اب بھی فائزہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اپنے سوال کا جواب مانگ رہا تھا۔

''اگر ایسا ہو جاتا ہے تو ابو کو منانے کی ایک کوشش کی جا سکتی ہے''۔ اس کے جواب سے کیف کو جیسے کچھ سکون سا ملا تھا جو اس کے چہرے پہ واضح نظر آیا تھا۔

''آپ کوشش کریں گی نا آپی''۔ وہ کسی معصوم سے بچے کی طرح بولا تھا۔

''ضرور کروں گی کیف۔ تم میرے بھائی ہو اور مجھے بہت عزیز ہو... تمہیں اس طرح اس حال میں دیکھ کر مجھ پہ کیا گزری ہے اس کا تم اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ اگر یہ تمام عذر ختم ہو جاتے ہیں تو میں وعدہ کرتی ہوں ابو کو منانے کی ہر ممکن کوشش کروں گی''۔ وہ اس کا چہرہ ہاتھوں میں لیے بولی تھیں۔

''ابو مان تو جائیں گے نا''۔ وہ اب بھی کسی معصوم سے بچے کی طرح اپنی کسی خواہش کے پورے ہونے کی امید چاہتا تھا۔

''ان کے مان جانے کے چانسز ہو جائیں گے کیف۔ ماضی تو ماضی ہے... اگر اس کا آج ایسا ہو جائے جس پر گھر میں کوئی بھی اعتراض نہ کر سکے تو میرا خیال ہے کہ ابو کوششوں کے بعد مان جائیں گے۔ ہم ماضی نہیں بدل سکتے مگر آج ضرور بدل سکتے ہیں۔ ماہم کو ایک آئیڈیل لڑکی بنا کر پیش کر سکتے ہیں۔ جہاں تک چچا کی بات ہے تو وہ اب شادی شدہ ہیں... ہو سکتا ہے چچی کی وجہ سے خاموش ہو جائیں اور ماضی کی کوئی بات نہ اٹھائیں..... مگر ان کے ہاتھ ماہم کے آج کا بہانا بھی نہیں آنا چاہیے''۔ وہ کس حد تک ٹھیک تھی یہ تو وہ خود بھی نہیں جانتی تھی.. اگر کچھ جانتی تھی تو بس اتنا کہ وہ اس وقت اپنے بھائی کو مزید روتا ہوا نہیں دیکھ سکتی تھی۔

''ماہم اب ویسی ہی نظر آئے گی جیسی ہمارے خاندان کی لڑکیاں نظر آتی ہیں.... یہ میرا آپ سے وعدہ ہے''۔ اس کے غمزدہ چہرے پہ اب امید کی کرن صاف نظر آنے لگی تھی۔

☆......☆......☆

وہ جینز کے اوپر ہلکا گلابی کرتا پہنے اپنے لمبے، سیاہ بالوں کو ڈھیلی چوٹی میں مقید کر رہی تھی جب اس کا سیل فون زور و شور سے بجنے لگا تھا۔ اس نے اپنے بالوں کو ایک ہاتھ میں تھامے دوسرے ہاتھ سے ڈریسنگ ٹیبل پر پڑے سیل فون کو اٹھایا تھا۔

کیف کی صبح کے وقت آنے والی اس کال نے اس کا دل زور زور سے دھڑکایا تھا۔

''صبح صبح کال''۔ حسب معمول وہ بغیر کسی ہیلو، ہائے کے بولی تھی۔

''ماہم''۔اس کے لہجے میں کچھ تھا جو ماہم محسوس کر سکتی تھی مگر اگر اسے کسی لفظ کے سانچے میں ڈھالنا ہوتو اس کے پاس کوئی لفظ نہیں تھا۔جانے وہ محبت تھی، اپنائیت تھی،خوشی تھی یا امید تھی۔بس کچھ تھا اسکے لہجے میں جو خلاف معمول تھا اور جو صرف اس کا نام لینے پر ہی ظاہر ہو رہا تھا۔

''جی''۔کچھ متجسس سی بولی تھی۔

''میں تم سے ملنا چاہتا ہوں''۔لہجہ اب بھی ویسا ہی تھا۔

''کیا مطلب''۔اسے جیسے سمجھ ہی نہیں آیا تھا...بھلا وہ کیسے مل سکتا تھا؟؟۔

''اس میں مطلب والی کیا بات ہے....تم سے ملنا چاہتا ہوں''۔اسے جیسے اب اس کا اتنی سی بات نا سمجھنا برا لگا تھا۔

''مگر کیوں؟؟''۔اسے تشویش ہوئی۔

''وہ تمہیں مل کر ہی بتاؤں گا''۔جواب نے اسے مزید تشویش میں ڈالا تھا۔

''پر ہم کیسے مل سکتے ہیں کیف؟؟its not possible..آپ کو جو کہنا ہے آپ کال پر کہہ دیں''۔اس نے صاف انکار کیا۔

''کال پر نہ تو میں تمہیں ٹھیک سے سمجھا پاؤں گا اور نہ تم سمجھو گی۔میں تم سے آمنے سامنے بیٹھ کر کچھ تفصیلی بات کرنا چاہتا ہوں''۔

اسے لگا تھا کہ وہ کال پر ماہم کو اپنی بات نہیں سمجھا پائے گا۔

''اب میں آپ کو کیسے ملوں؟''۔اسے جیسے کوفت سی ہوئی تھی اس مطالبے پر۔

''تم ماموں کے گھر آجاؤ...وہیں بیٹھ کے بات کر لیں گے''۔وہ بڑی سہولت سے بولا تھا اور ماہم ہکی بکی سی ہو گئی تھی۔

''are you mad آپ مجھے سمجھتے کیا ہیں؟؟ پہلے تو مجھے ذلیل وخوار کرنے کے لیے پارک چلے آئے........اب ماموں کے گھر پہ میرا تماشہ بنانا چاہتے ہیں؟ میں آپ کو ایسی لڑکی لگتی ہوں جو منہ اٹھائے آپ سے ملنے چلی آئے گی''۔لہجہ غصیلہ تھا۔

''ایک تو تم.....''اسے اس بات پر غصہ آیا تھا اور وہ اپنے غصے میں کچھ کچھ کہتے کہتے خاموش ہوا تھا....وہ آج اس کے ساتھ اپنا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔وہ اب اپنا لہجہ نرم کیے بولا تھا۔

'' For God sake ماہم....بچوں والی باتیں مت کرو؟؟ میں تمہارا خالہ زاد ہوں یوفول...اس محبت کے چکر میں پڑنے کے بعد سے تمہیں باقی سب بھول گیا ہے۔ہم اکٹھے پہلے بھی اس گھر میں کھیلتے کودتے رہیں ہیں..اتنے دن ساتھ رہیں ہیں...جب پہلے وہ سب غلط نہیں تھا تو اب کیسے؟؟ میں تم سے چوری چھپے کہیں ملنے کا مطالبہ نہیں کر رہا....کزن بھی ہوں تمہارا...جسٹ کزن سمجھ کر مل لو''۔

ماہم کسی سوچ میں پڑی تھی۔وہ ٹھیک کہہ رہا تھا کیف سے تو وہ اتنی فرینک تھی۔وہ واقعی اتنے دن ساتھ رہے تھے یہاں تک کہ صدف کی برتھ ڈے پارٹی پر بھی ان کا آمنا سامنا ہوا تھا۔وہ اس کی محبت سے پہلے اس کا کزن بھی تھا...

''ٹھیک ہے...کب ملنا ہے''۔اس کا دل تو چاہ رہا تھا کہ وہ نہ ملے بغیر دماغ سے سوچنے پر اسے اس میں کوئی حرج والی بات نہیں لگی تھی۔ وہ کوئی غیر نہیں تھا اور نا ہی اسے کسی غیر جگہ جانا تھا۔اسے بس اپنے ماموں کے گھر جانا تھا جہاں وہ پہلے بھی جاتی رہی ہے اور جہاں اتفاقاً پہلے بھی اس کی کیف سے ملاقات ہوتی رہی تھی۔

''آج ہی..تم ابھی ہی وہاں چلی جاؤ...میں شام کو آجاؤں گا تا کہ ہمارا ایک ہی دن میں آنا اتفاق لگے''۔اس نے پلان بتایا تھا۔ جانے کیوں ماہم کو کچھ برا سا لگ رہا تھا مگر کیا؟؟؟ سب کچھ تو ٹھیک تھا..اسے سب کچھ سوچنے پر ٹھیک ہی لگا تھا۔اس نے اپنے دل کی آواز کو دبایا اور ہامی بھرتے ہوئے کال کٹ کردی تھی۔

☆......☆......☆

کیف اگر ماموں کے گھر جاتا تو یہ تو کنفرم ہی تھا کہ خالدہ تک بات پہنچ ہی جاتی۔اسے اب اپنے آپ کو سیف بھی کرنا تھا۔اس نے خود ہی خالدہ کو کال کردی تھی اور انہیں یہ بتایا تھا کہ وہ پچھلی بار فائزہ سے مل نہیں سکا تھا تو اس بار ویک اینڈ پر وہ فائزہ سے ملنے کے لیے سکھر آیا ہے ساتھ ہی اس نے یہ بھی کہہ دیا کہ وہ ابو کی ڈانٹ نہیں کھانا چاہتا تھا اس لیے گھر نہیں آیا تھا۔باتوں باتوں میں اس نے خالدہ پر یہ بھی واضح کردیا تھا کہ وہ سعد سے بھی ملنے جائے گا۔خالدہ تو یہ سن کر ہی خوش ہوگئی تھیں کہ ان کا بیٹا اتنی دور سے اپنی بہن کو ملنے آیا ہے اور گھر نہ آنے کی وجہ بھی وہ سمجھ سکتی تھیں۔اس کے ابو جی واقعی اس کے آنے کا برا مناتے...انہیں یہی لگتا کہ وہ پڑھنا ہی نہیں چاہتا۔

☆......☆......☆

ماموں اظہر اور مامی اتفاق سے خالہ ندا کے گھر گئے ہوئے تھے۔ان کی واپسی شام کو ہونا تھی۔انہیں سعد ڈراپ کر کے آیا تھا اور انہیں لینے کے لیے بھی سعد نے ہی جانا تھا۔کیف جس وقت ماموں اظہر کے گھر پہنچا تھا اس سے کچھ دیر پہلے ہی سعد ان دونوں کو لینے کے لیے گھر سے نکلا تھا۔گھر پر صرف صدف اور ماہم ہی تھے۔کیف کو یہ دیکھ کر اطمینان سا ہوا تھا وہ باآسانی ماہم سے ساری باتیں کرسکتا تھا۔ کیف کو وہاں پر دیکھ کر ماہم کچھ گھبرائی تھی جبکہ صدف بہت خوش ہوئی تھی۔

وہ تینوں کچھ دیر لاؤنج میں بیٹھے رہے تھے۔وہ کیف سے نظریں ہی نہیں ملا پا رہی تھی مگر کیوں یہ وہ بھی نہیں جانتی تھی ۔وہ اس کے سامنے ہی سر جھکائے بیٹھی رہی تھی...اس کے دل کی دھڑکنیں بھی بے ترتیب ہو رہی تھیں۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اٹھ کر وہاں سے بھاگ جائے۔اظہار محبت کے بعد صلح سلوک میں ہونے والی یہ ان کی پہلی ملاقات تھی اور شاید اسی لیے وہ زمین میں ہی دھنسنے کو آئی ہوئی تھی۔

صدف نے کیف سے اس کا تفصیلی حال پوچھا تھا اور پھر اس کی مہمان نوازی کی غرض سے کچھ بنانے کے لیے کچن میں چلی گئی تھی ۔اصولاً تو ماہم کو بھی اس کے ساتھ کچن میں ہی ہونا چاہیے تھا اور وہ اس کے پیچھے جا بھی رہی تھی کہ پیچھے سے اس کا ہاتھ کیف نے پکڑا تھا۔وہ اگر چلی جاتی تو وہ بات کب کرتے؟؟ صدف نے کیف کی یہ حرکت نہیں دیکھی تھی وہ پیچھے مڑے بغیر کچن میں گئی تھی۔البتہ کیف کے یوں اچانک ہاتھ پکڑنے پہ ماہم کی ہوائیاں ضرور اڑی تھیں۔اس نے اک جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑایا تھا۔

"چلی جاؤ گی تو ہمارے یہاں آنے کا فائدہ"۔اس کے ہاتھ چھڑانے پر کیف نے کہا تھا۔

ماہم جس کا دل بری طرح سے دھڑک رہا تھا اور جس میں نظر اٹھا کر کیف کو دیکھنے کی ہمت بھی نہیں تھی وہ سر جھکا کر وہیں بت بن گئی۔

"شرماتے ہوئے اچھی لگتی ہو"۔اس نے مسکرا کر کہا تھا۔

تو یہ شرم تھی جو ایسا اس وقت کیف سے آرہی تھی۔اسے اپنے احساسات کا نام مل چکا تھا...مگر کیف یہ کیوں سمجھے کہ وہ اس سے شرماتی ہے...اسے اپنے شرمانے پر ہی کچھ شرمندگی سی ہونے لگی تھی۔

"کاجل کیوں نہیں لگایا تم نے....اچھا لگتا ہے تم پر"۔کیف نے مسکرا کر کہا تھا اور ماہم کے گال اب غلابی ہونے لگے تھے۔

"مجھے ڈرانے آئی ہو؟؟ کچھ تو بن سنور کے آتی ...شاید منہ بھی نہیں دھویا...بلکہ یقیناً ہی نہیں دھویا"۔یہ سن کر ماہم کا غلابی چہرہ اب کچھ لال ہوا تھا۔وہ اب اسے چھیڑ رہا تھا تاکہ وہ کچھ چڑے اور اس کو کوئی کرارا جواب دے تاکہ ان کے درمیان آئی ہوئی جھجک کچھ کم ہو۔شرمانے میں وقت ضائع کرنے کا وقت نہیں تھا ان کے پاس۔

"کیوں لگاتی کاجل...اور کس لیے منہ دھو کر آتی"۔وہ کچھ چڑے سے انداز میں ہی بولی تھی...وہ واقعی منہ دھو کر نہیں آئی تھی۔اس نے بس نیند سے اٹھنے کے بعد ایک بار ہی منہ دھویا تھا۔کیف کی کال کے بعد اس نے اپنی چوٹی مکمل کی تھی یا بس کرتا چینج کیا تھا۔جینز کے اوپر فارمل سا نیلے رنگ کا کرتا پہنے وہ صدف کے گھر آ پہنچی تھی۔

"تو تم نے واقعی منہ نہیں دھویا"۔وہ اب بے اختیار ہنسا تھا۔

وہ کچھ شرمندہ سی ہو کر رہ گئی تھی....یہ وہی کیف عالم ہی تو تھا جو ہمیشہ سے اس کا مزاق اڑا ڈالتا تھا...وہ خوامخواہ ہی اس سے اتنا جھجک رہی تھی۔وہ اب اس سے اپنا مزاق اڑوانے کے بعد اس سے بات کرنے کی حالت میں آچکی تھی۔

"کیوں بلایا ہے مجھے یہاں"۔اس نے پوچھا۔

"تم سے کچھ اہم باتیں کرنی ہیں"۔وہ اب سنجیدہ ہو چکا تھا۔وہ دونوں اب آمنے سامنے صوفوں پر بیٹھ چکے تھے۔

ماہم نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ وہ اپنی بات شروع کرے۔

"گھما پھرا کر میں بات نہیں کرتا یہ تم جانتی ہو...اس لیے صاف لفظوں میں کہہ رہا ہوں تمہیں خود کو بدلنا ہوگا...اپنا لائف اسٹائل بدلنا ہوگا تاکہ میری فیملی کو تمہیں نہ اپنانے کا کوئی بہانہ نہ ملے"۔اس نے بغیر کوئی تمہید باندھے کہا تھا۔

"میں سمجھی نہیں"۔وہ ناسمجھی کے ہی تاثرات چہرے پہ لیے بولی تھی...آخر وہ ماہم قریشی تھی پہلی بار میں اسے کہاں بات سمجھ آتی تھی۔

کیف نے اس کی بات پر اپنا ماتھا اپنی انگلی سے ہلکا سا کھجایا اور پھر گویا ہوا۔

"تمہیں اپنی آزادی چھوڑنی ہوگی....یہ کار چلانا وغیرہ..جینز وغیرہ اور بے پردگی وغیرہ"۔اس کا انداز دو ٹوک سا تھا۔

ماہم حیرت کا شکار ہوئی تھی...اسے سمجھ نہیں آیا وہ کیا کہے...وہ یہ سب کیوں کہہ رہا تھا؟ کس لیے؟ اور وہ بھی اچانک۔اس کا چہرہ

صاف صاف بتا رہا تھا کہ وہ ابھی بھی سمجھ نہیں پا رہی کہ کیف کیا کہنا چاہ رہا ہے۔اس نے نقاب کرنے کی ہامی بھری تو تھی پھر اب کیا مزید کرنا تھا۔کیف نے اس کے تاثرات سمجھتے ہوئے اپنی بات جاری کی۔

''تم جانتی ہی ہو گی کہ میری فیملی کا ماحول کیسا ہے..تم اس ماحول میں فٹ نہیں آتی۔تمہیں ہر طرح سے خود کو بدلنا ہو گا تا کہ تم ہمارے خاندان سے میچ کر سکو....میں نہیں چاہتا کہ جب میں اپنے پیرینٹس سے تمہارے لیے بات کروں تو وہ یہ عذر دیں کہ تم ایک آزاد لڑکی ہو...تم سمجھ رہی ہو نا''۔اس کے اب تک کوئی ردعمل ظاہر نہ کرنے پر وہ حیران ہوا تھا اور اسی لیے اپنی بات کو روک کر اس نے اس سے پوچھا تھا کہ کیا وہ سمجھ بھی رہی ہے یا نہیں۔

''میں خود کو کیوں بدلوں؟؟ مجھ میں کیا برائی ہے کہ میں خود کو بدلوں؟؟ آپ کو اپنا ماحول بدلنا چاہیے''۔وہ بھی اب دو ٹوک انداز میں بولی تھی۔وہ نقاب کرنے پہ تو مان گئی تھی اب کیا سب کچھ ہی اس کے کہنے پہ مانتی چلی جائے۔اس کی اپنی بھی کوئی زندگی تھی....وہ اس کے سامنے اس کے پہناوے تک پہ اعتراض کر رہا تھا۔

کیف کو اس سے اس جواب کی امید تو بالکل ہی نہیں تھی۔

''یہ تم کیا کہہ رہی ہو ماہم''۔اس کی نیلی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں۔

''ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہوں؟؟ میں کیوں بدلوں خود کو؟؟ میرا نہیں خیال مجھ میں ایسی کوئی برائی ہے جس کے لیے مجھے بدلنا پڑے...جب میرے گھر والوں کو میری فیملی کو کوئی اعتراض نہیں ہے تو کوئی اور بھی اعتراض کا حق نہیں رکھتا ہے''۔اس کا لہجہ اب تلخ ہو چکا تھا۔کیف کی باتیں اسے خود پر کسی الزام کی طرح لگی تھیں۔اسے لگا تھا جیسے اسے برا کہا جا رہا ہے اور کہا جا رہا ہے بی بی تم اچھی بن جاؤ پلیز۔

''تمہیں اب اپنی نہیں میری فیملی کے بارے میں سوچنا ہو گا ماہم''۔اس کے لہجے میں بھی اب کچھ غصہ تھا۔

''مگر کیوں؟؟ ایسا کیا غلط کرتی ہوں میں جو مجھے نہیں کرنا چاہیے''۔اس کی اس بات نے کیف کو مزید تپایا تھا۔

''تم غلط ہی ہو ماہم....اور تم غلط ہی کرتی ہو..عورت کو اتنا آزاد اور بے باک نہیں ہونا چاہیے...ہمارا مذہب بھی اس بات کی حمایت نہیں کرتا''۔وہ تقریباً چلایا تھا۔

''تو کیف عالب اب مذہب کا حوالہ دیں گے''۔اس نے ہلکی تالی سی بجا کر کہا۔

''کیا غلط کہہ رہا ہوں میں ماہم...کیا تمہیں پردہ نہیں کرنا چاہیے؟؟ کیا تمہیں سلجھے ہوئے کپڑے نہیں پہننا چاہیں؟؟ اور کیا ضرورت ہے تمہیں اس طرح independent ہو کر کاریں چلانے کی؟؟''۔وہ ماتھے پہ بل ڈالے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا تھا۔

''you know what مجھے تم مردوں کا یہی دوغلا پن زہر لگتا ہے۔تم مرد منافق ہوتے ہو diplomatic ہوتے ہو۔ایک عورت اگر سڑک پر پیدل چل کر کہیں آئے جائے.....تو یہ تم دوغلے مردوں کے لیے بالکل ٹھیک ہے......نا تم مردوں کی غیرت یہاں پر جاگتی ہے......حالانکہ اسے راہ چلتے کوئی بھی چھیڑ سکتا ہے.....یہاں تک کہ کوئی اٹھا کر بھی لے جا سکتا ہے۔لیکن اگر وہی عورت اپنی ذاتی

سواری پر محفوظ طریقے سے کہیں آتی جاتی ہے تو تم مردوں کی سو کالڈ غیرت جاگ اٹھتی ہے۔گھر کی عورتیں نامحرم مردوں....رکشے والوں اور بس والوں کے پیچھے بیٹھ کر دھکے کھاتی پھریں تو وہ سب جائز ہے....کسی کو کوئی اعتراض نہیں مگر بغیر کسی نامحرم کے اپنی سواری پر چلے جانا تم جیسوں کے لیے گناہ بن جاتا ہے۔اور کیا کہہ رہے تھے آپ؟ مجھے سلجھے ہوئے کپڑے پہننے چاہییں ..کیا میں نے کوئی عریاں لباس پہن رکھا ہے؟؟؟اگر میں اس وقت ایک کھلی جینز اور کھلے سے کرتے میں ہوں تو یہ غلط ہے....مگر ابھی میں آپ کے سامنے کسی ٹائٹ پاجامے میں کھڑی ہوتی تو آپ کو کوئی اعتراض نا ہوتا کیونکہ وہ جینز نہیں ہے۔اگر میں کسی شلوار کے ساتھ کسی فٹنگ والی قمیص میں ہوتی تو وہ بھی آپ کے لیے قابل اعتراض نا ہوتا کیونکہ وہ فٹنگ والی قمیص جینز نامی گناہ کے اوپر نا پہنی گئی ہوتی۔اور ہاں آپ کسی پردے کی بات کر رہے تھے نا۔میں مانتی ہوں کہ پردہ ہم عورتوں پر فرض ہے مگر پردے سے بھی زیادہ ضروری ہے نماز۔عورت کے نماز نہ پڑھنے پہ کیوں کسی مرد کو غیرت نہیں آتی...کیوں عورت پر بار بار پردے کی پابندی تو لگائی جاتی ہے مگر نماز کی نہیں۔قبر میں سوال نماز کا کیا جائے گا پردے کا نہیں۔میں ہرگز یہ نہیں کہہ رہی کہ میرا پردہ نہ کرنا ٹھیک ہے...میں مانتی ہوں میں غلط کرتی ہوں...مجھے پردہ کرنا چاہیے اور اسی لیے جب آپ نے مجھے نقاب کرنے کو کہا میں فوراً مان گئی تھی مگر ایک نقاب نہ کرنے کی وجہ سے آپ مجھے برا نہیں کہہ سکتے۔جب ہم عورتیں...مردوں کے داڑھی نہ رکھنے پر ...ٹخنوں سے اوپر شلوار نہ رکھنے پر مردوں کو بد کردار نہیں کہتیں....تو مرد کیوں ہمیں بار بار جج کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔" وہ کسی مقرر کی طرح بولی تھی۔لہجہ اونچا پراعتماد مگر دوٹوک سا تھا۔کیف اس وقت لاجواب سا اس کا چہرہ تکنے لگا تھا۔ماہم نے اس کے حیران تاثرات دیکھتے تھے۔

"this meeting is over mister kaif alam"۔یہ کہہ کر وہ اب صوفے سے کھڑی ہو چکی تھی۔اس نے لاؤنج سے باہر کی جانب قدم بڑھائے تھے غالباً وہ ماموں کے گھر سے ہی جا رہی تھی۔

کیف فوری طور پر صوفے سے اٹھ کر اسے روکنے کی غرض سے اس کی طرف لپکا تھا۔وہ اس کے دونوں بازوؤں کو اپنے ہاتھوں کی گرفت میں لے کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ہوئے تھا۔ماہم نے خود کو چھڑانے کی کوشش کی تھی مگر گرفت مظبوط تھی۔

"سمجھتی کیا ہو تم خود کو ماہم قریشی...میں تمہیں پانے کے لیے اپنے سارے خاندان کی سوچ تو بدلنے سے رہا...تمہیں ہی بدلنا چاہیے تھا مگر تم کیوں بدلو گی ....تم ایک خود غرض لڑکی ہو جو اپنے سوا کسی کا نہیں سوچتی۔تمہیں محبت بھی اپنے terms and conditions پر کرنی ہے۔تم اپنی خود غرضی کی وجہ سے میری محبت کی بلی نہیں چڑھا سکتی...سمجھی تم"۔اس نے جنونی سے انداز میں اپنی بات مکمل کرتے ہی ایک جھٹکے سے ماہم کو اپنی گرفت سے آزاد کیا تھا۔

❁ ❁

ناول ہم نوا تھے جو ابھی جاری ہے۔چوتھی قسط اگلے ماہ کی 10 تاریخ کو پیش کی جائے گی

ماہم بے اختیار اپنے بازو مسلنے لگی تھی......جو پوری قوت سے پکڑے گئے تھے۔اس کی بھوری آنکھیں حیرت سے پھیلی نظر آنے لگی تھیں۔اس نے کیف عالم کو اب تک صرف کالز پر ہی اکثر جنونی پایا تھا......آج وہ اس کا یہ جنونی انداز اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہی تھی۔اس کے دل کی دھڑکنوں کی آواز اس کے کانوں تک جانے لگی تھی....اس نے ایک عجیب سی انجانی وحشت محسوس کی تھی۔

کچھ لمحے اسے سنبھلنے میں لگے....اور ان کچھ لمحوں کے توقف کے بعد وہ پھر سے دروازے کی جانب بڑھی تھی۔وہ اب ایک پل بھی نہیں رکنا چاہتی تھی۔اس بار کیف عالم اسے روکنے کے لیے نہیں بڑھا تھا۔

''کہاں جا رہی ہو ماہم''۔یہ صدف کی آواز تھی جو اس وقت اچانک ہی کہیں سے لاؤنج میں نمودار ہوئی تھی۔

''گھر جا رہی ہوں''۔وہ پیچھے مڑے بغیر بولی تھی۔اس وقت اس کا چہرہ کوئی بھی دیکھ لیتا تو اس کے چہرے سے ہی اس کے دل کی حالت بتا دیتا۔کیف عالم نے جس طرح سے ایک جھٹکے میں اس کو اپنی گرفت سے آزاد کیا تھا وہ اس کے لیے ناقابل یقین تھا....اس کا اندر کپکپا رہا تھا۔

''پاگل ہو گیا.....تم مجھے بغیر ملے اور بغیر بتائے جا رہی تھی؟؟''۔صدف کو حیرت ہوئی تھی۔

''مما کی کال آ گئی تھی.....گھر میں کچھ کام ہے وہ فوری بلا رہی تھیں....اس لیے جلدی میں بغیر بتائے جا رہی تھی..''۔وہ اب اس کی طرف رخ کرتے ہوئے بولی تھی۔اس کے دل کی دھڑکنیں اب بھی بے قابو ہی تھیں مگر اس نے اپنی تمام تر ہمت یکجا کرتے ہوئے اپنے چہرے کے تاثرات نارمل کیئے تھے۔

''میں نے تمہیں جانے دیا تو تمہارے ماموں اور مامی میرا کچومر سلاد بنا دیں گے..تم ان کو ملے بغیر نہیں جاؤ گی...پھپھو کو کال کر کے کہہ دو کہ تھوڑی دیر ہو جائے گی...یا پھر میں خود ہی کر لیتی ہوں''۔وہ اب اس کے قریب پہنچے اس کا ہاتھ تھامے اسے صوفے پر بٹھا رہی تھی۔

اسے فریدہ کی کوئی کال نہیں آئی تھی....صدف ان کو کال کرتی تو اس کا جھوٹ پکڑا جاتا اس لیے وہ فٹ سے بولی تھی۔

''نہیں.تم رہنے دو.....میں خود ہی بتا دیتی ہو مما کو''۔

کیف نے ایک نظر ماہم کو دیکھا...پھر بڑے ہی نارمل انداز میں صدف سے مخاطب ہوا۔

''میں چلتا ہوں صدف...مجھے دیر ہو رہی ہے..''۔

''اگر آپ کو....کراچی والے صاحب کو....میں نے جانے دیا تو میرا قیمہ بنایا جائے گا.....اور بنانے والا آپ کا جگری دوست سعد ہو گا''۔وہ اب اپنی کمر پہ ہاتھ رکھے بولی تھی۔

''کراچی والے صاحب کو کراچی واپس بھی جانا ہے...میں نے سوچا تھا جانے سے پہلے پانچ دس،منٹ کے لیے چکر لگا تا جاؤں... پانچ،دس منٹ تو ہو گئے ہیں''۔وہ اپنی کلائی میں بندھی ورسٹ واچ دیکھتے ہوئے بولا۔

''وہی تو......تبھی میں آپ کو بالکل بھی نہیں جانے دوں گی....جانے آپ کب کراچی سے دوبارہ آئیں...اور ویسے بھی میں نے کچن میں آپ دونوں کے لیے جو نگٹس وغیرہ فرائی کیے ہیں وہ کون کھائے گا؟''۔ وہ اب دونوں کو باری، باری دیکھتے ہوئے بولی تھی۔

وہ دونوں ہی جواب میں خاموش رہے۔

''آپ دونوں اچھے بچوں کی طرح یہاں بیٹھیں......میں ابھی کچن سے ہو کر آتی ہوں...یہ تو اچھا ہوا کہ میں اتفاقاً اپنا سیل فون اٹھانے کے لیے آ گئی تا کہ سعد بھائی کو جلدی آنے کا کہہ سکوں....نہ آتی تو ماہم صاحبہ تو جا ہی چکی تھیں''۔ یہ کہتے ہی اس نے کچن کا رخ کیا۔

صدف وہاں کوئی سیل فون اٹھانے نہیں آئی تھی بلکہ اسے کچن میں نگٹس فرائی کرتے ہوئے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے کوئی گڑ بڑ ہے۔ کچن میں لاؤنج میں کی جانے والی باتوں کی مدھم سی آواز آتی تھی....جس سے الفاظ تو سمجھ نہیں آتے تھے البتہ اتنا اندازہ ضرور ہو پاتا تھا کہ گفتگو کس انداز میں کی جا رہی ہے.....خوشگوار یا تلخ۔

اسے ان دونوں کے درمیان کی جانے والی گفتگو کا ایک بھی لفظ سمجھ نہیں آیا تھا....کچھ سمجھ آیا تھا تو وہ تھا لہجہ.....جو اسے کسی بھی صورت نارمل نہیں لگا تھا.....اور جیسے ہی کچھ لمحوں کی خاموشی ہوئی تھی وہ فوراً سے لاؤنج میں آ پہنچی تھی تا کہ صورتحال کا جائزہ لے سکے۔اور لاؤنج میں آتے ہی ماہم کو جاتا دیکھ وہ سمجھ چکی تھی کہ واقعی کچھ ہوا ہے.....کوئی تلخ بات... یا کوئی جھگڑا۔

صدف کو کیف اور ماہم دونوں ہی بہت عزیز تھے...وہ ان دونوں کے درمیان کوئی بھی مس انڈرسٹینڈنگ نہیں چاہتی تھی...اس نے خود سے ہی یہ اخذ کیا تھا کہ لوگوں کی کی جانے والی باتوں کی وجہ سے ان کے درمیان کوئی تلخ کلامی ہوئی ہے..اور کہیں نا کہیں اس تلخ کلامی کا ذمہ دار اس نے خود کو گردانا کیونکہ خاندان بھر میں پھیلنے والی باتیں ان دونوں کو ہی صدف نے بتائی تھیں......اسی لیے اس نے ان دونوں کو جانے نہیں دیا تا کہ انہیں آپس میں بات سلجھانے کے لیے وقت مل سکے اور وہ کسی احساس ندامت کا شکار نہ ہو۔

صدف کچن میں آ چکی تھی اور اس بار ماہم بھی ساتھ ہی آئی تھی...جس پر صدف نے کچھ سوچ کر کہا تھا۔

''بس ہو گیا ہے سب.....میں لے کر آتی ہوں....تم کیف بھائی کے ساتھ بیٹھو...وہ کیا کہیں گے کہ مجھے زبردستی روکا اور پھر بور ہونے کے لیے اکیلا چھوڑ دیا''۔

''سعد آ جائے گا تو بیٹھ جائے گا ان کے ساتھ.....میں تمہارے اصرار پہ رکی ہوں تو تمہارے ساتھ ہی رہوں گی''۔اس نے مصنوعی مسکراہٹ سے کہا.....وہ صدف کے سامنے نارمل بی ہیو کرنے کی کوشش کر رہی تھی اور نارملی ہی ٹرے اٹھا کر اس میں پلیٹس وغیرہ سیٹ کرنے لگی تھی۔صدف کچھ سوچتے ہوئے اس سے اپنی ہی کوئی اونگی بونگی باتیں کرنے لگی اور ماہم بے دھیانی سے سنتی رہی۔

چائے کے دوران ماہم مسلسل خاموش ہی رہی تھی....جبکہ صدف اور کیف نے خوب گپ شپ لگائی تھی۔ماہم بس ان دونوں کو باتیں کرتا دیکھ رہی تھی....ایک دو بار صدف نے اسے بلوایا بھی تھا مگر اس نے ہمم، ہاں یا سر ہلا کر ہی جواب دینے میں اکتفا کیا تھا۔وہ بس دل ہی دل میں دعائیں کرنے لگی تھی کہ جلدی سے ماموں وغیرہ آ جائیں اور وہ ان سے مل کر یہاں سے فوراً چلی جائے۔

کچھ دیر میں ماموں، مامی اور سعد بھی آ گئے تھے۔اب سب ہی اکٹھے لاؤنج میں موجود تھے۔ماہم نے کچھ دیر ماموں، مامی سے حال احوال کیئے اور پھر جانے کی اجازت مانگی۔اس سے پہلے کہ ماموں اسے جانے سے روکتے صدف بول پڑی تھی۔

"ارے...ایسے کیسے جاؤ گی...رات کے کھانے کے بعد ہی جانا"۔

"رات کا کھانا میں گھر پر کھالوں گی"۔وہ صدف کو آنکھیں دکھاتے ہوئے بولی...وہ مزید رکنا نہیں چاہتی تھی۔

"میں نے کب کہا کہ تمہیں کھانا کھانے کے لیے روک رہی ہوں....تمہیں پکانے کے لیے روک رہی ہوں....ڈنر بنانے میں میری ہیلپ نہیں کرو گی کیا؟؟؟"۔صدف نے شرارتی سے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

ماہم بس گھور کر ہی رہ گئی...اچھا پھنسا رہی تھی صدف......اس سے پہلے کے وہ پھر سے گھر جانے کی بات کرتی سعد بول پڑا تھا۔

"اسی بہانے صدف تم سے کچھ سیکھ ہی لے گی اور اسے کچھ پکانا بھی آ جائے گا...ورنہ تو روز ہی جانے ہمیں کیا جلا کٹا کھلاتی ہے۔"

صدف نے جواباً کوئی پوائنٹ نہیں مارا تھا....سعد نے انجانے میں اس کا بھلا ہی کیا تھا...وہ بھی ماہم کو روکنا چاہتی تھی اور سعد بھی روک ہی رہا تھا.....چاہے جیسے بھی۔

"بھئی بات تو ٹھیک ہے سعد کی....روز ایک ہی ہاتھ کا بنا ہوا کھانا بھی بور کر دیتا ہے....کچھ نا کچھ تبدیلی تو ہونی ہی چاہیئے"۔اب اظہر بولے تھے جس پر کوثر نے بھی سر ہلایا۔

کیف ان سب باتوں کے دوران مسلسل اپنے سیل فون پر لگا رہا تھا....جانے کسی سے چیٹنگ کر رہا تھا یا کوئی گیم کھیل رہا تھا...ہاں مگر ماہم اتنا تو ضرور محسوس کر سکتی تھی کہ وہ اس سے متعلق کسی بھی بات میں انٹرسٹ ہی نہیں لینا چاہتا...وہ یہی دکھا رہا تھا کہ ماہم رکے یا بے شک بھاڑ میں جائے....He doesn't care۔

"مگر اس تبدیلی کے لیے ہم ہماری ماہم کو کچن میں نہیں بھیجیں گے...اگر وہ کچن میں رہی تو بھلا ہمارے ساتھ کب بیٹھے گی؟؟؟ آج کھانا باہر سے منگوائیں گے....سعد ایسا کرو کہ تم جا کر.....بلکہ میں ہی جاتا ہوں..تم کیف کے ساتھ بیٹھو...پہلے بھی تمہارا انتظار کرتا رہا ہے"۔اظہر نے اپنی بات مکمل کی جس پر سب نے مسکراہٹ کے ساتھ حمایتی انداز میں اپنا سر ہلا دیا۔

اظہر کھانا لینے چلے گئے تھے اور کوثر کچھ دیر کے لیے اپنے کمرے میں آرام کرنے چلی گئی تھیں....سارا دن انہوں نے اپنی نندا کی عجیب وغریب بے تُکی باتیں سنی تھیں جس کی وجہ سے ان کا سر کافی دکھ رہا تھا۔

لاؤنج میں اب وہ چاروں بیٹھے تھے مگر محو گفتگو بس تین تھے...ماہم تو جیسے وہاں ہوتے ہوئے بھی نہیں تھی۔وہ کسی بھی ایسی گفتگو کا حصہ نہیں بننا چاہتی تھی جس میں کیف عالم بھی شامل ہو۔اس لیے اس نے بھی شان بے نیازی دکھاتے ہوئے نظریں اپنے سیل فون پر ٹکالی تھیں۔

"رکھ دو سیل یار.....ہم سے باتیں کرو...یہ سیل تو تمہارے پاس گھر پر بھی ہوگا......مگر ہم نہیں ہوں گے"۔صدف نے اچانک ہی اس کے ہاتھ سے سیل فون لیتے ہوئے کہا...اسے لگا تھا کہ باتوں کے دوران ہی کیف اور ماہم بھی ایک دوسرے سے بات چیت کرنے

لگیں گے مگر اس کی امید کے برعکس وہ دونوں تو ایک دوسرے کی طرف دیکھ بھی نہیں رہے تھے۔

ماہم نے اسے مصنوعی سا گھورا تھا... پھر کچھ خفا خفا سے لہجے میں بولی۔

''کر تو رہی ہوں باتیں''۔

اس جواب پر سعد اور صدف دونوں ہنسے تھے جیسے ماہم نے کوئی لطیفہ سنایا ہو... اس بار کیف بھی ہلکا سا مسکرایا تھا۔

''ایسی سائلنٹ باتیں تم نہ ہی کرو... کچھ کھیل لیتے ہیں''۔ سعد نے ہنستے ہوئے کہا۔

گڈ آئیڈیا سعد بھائی... مممم....... بیت بازی کے بارے میں کیا خیال ہے؟''۔ صدف کو جانے کہاں سے بیت بازی سوجھی تھی۔

''بہت اچھے..... میں اور کیف ایک ٹیم میں... تم اور ماہم دوسری ٹیم میں...''۔ سعد نے آئیڈیا سنتے ہی ٹیمز بھی بنا دی تھیں... ماہم اور کیف بس دیکھتے ہی رہ گئے۔

''اوہ... ہو..... تو مطلب گرلز ورسز بوائز... رائٹ''۔ صدف نے کہا اور سعد نے مسکراہٹ کے ساتھ سر کو جنبش دی۔

''نو پرابلم بھائی جان.... کیوں کہ آئسکریم تو آپ دونوں کو ہی کھلانی پڑے گی کیوں کہ ہارنے والی ٹیم پر آئسکریم کھلانا لازم ہو گا...''۔ صدف نے پرجوش لہجے میں آئسکریم کا اضافہ کیا۔

''یہ تو وقت ہی بتائے گا''۔ سعد نے پراعتماد لہجے میں کہا۔

''تو پھر شروع کرتے ہیں...... جو بھی شعر پڑھا جائے گا اس میں سے کوئی بھی ایک لفظ چن کر مخالف ٹیم کو وہ شعر سنانا ہو گا جس میں وہ چنا ہوا لفظ بھی ہو.... اگر مخالف ٹیم فوری طور پر شعر نہ سنا سکی تو دس تک گنا جائے گا.... مگر... مگر.. دس تک گن لینے کے بعد انہیں بھی کوئی شعر سنانا ہو گا جس میں ان کے پچھلے شعر کا کوئی لفظ شامل ہو and repetition is not allowed''۔ صدف نے بیت بازی کے رولز بتائے۔ سب نے سمجھنے والے انداز میں سر کو ہلکی جنبش دی۔

''پہلے میں شعر سناتی ہوں.... اس کے بعد آپ کی ٹیم کی ٹرن ہو گی''۔ یہ کہہ کر صدف نے شعر سنایا۔

اگر کھو گیا اک نشیمن تو کیا غم

مقاماتِ آہ و فغاں اور بھی ہیں

جوابی شعر سعد سے آیا.... اس نے صدف کے کہے شعر میں سے غم لفظ چنا۔

روح میں کوئی غم ہے پوشیدہ

زندگی بے وجہ اداس نہیں ہوتی

صدف نے ماہم کو شعر سنانے کا اشارہ کیا..... اور ظاہر یہ کیا کہ اسے کوئی شعر یاد نہیں آ رہا...... وہ جانتی تھی کہ ایسے تو وہ چپ چاپ ہی بیٹھی رہے گی۔

ے فرصت اگر ملے تو پڑھنا مجھے ضرور

ناکام زندگی کی مکمل کتاب ہوں

جواب سعد دینا چاہتا تھا..مگر جانے صدف کو کیوں لگا کہ اس کا جواب کیف دے....سعد بولنے ہی والا تھا کہ صدف نے آنکھوں سے اشارہ کر کے روک لیا....اور اسے اشارہ کیا کہ کیف شعر کہے....سعد کچھ حیران تو ہوا مگر وہ سمجھ چکا تھا کہ ضرور صدف کے دماغ میں کوئی کھچڑی پک رہی ہوگی......تبھی س نے کیف کو کوہنی سی ماری کہ جواب وہ دے۔

ے فرصت قلیل اور کہانی طویل ہے

شکوے تو ہیں ہزار مگر جانے دیجئے

کیف نے یہ جواب مقابلہ کے لیے نہیں دیا تھا بلکہ ماہم کو اس کی شعر میں کہی ہوئی بات کا دیا تھا۔اب کیف عالم نے شکوے کی بات کی تھی تو ماہم قریشی کہاں پیچھے رہنے والی تھی....وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے جوابی شعر سنانے لگی۔

ے میں حیران ہوں وہ شکوے کی بات کرتا ہے

محبت جب ہے نہیں تو دکھاوا کیوں کرتا ہے

کیف عالم کو ماہم قریشی کا اس کی محبت کو دکھاوا کہنا اچھا نہیں لگا تھا....اب جواب تو اس پر لازم تھا۔صدف تو دانستہ خاموش تھی مگر سعد کو پھر سے اشارہ کر کے روک دیا گیا تھا....اور اب تو ہلکا اشارہ کر کہ یہ بھی کہہ دیا تھا صدف نے کہ وہ چپ ہی رہے۔ان کی یہ اشارے بازیاں ماہم اور کیف نے نہیں دیکھی تھیں.....وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں اپنے ان گنت سوالوں کے جواب ڈھونڈ رہے تھے۔تب کیف نے شعر کہا اور وہ دونوں بلا توقف ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے شعر کہنے لگے جیسے اپنے دل کا کوئی حال بیان کر رہے ہوں...اپنے احساسات کو لفظوں میں ڈھال رہے ہوں۔

ے وہ جان جائے گی محبت کیا چیز ہے یارو

اسے ذرا اپنی خودغرضی سے نکلنے تو دو

کیف عالم کا سنایا ہوا شعر ماہم قریشی کے دل کو لگا....چند پلوں میں ہی اس نے اس شعر کی گہرائی ناپ لی تھی...کیا وہ واقع خود غرض ہو رہی تھی؟؟ اپنی آزادی کے لیے وہ کیف کو چھوڑ رہی تھی...وہ کچھ نرم پڑی اور شعر سنایا۔

ے محبت باقی رہنے پر یقین کتنا تھا دونوں کا

یہاں ہر چیز فانی ہے، نہ تم سمجھے نہ دل سمجھا

ماہم قریشی میں آیا ہوا ٹھہراؤ کیف عالم نے بھی محسوس کیا اور اپنی بے لوث محبت کا اظہار کیا۔

ے دل تو آج بھی اسی کے نام پر دھڑکتا ہے

اس کی سانسوں سے جڑی ہے زندگی میری

کیف عالم کے الفاظ ماہم قریشی نے محسوس کیئے اور ایک محبت بھری التجا کی۔

مجھے نہ ستاؤ اتنا کہ میں روٹھ جاؤں تم سے

مجھے اچھا نہیں لگتا اپنی سانسوں سے جدا ہونا

جب ماہم قریشی نے اپنے جذبات کا اس طرح سے اظہار کر دیا تو کیف عالم نے بھی اس کا زندگی بھر کے لیے ساتھ مانگ لیا۔

تم سے روٹھ گیا ہوں اک انکار سے

اک اقرار کر دو میرے ہمسفر ہو جاؤ

کیف کے اس شعر کے جواب میں ماہم کے پاس کہنے کو جیسے کچھ بھی نہ تھا.....وہ جیسے لاجواب سی اسے ٹکٹکی باندھے دیکھنے لگی ....اس کا خود کو بدل دینے کا ایک اقرار دونوں کو ہمیشہ کے لیے ایک کر سکتا تھا...کیف بھی اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا....وہ اپنے شعر میں کی ہوئی التجا کا جواب مانگ رہا تھا۔

سعد نے ہاتھ کے اشاروں سے دس تک گننا شروع کیا....صدف جواب دے سکتی تھی مگر نہیں دے رہی تھی....وہ بھی ماہم کا جواب سننا چاہتی تھی...جتنا اسے سمجھ آیا تھا اس حساب سے کیف نے اسے پروپوز کیا تھا اور اب ماہم کا جواب باقی تھی۔

سعد نے اشاروں سے ہی دس تک گنا اور پھر تالی بجاتے ہوئے صوفے سے کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"جلدی سے اپنی جیت کا آخری وار کرو کیف"۔

سعد کی آواز پر کیف اور ماہم چونک سے گئے...سعد نے اشاروں سے گنتی کب شروع کی اور کب ختم انہیں پتہ ہی نہیں چلا تھا....وہ تو اپنی ہی دنیا میں کھوئے ہوئے تھے...سب سے انجان...اپنے مابین حسین احساسات لیے ہوئے....گلے شکوے کا احساس، روٹھنے منانے کا احساس، اظہارِ محبت کا احساس، انجامِ محبت کا احساس۔

سعد کی یک دم آنے والی آواز پر انہیں ایسے لگا......جیسے کوئی انہیں کسی خواب سے باہر نکال آیا تھا...انہیں لگا جیسے وہ کسی طلسمی خول میں تھے...جہاں کیف نے اس سے ایک اقرار کرنے کو کہا تھا....مگر ماہم کے اقرار یا انکار سے پہلے ہی یہ طلسمی خول کہیں غائب ہو گیا تھا۔

"ارے جلدی شعر سناؤ ورنہ یہ صدف ایک نمبر کی چیٹر ہے....اپنی ہار ہی نہیں مانے گی"۔سعد نے کیف کو خاموش پا کر کہا۔

کیف کے لبوں پہ مسکراہٹ ابھری....پھر سے ماہم کی بھوری آنکھوں میں اپنی نظریں جمائیں اور آخری شعر کہا۔

اسے کہہ دو ہم ہمسفر نہیں بدلتے

وہی تھا، وہی ہے، وہی رہے گا

ماہم نے شعر سنتے ہی نظریں چرا لیں۔

"بہت برے ہو تم دونوں شاعری میں.....دو چار شعر میں ہی ہرا دیا ہم نے"۔کیف کے شعر سنانے کے بعد سعد نے اپنی فتح پر رشک کرتے ہوئے کہا۔

''زیادہ اچھلیں مت بھیا...اتنا غرور بھی اچھا نہیں..''۔صدف نے مصنوعی خفگی سے کہا۔

''اچھا بابا......تم ذرا پلیٹس وغیرہ لگاؤ...بہت بھوک لگی ہے...کھانا بھی آنے والا ہوگا...اس کے بعد ہمیں آئسکریم بھی تو کھلانی ہے۔''۔سعد نے شرارتی انداز میں کہا۔

صدف نے برا سا منہ بنایا اور کچن کا رخ کیا...ماہم بھی اس کے پیچھے ہولی....کیف کچھ شرمندہ سا بیٹھا رہا....اسے محسوس ہوا کہ وہ دونوں جذبات میں جانے کیا کچھ کہہ گئے اور اب جانے سعد کیا سوچ رہا ہوگا...وہ ذہنی طور پر خود کو اس کے سوالوں ک لیے تیار کرنے لگا مگر اس کی امید کے برعکس سعد نے اس سے کوئی بھی سوال نہیں کیا...اس نے ایسے بی ہیو کیا جیسے وہ واقعی صرف ایک گیم تھی جس میں وہ دونوں جیت گئے۔صدف نے بھی ماہم پر یہی ظاہر کیا تھا اور کوئی سوال کر کے اسے مزید شرمندہ نہیں کیا۔

کچھ دیر میں اظہر بھی کھانا لے کر آ گئے تھے.....اور سب نے مل کر کھانا کھایا۔

ڈنر کے دوران کیف اور ماہم ماموں اور مامی سے گپ شپ میں مشغول رہے تھے....ان دونوں کو آئسکریم کے لیے چلنے کی بھی دعوت دی گئی مگر ان دونوں نے ہی یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ بچہ پارٹی میں ہمارا کیا کام؟؟؟۔

کھانا کھا لینے کے بعد وہ چاروں آئسکریم پارلر گئے تھے....صدف اور سعد ان دونوں سے ہی بات کرتے رہے تھے مگر ان دونوں نے آپس میں کوئی بھی بات نہیں کی تھی..البتہ کیف بار بار سوالیہ نظروں سے ماہم کو دیکھتا تھا جس پر وہ کچھ جھجک کر نظریں جھکا لیتی تھی...

آئسکریم پارلر سے نکل کر کار پارکنگ تک جاتے ہوئے ماہم اور کیف آگے کو چلے گئے تھے جب کہ صدف نے سعد کو روک کر آہستہ چلنے کو کہا تھا۔

کیف نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو سعد اور صدف کو کافی فاصلے پر پایا مگر ماہم ذرا قریب ہی تھی...کیف کے مڑنے پر ماہم نے بھی مڑ کر پیچھے دیکھا اور ان دونوں کو تیز چلنے کا اشارہ کیا......وہ دونوں ان دونوں کو دکھانے کے لیے آگے کی طرف ذرا تیزی سے قدم بڑھانے لگے اور جیسے ہی ان دونوں نے اپنا رخ سامنے کی طرف کیا وہ دونوں پھر سے کچھوے کی رفتار سے رینگنے لگے۔

''کیوں مجھے کسی کیڑے کی طرح رینگنے کا کہہ رہی ہو؟؟؟''۔صدف کے کان کو ہلکا سا کھینچ کر سعد نے کہا۔

''سب کچھ بتا دوں گی بعد میں...ابھی بس آہستہ چلیں..''۔صدف نے سرگوشی کی۔

کیف اور ماہم بھی ان کے ساتھ ملنے کو کچھ آہستہ چلنے لگے تھے۔

''تم نے جواب نہیں دیا......''۔کیف عالم نے رک کر اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

ماہم نے نظریں جھکا لیں۔وہ سمجھ چکی تھی کہ کیف اس سے بیت بازی کے دوران شاعری میں کیئے گئے اپنے سوال کا جواب مانگ رہا ہے..مگر جواب؟؟؟وہ کیا جواب دے؟؟؟؟......اس کی دھڑکنیں تیز ہوئیں.....اس نے اپنے چہرے پہ کیف عالم کی گہری سوالیہ نظریں محسوس کیں......

کیف نے دو پل رک کر اس کے جواب کا انتظار کیا..اسے نظریں جھکائے ہوئے خاموش دیکھ کر اس کا دل ہچکولے کھانے لگا تھا....ماہم قریشی کا ایک انکار صدا کے لیے ان کے راستے جدا کردے گا....ایک اقرار ان کے راستے میں حائل پہلی رکاوٹ دور کردے گا..

''کیا اہم ہے تمہارے لیے ماہم قریشی ؟؟؟ میں ؟؟؟ یا تمہاری آزادی ؟؟؟۔ کیف نے اپنی جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

ماہم نے اب بھی کوئی جواب نہ دیا....وہ الجھی سی نظر آنے لگی تھی....اسے جو بھی فیصلہ کرنا تھا اس پر قائم بھی رہنا تھا....کیف عالم کا ساتھ چھوڑنا تھا تو ہمیشہ کے لیے چھوڑنا تھا.....اپنی آزادی چھوڑنی تھی تو وہ بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے۔

کیف عالم کا دل اب ڈوبنے لگا تھا....اس نے اس کی الجھن بھانپی...اپنا سوال مزید آسان کیا...شاید کہ اس کے لیے فیصلہ کرنا آسان ہو جائے۔

''کس کے بغیر جینا زیادہ مشکل ہوگا ماہم قریشی ؟ میرے بغیر یا اپنی آزادی کے بغیر؟؟''۔ وہ اب اسے جانچتی نظروں سے دیکھنے لگا جیسے اس کے چہرے سے ہی کوئی جواب کھوج نکالے گا۔

وہ اب بھی خاموش نظریں جھکائے کھڑی تھی...کیف عالم مایوس ہوا....رنجیدہ ہوا....اس کے جنون کا جنون وہ نہیں تھا....اس نے اپنی آخری حجت تمام کی....اب کی بار بھی وہ یوں ہی اس سے نظریں چرائے خاموش رہی تو کیف عالم کبھی اسے معاف نہیں کرے گا....

''کسے چن رہی ہو ماہم قریشی...؟؟؟ کیف عالم کو یا اپنی آزادی کو''۔ لہجہ اب دوٹوک سا ہوا......جیسے اس بار اسے اپنا جواب ہر حال میں چاہیے تھا۔

ماہم نے اپنی جھکی پلکیں آہستگی سے اٹھائیں...کچھ پل کے لیے کیف عالم کی نظروں میں جھانکا....گال ہلکے گلابی ہوئے...پلکیں پھر سے جھکائیں اور مدھم سا بولی۔

''اپنی محبت کو''۔

پہلے تو وہ سوچ ہی نہیں پائی تھی کہ وہ آگے کیا کرے گی؟؟؟ مگر کیف کے ان چند سوالوں نے اسے اپنے دل سے سوال کرنے پہ مجبور کیا تھا....اور اس کے دل نے ہر سوال کے جواب میں صرف ایک ہی جواب دیا تھا.......کیف عالم کی اہمیت سب سے زیادہ ہے...اس کی انا سے زیادہ...اس کی آزادی سے زیادہ....اس کی زندگی سے زیادہ۔

کیف اس کے جواب پر بے اختیار مسکرانے لگا تھا...اسی لمحے کیف عالم کو ماہم قریشی پر بے انتہا پیار آیا....اس کا بس چلتا تو وہ اسی وقت ماہم قریشی کو دنیا سے چھپالیتا اور کہیں دور اس کے سنگ اپنی اک نئی دنیا بسالیتا۔

کیف کو مسکراتا دیکھ کر ماہم بھی مسکرائی تھی۔صدف اور سعد بھی چیونٹی کی رفتار سے چلتے چلتے ان تک پہنچ ہی چکے تھے۔

☆......☆......☆

وہ آج بھی سمندر کے کنارے بیٹھا تھا...تین سالوں میں بھی اس کی یہ عادت نہیں بدلی تھی.....وہ اب بھی باقاعدگی سے سمندر کنارے آیا کرتا تھا.....

آج بھی وہ اسی سمندر کے شور میں اپنے اندر کی آواز کو دبانا چاہتا تھا۔ڈیڑھ پہلے اس نے ماہم قریشی سے کال پر آخری دفعہ بات کی تھی.....اس کے بعد سے اس نے اب تک اپنا نمبر آف رکھا ہوا تھا.....وہ نہیں جانتا تھا کہ ماہم نے اس سے بات کرنے کی کتنی کوشش کی تھی اور کتنی نہیں....جانتا تھا تو بس اتنا کہ اس نے اپنی طرف سے تمام رابطے منقطع کر دیے تھے.....

ان ڈیرھ ماہ میں اس کے پیپرز تھے...جن کی اس نے بہت تیاری کی تھی.....اس دفعہ وہ ہر حال میں اپنا ماسٹرز کلیئر کرنا چاہتا تھا.....وہ ماسٹرز جو دو سال میں ہو جانا چاہیے تھا....وہ تین سال میں بھی نہیں ہوا تھا....اس کی اس ناکامی کی وجہ ماہم قریشی ہی تو تھی۔

اگر وہ لڑکی اس کی زندگی میں نہ آئی ہوتی تو آج وہ کچھ نا کچھ بن گیا ہوتا.....اب تک سیٹل ہو گیا ہوتا.....مگر کوئی بات نہیں.....اس نے خود کو تسلی دی......اس دفعہ اس کے پیپرز اچھے ہوئے تھے.....ماسٹرز کلیئر کرتے ہی وہ ضرور کوئی نا کوئی اچھی جاب ڈھونڈ لے گا....اب اس کے راستے میں کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہو گی.....ماہم قریشی بھی نہیں۔

☆......☆......☆

"یہ سب کیا ہو رہا تھا صدف"۔سعد نے ماہم اور کیف کے گھر سے جانے کے بعد پوچھا۔

"بچے ہیں کیا آپ؟ جو میں بتاؤں کہ کیا ہو رہا تھا"۔اس نے چڑانے کی کوشش کی۔

"ہاں بچہ ہوں....مجھے تم سمجھاؤ نانی ماں کہ چل کیا رہا تھا؟؟ پہلے مجھے بیت بازی میں کچھ کہنے سے روکا...پھر آئسکریم پارلر سے واپسی پر پیچھے سے بھی آہستہ چلنے کو کہا....کیا تھا یہ سب؟؟"۔وہ ماتھے پہ بل ڈالے اپنے سوالوں کے جواب مانگ رہا تھا۔

"اوکے لسن....دراصل کیف بھائی اور ماہم کی شاید کوئی لڑائی ہوئی تھی......میں نہیں چاہتی تھی کہ وہ میرے گھر سے یوں لڑ جھگڑ کر نکلیں....اس گھر میں ہم سب نے اکٹھے بہت اچھا وقت گزارا ہے......اسی لیے میں نے ان دونوں کو کچھ وقت کے لیے روکا تا کہ ان کو صلح کا موقع ملے....اور جہاں تک آہستہ چلوانے کی بات ہے تو وہ اس لیے کیوں کہ میں ان دونوں کو observe کرنا چاہتی تھی کہ ان کے درمیان آخر ہے کیا؟؟ میرا مطلب ہے جب وہ ایک ساتھ چل رہے ہوں گے تو ان کے تاثرات کیسے ہوں گے؟؟"اس نے ہاتھ باندھتے ہوئے اپنی سوچ بتائی۔

"تو کیا observe کیا تم نے؟"۔سعد نے بھی اس کی نقل اتارتے ہوئے اسی کی طرح اپنے ہاتھ باندھے۔

"وہ دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں"۔لہجہ ایسا تھا جیسے کوئی راز کی بات بتائی ہو۔

"ہاہاہاہاہاہاہا.........یہ سن کر سعد پیٹ پکڑ کر ہنسنے لگا اور صدف اسے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھنے لگی۔

"یہ تو کوئی بچہ بھی بغیر کسی مشاہدے کے بتا سکتا ہے صدف......تم یہ بتاؤ کہ تمہیں اپنے عظیم مشاہدے سے کیا فائدہ ہوا؟؟"۔اس نے اب صدف کے سر کو ہلکا تھپڑ لگایا۔

"کیا مطلب؟؟؟"۔وہ حیران ہوئی۔

"مطلب یہ کہ بیت بازی میں جس طرح وہ دونوں ایک دوسرے کو اپنے دل کا حال بتا رہے تھے کوئی بچہ بھی جان لیتا کہ چل کیا رہا ہے.... بیکار ہی تم نے اپنے مشاہدوں کے چکر میں مجھ سے پھوا چال چلوائی"۔سعد کو اس کی کم عقلی پر اب بھی ہنسی آ رہی تھی۔

"بائے داوے تم اس چکڑ میں پڑ ہی کیوں رہی ہو؟؟ یہ ان کا معاملہ ہے.... تمہیں ان کی صلح کی فکر نہیں کرنی چاہیے تھی..... ویسے بھی ان کے حق میں ان کی لڑائی ہی بہتر تھی... پاگل لڑکی"۔وہ تمسخرانہ انداز میں اپنی بات مکمل کرتا چلا گیا اور صدف سر کھجاتے ہوئے اس کی باتوں پر غور و فکر کرنے لگی۔

☆......☆......☆

"کتنا وقت چاہئے تمہیں؟ میرا خیال ہے کہ اب تمہیں اپنا جواب دے دینا چاہیے"۔فریدہ نے بریڈ پہ جام لگاتی ہوئی ماہم سے کہا۔

"کیسا جواب"؟۔وہ انجان بنتے ہوئے بولی تھی۔

"عرش کے بارے میں جواب"۔انداز دو ٹوک سا تھا۔

"ابھی میں نے سوچا نہیں"۔لا پرواہی سے بریڈ کا بائٹ لیتے ہوئے بولی۔

"کب سوچو گی؟؟ روز مجھے فرحت بھابھی کی کال آتی ہے...کیا جواب دوں میں ان کو کہ میری بیٹی میرے کنٹرول سے ہی باہر ہوتی جا رہی ہے"۔ان کا پارہ چڑھنے لگا۔

"آپ کو کیا جلدی ہے مما؟؟ اور ان کو کیا جلدی ہے؟؟؟ میں بھاگی تو نہیں جا رہی...شادی تو ویسے بھی دیر سے ہی کرنی ہے .....تو اتنی جلدی رشتہ کس لیے؟"۔اس نے بے بسی سے بریڈ سلائس پلیٹ پہ رکھتے ہوئے کہا۔

"اتنی دیر بھی کس لیے ماہم؟؟؟ لڑکا دیکھا بھالا ہے تمہارا سگا کزن ہے..سیرت اور صورت..... ہر لحاظ سے اچھا ہے پھر آخر کیا بات ہے جو تمہیں اتنا سوچنے پہ مجبور کر رہی ہے"۔وہ اب اس پر سوالیہ نظریں جمائے بیٹھی تھیں۔

"جو بھی سیرت اور صورت کے لحاظ سے اچھا نظر آئے گا....کیا میں اس سے شادی کر لوں گی"۔اس کے لہجے میں بے بسی تھی مگر فریدہ کو وہ بدتمیزی محسوس ہوئی۔

"ماہم"۔وہ رعب دار لہجہ میں بولیں۔

"مل جائے گا آپ کو جواب مما....اور اگر جواب کی زیادہ جلدی ہے تو پھر میرا جواب نہ ہے"۔وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور پیر پٹختے ہوئے وہاں سے چل دی۔

فریدہ نے اپنا سر ہاتھوں میں لے لیا۔

☆......☆......☆

''کیا تمہیں یقین ہے کہ تم نے جو بھی کہا ویسا ہی ہوگا''۔فائزہ نے کال پر کیف سے کہا۔

''اگر یقین نہ ہوتا تو میں آپ سے کہتا ہی کیوں؟؟''۔کیف نے جواب دیا۔سعد کے گھر سے نکلتے ہی اسے جو بھی سواری ملی تھی وہ اس پر کراچی کے لیے روانہ ہو گیا تھا۔سعد کے گھر وہ اپنا بیگ لے کر ہی گیا تھا تاکہ وہاں سے ہی روانہ ہو جائے۔صبح ہوتے ہی کیف نے فائزہ کو کال کر دی تھی اور اسے ماہم کے حوالے سے یقین دہانی کروانے لگا کہ وہ ان کے ماحول کے حساب سے ہی رہے گی۔

''ایک بار پھر سوچ لے کیف''۔فائزہ نے جیسے تنبیہ کرنا چاہ تھا۔

''سب سوچ چکا ہوں آپی....آپ امی سے بات کریں....اور آج ہی کریں''۔جلد بازی اس کے لہجے سے بھی واضح ہو رہی تھی۔

''اتنی بھی جلدی کیا ہے کیف...موقع دیکھ کر بات چلاؤں گی''۔وہ بڑی رسانیت سے بولی۔

''اس کا رشتہ کہیں اور ہو جائے گا آپی....میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے....آپ نے وعدہ کیا تھا کہ اگر ماہم خود کو بدلنے پہ تیار ہو جاتی ہے تو آپ میرا ساتھ دیں گی''۔اس نے جیسے یاد کروایا۔

''مجھے یاد ہے کیف...''۔وہ کچھ سوچتے ہوئے بولی تھی۔فائزہ کو کیف سے اتنی جلد بازی کی توقع نہیں تھی.....ایک ہی دن میں وہ ماہم کے بدلنے کی گارنٹی بھی اٹھانے لگا تھا۔یہ سب کچھ فائزہ کو پریشان کر رہا تھا مگر اب وہ اپنے وعدہ سے مکر نہیں سکتی تھی۔

''میں بات کروں گی...آج ہی''۔کچھ سوچ کر وہ اپنا فقرہ مکمل کرتے ہوئے کال کاٹ چکی تھی۔

☆......☆......☆

''پریشان لگ رہے ہو''۔عابد نے کیف کو گہری سوچ میں ڈوبا دیکھ کر کہا تھا۔

''ہوں بھی''۔اس نے اپنا ماتھا مسلا۔

''کیوں؟''۔اس نے سوال کیا۔

''اس وقت تمہیں کچھ نہیں بتا سکتا عابد۔بلکہ اس وقت شاید مجھے اکیلا ہونا چاہیے....اس نے اٹھ کر جاتے ہوئے کہا۔

وہ دونوں یونیورسٹی کے گراؤنڈ میں بیٹھے تھے۔کیف جب سے یونیورسٹی آیا تھا چپ چپ ہی تھا...اس کے ذہن میں اس کی امی اور ابو جی کے تاثرات ہی چل رہے تھے....وہ خود سے ہی جانے ان کے کتنے تاثرات سوچ چکا تھا کہ ماہم کا سنتے ہی وہ ایسا کریں گے، ویسا کریں گے۔اس نے ہر لیکچر اٹینڈ تو کیا تھا مگر سنا نہیں تھا......بس خالی خالی آنکھوں سے ایک ہی جگہ دیکھتا رہا تھا۔آج کے دن فائزہ اس کے گھر میں دھماکہ کرنے والی تھی اور اس دھماکے کی گرج وہ کراچی میں بیٹھا محسوس کر سکتا تھا۔

عابد نے صبح سے ہی اس کے چہرے کے تاثرات اور پریشانی نوٹ کی تھی۔

''اکیلا پن پریشانی بڑھاتا ہے''۔عابد نے جاتے ہوئے کیف سے کہا تھا۔

''اس وقت کسی کا ساتھ بھی میری کوئی مدد نہیں کر سکتا''۔وہ جواب دیے وہاں سے چلا گیا اور یونیورسٹی کے کیفے میں آ بیٹھا۔

عابد نے اس کے پیچھے جا کر اسے تنگ کرنا مناسب نہیں سمجھا۔وہ اگر سپیس چاہتا تھا تو اسے ملنا چاہیے تھا۔
بعض اوقات انسان کو تسلیاں نہیں صرف تنہائی چاہیے ہوتی ہے۔
کیفے میں وہ لگاتار کافی پی رہا تھا۔ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا کپ۔اس وقت وہ کس طرح کا رویہ اختیار کرے اسے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا۔اس کا سیل فون سائلنٹ پر نہیں تھا مگر پھر بھی وہ بار بار اسے اپنی جینز کی پاکٹ میں سے نکال کر دیکھتا تھا کہ شاید کوئی کال یا میسج آیا ہو اور اسے پتہ نہ چلا ہو۔
اس کے ابو جی اس سے تمام تر تعلقات ختم کر دیں گے کچھ ایسا ہی خیال اسے آیا اور اس کی دھڑکنیں تیز ہوئیں۔
نہیں وہ بس اسے کچھ دن گھر آنے سے روک دیں گے...اس نے خود کو تسلی دینے کی کوشش کی تھی۔مگر گھر سے آنے سے ہمیشہ کے لیے روک دیا تو؟؟؟ وہ کیسے اپنی امو سے ملے بغیر رہے گا؟؟۔نہیں وہ بس اسے کراچی چھوڑ دینے کا کہیں گے۔مگر کراچی سے ماہم کا تعلق ہی کیا ہے۔۔۔وہ اسے ماہم کا خیال دل میں لانے سے روکیں گے....بے اختیار اس نے اپنا سر اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔اس کے اعصاب جواب دینے لگے تھے۔
کیفے میں بیٹھے تمام لوگ اسے دیکھنے لگے تھے۔کچھ ہی لمحوں میں اسے اپنے آس پاس بیٹھے لوگوں کی نظریں خود پہ محسوس ہونے لگی تھیں۔وہ فوراً سے اٹھا اور کیفے سے نکل گیا...اسے مزید تنہائی کی ضرورت تھی۔

☆......☆......☆

”امی آپ سے کچھ اہم بات کرنی ہے“۔فائزہ نے ادھر ادھر کے حال احوال کے بعد تمہید باندھی۔
خالدہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھتی رہیں....اہم بات کیا ہو سکتی تھی زیادہ سے زیادہ ببلو اور پنکی کے بارے میں۔آج سے پہلے فائزہ نے بس یہی اہم باتیں ہی کی تھیں۔
”میں سوچ رہی تھی کہ..کہ....“۔فائزہ کچھ کہتے کہتے رکی۔
خالدہ کو کچھ کھٹکا۔فائزہ کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے....ایسا کچھ تھا جسے وہ کہتے ہوئے اٹکی تھی۔
”کہ؟؟؟“۔سوالیہ نظریں اس پہ ڈالے بولیں۔
”خالہ فریدہ کی بیٹی ماہم کا رشتہ اپنے کیف سے کر دینا چاہیے“۔اس نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔
”تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے فائزہ“۔خالدہ نے حیرت میں ڈوبے ہوئے اس پر نظریں مزید گہری کیں۔
”امی اس میں حرج ہی کیا ہے؟؟ اس بہانے آپ کی اپنی بہن سے سالوں بعد صلح ہو جائے گی“۔فائزہ نے انہیں قائل کرنے کی کوشش شروع کی۔
کیف کی پسند کے بارے میں اچانک بتا کر وہ خالدہ کو ایک ہی بار کوئی زوردار شاک نہیں دینا چاہتی تھی....وہ بس اس شاک کو

جھٹکوں میں دینے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ایک جھٹکا انہیں لگ چکا تھا...کچھ دیر بعد اگلا جھٹکا دینا باقی تھا۔

''صلح نہیں ہوگی فائزہ...مزید بربادی ہوگی... پہلے ہی ان رشتے کے چکروں نے صدا کے لیے ہم بہنوں کو جدا کر دیا ہے''۔وہ کچھ غمزدہ سی بولیں۔

''امی....آپ خود سوچیں رشتے کی وجہ سے ہی بربادی ہوئی تھی اور اب رشتے کو ہی وجہ بنا کر ہم سب کچھ ٹھیک بھی تو کر سکتے ہیں نا''۔وہ اب نظریں چرا کر نہیں بولی تھی....اگر وہ یوں ہی نظریں چراتی رہتی تو قائل کیسے کرتی۔

''پہلی بات تو یہ کہ کیف ابھی پڑھ رہا ہے...دوسری یہ کہ میں ہرگز ایسا ہونے نہیں دوں گی....اور تیسری یہ کہ تمہیں اچانک یہ خیال کیسے آ گیا''۔وہ کچھ بھانپتے ہوئے بولیں۔

''امی نیک خیال کسی کو بھی آ سکتا ہے''۔کیف کے نام کا آخری جھٹکا فائزہ اتنی جلدی دینا نہیں چاہتی تھی۔

''جس سے شر پھیلے وہ نیک خیال نہیں ہوتے''۔انہوں نے جتایا۔

''سمجھنے کی کوشش کریں امی...کب تک آپ اپنی سگی بہن سے ملنے کو ترسیں گی....''۔اس نے اب ان کو جذباتی بلیک میل کرنا چاہ۔

''بہن سے ملنے کے لیے کوئی اور تدبیر بھی سوچی جا سکتی ہے...رشتہ ہی کیوں''؟۔وہ اس کی جذباتی بلیک میلنگ ناکام کرتے ہوئے بولیں۔

فائزہ اب خاموش کچھ سوچنے لگی تھی....اس کے چہرے کے تاثرات بھانپتے ہوئے خالدہ بولیں۔

''سچ سچ بتاؤ فائزہ....کیا بات ہے''۔

''کیف ماہم کو پسند کرتا ہے امی......اور....اور اس سے منگنی کرنا چاہتا ہے''۔اس نے خالدہ کا ہاتھ تھام کر کہا۔

خالدہ کے چہرے پہ اس جھٹکے کے اثرات صاف لہرائے۔وہ بت بنی فائزہ کو دیکھ رہی تھیں جیسے اس سے کہہ رہی ہوں کہ کہہ دو یہ جھوٹ ہے۔فائزہ نے خالدہ کے ہاتھ پر اپنی گرفت مضبوط کی اور گویا ہوئی۔

''اپنے لیئے شریک حیات پسند کرنا کوئی بری بات نہیں ہے امی....اگر کیف نے ماہم کو پسند کیا ہے تو ہمیں اس کا ساتھ دینا چاہیے....''

''فائزہ...تم ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہو؟؟ تمہارے ابو کو پتہ چلا تو کسی کی خیر نہیں....آج مجھ سے بات کی ہے..مجھ تک ہی رکھنا..بھول کر بھی تمہارے ابو یا کسی کے بھی کان تک یہ بات نہیں جانی چاہیے''۔انہوں نے جیسے اسے خبردار کیا۔

''پر امی کیف....''۔اس نے کچھ کہنا چاہ۔

''ایک لفظ اور نہیں فائزہ...اور جہاں تک کیف کی بات ہے اسے کہہ دو کہ اگر اس گھر سے جڑا رہنا چاہتا ہے تو ماہم کا خیال بھی دل میں نہ لائے''۔انداز تحکمانہ تھا۔

''امی کیف صرف ماہم کو پسند نہیں کرتا...اس سے محبت کرتا ہے....میں نے کیف کو ماہم کے لیے روتا سسکتا دیکھا ہے...اگر

میری جگہ آپ اس کی حالت دیکھتیں تو ایسا کبھی نہ کہتیں‘‘۔اس نے قائل کرنے کی مزید کوشش کی۔

’’یہ ما ہم کہاں سے آ گئی فائزہ....یہ سب ہو کیا رہا ہے؟؟؟ اچانک ہی کیسے اسے محبت ہو گئی ؟؟ اچانک ہی اسے منگنی بھی کرنی ہے‘‘۔وہ اپنا سر پکڑ چکی تھیں۔

’’خدارا آپ پریشان نہ ہوں امی..آپ کی صحت پر اثر پڑے گا‘‘۔وہ پریشان ہوئی...

’’تم کیف سے بات کرو...اسے سمجھاؤ......تم سے نہیں سمجھتا تو میں خود اس سے بات کروں گی‘‘۔وہ جذباتی ہوئیں۔

’’امی...میری بات سکون سے سنیں...سمجھنے کی کوشش کریں....اسی میں ہم سب کا بھلا ہے...کیف کو اس کی محبت مل جائے گی ....آپ کو اپنی بہن...اور ابو جی کو ان کا بچھڑا دوست۔‘‘اس نے ٹھہر ٹھہر کر کہا۔

’’کیف تو اپنے باپ کی بے عزتی بھول گیا ہے فائزہ....کیا تم بھی بھول گئی ہو؟؟؟ بیٹیاں تو باپ کا مان رکھتیں ہیں...پگڑی نہیں اچھلواتیں....اپنے باپ کو اسی در پر دوبارہ بے عزت کروا کر کون سا بھلا چاہتی ہو؟؟‘‘۔وہ برہم ہوئیں۔

فائزہ لاجواب ہوئی....وہ اپنے ابو جی کی بے عزتی نہیں بھولی تھی....

’’میں کچھ نہیں بھولی امی...پر...‘‘۔وہ شرمندہ سی کچھ کہنا چاہتی تھی...اپنے بھائی کو دیا ہوا وعدہ نبھانا چاہتی تھی....ہر ممکن کوشش کرنا چاہتی تھی۔

’’اب اگر تم نے...یا کیف نے اس رشتے کی ضد کی...تو عادل تو جو کریں سو کریں....میں تم دونوں سے ناطہ طور لوں گی‘‘۔انہوں نے دھمکی دی اور فائزہ بے بس ہوئی۔

☆......☆......☆

’’امی نہیں مانیں کیف...انہوں نے صاف صاف کہا ہے کہ اگر تم نے اپنی ضد نہیں چھوڑی تو وہ تم سے اپنا ناطہ ہمیشہ کے لیے توڑ دیں گی...اور اگر میں نے تمہارا ساتھ دیا تو مجھ سے بھی‘‘۔اس کے کال اٹینڈ کرتے ہی فائزہ نے کہا۔

وہ پتھرایا۔

اس نے بغیر کچھ مزید سنے یا بولے کال کاٹ دی۔فائزہ نے جانے اسے کتنی کالز دوبارہ کیں مگر اس نے ایک بھی اٹینڈ نہیں کی۔

پتھرایا وجود اب غم کی آنچ سے پگھلنے لگا..آنکھوں سے اشکوں کی برسات جاری ہوئی....محبت میں یوں ہار جانے نے اسے اندر ہی اندر نادم کیا......اس کی مردانگی کو شرمندہ کیا.......وہ ایک جوان مرد کیسے بس یوں ہی صرف بے بسی سے آنسو بہا سکتا تھا؟؟؟۔مگر شاید یہ آنسو اسے ساری زندگی بہانے تھے....ساری زندگی اسے محبت میں ناکامی پر رونا تھا۔

دل کا کچھ غبار اشکوں کی صورت نکال لینے کے بعد اس نے اپنی آنکھوں کو رگڑ کر صاف کیا.....کوئی تھا جو اس کے انتظار میں تھا...کوئی تھا جسے وہ توڑنے والا تھا...بالکل ایسے ہی جیسے وہ خود ٹوٹا ہے.....

''کسے چن رہی ہو ماہم قریشی...؟؟؟ کیف عالم کو یا اپنی آزادی کو''۔

''اپنی محبت کو''۔

اسے کچھ یاد آیا....وہ آخری ملاقات...وہ آخری مسکراہٹ۔

☆......☆......☆

ماہم قریشی اپنی ساری جینز کو گھر کے سٹور روم میں پڑی ایک صندوق میں ڈال آئی تھی....اور اس وقت سادہ سی نارنجی شلوار قمیص میں ملبوس شیشے کے سامنے کھڑی اپنے بالوں کی لمبائی ناپ رہی تھی......

معصوم سا چہرہ بنائے وہ یہ سوچ رہی تھی کہ جانے کب اس کی یہ زلفیں مزید لمبی ہوں گی....کب وہ گھٹنوں تک لہرائیں گی....اور کب وہ کیف عالم کو بڑے ناز سے دکھائے گی کہ اس کی یہ زلفیں قابل تعریف ہیں..کوئی اجڑا جھاڑ نہیں....

سامنے موجود ڈریسنگ ٹیبل پر پڑا اس کا سیل فون شور مچانے لگا....کیف کالنگ اسکرین پر دیکھ کر اک مدھم سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر کھیل گئی۔

''جو رشتہ تمہارے لیے آیا ہے اس کے لیے ہاں کر دو''۔ ماہم کی کال اٹینڈ کرتے ہی کیف نے بنا کوئی تمہید باندھے...بنا کوئی توقف کیئے ایک سانس میں ہی بول گیا۔

ماہم پہ سکتہ طاری ہوا۔اب کی بار وہ پتھرائی۔

''کچھ کہنا چاہو گی''؟؟؟۔اس نے پتھر کو جگانا چاہ۔

''کیا کہنا چاہیے؟؟''۔بھوری آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔

''کچھ بھی....غصہ کرلو......چار باتیں سنا دو..شاید تمہاری تکلیف میں کمی ہو''۔وہ ٹھنڈی آہ بھر کر بولا۔

''غصہ بھی صرف اپنوں پر ہی کیا جاتا ہے کیف عالم''۔وہ اپنی آواز کی لرزش کو قابو میں لاتے ہوئے بولی تھی..

''پرایا کر رہی ہو مجھے''۔شرمندہ سے لہجے میں سوال کیا۔

''مجبوری ہے...کوئی اور چارہ نہیں''۔درد بھری مسکراہٹ سے کہا۔

''میں بھی مجبور ہوں....میرے پاس بھی کوئی چارہ نہیں ہے''۔وہ بھرائی ہوئی آواز سے بولا۔

''کوئی بات نہیں''۔ایک اور غمگین مسکراہٹ۔

''بھاگ چلو میرے ساتھ...''۔اسے اچانک پھر سے یہی سوجھا......

''oh stop it''۔وہ برہم ہوئی۔''جا رہی ہوں اپنی مما کو ہاں کرنے....خدا حافظ''۔اس نے کہتے ہی کال کاٹ دی۔

ساتھ ہی اس نے اپنا سیل فون بھی سوئچ آف کر دیا تھا......وہ جانتی تھی کیف اسے بہت کالز کرنے والا ہے اور ایسا ہی ہوا تھا

کیف نے جانے کتنی بار اس کا نمبر ٹرائے کیا تھا مگر اسے نمبر آف ملا تھا۔

☆......☆......☆

وہ اپنے بستر میں دبکے جانے کب سے رو رہی تھی.....کیوں آیا کیف اس کی زندگی میں جب اسے ملنا ہی نہیں تھا؟؟؟۔کبھی قسمت کو کوستی تو کبھی خود کو...کبھی کیف کو تو کبھی فریدہ کو....اگر برسوں پہلے فریدہ جذباتی فیصلے نا کرتیں تو آج کیف اس کا ہوتا...سب کچھ ایک دم پرفیکٹ ہوتا۔

"ماہم"۔فریدہ نے کمرے کا دروازہ کھول کر کہا تھا۔

فریدہ کی آواز پر وہ چونکی اور فوراً سے اپنی آنکھیں صاف کیں...ناک بھی رگڑا...

"کیوں رو رہی ہو"؟؟وہ اس کے پاس آ کر بیٹھ چکی تھیں۔

چھپانے کی کوشش کے باوجود فریدہ نے اسے روتے دیکھ لیا تھا۔

"رو تو نہیں رہی"۔وہ نظریں چرائے بولی تھی۔

"تمہیں سوچنے کے لیے جتنا وقت چاہیے لے لو.....کوئی جلدی نہیں ہے...."۔انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔انہیں لگا کہ وہ ان کی جلد بازی کی وجہ سے رو رہی ہے۔

"سوچ لیا ہے مما....آپ ہاں کر دیں"۔اس نے اپنے آنسوؤں کو قابو میں لاتے ہوئے کہا جو کسی بھی وقت چھلکنے کو تیار تھے۔

"اس طرح رو کر ہاں کرو گی"۔انہوں نے نرمی سے کہا۔

"اب نہیں روؤں گی....آپ ایک دو دن تک ہاں کر دیں...."۔اس نے ایک دو دن کا وقت خود کو سنبھالنے کے لیے مانگا تھا۔

"ٹھیک ہے جیسے میری بیٹی کہے"۔انہوں نے ایک دو دن پر غور نہیں کیا تھا...ماہم ہفتہ بھی رکنے کو کہتی تو وہ رک جاتیں....ان کے لیے اس وقت یہی بہت تھا کہ ماہم نے ہاں کر دی ہے ورنہ صبح جس طرح سے وہ انکار کر گئی تھی فریدہ کو پریشانی لاحق ہوئی تھی....اب جب کہ وہ ہاں کر رہی ہے تو رشتہ ہو ہی جانا تھا.....سو وہ اس وقت بے فکر سی ہو گئی تھیں۔

☆......☆......☆

ماہم نے کیف سے بات کرنے کے بعد سیل فون آف کیا تھا اور اس کے بعد آن ہی نہیں کیا تھا....وہ بس اپنے کمرے میں بیٹھی آنسو بہاتی رہی تھی...ساری رات کیف اس کا نمبر ٹرائے کرتا رہا تھا جو ہر بار آف ملتا تھا...وہ سونے کے لیے لیٹتا تھا اسے نیند بھی آ جاتی تھی مگر کچھ ہی دیر بعد اس کی آنکھ کھل جاتی تھی....اور ہر بار آنکھ کھلنے پر وہ ماہم کا نمبر ملاتا تھا...

وہ کیوں اس سے بات کرنا چاہتا تھا یہ اسے بھی نہیں پتہ تھا....جب وہ جانتا تھا کہ اب کچھ نہیں بچا....پھر بھی وہ پاگلوں کی طرح اسی ہی راہ پر چلنا چاہتا تھا......اس کے دل و دماغ میں ہزار طرح کے خیالات آ رہے تھے۔اس نے اپنے دل کو بہت سمجھایا بھی کہ اب کیا

فائدہ...مگر دل نے نہ پہلے کبھی سنا...نہ اب سن رہا تھا۔

اگلا سارا دن بھی ماہم کا نمبر آف رہا تھا....وہ تو اپنے کمرے میں بیٹھی روتی رہی تھی مگر کیف...کیف کے لیے سانس لینا بھی مشکل ہو گیا تھا...یہ تو وہ جانتا تھا کہ اس نے ماہم کو کھو دیا ہے مگر ماہم قریشی کو کھونے کے بعد کی تکلیف اسے اب محسوس ہو رہی تھی....نمبر آف ہونے کی وجہ اس نے خود ہی اخذ کر لیا کہ ماہم نے ہاں کر دی ہوگی....اور دن میں اس کا رشتہ بھی طے ہو گیا ہوگا...تبھی اس نے اب تک سیل فون آن ہی نہیں کیا اور شاید وہ کبھی اپنا یہ نمبر آن کرے بھی نا۔

اس کی محبت.....اس کا عشق....اس کا جنون کسی اور کے نام ہو چکا تھا....اس نے بے بسی سے دیوار پر پنچ مارا تھا اور وہ پنچ اتنی شدت کا تھا کہ اس کی انگلیاں پر کچھ رگڑیں لگیں تھیں۔اگر ماہم قریشی کا نمبر آف نہ ہوتا تو شاید اسے حوصلہ سا رہتا...ڈھارس سی رہتی کہ وہ جب چاہے اس سے بات کر سکتا ہے...اسے میسج کر سکتا ہے...مگر اس کے نمبر آف کرنے سے اسے لگا کہ اس کا ماہم قریشی سے ہمیشہ کے لیے رابطہ منقطع ہو چکا ہے...

پہلے وہ اسے کھو دینے کی سوچ سے اذیت میں تھا اور اب وہ اسے کھو چکنے کی تکلیف میں تھا.....اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اپنا سر کسی دیوار پہ مار دے...اسکی محبت.....اس کی ماہم کیسے کسی اور کی ہو سکتی تھی؟؟؟ یہ اس کی انا کی موت تھی....اس کی غیرت کی موت تھی....

کبھی کبھی ہمیں احساس ہی نہیں ہوتا کہ کسی کے بچھڑ جانے پر ہماری کیا حالت ہوگی...مگر جب وہ بچھڑ جاتا ہے تو سانس لینا بھی محال ہو جاتا ہے.....وہ بھی ماہم قریشی سے بچھڑ گیا تھا۔

جسے وہ چاہے...وہ کسی اور کا کیسے؟؟؟ جو اس کا تھا وہ اب کسی اور کا کیسے؟؟؟ اس کی محبت میں شریک کیسا....؟؟ رقیب کیسا....؟؟

زندگی میں پہلی دفعہ اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کا وجود کچھ بھی نہیں...وہ ماہم قریشی کے بنا کچھ بھی نہیں.....اس نے جس کرب سے ماہم کو کہیں اور رشتہ کر لینے کے لیئے کہا تھا وہ تو اس اذیت کے سامنے کچھ بھی نہیں تھا.....اگر وہ یہ جانتا ہوتا کہ جو وہ کہنے جا رہا ہے جب وہی اس کے سامنے ہوگا تو وہ کتنا گھائل ہوگا...تو وہ اسے ایسا کبھی نہ کہتا....پھر سے کوشش کرتا...کچھ تو کرتا...مگر اسے کسی اور کے نام ہونے نہیں دیتا.....کم از کم اپنے جیتے جی تو نہیں۔

جن محبت بھری نظروں سے اس نے کیف کو آخری بار دیکھا تھا....اب کیا انہی نظروں سے وہ کسی اور کو دیکھے گی؟؟ جس دل میں کیف عالم کا بسیرا تھا...کیا اس دل میں اب کوئی اور بسا کرے گا....؟؟ اسے کھونے کی تکلیف تو تھی ہی....ساتھ ہی اس کی زندگی میں کسی اور کے آنے کی تکلیف نے اس کے لیئے یہ سب نا قابل برداشت بنا دیا تھا۔

.وہ پاگلوں کی طرح سڑکوں پر ٹریفک کے بیچ میں سے جانے کہاں سے کہاں جا رہا تھا....

ماہم قریشی کو کسی اور کے نام ہوتا دیکھنا اس کے لیئے اتنا جان لیوا ہوگا......وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا....وہ درد....وہ کرب....وہ

اذیت جو اس نے اس وقت محسوس کی تھی اس سے بچنے کی خاطر اسے اپنی جان بھی دینی پڑتی تو وہ دے دیتا....

دل میں شدید گھٹن کے احساس....حلق میں سانس پھنسنے کے احساس.....ذہن میں اپنی محبت کے کسی اور کے نام ہونے کے احساس نے اس وقت اسے نہ زندہ میں رکھا تھا نا مردہ میں...وہ سارا دن دیوانہ وار کراچی کی سڑکوں پر جانے کہاں کہاں پھڑنے کے بعد شام کو کسی سنسان جگہ پڑے ایک بینچ پڑ آ بیٹھا تھا۔

وہ چیخا...بڑی زور سے چیخا....اپنی پوری قوت سے چیخا...اور پھر سسکیاں تھیں جو تھمنے میں نہیں آ رہی تھیں....اس نے اپنا سب کچھ کھو دیا تھا.....وہ معصوم چہرہ اب اس کے لیے صرف ایک خواب بن کر رہ جائے گا...وہ شاید اسے کبھی دیکھ بھی نا پائے گا......اس کی شادی اسی کے خاندان میں ہو جانی تھی...اور اسے ساری زندگی پچھتاوے کی آگ میں جھلسنا تھا۔

وہ ایک مرد ہے یہ بھول کر وہ پوری ایمانداری سے اپنے آنسو بہا رہا تھا....اپنا درد بھلا رہا تھا...کیف عالم کی محبت میں کوئی اور شریک؟؟؟ کوئی اور رقیب؟؟؟ یہ کیسے ہونے دے دیا اس نے....یہ کیسے ہو گیا اس کے جیتے جی۔۔۔

اس نے ایک دفعہ پھر اپنا سیل فون نکالا اور دیوانہ وار ماہم کا نمبر ملانے لگا...اکثر درد دینے والے کے پاس ہی درد کی دوا بھی ہوتی ہے...زیادہ تر....درد دینے والے ہوتے ہی وہی لوگ ہیں جو ہمارے لیے باعث راحت بھی ہوتے ہیں ورنہ کسی ایرے غیرے کی کیا مجال کہ وہ دل دکھا سکے۔

اس بار اس کی قسمت نے اس کا ساتھ دیا تھا....اس کا نمبر آن تھا....مگر اس نے کال اٹینڈ نہیں کی تھی....ایک کے بعد ایک وہ لگاتار پاگلوں کی طرح جانے کتنی کالز کر چکا تھا۔۔۔

روتی ہوئی ماہم جو اسکی کالز اشک بہاتے دیکھ رہی تھی اپنے آپ کو سنبھالنے لگی....جب سنبھال چکی تو بڑی ہی سہولت سے کال اٹینڈ کر کے بولی۔

"رشتے کی مبارک دینے کے لیے کال کی ہے تو آپ کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ دو دن بعد مبارک دیجئے گا...خدا حافظ"۔

اس سے پہلے کہ وہ کال کٹ کرتی کیف نے فوراً سے کہا تھا

"دو دن بعد کیوں؟؟ ابھی رشتہ نہیں ہوا؟"۔اسے جیسے اپنے جسم میں جان آتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"نہیں"۔اس نے مختصر سا جواب دیا۔

"میں آ رہا ہوں ماہم....میں آ رہا ہوں"۔اس نے دیوانہ وار کہا تھا۔

"کیف"۔وہ نا سمجھنے والے انداز میں بولی تھی۔

"ابھی رشتہ مت کرنا ماہم....کچھ دن میرا مزید انتظار کرو.....مجھے ایک اور کوشش کرنے دو پھر چاہے اس کوشش کی وجہ سے میرے اپنے مجھ سے ساری زندگی کے لیے ناطہ توڑ دیں"۔وہ بے ربط سے انداز میں بول رہا تھا....

ماہم نے اس کی کال اٹینڈ کرنے کے لیے جو اشک روکے تھے وہ اب چھلکنے لگے تھے...بس نوعیت الگ تھی....

عجیب رشتہ تھا ان کا...اور عجیب ہی ان کی قسمت کا چکر....کبھی پانے کی امید....کبھی کھونے کا غم...کبھی کھو کر پالینا...اور کبھی پا کر پھر کھو دینا۔اس گول چکر میں جانے کس جگہ ان کی قسمت ڈیرہ ڈالنے والی تھی۔

☆......☆......☆

"امی نہیں مانی تھیں کیف...میں نے تمہیں بتایا بھی تھا..تم پھر سکھر آ گئے....تمہیں اپنی پڑھائی اور اپنے مستقبل کی ذرا بھی پرواہ نہیں ہے کیا"۔فائزہ اس کے پھر سے سکھر آ جانے پر ڈانٹ رہی تھی۔

"امی سے میں خود بات کروں گا...ان کے پیر پکڑوں گا... ہاتھ جوڑوں گا...جو کچھ کرنا پڑا میں کروں گا....امی تو کیا میں ابو سے بھی بات کروں گا"۔اس پر جنون سوار تھا۔

"پاگل مت بنو کیف...مانیں گے تو وہ ویسے بھی نہیں الٹا تمہیں گھر سے نکال دیں گے"۔اس نے انجام بتایا۔

"وہ بھی منظور ہے....اپنی بات منوانے کی کوشش میں میری جان بھی چلی جائے تو کوئی غم نہیں...میں یہاں آپ کو لینے آیا ہوں آپی ...میرے ساتھ امی کے پاس چلیں تاکہ ان کو قائل کرنے میں آپ میری مدد کر سکیں...ابو آپ سے بہت پیار کرتے ہیں اسی پیار کی وجہ سے کم از کم وہ میری بات مکمل طور پر سن لیں گے ورنہ تو آدھی بات پر ہی مجھے گھر سے نکلنے کا کہہ دیں گے"۔وہ واقعی اب رکنے والا نہیں تھا۔

"ٹھیک ہے چلو"۔فائزہ نے ہامی بھری۔حالانکہ اس کی نظر میں یہ سراسر بیوقوفی تھی مگر اس وقت کیف پر جو جنون سوار تھا....اس میں وہ اسے اکیلا نہیں چھوڑ سکتی تھی۔

☆......☆......☆

"عابد شاہ نے دنیا دیکھی ہے....ایک نظر میں بتا دوں کہ چائے میں چینی کم ہے یا پتی کم ہے"۔وہ تین سال میں بھی نہیں بدلا تھا....ہاں صرف ایک ہی فرق آیا تھا....اب اس کے جوکس اور بھی بکواس ہو گئے تھے۔

کیف نے سنجیدہ سا ہو کر اسے دیکھا....وہ اپنی شوخی سے باہر نکلا۔

"کبھی نہیں بدلو گے تم"۔وہ مایوس ہوا۔

"عابد شاہ ہوں....کوئی کیف عالم نہیں جو موسم کی طرح بدل جائے....کبھی دھوپ میں برس جائے....کبھی چھاؤں میں جلا جائے"۔ان تین سالوں میں کیف کا یہی تاثر اس پر رہا تھا.....

"کہو کیسے آنا ہوا...."۔وہ آج اس سے کافی مہینوں بعد مل رہا تھا۔

"اچھا تو اب تم سے ملنے کے لیے کوئی وجہ ہونی چاہیے....خیر تمہیں ایک جاب کا بتانا تھا..جس کمپنی میں میں کام کرتا ہوں وہیں ایک ویکنسی ہے....اتنے دن سے تمہارا نمبر ملا رہا تھا مگر نمبر آف تھا..تو سوچا مل کر بتا دوں"۔اس نے اپنے آنے کا مقصد بتایا۔

''امید ہے اس دفعہ میرے بچے کچے پیپر بھی کلیئر ہو جائیں گے...پھر ایک ہی دفعہ جاب کروں گا...فی الحال سوچ رہا ہوں کہ کچھ دن کے لیے گھر چلا جاؤں....کافی ماہ سے گھر نہیں گیا''۔وہ واقعی کافی عرصے سے گھر نہیں گیا تھا....ڈیڑھ ماہ پہلے بھی وہ جب سکھر آیا تھا تو صرف ماہم کے گھر ہی گیا تھا....اپنے گھر گئے ہوئے تو اسے کافی ماہ ہو چکے تھے......

''اوہو...بھابی کی یاد آ رہی ہوگی...گھر کا تو بہانہ ہے...پہلے تو سسرال جانا ہے''۔فضول سی شاعری کر کہ اس نے چھیڑنا چاہ۔

''کون بھابی؟؟؟''۔کیف انجان بنا۔

''ماہم بھابی اور کون''؟۔وہ فٹ سے بولا۔

''ماہم کون؟؟''۔وہ تیوڑیاں چڑھائے پوچھنے لگا۔

عابد شاہ لاجواب ہوا۔

☆......☆......☆

''سمجھ میں نہیں آ رہا میرے اچھے بھلے بیٹے کو ہو کیا گیا ہے.....'' خالدہ نے کیف اور فائزہ کی باتیں سن کر کہا تھا۔

''امی میں آپ کے پاؤں پکڑتا ہوں...آپ ابو سے ایک دفعہ تو بات کریں''۔اس نے روتے ہوئے کہا تھا....

خالدہ کبھی یہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اس کا کوئی بیٹا کسی لڑکی کے لیے اس کے سامنے روئے گا... یوں ہاتھ پھیلائے گا....

''فائزہ تم باہر جاؤ...مجھے کیف سے اکیلے میں کچھ باتیں کرنی ہیں''۔

فائزہ نے سر کو ہلکی جنبش دی اور کمرے سے چلی گئی۔

''یہ سب کیا ہو رہا ہے کیف''۔انہوں نے جیسے شروع سے بات کرنا چاہی۔

''میں اس کے بغیر نہیں جی سکتا...وہ نہ ملی تو ساری زندگی کسی سے شادی نہیں کروں گا....وہ بھی اگر زندہ رہا تو''۔انداز والہانہ تھا۔

زندہ رہا تو جیسے الفاظ نے خالدہ کا اندر توڑ پھوڑ دیا تھا.....اولاد کے منہ سے نکلے گئے ایسے الفاظ کتنے تکلیف دہ ہوتے ہیں یہ تو صرف ماں ہی سمجھ سکتی ہے۔

''آخر کیا ہے اس لڑکی میں ؟؟؟ میں تمہارے لیے اس سے کروڑ درجے بہتر لڑکی ڈھونڈوں گی کیف...اپنی یہ ضد چھوڑ دو...''انہوں نے لالچ دی۔

''ضد نہیں ہے امو...مجھے بس وہی چاہیے''۔وہ موقف پر ڈٹا رہا۔

اگر یہ نارمل حالات ہوتے تو شاید خالدہ اسے اس کی اس بے باکی پر کھری کھوٹی سناتیں........مگر جس طرح سے وہ ان کے سامنے آنسو بہا رہا تھا اس وقت وہ اسے کسی شرم و حیا کا سبق بھی نہیں دے سکتی تھیں۔

''ٹھیک ہے...مجھے کوئی اعتراض نہیں....میں تمہارے راستے کی رکاوٹ نہیں بنوں گی..مگر آگے کیا؟؟؟ تمہارے ابو تو مانیں گے نہیں...ضد کرنے پر...تمہیں گھر سے ہمیشہ کے لیے نکال دیں گے..''۔انہوں نے ڈرانا چاہا۔

''چاہے نکال دیں امی...مجھے خوشی ہوگی کہ کم از کم میں نے کوئی کسر نہیں چھوڑی..جس حد تک جا سکتا تھا..میں گیا تھا''۔وہ نہیں ڈرا۔

''میرا کیا قصور ہے کیف؟؟ میں اپنے بیٹے کی شکل دیکھنے سے بھی جاؤں گی...''۔وہ بھی اب آنسو بہا رہی تھیں۔

''تو کیا ہوا امو....کم از کم آپ یہ تو جانتی ہوں گی کہ میں زندہ ہوں....اگر میں یوں ہی واپس چلا گیا تو شاید آپ کے پاس میرے زندہ ہونے کی تسلی بھی نہ بچے۔''یہ ایک جذباتی دھمکی تھی.....

خالدہ نے بے اختیار کیف کو اپنے گلے سے لگا لیا..ایسی دھمکیاں ماؤں کو توڑ دیتی ہیں.....کیف کسی چھوٹے بچے کی مانند اپنی ماں کی گود میں سسکنے لگا۔

''اپنے بیٹے کی خوشی کے لیے میں ہر ممکن کوشش کروں گی''۔اس کے سر کو سہلاتے ہوئے خالدہ نے کہا تھا اور کیف نے بے اختیار اپنی ماں کو مزید مظبوطی سے تھاما..طوفان میں ملے کسی مظبوط سہارے کی مانند۔

☆......☆......☆

جب ماہم تیرہ سال کی تھی تب سب کچھ ٹھیک تھا....سب کچھ نارمل تھا۔خالدہ اور فریدہ میں بہت پیار تھا....دونوں گھروں میں بہت آنا جانا تھا..مگر کیف اور ماہم اپنی ریزرو نیچر کی وجہ سے ایک دوسرے کے گھر نہیں آتے تھے بس بڑے ہی مل لیتے تھے۔شہباز اور عادل کی دوستی بھی بہت گہری تھی....یہاں تک کہ دونوں ایک ساتھ بہت بڑے پیمانے پر بزنس شروع کر رہے تھے جس پر کافی انویسٹمنٹ ہو چکی تھی۔

عادل کی وجہ سے کاشف کی بھی شہباز سے بہت گہری دوستی ہو گئی تھی....وہ بھی اکثر شہباز کے گھر آیا کرتا تھا۔عادل کی اپنی سالی فریدہ سے بہت بنتی تھی.....دونوں ایک دوسرے کو سگے بہن بھائیوں سے بھی بڑھ کر مانتے تھے اور ایک دوسرے کی بہت عزت کرتے تھے اور اسی وجہ سے فریدہ کاشف کی بھی بہت عزت کرتی تھی۔کاشف بھی فریدہ کو باجی باجی کہتے نہ تھکتا تھا۔

ان سب کی اتنی زیادہ بن چکی تھی کہ چائے پینے بھی ایک دوسرے کے گھر بلا جھجک چلے جاتے تھے......ایسے جیسے کوئی فرق ہی نا تھا.....یہاں تک کہ ندا جب بھی اپنی بہن فریدہ سے ملنے جاتی عادل اور کاشف کو سامنے پاتی اور جب بھی خالدہ کے گھر ملنے جاتی تو شہباز کو وہاں موجود پاتی۔

ماہم کاشف کو انکل بلاتی تھی اور کاشف بھی ماہم سے بہت اچھا رویہ رکھتا تھا...جب بھی کاشف ان کے گھر شہباز سے ملنے آتا تو ماہم فوراً کاشف سے چائے کا پوچھتی...کاشف بھی ہمیشہ اسے بچوں کی طرح ہی ٹریٹ کرتا تھا...

اسے ان دنوں ننگے پاؤں چلنے کی بہت عادت تھی.....حالانکہ وہ اتنی بھی چھوٹی نہیں تھی مگر اس کی بگڑی ہوئی کچھ عادتوں میں سے ننگے پیر پھرنا سر فہرست تھا........جب وہ ننگے پاؤں گھر میں چل پھر رہی ہوتی تھی تو کاشف اسے فوراً ٹوکتا تھا کہ جاؤ جا کر جوتا پہنو...اور جیسا کہ بچیوں کو کبھی کبھی گھر میں روٹیاں بنانے کا شوق چڑھتا ہے.....وہ بھی کبھی کبھی جلی کٹی ٹیڑھی، میڑھی روٹیاں بنا رہی ہوتی تو اسے خوب نصیحتیں کرتا تھا۔

ماہم کو اپنے کاشف انکل سے بہت لگاؤ تھا وہ ہر وقت ان کے آگے پیچھے ہی پھرتی تھی...جب بھی کاشف آتا وہ بڑوں میں گھس کر بیٹھ جاتی تھی اور ساری باتیں سنتی تھی۔

وہ جب بھی اسکول سے آتی تھی تو یونیفارم بدلے بغیر کھانا کھانے لگتی تھی اور اس وقت اگر کاشف بھی ان کے گھر ہوتو وہ اسے ٹوکتا تھا بالکل ویسے ہی جیسے کوئی بڑا سمجھاتا ہے...وہ بھی احتراماً کاشف کی ساری نصیحت سنتی اور پھر اس پر عمل بھی کرتی۔

ایک دن اسی طرح ندا جب فریدہ کے گھر آئی تو سامنے عادل اور کاشف کو موجود پایا۔ان دنوں کاشف کے لیے لڑکی بڑے ہی زور وشور سے ڈھونڈی جا رہی تھی اور ان سب میں اسی سلسلے میں گفتگو جاری تھی۔ندا کے آنے کے بعد فریدہ مہمان نوازی کی غرض سے کچن میں چلی گئی تھی اور تب ندا نے شہباز اور کاشف سے باتوں ہی باتوں میں کہا کہ۔

"ارے بھائی جان یہ تو وہی بات ہوئی بچہ بغل میں ڈھنڈورا شہر میں.....کاشف کے لیے سارے جہان کی لڑکیاں دیکھ رہے ہو اپنی ماہم پر نظر نہیں پڑی؟؟؟"۔

"کیسی باتیں کر رہی ہو ندا....ماہم بہت چھوٹی ہے کاشف سے...."۔وہ حیران ہوئے تھے ندا کی اس بات پر۔

"کہیں آپ بھی ان لوگوں میں سے تو نہیں جو اپنے رشتے داروں میں شادی کرنا گناہ سمجھتے ہیں...بس غیروں کے پیچھے ہی بھاگتے رہتے ہیں"۔ندا نے طنز کیا۔

"میرے لیئے میرے رشتے دار سب سے پہلے ہیں....میرا اپنا بیٹا کیف اگر ابھی کچھ بڑا ہوتا تو میں ماہم اس کے لیے لینے میں ذرا دیر نہ کرتا...مگر کاشف سے ماہم کا کوئی جوڑ ہی نہیں ہے"۔انہوں نے نرم لہجے میں اپنی صفائی دی۔وہ ذاتی طور پر ماہم سے بہت لگاؤ رکھتے تھے...اور اگر کاشف سے ماہم کی عمر کا فرق زیادہ نہ ہوتا تو وہ بہت پہلے ہی ماہم کا ہاتھ مانگ چکے ہوتے۔

"ارے بھائی جان....یہ تو آپ کی خوش نصیبی ہوگی کہ کم عمر لڑکی مل جائے گی اور کیا چاہیے آپ کو؟؟؟ سب سے بڑی بات آپ دونوں گھرانے مزید قریب ہو جائیں گے...ایک ہی گھر بن جائیں گے.....اور خالدہ باجی بھی بڑی خوش ہو جائیں گی کہ ان کی اپنی سگی بھانجی ہی ان کی دیورانی بن گئی ہے"۔ندا نے فائدے بتائے۔

کاشف خاموشی سے ندا اور عادل کی باتیں سن رہا تھا۔اس نے پہلے کبھی ماہم کو اس نظر سے نہیں دیکھا تھا.....مگر اب ضرور سوچنے لگا تھا اور اسے تو یہ رشتہ بڑا پسند بھی آیا۔اس عمر میں اسے اتنی کم عمر لڑکی مل جائے اسے اور کیا چاہیے تھا۔

"کم عمر لڑکی اور بچی میں فرق ہوتا ہے ندا....ماہم ابھی بچی ہے....تیرہ سال بھی بھلا کوئی عمر ہے؟؟؟.کاشف اور شہباز کی عمر تقریباً ایک جتنی ہے....اس لحاظ سے اگر کاشف پہلے شادی کر لیتا تو آج اس کی ماہم جتنی بیٹی ہوتی"۔عادل نے کہا۔

"مرد بھی کبھی بوڑھا ہوا ہے؟؟؟ آپ بھی نا کمال کرتے ہیں بھائی جان"۔ندا تو جیسے منا کر ہی چھوڑنے والی تھی...

اس سے پہلے کہ عادل مزید کوئی بات کرتے انہیں کسی کی کال آئی تھی اور وہ کال اٹینڈ کرنے کی خاطر لاؤنج سے نکلے تھے۔

''تم بتاؤ کاشف؟؟ کیا حرج ہے اس میں؟؟''۔اب ندا نے کاشف کی رائے لینا چاہی۔

''حرج تو کوئی نہیں باجی''۔کاشف نے جواب دیا۔

''تو بس پھر......جب تمہیں ہی کوئی اعتراض نہیں تو بات ختم....میں فریدہ باجی سے بات کروں گی اور خالدہ باجی سے بھی''۔ندا نے ٹھان لی تھی۔

''کیا فریدہ باجی مان جائیں گی''۔کاشف کو تشویش ہوئی۔

''کیوں نہیں مانیں گی؟؟؟تم میں کمی ہی کیا ہے؟؟''۔وہ پُراعتماد تھی۔جانے اسے بیٹھا بٹھائے کیا سوجھا تھا۔

کاشف نے بھی سر ہلا دیا...ظاہر ہے اس کے حساب سے تو اس میں کوئی کمی نہیں تھی.....

کاشف اور عادل کے جانے کے بعد ندا نے فریدہ سے بات کی...فریدہ پہلے تو سن کر حیران پریشان ہو گئی تھی مگر پھر ندا نے ایسی باتیں کیں کہ فریدہ بھی سوچنے پہ مجبور ہو گئیں۔

''باجی اب وہ دور نہیں ہے کہ لڑکیوں کو زیادہ دیر گھر میں بٹھاؤ....ارے میں تو کہتی ہوں اس کے کالج جانے سے پہلے ہی اس کو اپنے گھر کا کر دو...کالج جاتے ہی لڑکیوں کے پر نکل آتے ہیں''۔

''ارے باجی میری نند کی بیٹی بھاگ گئی تھی گھر سے...بتایا تو تھا آپ کو....''۔

''باجی اب وہ زمانے گئے کہ بیٹیاں گھر میں ہوں تو مائیں سکون سے سوئیں...اچھی بھلی شریف بچی ہے ہماری ماہم...کیوں اسے خراب ہونے کا موقع دے رہی ہیں''۔وغیرہ، وغیرہ۔اور جب فریدہ نے عمر کی بات کی تو بھی کافی جوابات ملے۔

''عمر سے کیا ہوتا ہے باجی....مرد بھی کبھی بوڑھا ہوا ہے؟؟ ویسے بھی باجی زیادہ عمر والے تو زیادہ اچھے رہتے ہیں...ساری زندگی بیویوں کے لاڈ اٹھاتے نہیں تھکتے''۔

وہ مزید بولی۔

''باجی آج کے دور میں شریف لڑکا مل جائے وہ غنیمت جانو....نہ لڑکا سگریٹ پیئے، نہ شراب پیئے، نہ کوئی یاری دوستی ہے۔سیدھا سادہ سا شریف لڑکا ہے۔۔۔سب سے بڑی بات ماہم کسی غیر کے گھر نہیں جائے گی......ورنہ غیروں کے حال تو آپ نے دیکھے ہی ہیں میری جٹھانی کی بیٹی کو تیسرے دن ہی ذرا سی بات پر اگلوں نے طلاق دلوا کر گھر بھیج دیا تھا۔اور میرے پڑوس میں جو عادلہ ہیں اسے تو روز ہی اس کے سسرال والے طعنے دیتے ہیں...ہر چھوٹی بڑی بات پر اس بیچاری کو طعنہ دے دیا جاتا ہے...وہی وہ اپنوں میں گئی ہوتی تو آج عیش کر رہی ہوتی''۔

''زندگی کا بھروسہ تو ہے نہیں باجی....اپنے ہاتھ سے اپنی بیٹیوں کا فرض ادا کر دیا جائے تو کیا ہی بات ہے...سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ ان کو بگڑنے کا موقع ہی نہ دیا جائے...ارے شریعت بھی تو یہی کہتی ہے کہ لڑکی کے جوان ہوتے ہی اس کی شادی کر دو''۔

"خود سوچیں باجی....آپ اور شہباز بھائی تو بوڑھے ہو جائیں گے...ماہم کا کوئی بھائی بھی نہیں ہے جو ساری زندگی اس کا خیال رکھے...کل کلاں کو خدانخواستہ شہباز بھائی کو کچھ ہو گیا تو ماہم کا تو کوئی سہارا ہی نہ ہو گا.....آج ارسلان زندہ ہوتا تب تو آپ بے فکر ہوتے ہوئے اچھی بھی لگتیں....مگر اب تو آپ کو ایسی جگہ بیٹی دینی چاہیے جہاں آپ آنکھ بند کر کہ بھی یقین کر سکیں"۔

ندا کی سب باتیں اس کی کمزوری تھیں۔ندا نے اسے نفسیاتی طور پر قائل کیا تھا....اس کے ویک پوائنٹ پکڑے تھے۔

ارسلان کی موت کے بعد سے ہی فریدہ بہت حساس ہو چکی تھی....اسے ہر حال میں اپنی بیٹی کا تحفظ چاہیے تھا....اسے لگتا تھا وہ بہت جلد مر جائے گی....وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی بیٹیوں کی شادی کسی ایسی جگہ ہو جہاں وہ فریدہ کے مرنے کے بعد ذلیل ہو جائیں۔اس لیے اس وقت اسے خالدہ کا گھر سب سے بہترین نظر آیا جو اس کے اپنے تھے...کاشف سے بھی اسے بہت اپنائیت اور امیدیں تھیں۔

ان سب باتوں کے بعد فریدہ بہت حد تک قائل ہو چکی تھی مگر پھر بھی کہا۔

"ٹھیک ہے میں سوچ کر بتاؤں گی"۔

"سوچنا کیا ہے باجی.....میں آپ کی طرف سے ان کو ہاں کرنے جا رہی ہوں بھئی....مجھے انہوں نے ہی بات چلانے کو کہا تھا"۔ندا نے فاتحانہ مسکراہٹ سے کہا۔

"میں ذرا ماہم کے بابا سے تو بات کر لوں"۔فریدہ کو شہباز یاد آئے۔

"مزاق کرتی ہیں باجی آپ بھی....شہباز بھائی بھلا کیوں اعتراض کریں گے...ان کے جگری دوست کے گھر ان کی بیٹی جائے گی....وہ تو خوشی سے پھولے ہی نہ سمائیں گے"۔وہ پر اعتماد نظر آئی۔

"بات تو ٹھیک ہے تمہاری"۔فریدہ بھی متفق ہوئی۔

ندا کی باتوں سے فریدہ مکمل طور پر قائل ہو چکی تھی۔انہیں اب کاشف سے اچھا کوئی لڑکا دنیا میں نظر ہی نہیں آ رہا تھا...اپنی زندگی کو لے کر وہ ویسے بھی وہم کا شکار رہتی تھیں.....

ندا نے فریدہ کے گھر سے نکلتے ہی خالدہ کے گھر کا رخ کیا تھا...خالدہ تو یہ اچانک رشتے کی بات سن کر ہی حیران ہو گئی تھی۔ان کے ساس سسر تو تھے نہیں...کاشف کے لیے رشتہ دیکھنے ہر جگہ خالدہ ہی جاتی تھیں۔

"باجی لڑکی مل گئی ہے اور ایسی ملی ہے کہ آپ تو ابھی سے محلے میں مٹھائیاں بانٹ دیں گی"۔وہ اسی اعتماد سے بولی تھی۔

"کون لڑکی ندا؟؟"۔خالدہ نے پوچھا۔

"اپنی ماہم"۔چہرے پہ مسکراہٹ سجائے ندا نے کہا۔

"توبہ کرو ندا.....کیسی باتیں کر رہی ہو...ماہم تو تیرہ سال کی بچی ہے ابھی"۔خالدہ کے جیسے چھکے چھوٹے تھے۔

"باجی تمہاری اپنی بھانجی تمہاری دیورانی بن جائے گی تمہیں اور کیا چاہیے؟؟؟ کوئی غیر آ گئی تو تمہیں بھی نچوائے گی اور کاشف کو

بھی... ماہم تو تمہاری سگی بھانجی ہے.... وہ تو تمہاری عزت خدمت کرتے نہ تھکے گی"۔ یہاں بھی لالچ دی گئی۔

"فریدہ اس رشتے کے لیے ہرگز نہیں مانے گی"۔ خالدہ نے اپنا اندازہ بتایا۔

"کمال کرتی ہو باجی... تمہارے گھر اپنی بیٹی دینے کے لیے نہیں مانے گی؟؟ میں انکی ہاں لے کر آئی ہوں... وہ اس رشتے سے خوش ہیں... اب بس بات پکی کرنی ہے... آپ سب تیاری باندھو اور رشتہ بلوانے کے لیے چلو"۔ اب وہ پر جوش ہوئی۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے ندا.... مجھ تو کچھ سمجھ نہیں آ رہا"۔ وہ الجھیں۔

"دماغ پر زیادہ زور مت دیں باجی.... بس اتنا سمجھ لیں کہ لڑکا بھی راضی ہے اور لڑکی والے بھی.... آپ سب بس تیاریاں شروع کرو"۔ ندا کہہ کر چلتی بنی۔

ندا کے جانے کے بعد خالدہ نے عادل سے بات کی تھی مگر عادل کو ابھی بھی اس رشتے پر اعتراض تھا مگر وہ یہ سوچ کر راضی ہو گئے تھے کہ لڑکی والے خود رشتہ دینا چاہتے ہیں تو انہیں انکار کر کے ان کی توہین نہیں کرنی چاہیے۔

☆......☆......☆

ندا نے کاشف کو بھی بتا دیا تھا کہ فریدہ راضی ہے.... کاشف مٹھائی اور کچھ فروٹ لے کر فریدہ کے گھر چل آیا تھا.... فریدہ نے بڑی گرم جوشی سے اس کا استقبال کیا تھا۔

ماہم جو کچھ دیر پہلے ہی اسکول سے آئی تھی ابھی بھی یونیفارم میں تھی اور اپنے انکل کاشف کو دیکھتے ہی فوراً اپنی صفائی دینے لگی....

"انکل میں ابھی آئی ہوں اسکول سے"۔

کاشف انکل لفظ پر مسکرایا.... ماہم بھی اسے مسکراتا دیکھ مسکرا دی۔

"تمہارے لیے مٹھائی لایا ہوں... یہ لو کھاؤ"۔ کاشف نے اس کے آگے مٹھائی کا ڈبہ بڑھاتے ہوئے کہا جسے اس نے مسکراتے ہوئے لے لیا۔

"اس میں تو صرف چم چم ہے... مجھے چم چم پسند نہیں ہے... میں نہیں کھاتی چم چم"۔ اس نے ڈبہ کھولنے کے بعد مایوسی سے اسے بند کرتے ہوئے کہا۔

"تو تمہیں کون سی مٹھائی پسند ہے.... میں وہ لے آتا ہوں"۔ اس اچانک مہربانی پر ماہم حیران ہوئی تھی... آج سے پہلے کبھی کاشف اول تو کچھ لایا نہیں.... اور اگر کبھی کچھ کھانے پینے کا موقع بنا بھی ہوگا تب بھی ایسی مہربانی تو کاشف نے کبھی نہیں کی تھی کہ اس کی پسند کو اہمیت دی ہو۔

"بس رہنے دیں انکل میں یہی چکھ لیتی ہوں"۔ اس نے لحاظ کرتے ہوئے کہا تھا... گھر آئے مہمان سے فرمائش کر کے کچھ منگوانا اسے غیر مناسب لگا تھا۔

فریدہ جو یہ سب دیکھ کر مسکرا رہی تھیں اب ماہم کو جا کر یونیفارم بدلنے کا کہنے لگیں۔وہ بھی سر ہلا کر وہاں سے چلی گئی تھی۔

''اس تکلف کی کیا ضرورت تھی''۔انہوں نے کاشف سے کہا۔

''بس باجی میرا دل کیا کہ کچھ لیتا جاؤں''۔اس نے مسکرا کر جواب دیا..اس کے نزدیک وہ اپنے ہونے والے سسرال آیا تھا تو خالی ہاتھ بھلا کیسے آتا۔

فریدہ بھی مسکرا دی تھیں۔انہوں نے کاشف سے کچھ یہاں وہاں کی باتیں کی...پھر وہ رشتہ کے موضوع پر آئیں۔

''ماہم کو ابھی کچھ نہیں پتہ.....میں نے تو شہباز سے بھی اب تک بات نہیں کی....تم نے اچھا کیا تم آ گئے مجھے پہلے تم سے بات کرنے کا موقع مل گیا...میرا بھی دل چاہ رہا تھا ذرا تم سے حال احوال کر کے تسلی کر لوں''۔

''ضرور باجی آپ ہر طرح کی تسلی کر لیں.....میں تو آپ کے سامنے ہی ہوں....آپ مجھے ویسے بھی بڑے اچھے سے جانتی ہیں''۔کاشف نے شائستگی سے جواب دیا۔

''فریدہ نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔

''یقین کریں باجی پہلے میں نے کبھی ماہم کو اس نظر سے نہیں دیکھا مگر اب جب بات چل ہی گئی ہے تو مجھے ماہم سے بہتر لڑکی کوئی لگتی ہی نہیں...معصوم سی بھولی بھالی سی ہے...آپ نے اتنی اچھی تربیت بھی کی ہے......میرے لیے اب اس گھر سے بڑھ کر کوئی بھی نہیں''۔اس نے مزید کہا۔

''یہ تو سچ کہا تم نے کاشف.....سوچا تو میں نے بھی پہلے کبھی ایسا نہیں تھا مگر جب سے ندا کی باتیں سنی ہیں مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے کہ مجھے بھی اپنی ماہم کے لیے تم سے اچھا لڑکا کوئی مل ہی نہیں سکتا...سب سے بڑی بات تم اپنے ہو.....میری بیٹی میری بہن کے گھر جائے گی..''آخری جملے کے بعد وہ کچھ جذباتی ہوئیں۔

''بالکل باجی.....اور میں تو اپنا سب کچھ ماہم کے نام کر دوں گا.....ساری جائیداد یہاں تک کہ گھر میں اپنا حصہ بھی میں ماہم کے نام کر دوں گا....آپ جیسی ساس جہاں ملے اور شہباز بھائی جیسے سسر جہاں ہوں وہاں تو انسان اپنی جان بھی پیاری نہ کرے.....مگر آپ ماہم سے بھی پوچھ لیتیں ایک بار''۔اس کو ماہم سے کچھ ڈر سا تھا کہ جانے وہ ہاں کرے گی یا ناں۔

''وہ تو میں پوچھوں گی مگر میری بیٹی میری فرمانبردار ہے.....جہاں میں چاہوں گی آنکھ بند کر کہ وہاں ہی شادی کر لے گی''۔ان کے لہجے میں اعتماد تھا...اپنی بیٹی پر اندھا اعتبار تھا۔

''پھر بھی باجی.....لڑکیوں کی اپنی بھی کوئی خواہشات ہوتی ہیں..کوئی سوچ ہوتی ہے''۔اس نے مزید کہا۔

''میری بیٹی بڑی نیک شریف ہے.....اس نے تو آج تک اس طرح کا کچھ سوچا ہی نہیں.......تم بے فکر ہو جاؤ.....جہاں میں خوش، وہاں میری بیٹی بھی خوش''۔انہوں نے مسکرا کر کہا۔

''پھر تو میں بھی خوش ہو جاؤں''۔اس کو جیسے تسلی سی ہو گئی تھی۔

فریدہ اس بات پر بھی مسکرا دی تھیں...کافی دیر تک وہ دونوں اسی رشتے کے موضوع کو لے کر باتیں کرتے رہے تھے...ماہم کبھی آ بھی جاتی تو اسے کسی نہ کسی بہانے سے بھیج دیا جاتا تھا۔

فریدہ اس رشتے سے راضی تو پہلے بھی تھیں مگر کاشف کی تسلی بخش باتوں نے انہیں مزید متاثر کیا تھا۔ان کے لیے تو ساری دنیا جیسے ختم ہی ہو گئی تھی....اتنا شریف لڑکا اور اتنا اچھا سسرال بھلا کہاں ملتا ان کی بیٹی کو۔

☆......☆......☆

''ماہم اپنے اسکول کا ہوم ورک کر رہی تھی جب فریدہ اس کے پاس آ کر بیٹھی تھی۔

''اچھی بیٹیاں اپنے ماں باپ کی عزت کا ہمیشہ خیال رکھتی ہیں...''۔وہ نہایت ہی پیار سے بولی تھیں۔

ماہم ان کی بات پر مسکرا کر پھر سے اپنا ہوم ورک کرنے میں لگ گئی تھی۔

''تمہیں کاشف کیسا لگتا ہے ماہم''۔انہوں نے پوچھا۔

''بہت اچھے...وہ میرے سب سے فیورٹ انکل ہیں''۔اس نے چہک کر جواب دیا۔

''تمہاری شادی ان سے کر دیں تو''۔انہوں نے ڈائریکٹ ہی سوال کیا۔

وہ چونک کر اپنا ہوم ورک چھوڑے ان کو دیکھنے لگی۔

''کاشف بہت اچھا لڑکا ہے...تمہارا بہت خیال رکھے گا''۔وہ بولیں۔

''وہ میرے انکل ہے مما....آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہیں''۔اس نے زور دے کر کہا....

''شادی سے پہلے سب انکل یا بھائی ہی ہوتے ہیں...اب شادی سے پہلے ہی تھوڑی نا لڑکیاں غیر مردوں کو اس نظر سے دیکھنے لگ جاتی ہیں....'' وہ بولیں۔

ماہم پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی....ایک پل کہ لیے اسے یہ شک گزرا کہ شاید فریدہ اس کی سگی ماں نہیں ہے سوتیلی ہے..یا پھر بچپن میں کیا جانے والا مزاق کہ وہ اسے کچرے کے ڈبے سے اٹھا لائی تھیں وہ مزاق نہیں حقیقت ہے۔

''اچھی بیٹیاں وہی ہوتی ہیں جو اپنے ماں باپ کے فیصلوں کا احترام کریں...''۔وہ اب اس کے سر پر پیار سے اپنا ہاتھ پھیر رہی تھیں۔

''مجھے نہیں کرنی ان سے شادی''۔اس نے دو ٹوک کہا اور فریدہ کا پارہ چڑھا۔

''اس سے نہیں کرنی تو کس سے کرنی ہے بتاؤ مجھے''۔لہجے کی سختی سے ماہم کے ہوش اڑے۔

''پتہ نہیں....مگر ان سے تو بالکل نہیں کرنی''۔وہ منمنائی۔

''وجہ؟؟ کیوں نہیں کرنی؟؟ آخر کیا اعتراض ہے تمہیں ماہم''۔لہجہ سرد تھا۔

''وہ میرے انکل ہیں''۔اس نے جتایا۔

''یہ بہانے وہانے مت بناؤ لڑکی ..کوئی پسند کیئے بیٹھی ہو تو بتاؤ مجھے ....میں اس سے تمہاری شادی کروا دوں ...بے غیرت ''۔ان کا پارہ چڑھ چکا تھا....اور وہ اپنے لفظوں سے اسے گھائل کرنے لگیں۔

''مما''۔اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے ....اتنی کم عمری میں اس پر اتنا بڑا الزام لگانے والی کوئی اور نہیں اس کی اپنی سگی ماں تھی۔

''میں کسی کو پسند نہیں کرتی''۔آواز بھرائی۔

''نہیں کرتی تو ہماری پسند پر اعتراض کیا ہے....ہم نے تو آج تک کبھی اپنے بڑوں کے فیصلوں میں مداخلت نہیں کی تھی...جہاں ہاں کرتے تھے یا ناں کرتے تھے ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں ہوا تھا....صحیح کہہ رہی تھی ندا بیٹیوں کو گھر پر بٹھا کر انہیں بگاڑنا نہیں چاہیے ''۔لفظوں کا ایک اور تیر چلا تھا۔اسے یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ یہ اس کی اپنی ماں کے الفاظ ہیں۔

''میں نے کیا کیا ہے مما''۔وہ اب پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

''دیکھ لڑکی ...ماں کی پسند انہیں ہی ناپسند ہوتی ہے جن کی نظر میں پہلے سے ہی کوئی ہو....ورنہ کوئی بھی شریف لڑکی اپنی ماں کی پسند پر اعتراض نہیں کرتی...''وہ ماہم سے لڑکی بن گئی تھی صرف ایک انکار کرنے پر۔

''آپ کو میرے لیے انکل پسند آئے ہیں مما...مجھے نہیں پسند وہ''۔اس نے بھی اب اپنا لہجہ سرد کیا۔

''تمہیں کون سا شہزادہ غلفام پسند ہے.؟؟...''۔ایک اور تیر چلا۔

''مجھے کوئی پسند نہیں''۔آنکھیں رگڑ کر دوٹوک کہا۔

''ہو ہی نہیں سکتا...مجھے بتاؤ وہ ہے کون جس کی خاطر تم میری اتنی نافرمانی کر رہی ہو...''؟وہ اس پر جرم ثابت کرنے پہ تلی تھیں۔

''کوئی نہیں ہے مما...کہا نا کوئی نہیں ہے...کتنی بار کہوں کوئی نہیں ہے...کوئی نہیں ہے...کوئی نہیں ہے''۔وہ جنونی ہوئی۔

''جو لڑکیاں اپنی مرضیاں کرتی ہیں نا خدا انہیں برباد کرتا ہے ....کہیں کا نہیں چھوڑتا ...نہ ان کی دنیا اچھی ہوتی ہے نا آخرت ''۔انہوں نے دھمکی دی۔

وہ سسکنے لگی....

''جو اپنے ماں باپ کا دل دکھاتی ہیں ان کو موت بھی گندی آتی ہے....تمہیں بھی گندی موت ہی آئے گی ماہم....یاد رکھنا تم...تم نے ناک کٹوا کے رکھ دی ہے میری....کیا جواب دوں گی اب میں کاشف کو کہ میری لڑکی ہی میرے کنٹرول سے باہر ہے..خاک میں ملا دی تم نے میری عزت....کیا کہوں گی میں ندا سے۔خالدہ سے اور عادل بھائی سے کہ میری بیٹی ایسی بدبخت ہے جو منہ چڑھ کر مجھے جواب دیتی ہے...ارے بدبخت وہ بھی مجھ سے ہی پوچھیں گے کہ جب لڑکی کسی اور کے چکر میں تھی تو ہمیں ہاں ہی کیوں کی''۔وہ بس اسے مسلسل کوسے

جا رہی تھیں اور وہ سسکیاں بھر رہی تھی۔

''خدا ایسی بیٹی کسی کو نہ دے جو یوں اپنی ماں کا ناک کٹوا دے....جو یوں سب کے سامنے شرمندہ کروا دے....میری نہیں تو اپنے باپ کی عزت کا ہی خیال کر لیا ہوتا نامراد....کیا عزت رہے گی تیرے باپ کی سب کے سامنے''۔وہ اسے شرمندہ کرنے لگیں۔

ماہم بس اشک بہانے میں مصروف رہی۔

وہ اسے کوستے، بددعائیں دیتے کمرے سے نکل گئیں مگران کے منہ سے نکلی ہوئی باپ کی عزت کی بات نے ماہم کو مزید توڑ دیا تھا....اس کے بابا اس کی کمزوری.....

ان کے جانے کے بعد وہ چیخ چیخ کر رونے لگی تھی....یہ کیسی آزمائش تھی جو اس پر اچانک ہی آپڑی تھی۔

☆......☆......☆

''ایک دفعہ پھر سوچ لو کاشف...ماہم بہت کم عمر ہے...''۔عادل نے کہا تھا۔

''تو کیا ہوا بھائی جان...عمر سے کیا فرق پڑتا ہے....اور کم عمر لڑکیاں تو زیادہ اچھا گھر بساتی ہیں کیونکہ کم عمری میں ہی وہ سسرال آجاتی ہیں اور اپنے سسرال کے رنگ میں ہی رنگ جاتی ہیں''۔کاشف نے جواب دیا۔

عادل، کاشف، اور خالدہ اس وقت لاؤنج میں بیٹھے کاشف کے رشتے کے حوالے سے باتیں کر رہے تھے....کیف اس وقت تقریباً سترہ سال کا بچہ تھا جوان کی باتیں بڑے ہی غور سے سن رہا تھا...آخر اس کے چچا کی شادی کا معاملہ تھا وہ کیسے باہر رہتا۔

''وہ بات تو ٹھیک ہے مگر یہ ماہم کے ساتھ ظلم نہ ہو''۔خالدہ نے کہا۔

''ظلم کیسا بھابی...وہ تو خود مجھے پسند کرتی ہے....جب بھی جاتا ہوں پہلے آکر چائے وہی پوچھتی ہے....آپ لڑکی کی طرف سے بے فکر ہو جائیں...وہ بہت خوش ہو گی''۔اس نے ذرا چوڑے ہو کر کہا۔

''ٹھیک ہے اگر تمہیں اتنا اعتماد ہے تو بھلا ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے....ہمیں تو جب کہو گے ہم تمہارا ہاتھ مانگنے چلے جائیں گے''۔خالدہ نے کہا۔

''دیر کیا کرنا بھابی...آپ کل پرسوں ہی چلیں جائیں''۔کاشف کا بس چلتا تو کہتا آج ہی چلیں جائیں۔

اس کی جلد بازی دیکھ کر عادل اور خالدہ دونوں نے ہی اثبات میں سر ہلا دیا۔

☆......☆......☆

جانے کتنے گھنٹے رونے اور سسکنے کے بعد ماہم اس فیصلے پر پہنچی تھی کہ اسے اپنے بابا کی عزت سے بڑھ کر کچھ بھی پیارا نہیں ہے....اس نے سوچا کہ اس نے تو کبھی کسی لڑکے کو اس نظر سے نہیں دیکھا...نہ وہ کسی کو پسند کرتی ہے....نہ کسی کو پسند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے....جب اس نے اپنی پسند سے شادی کرنی ہی نہیں .تو پھر بحث کس بات کی....اس نے جب بھی کرنی تھی اپنے والدین کی مرضی سے

ہی کرنی تھی اور جب اس کے والدین کو کوئی اعتراض نہیں تو وہ کیوں اعتراض کر کہ ان کی بد دعائیں لے...اسے اندر ہی اندر اپنے برے انجام کا خوف بھی کھانے لگا تھا جیسا کہ اس کہ ماں نے اس سے کہا تھا کہ اس کو موت بھی گندی آئے گی۔

وہ اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے فریدہ کے کمرے میں چلی گئی۔۔فریدہ نے اسے دروازے پر دیکھتے ہی اس سے منہ پھیر لیا۔

ماہم کے آنسو پھر سے چھلک پڑے....وہ فریدہ کے قریب آئی اور کہا۔

''آپ جیسا کہیں گی ویسا کروں گی مما....نہ مجھے کوئی پسند ہے اور نہ اس رشتے پہ اعتراض ہے''

یہ سنتے ہی فریدہ کی باچھیں کھل گئیں اور انہوں نے فٹ سے ماہم کو گلے سے لگا لیا....

''میں جانتی تھی میری بیٹی نیک شریف ہے''۔یہ کہہ کر وہ اس کا سر سہلانے لگیں اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

''تم دیکھ لینا ماہم...کاشف تمہارا بہت خیال رکھے گا....تمہارے ناز نخرے اٹھاتا نہیں تھکے گا...لڑکی چھوٹی ہو تو شوہر غلام بن کر رہتے ہیں''۔انہوں نے اپنی بیٹی کو اس کے حسین مستقبل کے خواب دکھانا شروع کیئے۔

ماہم کم عمر تھی اسے کوئی بھی پٹی پڑھانا کوئی مشکل کام نہ تھا....انہوں نے دو گھنٹے لگا تار کاشف کی تعریفیں اور اسے اس کے حسین مستقبل کے خواب دکھا کر مطمئن کرنے کی کوشش کی۔وہ اسے اس کے کم عمر ہونے پر ملنے والے بے شمار فوائد بتاتی رہیں...کاشف اسے کس قدر پسند کرنے لگا ہے وہ بھی بتاتی رہیں۔

وہ بھی کاشف کو اپنا شریک حیات تسلیم کرنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

☆......☆......☆

مٹھائی کا ایک ڈبہ اور کچھ فروٹ لیے کاشف پھر سے ان کے گھر آیا تھا۔

اس نے مٹھائی کا ڈبہ آتے ہی ماہم کو پکڑا یا....اور کہا۔

''آج آپ کی پسند کی مٹھائی لایا ہوں''۔وہ سر جھکائے کھڑی رہی۔

''مسکرا تو دیں''۔اس نے مسکرانے کی فرمائش کی۔

اپنے ہونے والے خاوند کی فرمائش پر وہ ذرا سا مسکرا دی اور مٹھائی کا ڈبہ لیئے جانے لگی۔

''کہاں جا رہی ہیں آپ....میرے سامنے کھائیں بیٹھ کر''۔فریدہ بھی یہ سن کر بیچ میں ہی بول پڑی۔

''مجھ سے اسپیشل فون کر کے پوچھا تھا کاشف نے کہ تمہیں کونسی مٹھائی اور فروٹ پسند ہیں''۔

''میں نے تو نہیں کہا تھا کہ میرے لیے لائیں''۔اس نے کچھ زچ ہو کر جواب دیا جس پر فریدہ نے اسے گھور کر دیکھا اور وہ کچھ سہم کر بولی..

''میں اکیلی کیوں کھاؤں...آپ سب بھی کھائیں....''۔یہ کہہ کر وہ سر جھکا کر وہاں سے چلی گئی۔

''شرما گئی ہے''۔فریدہ نے کہا...

''اس کا مطلب آپ نے اسے میرا بتا دیا ہے''۔کاشف نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں بتا دیا ہے....اسے کوئی اعتراض نہیں''۔فریدہ نے بتایا۔

''بس پھر کل ہی بھائی بھابی رشتہ بلوانے آ جائیں گے....ویسے بھی میں یہی بتانے آیا تھا کہ ان کو آج کل میں لے کر آؤں گا''۔وہ پر جوش ہوا۔

''ہاں،ہاں کل ہی لے آؤ....وہ خود ہی آ کر شہباز سے بھی بات کر لیں گے''۔وہ بولیں۔

☆......☆......☆

''آپ خوامخواہ فکر کر رہی تھیں بھابی...میں نے کہا تھا نا ماہم بہت خوش ہو گی......وہ واقعی بڑی خوش تھی اس رشتے سے''۔کاشف نے خالدہ سے کہا۔وہ دیور تھا اور اپنی بھابی سے اپنے بڑے بھائی کی غیر موجودگی میں اپنے دل کی باتیں کر رہا تھا۔البتہ کیف اس بار بھی وہاں ہی بیٹھا ان کی باتیں سن رہا تھا۔کیف کے ہونے نہ ہونے کو وہ اہمیت نہیں دیتے تھے...اسے بچہ ہی سمجھا جاتا تھا۔

''خوش ہے؟؟؟.....یہ تو اور بھی اچھی بات ہے''۔خالدہ کو بھی جیسے تسلی سی ہوئی۔

''وہ تو بار بار شرما رہی تھی...کبھی چھپ چھپ کر دیکھ رہی تھی...بار بار کان لگا کر ہماری باتیں بھی سن رہی تھی...چائے بھی اس نے دو بار بنا کر بھیجی''۔وہ فریدہ کے گھر میں ہونے والے حالات بتا رہا تھا...وہ چھپ کر دیکھ اور سن رہی تھی مگر اس کا مقصد کچھ اور تھا جو کاشف نے اور طرح سے لیا۔

''مٹھائی تک اس نے مجھ سے پہلے اور اکیلے نہیں کھائی...''۔وہ بڑا چہک کر بتا رہا تھا۔

اسی طرح ہر چھوٹی سے چھوٹی بات کو کاشف نے اپنے حساب سے ہی سوچ لیا تھا کہ ماہم نے اگر یہ کیا تو شرما کر کیا تھا اور وہ کیا تھا تو یہ پسندیدگی کا اظہار تھا۔اور اپنی ساری سوچ وہ بڑے ہی اعتماد سے بیٹھا اپنی بھابی کو بتا رہا تھا جو خاموشی سے بیٹھا کیف بھی سن رہا تھا۔

☆......☆......☆

ندا نے خاندان بھر میں کاشف اور ماہم کے رشتے کی بات پھیلا دی تھی.....کاشف نے بھی اپنی بہنوں کو اپنے ہونے والے رشتے کے بارے میں بتایا تھا۔کوئی رشتے کی خبر سن کر خوش ہوتا تو کوئی اس بے جوڑ رشتے پر حیران۔

جس دن عادل اور خالدہ نے ماہم کے گھر رشتہ بلوانے جانا تھا اس دن کاشف نے بھی ساتھ ہی جانے کی ضد کی۔لڑکے کے بھی ساتھ جانے کا رواج ان کے ہاں نہیں تھا مگر اس نے یہ کہا کہ وہ ماہم کو دیکھنا چاہتا ہے....رشتہ کے بعد تو ان کا شادی تک پردہ ہو جائے گا لہذا وہ آخری بار ماہم سے ملنا چاہتا ہے۔ان کے خاندان کا یہی رواج تھا کہ منگیتر ایک دوسرے سے پردہ کرتے تھے۔

کیف نے یہ سب باتیں بھی سنی تھیں...اپنے چچا کو خوش دیکھ کر وہ بھی خوش ہی تھا۔

عادل اور خالدہ اور کاشف ماہم کے لیے کپڑے اور جانے کیا کیا لے کر ماہم کے گھر پہنچے تھے۔شہباز ان کو ڈھیر سارے سامان اور مٹھائی وغیرہ کے ساتھ آتا دیکھ کر حیران ہوا۔

اس سے پہلے وہ کچھ کہتے کچھ رسمی حال احوال کے بعد عادل نے مٹھائی کا ڈبہ شہباز کے آگے بڑھا کر کہا۔''ماہم تو اب ہماری بیٹی ہے......کاشف بہت خوش رکھے گا ماہم کو....جلدی سے ہاں کر دو اور منہ میٹھا کرواؤ۔''

عادل کو اس بات کا سرے سے اندازہ نہیں تھا کہ شہباز کو رشتے کے بارے میں ذرا سی بھی بھنک نہیں ہے.....ان میں اتنی دوستی تھی کہ ان کو کسی فارمیلٹی کی ضرورت ہی نہیں تھی اسی لیے انہوں نے بڑی اپنائیت سے اس طرح بات چلائی۔

شہباز نے نا سمجھی کے تاثرات لیے فریدہ کو دیکھا جو فوراً مسکراتے ہوئے بولیں۔

''وہ جی یہ کاشف کے لیے ماہم کا ہاتھ مانگنے آئے ہیں....بلکہ ہاتھ کیا مانگنا...یہ تو اپنے ہیں جی...ماہم تو ہے ہی ان کی....بس سمجھیں دعائے خیر کے لیے آئے ہیں.''۔

یہ سننا تھا کہ شہباز یک دم ہی لال پیلے ہو گئے....انہوں نے عادل کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو اپنے سامنے سے ایک جھٹکے سے ہٹایا.....اور عادل کے ہاتھ میں موجود مٹھائی کا ڈبہ زمیں بوس ہوا۔

''میری پھول سی بیٹی کے لیے تم ایک بڈھے کا رشتہ لے آئے ہو؟؟ پاگل سمجھا ہے کیا مجھے.....ہمت بھی کیسے ہوئی تم سب کی ایسا سوچنے کی؟؟....اس لیے تم سب روز یہاں بھاگے چلے آتے تھے کہ......''۔وہ کچھ کہتے کہتے رکے اور تیز تیز سانس لینے لگے جیسے ان کا بس چلتا تو جانے کیا کیا کہہ دیتے....انہوں نے بچپن سے ہی ماہم کو بڑے لاڈ پیار سے پالا تھا اور ارسلان کے بعد سے تو ان کا سب کچھ ماہم ہی تھی....ان کا بیٹا بھی وہی تھی اور بیٹی بھی وہی۔سارہ تو بہت چھوٹی تھی اس لیے ان کی ساری توقعات ماہم سے ہی تھیں....انہوں نے اپنی اس بیٹی کے لیے جانے کیا کیا خواب دیکھ رہے تھے....وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اپنی بیٹی کا ہاتھ وہ اپنے کسی ہم عمر کو دیں گے....اس وقت ان کا خون کھول رہا تھا۔رشتہ مانگنے تو کیا...یہ تو مٹھائی لے کر دعائے خیر کرنے آئے تھے۔

سب کے چہروں کے رنگ فق ہو چکے تھے....فریدہ نے بات سنبھالنے کی کوشش میں بولنا چاہ.....

''وہ جی''۔

''چپ فریدہ....اگر تم نے ان کو رشتہ دینے کا سوچا بھی تو میں اپنی بیٹی کو لے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہاں سے چلا جاؤں گا...یہ اپنی فائزہ کا ہاتھ دے دیں نا کسی بڈھے کو...یہ اس کاشف کے لیے....''۔انہوں نے کاشف کی طرف انگلی سے اشارہ کر کہ کہا۔''اس ادھیڑ عمر کاشف کے لیے میری معصوم بچی لینا چاہتے ہیں....ارے اس سے اپنی بیٹی کی شادی کرنے سے اچھا ہے میں اپنی بیٹی کو زندہ دفن کر دوں.....میں نے اتنے لاڈ پیار سے اپنی بیٹی کو اس لیے نہیں پالا کہ اس کو بچپن میں ہی کسی بڈھے سے بیاہ دوں''۔

شہباز قریشی کو گرجتا برستا دیکھ کر عادل عالم بھی طیش میں آئے تھے....مگر اس سے پہلے وہ کچھ کہتے خالدہ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور گھر

سے باہر لے گئیں۔کاشف بھی ان کے پیچھے ہی ہولیا تھا۔

''اتنی بے عزتی کیوں کی جی؟؟ رشتے تو آتے رہتے ہیں''۔فریدہ نے ان کے جاتے ہی شہباز سے سوال کیا۔

''تمہارا دماغ ٹھیک ہے فریدہ؟ یہ لوگ میرے اپنے تھے....ان سے اس قدر گھٹیا سوچ کی مجھے امید ہی نہیں تھی....اس لیے آتے تھے میرے گھر کہ میری پھول سی بچی پر گھٹیا نظریں ڈالیں....اپنی بیٹی فائزہ کا رشتہ کریں گے کسی بڈھے سے؟؟ بتاؤ؟ نہیں نہ...پھر میری بیٹی کے لیے ایسی سوچ کیوں رکھی؟؟ کوئی غیر یہ حرکت کرتا تو شاید مجھے اتنا غصہ نہ آتا مگر اتنے قریبی ہو کر انہوں نے یہ کیا''۔وہ واقعی دکھی بھی ہوئے تھے....جتنا غصہ انہیں آیا تھا اس سے کئی زیادہ انہیں دکھ ہوا تھا۔

☆......☆......☆

فریدہ نے ندا کو فون کر کے گھر بلوا لیا اور سارا حال سنایا۔ندا تو سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

''باجی میں نے تو دونوں گھروں کو قریب کرنے کا سوچا تھا یہ تو الٹا ہی ہو گیا...عادل بھائی تو اب کبھی خالدہ باجی کو آپ کی شکل بھی نہیں دیکھنے دیں گے....اتنی بے عزتی اب وہ کہاں برداشت کرنے والے ہیں''۔

''مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا ندا...انہوں نے بھی مجھے صاف صاف کہا ہے کہ اس گھر سے کوئی بھی تعلق رکھا تو مجھے ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیں گے...یہاں تک کہ لاکھوں روپے جو مشترکہ کاروبار میں لگائے ہیں وہ بھی بیچ میں ہی چھوڑ رہے ہیں....سارا لگا ہوا سرمایہ بھی ضائع ہو جائے گا''۔فریدہ نے شہباز کے کاروبار سے پیچھے ہٹنے کے بارے میں بتایا....کاروبار میں سرمایہ تو لگ چکا تھا پیچھے ہٹنے کا مطلب پیسہ ڈبونا تھا مگر شہباز قریشی نے پیسے کی ایک بار بھی نہیں سوچی۔

''باجی آپ پہلے ہی بتا دیتیں شہباز بھائی کو....اچانک ان کے سامنے یہ سب لانے کی کیا ضرورت تھی''۔ندا بولی۔

''میں نے تو خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ وہ کاشف کا سن کر خوش ہونے کے بجائے طیش میں آ جائیں گے....مجھے تو لگا تھا ان کی بڑی محبت ہے کاشف سے...وہ تو مارے خوشی کے پھولے نہ سمائیں گے''۔وہ بھی اپنا سر پکڑے بیٹھی تھیں۔

''ماہم کہاں ہے''۔ندا کو ماہم کا خیال آیا۔

''اپنے کمرے میں ہے...اسے سمجھایا ہے میں نے کہ جو ہوا اچھا ہوا...ویسے بھی لڑکا عمر میں بڑا تھا''۔انہوں نے بڑی آسانی سے اپنی سوچ بدل دی۔

''میں اس سے مل کر آتی ہوں''۔یہ کہہ کر ندا نے ماہم کے کمرے کا رخ کیا۔

ماہم اپنے کمرے میں اوندھے منہ بستر پر آنسو بہانے میں مصروف تھی....اس کو فریدہ نے خاص تیار کروا کر بٹھایا تھا۔وہ ہلکا میک اپ کیئے، کام والے کپڑے اور کچھ جیولری پہنے ہوئے تھی۔ندا کو کمرے میں آتا دیکھ وہ فوراً ہی اس سے جا کر لپٹ گئی۔

''خالہ یہ دیکھیں کیا ہوا میرے ساتھ....پہلے کہا گیا میرے لیے سب سے اچھا انسان وہ ہے....اور اب کہتے ہیں وہ تو تھا ہی

بڑھا.....میرا تو مذاق ہی بن گیا خالہ...یہ دیکھیں...یہ مجھے سجا سنوار کر بٹھایا ہوا تھا...میری سہیلیاں بھی آنے والی ہوں گی...مما نے تو کہا تھا کہ ہاں ہوتے ہی دعائے خیر بھی ساتھ ہی کر دیں گے"۔ بندھی ہوئی ہچکیوں کے ساتھ وہ اپنی خالہ کو سارا حال سنا رہی تھی۔ اس وقت اسے کوئی دشمن بھی مل جاتا تو وہ اس کے بھی گلے لگ کر رونے لگتی۔

اسے کاشف سے کوئی لگاؤ نہیں تھا مگر وہ اس طرح مذاق بننا نہیں چاہتی تھی۔ اس کو اپنے بابا پر پیار بھی بہت آیا تھا جنہوں نے اپنی بیٹی کی ایک بے جوڑ رشتے سے حفاظت کی تھی مگر ساتھ ہی جس طریقے سے یہ سب ختم ہوا اس کا بے حد افسوس بھی تھا۔

ندا اسے تسلیاں دینے لگی۔

"حوصلہ رکھو ماہم....جو ہوتا ہے اچھے کے لیئے ہوتا ہے....تم بھی اب سب کچھ بھول بھلا کر کپڑے بدلو اور اپنے روز کے کاموں میں لگ جاؤ...اور سہیلیوں کا کیا ہے ان سے کہہ دینا کہ تم نے ان کو گھر بلانے کے لیے جھوٹ بولا تھا...مذاق کیا تھا..."۔ وہ بڑی آسانی سے اسے مشورہ دے کر چلی گئیں۔

☆......☆......☆

فریدہ کے گھر سے نکلتے ہی ندا، خالدہ کے گھر جا پہنچی....وہاں پر کاشف کی بہنیں شگفتہ اور جویریہ یعنی خالدہ کی نندیں اس کے سر پر سوار تھیں۔ دونوں ہی اسے باتیں سنانے میں مصروف تھیں کہ جی آپ کی بہن کے گھر والوں نے یہ کر دیا، وہ کر دیا۔

خالدہ بیچاری سر جھکائے بیٹھی تھی۔ عادل اور کاشف بھی خاموش بیٹھے تھے۔ کیف بھی انہی میں کہیں گھسا بیٹھا تھا۔

ندا کے آتے ہی سب ندا پر سوار ہو گئے۔

"یہ کیا طریقہ ہے باجی.....خود ہی بلایا اور خود ہی بے عزت کر ڈالا"۔ کاشف نے کہا۔

"پتہ نہیں مجھے تو خود بھی سمجھ نہیں آ رہا...انکی تو اپنی لڑکی بھی رو رو کر ہلکان ہوئی پڑی ہے پھر بھی جانے کیوں بھائی شہباز بھائی نے ایسا کیا"۔ ندا نے جواب دیا۔

"یہ ہمارے بھائی کے ساتھ اچھا نہیں کیا فریدہ نے.... پہلے ہاں کہہ کر ہمارے بھولے بھالے بھائی کو پھنسایا اور پھر دھتکار دیا "۔ جویریہ تلملائی۔

"تو میں کب کہہ رہی ہوں کہ اچھا کیا..واقع بہت برا کیا...انکار ہی کرنا تھا تو پہلے کرتے....ماہم کو بھی فریدہ یہ کہہ کہہ کر چپ کروا رہی ہے کہ جانے دو ویسے بھی کاشف بڑی عمر کا تھا"۔ ندا معصوم بنتے ہوئے بولی۔

"پہلے تو وہ ماہم بھی میرے آگے پیچھے تھی...فریدہ باجی الگ میری خوشامدیں کرتے نہ تھکتی تھیں......اب اچانک ہی ان کو میں بڑی عمر کا لگنے لگ گیا ہوں"۔ کاشف کے لہجے میں کڑواہٹ گھلی ہوئی تھی۔

"لڑکی بھی تمہارے پیچھے تھی کاشف؟؟؟"۔ شگفتہ نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

''اور نہیں تو کیا... مگر جو ہوا اچھا ہی ہوا.... جو لڑکی تیرہ سال میں ادائیں دکھانے میں ماسٹر ہے.... وہ اٹھارہ سال کی ہونے پر پتہ نہیں کیا کرتی''۔ کاشف نے اب بات کو نیا رنگ دیا۔

''بالکل ٹھیک کہا تم نے... بلکہ مجھے تو لگتا ہے لڑکی میں ہی کوئی خرابی ہوگی..... تبھی تو اتنی چھوٹی عمر میں ہی اس کی ماں تمہیں رشتہ دینے پر تیار ہوگئی..... ورنہ ایسی بھی کیا موت پڑی تھی''۔ جویریہ نے کاشف کی بات میں مزید رنگ ڈالا۔

''اس میں کوئی خرابی اگر نہیں بھی تھی تو اب ضرور ہوگی..... جن لڑکیوں کو کم عمری میں ہی لڑکے دکھا دیئے جائیں وہ پھر کسی ایک پر نہیں ٹکتیں''۔ کاشف نے کہا۔

''بس کرو سب.... اب کوئی اس موضوع پر بات نہیں کرے گا اور نہ ہی اس گھر سے کوئی تعلق یا واسطہ رکھا جائے گا''۔ عادل جو کافی دیر سے ماتھا مسلتے ہوئے سب کی الٹی پلٹی باتیں سن رہے تھے یک دم ہی طیش میں آ ئے۔

سب اس وقت تو خاموش ہو گئے مگر کئی دن تک ماہم... کاشف اور اس کی بہن کے زیر موضوع رہی تھی۔ چونکہ خاندان بھر میں ان کے رشتے کی بات پھیل چکی تھی اس لیے تقریباً ہر روز ہی کوئی نا کوئی ان کے گھر خبر لینے کو آ جاتا کہ رشتہ کیوں ہو رہا تھا.... کیوں نہیں ہوا؟؟؟۔ وغیرہ، وغیرہ۔ اور ان سب کے آگے ماہم کو ہی خراب کہا جاتا اور دلیل یہ دی جاتی کہ آخر اتنی بھی جلدی کیا تھی فریدہ کو جو اتنی عمر والے لڑکے کے لیے راضی ہوگئی۔ کاشف بھی کوئی کسر نہیں چھوڑتا تھا وہ بھی بڑھ چڑھ کر بتاتا کہ کیسے ماہم اس کے پیچھے لگی رہتی تھی اور اس کو پھنسانے کی کوشش کرتی تھی وغیرہ، وغیرہ۔

ان سب باتوں میں کیف ہمیشہ شامل رہا تھا.... وہ کہتا کچھ نہیں تھا مگر سب سنتا ضرور تھا۔ اس نے اپنے ذہن میں ہی جانے ماہم کے بارے میں کیا کیا سوچ لیا تھا مگر ان سب حالات اور واقعات کے تین سال بعد جب وہ ماموں اظہر کے گھر پر ماہم سے پہلی دفعہ ملا تھا تو نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی طرف کھنچا چلا گیا تھا.... اس نے اپنے دل و دماغ میں اس کے لیے جیسا امیج بنایا ہوا تھا..... وہ اسے بالکل بھی ویسی نہیں لگی تھی.... اور اس کے بھی دو سال بعد جب وہ ماہم قریشی سے ملا تب بھی اسے معصوم اور سادہ سا پایا۔ وہ اکثر خود سے الجھ بھی جاتا تھا کہ ماہم قریشی کا اصلی چہرہ کون سا ہے؟؟؟ وہ جو وہ بچپن سے سنتا آیا ہے... یا وہ جو وہ اپنے سامنے دیکھ رہا ہے۔؟؟

ماہم بہت عرصہ لوگوں کے منہ سے اپنے لیے نئی نئی باتیں سنتی رہی تھی... کوئی نہ کوئی اس کے گھر آتا تو بتاتا کہ فلاں تمہارے بارے میں یہ کہہ رہا ہے اور فلاں وہ کہہ رہا ہے۔ وہ سنتی اور خاموش ہو جاتی... مگر اب اس نے آنسو بہانا چھوڑ دیئے کہ کہیں کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ وہ کاشف کے لیے روتی ہے۔

ماہم نے سب سے زیادہ قصوروار فریدہ کو جانا اور فریدہ بھی احساس شرمندگی میں اس کا زیادہ خیال رکھنے لگی تھیں۔

☆......☆......☆

پانچ سال بعد ایک دفعہ پھر ماہم قریشی کا ذکر خالدہ کے گھر میں چل پڑا تھا۔ پانچ سال پہلے کی طرح ایک بار پھر وہی ماہم قریشی

اور وہی رشتے کی بات اس گھر میں تباہی لانے والی تھی۔ پہلے اسی بات نے دو بہنوں کو ہمیشہ کے لیے جدا کیا تھا اور اب یہی بات دو بھائیوں عادل اور کاشف کے الگ ہونے کی وجہ بن سکتی تھی۔

حالانکہ کاشف نے ان تمام حالات کے کچھ ہی مہینوں بعد شادی کر لی تھی اور اس کے اب دو بچے بھی تھے مگر خالدہ اچھے سے جانتی تھیں کہ وہ اپنی بے عزتی نہ بھولا ہے اور نہ بھولے گا۔ کاشف کو عادل نے ہمیشہ اپنی اولاد سے بڑھ کر پیار کیا تھا۔ کم عمری میں ہی وہ یتیم ہوئے تھے اور عادل کو ان کے والد نے کاشف کی ذمہ داری بیماری کی حالت میں ہی سونپ دی تھی۔

عادل نے ہمیشہ کاشف کو اپنی اولاد سے بڑھ کر مانا اور اپنے والد کو کیا گیا وعدہ نبھایا۔ کاشف اپنے بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹا تھا اور اس وقت بہت ہی کم عمر تھا جب اس کے والد کی وفات ہوئی تھی۔ البتہ والدہ کچھ عرصہ حیات رہی تھیں مگر پھر وہ بھی وفات پا گئیں۔ یوں کاشف ہمیشہ سے ہی عادل کے ساتھ رہا تھا اور شادی کے بعد بھی اس نے اپنے گھر کا حصہ عادل کو بیچ کر باقی بہن بھائیوں کی طرح علیحدگی اختیار نہیں کی تھی۔

سب حالات میں خوامخواہ ہی خالدہ پسی تھی اور ایک دفعہ پھر خوامخواہ ہی اسے پسنا تھا۔ اپنے بیٹے کی خواہش کی خاطر اسے اپنے شوہر....اپنے مجازی خدا سے لڑنا تھا۔

کیف اب کچھ دن سکھر ہی رہنے والا تھا مگر اپنے گھر نہیں فائزہ کے گھر۔ وہ عادل کے سامنے آکر ان کو طیش میں لانا نہیں چاہتا تھا۔ خالدہ نے ساری صورتحال عادل کو بتا دی تھی اور صاف صاف ہی بتائی تھی کہ کیف ماہم کو پسند کرتا ہے۔

عادل یہ سنتے ہی آگ بگولہ ہو کر خالدہ پر برسے تھے۔

”تمہارے بیٹے کی ہمت کیسے ہوئی اس گھر کا سوچنے کی؟؟؟ ساری دنیا میں میرا ایک ہی دشمن ہے جس کی شکل میں نے پانچ سال سے نہیں دیکھی اور کیف کو ساری دنیا میں میرے دشمن کی بیٹی ہی ملی تھی“۔

”اس نے تو اچھا ہی سوچا ہے....دشمنی کو ختم کرنے کا سوچا ہے..آپ خود سوچیں.....ہم پہلے بھی تو ماہم لینا چاہتے تھے تو وہی ماہم اب لے لیتے ہیں“۔ خالدہ نے قائل کرنا چاہا۔

”خالدہ!!!........انہوں نے منہ چڑھ کر میری اور میرے بھائی کی بے عزتی کر دی اور ایک بار بھی نہیں سوچا....اسی گھر میں تم مجھے دوبارہ رشتہ کی بات کے لیے بھیجنا چاہتی ہو“۔ وہ چلائے۔

”اولاد کی خوشی کی خاطر.....والدین ہی قربانی دیتے ہیں“۔ خالدہ نے مدھم سی آواز میں کہا۔

”کاشف بھی میری اولاد کی طرح ہی ہے...میں اس کے ساتھ یہ زیادتی ہرگز نہیں کروں گا...اور اب اگر مزید تم نے کوئی بات کی تو میں تمہیں تمہارے بیٹے کے پاس کراچی بھیج دوں گا.....“۔ وہ اس بات سے انجان تھے کہ کیف کراچی سے آچکا ہے۔ خالدہ نے انہیں یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ ماہم کی خاطر انہیں منانے کی نیت سے سکھر آچکا ہے اور فائزہ کے گھر میں ہے۔

لگا تار چار دن تک خالدہ وقفے وقفے سے عادل کو منانے کی کوشش کرتی رہی تھی مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئے تھے۔ تھک ہار کر وہ فائزہ کے گھر کیف سے ملنے چلی گئیں اور جواب دے دیا کہ تمہارے ابو جی نہ مانے ہیں اور نہ مانیں گے۔

''پلیز ان کو منائیں امو...... کچھ بھی کر کہ منائیں ان کو.... یا پھر میں جا کر ان سے بات کرتا ہوں۔'' اس نے منت کی۔

''کیف ان کے سامنے مت جاؤ... وہ تم پر ہاتھ ہی نہ اٹھا دیں۔ جوان بیٹوں کو ایسا کچھ نہیں کرنا چاہیے کہ ان کے باپ ان پر ہاتھ اٹھانے پر مجبور ہو جائیں''۔ خالدہ نے سمجھایا۔

''اٹھا لیں ہاتھ... چاہے مجھے گولی مار دیں... مجھے کوئی غم نہیں ہو گا... مگر میں یوں ہی ماہم کا رشتہ کہیں اور ہوتے نہیں دیکھ سکتا... اگر میں نے دیر کر دی تو اس کا رشتہ کہیں اور پکا ہو جائے گا''۔ انداز میں بے بسی اور جنون یکساں نظر آئے۔

''افف کیف.... کیا ہو گیا ہے تمہیں...''۔ فائزہ بولی تھی۔'' ہونے دو اس کا رشتہ اور تم بھی اسے بھول کر اپنی پڑھائی پر لگو''۔

''نہیں بھول سکتا..... میں یہاں کھڑے رہ کر اپنا وقت ضائع نہیں کر سکتا..... میں ابو جی کے پاس جا رہا ہوں''۔ یہ کہہ کر وہ جنونی سے انداز میں گھر سے باہر نکل گیا۔

''خالدہ اور فائزہ نے بھی پریشانی کی عالم میں اپنی چادریں سنبھالیں اور اس کے پیچھے ہو لیں۔

کیف گھر آتے ہی اپنے ابو جی کے قدموں پر بیٹھ گیا۔

''آپ نے ساری زندگی اپنے بھائی کو مجھ پر زیادہ اہمیت دی... جب بھی کچھ خریدا پہلے چچا سے پسند کروایا.... جب بھی کوئی مشورہ کیا پہلے چچا سے کیا.... میں نے کبھی آپ سے کوئی شکوہ نہیں کیا۔ کوئی شکایت نہیں کی.... زندگی میں پہلی بار آپ سے صرف اتنا مانگ رہا ہوں کہ اس بار آپ میری خوشی کو چچا کی ضد پر اہمیت دے دیں.... میں وعدہ کرتا ہوں یہ پہلی اور آخری بار ہو گا''۔ وہ گڑگڑایا۔

عادل خاموش رہے۔ وہ ان کے سامنے آنسو بہا رہا تھا.... عادل نے اپنے قدموں پر بیٹھے ہوئے کیف سے نظریں ہٹالیں۔

''آپ میرے حصے کی ساری جائیداد چچا کو دے دیں... چاہے مجھے اس گھر سے بھی نکال دیں مگر میرے وارث بن کر صرف ایک بار میرا رشتہ لے کر ماہم کے گھر چلے جائیں''۔ وہ کسی بچے کی طرح سسکیاں لیتا ہوا کہہ رہا تھا۔

خالدہ اور فائزہ بھی پہنچ چکی تھیں اور یہ منظر دیکھ رہی تھیں۔

''لے جاؤ اسے میری نظروں سے.... اس سے پہلے کہ میں اپنا آپا کھو دوں''۔ وہ گرجے۔

فائزہ اور خالدہ دونوں کیف کی طرف لپکیں اور اسے اٹھانے کی کوشش کرنے لگیں۔

''جب تک ابو جی مان نہیں جاتے میں کہیں نہیں جاؤں گا''۔ اس نے خود کو فائزہ اور خالدہ سے چھڑواتے ہوئے کہا۔

''بچے مت بنو کیف.... اٹھو...''۔ فائزہ نے نرمی سے کہا۔

''میں مر جاؤں گا... آپ سب میری شکل دیکھنے کو بھی ترسیں گے...''۔ کیف بڑبڑایا.....

عادل نے کیف کے الفاظ سنے تھے مگر وہ اسے نظر انداز کرتے ہوئے چلے گئے۔

وہ گھٹنوں پر بیٹھا روتا رہا...جانے کتنی دیر....

فائزہ اور خالدہ نے اسے اٹھانے کی کوشش کی مگر وہ نہیں اٹھا...اسے بہلانے کی کوشش کی مگر وہ نہیں بہلا۔

''میں نے زندگی میں پہلی اور آخری خواہش کی تھی...پہلی دفعہ آپ سب سے کچھ مانگا تھا''۔وہ پاگلوں کی طرح بول رہا تھا۔

''میں اپنا سب کچھ دینے کو تیار ہوں۔سب چھوڑنے کو بھی تیار ہوں....صرف ایک بار کوئی میرے ساتھ چلے...کوئی اس کا ہاتھ میرے لیے مانگ دے....میں کبھی کچھ نہیں مانگوں گا...یہاں تک کہ چچا کو اپنی یا ماہم کی کبھی شکل تک نہیں دکھاؤں گا''۔وہ گڑگڑایا مگر بے سود۔

☆......☆......☆

پوری رات کیف عالم نے جاگ کر گزاری تھی....اسے کسی بھی طرح اپنے ابو جی کو منانا تھا مگر کیسے؟؟؟

یک دم اسے خیال آیا کہ ابو جی اس کے چچا کی وجہ سے رکاوٹ بنے ہوئے ہیں اگر چچا خود راستے سے ہٹ جائیں تو؟؟؟

مگر وہ چچا سے خود کیسے بات کرسکتا ہے....کم از کم تب تک تو بالکل نہیں جب تک خود بات کرنے کی نوبت نہیں آجاتی۔

☆......☆......☆

فائزہ اپنے گھر نہیں گئی تھی..وہ تب تک اپنے گھر نہیں جانے والی تھی جب تک کیف واپس کراچی نہ چلا جاتا۔صبح ہوتے ہی کیف فائزہ کے پاس آیا تھا۔

''آپ چچا سے بات کریں آپی''۔وہ بنا کسی تمہید کے بولا تھا۔

''میں''۔وہ چونکی۔

''ہاں آپ''۔اس نے زور دے کر کہا۔

''میں کیا بات کروں گی کیف''۔اسے سمجھ ہی نہ آیا۔

''جو بھی کریں...وہ میں نہیں جانتا...بس کچھ بھی کر کہ چچا کو اس بات پر منائیں کہ وہ میرے اور ماہم کے رشتے کے درمیان رکاوٹ نہ بنیں''۔اس نے منت سی کی۔

''ٹھیک ہے میں موقع دیکھ کر بات کروں گی''۔وہ کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

''موقع دیکھنے جتنا وقت نہیں ہے آپی....ابھی اسی وقت چچا سے بات کریں''۔اس کے انداز میں ہی جلد بازی تھی۔

''مگر کیف''۔وہ حیران تاثرات لیے اسے تکنے لگیں۔

''آج بھی بات کرنی....کل بھی کرنی تو بہتر ہے کہ آج اور ابھی بات ہو جائے...آپ جائیں چچا کے کمرے میں ان سے بات کریں''۔اس نے فائزہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھڑا کیا...اسے جتنی جلدی تھی اس کا بس چلتا تو وہ فائزہ کو اٹھا کر ایک سیکنڈ میں چچا کے پاس پہنچا

دیتا۔ یہ وہی کیف عالم تھا جو سوچتا تھا کہ صحیح بات کرنے کے لیے بھی صحیح وقت کا انتظار کرنا چاہیے....اور آج یہی کیف عالم غلط، صحیح وقت سے بے نیاز کچھ بھی کر گزرنے کو تیار تھا۔

فائزہ نے اس پر ایک گہری نظر ڈالی اور کمرے سے نکل گئی۔ کاشف کے کمرے تک جاتے ہوئے وہ یہی سوچتی رہی کہ وہ کیا بات کرے گی؟ کیسے کرے گی؟ شروع کہاں سے کرے گی؟ اور ختم کہاں پر کرے گی؟۔

پانچ سال پہلے جو کچھ ہوا تھا وہ سب فائزہ کے بھی سامنے ہی تو ہوا تھا۔ وہ بھی ہونے والے ہر حالات واقعات سے واقف تھی ....اس کے لیے یہ بات کاشف سے کرنا کتنا کٹھن تھا یہ صرف وہی جانتی تھی۔

سہمی سہمی سی وہ کاشف کے کمرے میں گئی تھی...اس کی چچی وہاں ہی بیٹھی تھیں البتہ بچے گھر میں کہیں کھیل کود رہے تھے۔

کاشف نے فائزہ کو دیکھتے ہی بڑی سی مسکراہٹ دی....بڑی ہی گرم جوشی سے اس سے حال احوال لیے اور پھر اسی گرم جوشی سے ہی نادیہ کو چائے بنانے کا کہا۔

''ارے بھئی بیگم جاؤ کوئی چائے وائے بناؤ...آج ہم چچا بھتیجی بڑے عرصے بعد اکٹھے چائے پیئیں گے''۔

نادیہ بھی مسکراتی ہوئی چائے بنانے کے لیے چلی گئی۔ یہی وہ وقت تھا جب فائزہ با آسانی کاشف سے بات کر سکتی تھی۔

''چچا آپ سے کچھ بات کرنی تھی''۔ وہ کچھ سہم کے بولی۔

''کرو بچے''۔ کاشف نے اس کا سہا ہوا انداز محسوس کیا تھا۔

''چچا جو کچھ بھی پانچ سال پہلے خالہ فریدہ اور ہمارے درمیان ہوا کیا ہم اسے بھول نہیں سکتے...؟؟ ان سے صلح نہیں کر سکتے؟؟ ...'' اسی سہمے ہوئے انداز میں اس نے کہا۔

''کیسی بات کر رہی ہو فائزہ....یہ کیسے ممکن ہے؟ میں اپنی بے عزتی کیسے بھول سکتا ہوں''۔ کاشف کا لہجہ یکدم ہی بدل چکا تھا....وہ ماتھے پر تیوریاں چڑھائے اسے دیکھ رہا تھا۔

''کیا فائدہ چچا دشمنی کا....معاف کر دینا افضل ہے...آپ بھی ان سب کو معاف کر دیں اور صلح کر لیں''۔ وہ رک رک کر بول رہی تھی۔

''مگر میں اتنا افضل نہیں ہوں فائزہ کہ انہیں معاف کر دوں.....رہا سوال دشمنی کا تو دشمنی وہ ہوتی ہے جہاں دو لوگ ایک دوسرے کے خلاف کوئی نا کوئی منصوبہ بناتے رہیں.....ہم تو صرف ایک دوسرے کی شکل نہیں دیکھتے نہ دیکھنا چاہتے ہیں''۔ وہ دوٹوک انداز میں بولا۔

''چچا میری خاطر....پلیز...پلیز آپ سب کچھ بھول جائیں''۔ اس نے جذباتی بلیک میلنگ کی کوشش کی۔

''تمہاری خاطر اس بارے میں سوچ سکتا ہوں....سوچوں گا اس بارے میں.....ورنہ مجھے ایسا کچھ سوچنا بھی گوارا نہیں... ہاں مگر کوئی وعدہ نہیں کرتا''۔ ماتھے پر ڈالے بل ختم کیے اور صوفے پر ٹیک سی لگائی پھر کچھ تشویشی نظروں سے فائزہ کو دیکھا اور کہا۔

''مگر اچانک یہ صلح صفائی کی باتیں کیوں ہونے لگیں''۔

اگر کیف کو اتنی جلدی نہ ہوتی تو فائزہ اس وقت چچا سے صرف سوچنے کی بات کی منواتی۔۔۔اس کے پاس وقت ہوتا تو وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی مگر ماہم کے کہیں اور رشتہ طے پا جانے کے ڈر سے کیف کچھ ہڑ بڑا سا گیا تھا۔

''چچا میں آپ سے جھوٹ نہیں بولوں گی...دراصل ہم ماہم کا ہاتھ کیف کے لیے مانگنا چاہتے ہیں''۔وہ ایک ہی سانس میں بول گئی۔

''کیا کہہ رہی ہو تم...'' کاشف یکدم ہی صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

''آپ پلیز بیٹھ جائیں...تسلی سے میری بات سن لیں''۔اس نے ہاتھ پکڑ کر کاشف کو بٹھانا چاہا۔

''اگر ایسا کیا تو میں تم سب سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ناطہ توڑ دوں گا''۔اس نے دھمکی دی۔

''جذباتی ہو کر مت سوچیں چچا..آپ دیکھیں نا آپ کو نادیہ چچی جیسی کتنی اچھی شریک حیات ملی ہے...''۔وہ کچھ جھجک کے بولی۔

''بات اچھی شریک حیات کی نہیں ہے... بات عزت کی ہے''۔دوٹوک جواب آیا۔

''کیف ماہم کو پسند کرتا ہے...''۔اس نے کاشف پر دھماکہ کیا...اس کے علاوہ اسے اب کوئی چارہ نہیں لگا...وہ خوامخواہ بحث کرنے کے بجائے اصل بات پر آ گئی تھی...

کاشف کے چہرے پر ایک رنگ آیا اور چلا گیا......پھر کچھ سنبھلتے ہوئے وہ بولا۔

''پسند تو میں بھی کرتا تھا...جب انہوں نے مجھے رشتہ نہیں دیا تو کیا کیف کو دیں گے؟؟ جو ابھی بچہ ہے کماتا تک نہیں ہے''۔انداز میں مغروری نظر آئی۔

''وہ سب تو بعد کی بات ہے چچا.... پہلے آپ اجازت تو دیں کہ ہم کیف کے لیے بات چلائیں''۔انداز التجائیہ تھا۔

''میں مر جاؤں گا مگر کبھی اس رشتے لے لیے ہامی نہیں بھروں گا''۔اس سے پہلے کہ فائزہ کچھ کہتی۔

''میرا فیصلہ حتمی ہے....چائے آنے والی ہو گی...چائے پی کر ہی جانا''۔یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ وہ چائے پیئے اور وہاں سے چلتی بنے....مزید کوئی بات کرنے کی سوچے بھی مت۔

☆......☆......☆

''کیا کہا چچا نے''۔وہ کمرے میں آتی ہوئی فائزہ کی طرف لپکا تھا۔

''وہی جس کی امید تھی''۔وہ نظریں چرائے بولی۔

''مگر کیوں؟؟ انہیں آخر مسئلہ کیا ہے؟ دو بچوں کے باپ ہیں وہ......ابھی بھی انہیں پچھلا رشتہ ٹوٹنے کا غم ہے...بلکہ رشتہ ہوا ہی کہاں تھا...ابھی تو رشتہ بھی نہیں ہوا تھا....رشتہ کیا...ان کا نکاح بھی ہو جاتا اور پھر ٹوٹ جاتا تب بھی ماہم مجھ پر جائز تھی...تب بھی میں اس سے نکاح کر سکتا تھا....ہمارا مذہب مجھے اس بات کی اجازت دیتا ہے...''۔اس نے اب مذہب کا سہارا لیا۔

''جائز ناجائز کو بیچ میں مت لاؤ کیف....ایسا بہت کچھ ہے جو ہم مسلمان ہونے کے باوجود نہیں کرتے...اور مسلمان ہونے کے

باوجود کرتے ہیں .....اگر ہم ہر معاملے میں اپنے مذہب کے احکام پر چلتے تو آج تمہاری یہ مشکل بھی آسان ہو جاتی ...'' وہ کمرے سے جانے کے لیے پلٹی۔

پلٹنے پر اس کی نظر خالدہ پر پڑی جو اس وقت کمرے میں ہی داخل ہو رہی تھی۔

''امی یہ کیا بات ہوئی ...میں کیوں مذہب کا حوالہ نہ دوں؟ کہاں لکھا ہے کہ ماہم چچا صاحب (چچا صاحب اس نے طنزیہ کہا تھا) کی منگیتر ہوتے ہوتے رہ گئی تو اب میری بھی نہیں ہو سکتی ...بتائیں آپ''۔ وہ خالدہ کی طرف بڑھ کر بولا۔

''کہیں نہیں لکھا کیف ....مگر تم اپنی یہ ضد چھوڑ دو....تم نے اپنے ابو جی سے بھی بات کر لی ہے اور اپنے چچا کا انکار بھی جان گئے ہو...اب بس کرو......ختم کرو یہ ڈرامہ''۔ وہ جیسے اس کے اس پاگل پن سے زچ سی ہو گئی تھیں۔

''یہ ضد نہیں ہے ...آپ سب کیوں نہیں سمجھ رہے .....میں نے زندگی میں کبھی کسی لڑکی کو مڑ کر بھی نہیں دیکھا.... یہ آپ سب بھی جانتے ہیں ...نہ میری ایسی نیچر ہے کہ میں کسی کی طرف بھی بس یونہی اٹریکٹ ہو جاؤں . پھر کیوں ؟؟ پھر کیوں آپ سب......؟؟؟؟''۔ آواز میں بے بسی تھی۔

خالدہ نے اسے اپنے ساتھ لگا لیا....اور اس کی پشت پر نرمی سے ہاتھ پھیر کر تسلی سی دی۔

☆......☆......☆

فریدہ بڑی مطمئن تھیں۔ ماہم کی ہاں نے انہیں تسلی دے دی تھی۔ انہوں نے اب شہباز سے بات کرنی تھی۔

''اپنی ماہم اس رشتے سے بڑی خوش ہے.....عالیہ سے بڑا پیار ہے اسے ..فرحت سے بھی اس کی خوب بنتی ہے ...جب نند اور ساس اچھی مل جائیں تو سسرال میں کوئی مسئلہ رہتا ہی کہاں ہے ...ویسے بھی عرش ایک ہی بیٹا ہے ..نندوں کی تو شادیاں ہو جاتی ہیں....نہ کوئی جیٹھانی کا مسئلہ نہ دیورانی کا''۔ وہ شہباز کے کپ میں چائے ڈالتے ہوئے خود سے ہی کہے جا رہی تھیں۔

شہباز خاموش ہی تھے۔

''میں تو کہتی ہوں بیٹیوں کی شادی وہاں کرنی چاہیے جہاں وہ خوشی خوشی راضی ہو جائیں.....ہمارے لیے تو ہماری بیٹی کی خوشی ہی سب کچھ ہے''۔ چائے کا کپ شہباز کو دیتے ہوئے کہا۔

شہباز خاموشی سے چائے کے سپ لینے لگے.....جیسے فریدہ نے کچھ کہا ہی نہیں۔

''آپ بولتے کیوں نہیں ...اب تو بتا دیں کہ آپ کا کیا فیصلہ ہے''۔ وہ اب اس رویے سے بیزار ہوئیں۔

''جب بیٹی راضی ہے خوش ہے، بیٹی کی ماں اتنی خوش ہے تو باپ کو کیا اعتراض ہوگا فریدہ....''۔ انہوں نے نرمی سے کہا۔

فریدہ کی تو باچھیں ہی کھل گئیں تھیں۔ عرش تو شہباز کا اپنا بھتیجا تھا...ان کو اس رشتے پر جو معمولی سے اعتراضات تھے وہ ان کی بیٹی کی خوشی سے بڑھ کر نہیں تھے۔

☆......☆......☆

میں آ رہاں ہوں ماہم...اسکی سماعتوں میں کچھ گونجا تھا۔وہ مسکرائی تھی اور اس کی مسکراہٹ اس کی بھوری آنکھوں سے بھی چھلکی تھی ۔اس نے کیف کی محبت اس کی شدت اس ایک جملے میں محسوس کی تھی۔وہ اس کی خاطر سکھر آنے کا کہہ رہا تھا.....اس کی خاطر حالات سے لڑنے ،مقابلہ کرنے۔اسے اپنی محبت پر ناز ہوا۔

فریدہ اس کے کمرے میں آئی تھیں جب وہ بت بنی اپنے ہی خیالوں میں مسکرا رہی تھی۔

"کیا بات ہے؟کس بات پر اتنی خوش ہو"۔شریر سے لہجے میں فریدہ نے کہا۔

"کچھ نہیں مما"۔وہ کسی خواب سے بیدار ہوئی۔

"بڑے دن ہو گئے ہیں نہ عالیہ آئی نہ ہی عرش..میں نے تمہیں جانے سے روکا تھا.....یہ تھوڑی نہ کہا تھا کہ ان کو بھی نہ آنے دو"۔وہ کچھ خفگی سے بولیں۔

"میں نے انہیں کب روکا مما....میں جاتی تھی تو وہ بھی آتے تھے..اب آپ نے مجھے شرم کے مارے ان کے گھر جانے سے روکا ہے تو وہ بھی شرم کے مارے یہاں نہیں آتے ہوں گے"۔وہ لاپرواہی سے بولی۔

"وہ نہیں آ رہے تھے تو تمہیں تو بلانا چاہیے تھا......تم ہی میسج یا کال کر لیتی عالیہ کو...بلکہ ابھی میسج کرو عالیہ کو....اسے کہو ذرا چکر لگا لے"۔انہوں نے حکم جاری کیا۔

"مجھے نہیں بلانا والانا..."۔وہ اکتائی۔

"ہونے والا سسرال ہے تمہارا..عزت کرنا سیکھو....اور یہ کیا نیا طریقہ سنبھال لیا ہے تم نے...جب وہ صرف کزن تھی تب تو اس کے آگے پیچھے منڈلاتی تھی....اس کے بغیر نہ دن گزرتے تھے نہ رات...اب جب وہ تمہاری نند بننے والی ہے تو ابھی سے اس سے خار کھانے لگی ہو"۔وہ اب اسے جیسے ڈانٹنے کے موڈ میں آ چکی تھیں۔

"اچھا بابا...بلا لیتی ہوں"۔اس نے جان چھڑوانے والی کی۔...

"مگر"۔اسے جیسے کچھ یاد آیا۔

"کیا"۔انہوں نے سوال کیا۔

"آپ رشتے کا کوئی ذکر نہیں کریں گی...میرا مطلب ہے ہم ہاں کریں گے یا ناں اس بارے میں ان کو کوئی اطلاع نہیں دیں گی"۔

"نئے نئے طریقے سنبھال لیے ہیں تم نے ماہم....رشتہ بھی کرنا ہے اور یہ سب چونچلے بھی"۔ان کا پارہ چڑھنے لگا۔

"مما آپ کو کچھ نہیں پتہ....لڑکے والوں پر رعب ہونا چاہیے نا کہ بڑی مشکلوں سے رشتہ ملا ہے.....اب یوں ہی بھاگ کر ہاں کر دیں گے تو ان کو تو یہی لگے گا جیسے ہم تھے ہی اسی انتظار میں"۔اس نے فٹ سے اپنی بات کی دلیل دی اور فریدہ کے چڑھتے ہوئے پارے پر قابو پایا۔

فریدہ بھی اس کی بات سے متفق خاموش سی سر کو ہلکی جنبش دینے لگیں۔

''بس اسی لیے کہہ رہی ہوں...رشتہ دینا تو ہے ہی مگر کم از کم تھوڑے نخرے دکھا کر تو دیں...انہیں بھی تو پتہ لگے کہ ماہم قریشی کا رشتہ لینا کوئی مزاق کام نہیں تھا.... پرانے زمانے میں تو لڑکے والوں کی جوتیاں گھس جاتی تھیں لڑکی والوں کے گھر چکر لگا لگا کر اور آپ ہیں کہ....اس نے منہ بنایا....'' آپ ہیں کہ بس نہیں چلتا کہ مجھے ان کے گھر ہی چھوڑ آئیں اور کہیں'' یہ لیں اپنی بہو''۔

آخر کار اسے اپنی مما کو کچھ دن ٹالنے کی تدبیر مل ہی گئی تھی۔

''اچھا...اچھا...دکھا لینا تم نخرے...مگر نخرے دکھاتے دکھاتے بھگا نہ دینا..''۔

فریدہ کی یہ بات سنتے ہی ماہم بے اختیار ہنس دی تھی۔

''اب میسج کرو عالیہ کو اور اسے بلاؤ...

ماہم نے فرمانبردار بیٹی کی طرح سر ہلا دیا۔

☆......☆......☆

عالیہ فوراً ہی ملنے چلی آئی تھی اور ماہم سے زیادہ وہ فریدہ کو چپکی رہی تھی اور وجہ ایک ہی تھی کہ کسی طرح سے فریدہ سے ہاں کہلوا دے...مگر فریدہ بھی ماہم کے کہے مطابق نہ ہاں کر رہی تھیں اور نہ ناں۔عالیہ ایک دو گھنٹے بیٹھ کر اپنے گھر واپس چلی گئی تھی۔

ماہم کو ان دونوں کی باتیں سن کر کچھ تسلی سی ہوئی تھی....کچھ دن کے لیے تو بلا ٹلی تھی..مگر کیا ان کچھ دنوں میں کیف اپنے گھر والوں کو منا پائے گا؟؟؟اس نے سکھر آنے سے بھی پہلے ماہم سے بات کی تھی اور اپنے آنے کا بتایا تھا مگر تب سے لے کر اب تک اس نے ماہم سے کوئی رابطہ نہیں کیا تھا۔

اس نے تو اب تک یہ بھی نہیں بتایا تھا کہ وہ سکھر آ بھی گیا ہے یا نہیں....اسے تشویش سی ہوئی۔

اسے کیف سے خود رابطہ کرنا چاہیے یا اس کی کال یا میسج کا انتظار کرنا چاہیے....وہ الجھن کا شکار ہوئی....کچھ دیر سوچنے کے بعد اس نے کیف کو میسج کر دیا۔

(کہاں ہیں آپ)

چند لمحے بھی نہ گزرے تھے کہ کیف کی کال آ گئی تھی۔

''کیسی ہو؟؟؟''۔ماہم کے کال اٹینڈ کرتے ہی کیف نے پرسوز آواز میں کہا۔

''ٹھیک''۔مختصر سا جواب دیا...اس نے کیف عالم کی آواز میں جو درد محسوس کیا تھا اس کے بعد یہ پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں بچی تھی کہ کیف کیسا ہے۔

''کیا کر رہی تھی؟؟''۔کیف نے بات کو بڑھایا۔

"یہ تو مجھے پوچھنا چاہئے...کیا کر رہے تھے آپ"۔اس نے سوال کیا۔

کیف خاموش رہا تھا...جیسے جواب ڈھونڈ رہا ہو...وہ اس وقت خود بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے؟کسی دیوار یا پتھر پر بے سود سر مار رہا ہے؟؟؟یا کسی بہتے دریا کا رخ بدلنے کی کوشش کر رہا ہے؟؟؟یا پھر ایک ایسی جنگ جس کے شروع ہونے سے پہلے ہی وہ شکست زدہ تھا...اس جنگ میں اپنا آپ جلا رہا ہے۔

"بتایا نہیں آپ نے؟کیا کر رہے تھے آپ"۔وہ ان دونوں کی درمیاں حائل خاموشی توڑتے ہوئے بولی۔

"اپنی قسمت کو کوس رہا تھا ماہم قریشی...."۔وہ ہنسا...جیسے خود ہی اپنے درد کا مزاق اڑا رہا ہو۔

اس بار خاموش ماہم ہوئی تھی....

"کیا تم نہیں کوستی"۔کیف نے اسے خاموش پا کر سوال کیا۔

"کبھی کبھی بہت کوستی ہوں.....میں ناحق ہی ذلیل ہو رہی ہوں کیف...نہ تب میرا قصور تھا نہ اب میرا قصور ہے"۔انداز معصومانہ تھا۔

"تب بھی تمہارا قصور تھا...اب بھی تمہارا قصور ہے"۔لہجہ عجیب تھا۔

"تب کیا قصور تھا"؟؟۔فٹ سے بولی۔

"کیوں ہاں کی تھی تم نے چچا کے لیے....نہ تم ہاں کرتی نہ یہ سب ہوتا....کیوں روتی رہی خالہ ندا کے آگے...."۔لہجے میں ناراضی تھی۔

"اور اب کیا قصور کیا ہے؟"۔مدھم سا بولی۔

اس کے معصومانہ انداز پر وہ کچھ شرمندہ سا ہوا....چچا کا غصہ وہ خوامخواہ ماہم پر تو نہیں نکال سکتا تھا.....اس وقت اسے ماہم قریشی کے سہارے کی ہی تو ضرورت تھی۔

"اب کی بار کا قصور تو نا قابل معافی ہے....بہت بڑا قصور ہے تمہارا"۔اس نے سنجیدگی سے کہا۔

ماہم پر سکتہ سا طاری ہوا۔

"پوچھو گی نہیں کہ کیا"؟۔لہجہ اب بھی سنجیدہ تھا۔

"کیا"۔وہ سہم کر بولی۔

"تم نے ایک ینگ،ڈیشنگ،ہینڈسم لڑکے کو اپنا دیوانہ بنا دیا ہے....اسے کسی کام کا نہیں چھوڑا...کیا اس سے بڑا قصور بھی کوئی ہو سکتا ہے.."۔اس نے دبی مسکراہٹ سے کہا۔

یہ سن کر ماہم بھی مسکرا دی۔

"ہے نا...نا قابل معافی قصور"۔اس نے جتایا۔

''اس میں میرا کوئی ہاتھ نہیں''۔اس نے مسکرا کر کہا۔

''بس یوں ہی مسکراتی رہنا ہمیشہ ماہم...''۔لہجہ محبت بھرا تھا۔

یہ سن کر وہ کچھ کھل سی گئی تھی۔

''اور ہاں اگر میں اپنی فیملی کو منانے میں کامیاب ہوا تو میں خود تم سے رابطہ کروں گا....اگر ایک ہفتے میں نہ کر پایا تو سمجھ لینا کہ کیف عالم مر گیا....''۔اس نے سنجیدگی سے کہا۔

ماہم کے لبوں پہ پھیلی مسکراہٹ یک دم ہی غائب ہوئی۔

''ایسا مت کہیں کیف''۔آواز بھرائی۔

''سچ مچ مرنے نہیں لگا پاگل....اتنا بھی عاشق نہیں ہوں تمہارا..میرے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ تم اپنی زندگی سے میرا چیپٹر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کلوز کر دینا''۔اس نے ذرا ہنس کر کہا۔

وہ اس کا چیپٹر کلوز کر دے گی تو خود زندہ کیسے رہے گی....وہ کہنا چاہتی تھی پر کہہ نہ سکی۔

کیف نے ایک دو مزید رسمی باتیں کر کے کال کاٹ دی تھی....

☆......☆......☆

''چچا''۔لہجہ سرد تھا۔

کاشف نے سر اٹھا کر کیف کو دیکھا..اور پھر سے نظریں اخبار پر جھکا لیں......وہ اس وقت لان میں بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا۔

کیف اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا اور گلہ کھنکار کر کہا۔

''کل فائزہ آپی نے آپ سے میرے بارے میں بات کی تھی....میں اسی سلسلے میں آیا ہوں''۔

کاشف نے ایک دفعہ پھر اس کی طرف دیکھا اور پھر اپنی اخبار کو لپیٹ کر میز پر رکھ دیا۔اب وہ کرسی پر بیٹھے بیٹھے ہی اس کی طرف کچھ جھکا اور لہجے میں نرمی لیے ہوئے کہا۔

''بیٹا کیف..فرض کرو میں مان بھی جاؤں تب بھی تمہارا ہی نقصان ہے....اور میں تمہارا نقصان نہیں چاہتا''۔

''کیسا نقصان چچا''۔کاشف کے لہجے میں نرمی دیکھ کر کیف کا اعتماد کچھ بحال ہوا تھا....وہ اب با آسانی اپنا موقف بیان کر سکتا تھا۔

''ماہم گھر بسانے والی لڑکیوں میں سے نہیں ہے...نہ ہی کسی ایک مرد پر ٹکنے والوں میں سے ہے''۔وہ بڑی رسانیت سے کہہ گیا اور کیف کے دل میں سوئی سی چبھی مگر اس نے اپنے چہرے کے تاثرات نہیں بدلے تھے۔

''دیکھو کیف...تیرہ سال کی عمر میں جو لڑکی اپنے سے دگنی عمر والے کو پھانس سکتی ہے....اس کے لیے اٹھارہ سال کے ہونے کے بعد تم جیسے نوجوان لڑکے کو پھنسانا کوئی مشکل بات نہیں...میں اس کے لیے تمہیں ہرگز قصوروار نہیں سمجھتا.....جب میں ایک مچیور انسان اس

کی اداؤں کے سامنے ہار گیا تو تم کیا چیز ہو"۔اس بار کے الفاظ نے کیف کے اندر کو جھنجوڑ کر رکھ دیا تھا..کاشف اس کی غیرت کا امتحان لینے پر تلا تھا..جس لڑکی کو وہ اپنی بیوی بنانے کا سوچ رہا تھا.....اسی کا نام وہ اس بے دردی کے ساتھ بار بار اپنے ساتھ لے رہا تھا.....وہ بھی اتنے واہیات طریقے سے۔

کاشف عالم اس پر یہ جتا رہا تھا کہ اس کی محبت اس سے پہلے اس کی محبت تھی۔کیف عالم نے غیر دانستہ طور پر نظریں جھکا لیں اور اپنے دانتوں کو پیسا.....

"یہ تمہارے لیے بھی باعث شرمندگی کی بات ہوگی کہ اپنے چچا کی محبوبہ کو اپنی بیوی بنالو"۔وہ اس کی جھکی نظروں کو دیکھ کر بولا۔

اب کی بار اس کی رگیں تنی تھیں۔

"تمہیں ایک مشورہ دیتا ہوں کیف....اس لڑکی سے دل لگی کرنا چاہو،سو بار کرو...میں ایک حرف بھی کہہ گیا تو میرا نام کاشف عالم نہیں مگر اسے اپنی عزت بنانے کا سوچنا بھی نہیں......وہ اس لائق نہیں ہے......ویسے بھی تمہیں اور کیا چاہیے...مزے کرو بس"۔بڑی ہی سہولت سے یہ کہہ کر اس نے میز پر پڑی ہوئی اخبار دوبارہ اٹھائی اور پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

کیف عالم کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا...اس کا وجود تپنے لگا تھا.....

کچھ لمحے وہ وہاں ہی بیٹھا رہا کہ شاید ہمت کر کے وہ کوئی جواب دے سکے مگر اس کے پاس جواب تھا کہاں؟؟؟۔وہ یوں ہی سرخ چہرہ لیئے اپنے کمرے میں چلا آیا اور ایک زوردار پنچ دیوار پر دے مارا۔

اس پنچ نے اس کو تسکین نہیں دی تھی....اس نے پوری قوت سے ایک اور پنچ دیوار پر مارا...شاید اب بھی کچھ کمی رہ گئی تھی....اس نے پھر سے ایک پنچ مارا....دیوار پر خون کے نشان نظر آئے....اس نے اپنا ہاتھ دیکھا۔اس کی انگلیوں سے بہہ رہا تھا۔بے اختیار وہ ایک جنونی قہقہہ لگا کر زمین میں گرتا چلا گیا۔وہ زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھا اپنے ہاتھ دیکھنے لگا...خون میں لت پت ہاتھوں کی لکیریں دیکھنے لگا ...پھر کسی جنونی انداز میں اپنے دونوں ہاتھوں کے پنچ بنا کر زمین پر مارنے لگا....

اسے یہ غصہ کس پر تھا؟؟؟ کاشف پہ؟ ماہم پہ؟ خود پہ؟ یا اپنی قسمت پہ؟ یہ وہ نہیں جان پایا تھا...اس وقت جو چیز وہ جانتا تھا وہ ہی کر رہا تھا...والہانہ سے انداز میں زمین پر لگاتار پنچز۔

"کیف...کیف...یہ کیا کر رہے ہو کیف...."۔اس کے پنچز کی آواز باہر تک گئی تھی....جس پر فائزہ دوڑتی ہوئی اس کے کمرے میں آئی تھی۔

کیف نے کچھ نہیں سنا تھا وہ اب بھی زمین پر والہانہ پنچز مار رہا تھا۔فائزہ اس کی طرف لپکی اور اس کے ہاتھوں کو مضبوطی سے تھاما...وہ اب گھٹنوں کے بل اس کے دونوں ہاتھ تھامے اس کے مقابل بیٹھی تھی....

کیف کے زخمی ہاتھوں پر اس کے آنسو گرے تھے۔

''ہماری جان لو گے کیا کیف...ہمارا کیا قصور ہے''؟۔اس نے اشک بار آنکھوں سے کہا۔

کیف نے سر جھکا لیا....اس کے اشک زمین پر گرے...اس کے لیے یہی اس کے ضبط کی انتہا تھی۔ورنہ اس کا بس چلتا تو اس وقت وہ پوری دنیا کو ہلا دیتا...سب کچھ زمین بوس کر دیتا...جلا دیتا..نست و نابود کر دیتا....یہاں تک کہ خود کو بھی۔

خالدہ اور عادل بھی کسی خدشے کے تحت اسی پل اس کے کمرے میں پہنچ چکے تھے۔

اس نے سر اٹھا کر ان دونوں کو دیکھا تھا..ایک درد بھری مسکراہٹ اس کے لبوں پر ابھری تھی۔

''مبارک ہو آپ سب کو...آپ سب جیت گئے.....''اس نے فائزہ سے اپنا ہاتھ چھڑایا....زمین پر اس کے ہاتھ سے نکلنے والے خون کے قطرے گرنے لگے۔

خالدہ اس کے ہاتھ دیکھ کر اس کی طرف بڑھنے لگی تھیں مگر کیف نے ہاتھ بڑھا کر انہیں پاس آنے سے روکا۔

''آج کے بعد کیف عالم مر گیا....مر گیا کیف عالم....جائیں آپ سب جشن منائیں ..خوشیاں منائیں ...چھوڑ دیا کیف عالم نے اپنی خواہش کو اور زندگی کو بھی''۔

عادل جو اپنی کمر پر اپنے دونوں ہاتھ باندھے کھڑے یہ سب کچھ خاموش سی دیکھ رہے تھے کچھ قدم کیف کی جانب بڑھنے لگے۔۔

کیف نے ان کو بھی ہاتھ بڑھا کر روکا۔

''کہا نا مر گیا کیف عالم....مبارک ہو ابو جی..اب کبھی بھی آپ کے لاڈلے بھائی کو آپ کے اس نالائق بیٹے کی وجہ سے کوئی تکلیف نہیں ہو گی''۔یہ کہتے ہی وہ جنونی انداز میں کمرے سے نکل گیا....صرف کمرے سے ہی نہیں وہ گھر سے بھی نکل گیا تھا۔

☆......☆......☆

''تین دن ہو گئے ہیں کیف کی کوئی خبر نہیں، نہ وہ کراچی ہے نہ سکھر۔نہ اس گھر ہے نہ فائزہ کے گھر...تو پھر وہ ہے کہاں؟؟''۔ خالدہ نے اپنے دوپٹے کے پلو سے آنکھوں سے لگاتار بہتے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

''جہاں بھی ہو گا ٹھیک ہو گا..غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا تو واپس آ جائے گا...''عادل نے ایک بار پھر سے اسی فقرے کو دہرایا۔شام سے ہی وقتاً فوقتاً خالدہ کیف کی پریشانی میں آنسو بہانے لگتیں اور عادل ان کو دلاسہ دینے لگتے۔

''اس کا موبائل تک آف ہے...کیسے باپ ہیں آپ...اپنے بچے کی ذرا فکر نہیں.....ہائے میرا بچہ...کہاں ہے تو؟؟''۔وہ ایک دفعہ پھر زور زور سے رونے لگیں۔

''بس کرو خالدہ...کہا نا...آ جائے گا''۔تھے تو وہ بھی اندر ہی اندر سے پریشان مگر خالدہ کے آگے اپنی پریشانی ظاہر کر کے وہ خالدہ کو اور رلانا نہیں چاہتے تھے۔

''خدانخواستہ غصے میں کچھ کر نہ بیٹھا ہو''۔انہیں پریشانی لاحق ہوئی۔

"وہ اتنا بھی عقل سے پیدل نہیں ہے خالدہ"۔ وہ فٹ سے بولے۔

"آئے دن اخبارات اور نیوز چینلز میں بچوں کی خودکشی کی خبر آتی رہتی ہے.... میرا تو دل پھٹا جا رہا ہے...کہاں ہے میرا کیف"۔

خالدہ نے سوالیہ نظروں سے عادل کو دیکھا۔

عادل خاموش تھے۔

"اگر میرے بیٹے کو کچھ ہوا تو میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی"۔ خالدہ نے عجیب نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیوں ہو گا کچھ...جائے گا کہاں وہ...زیادہ سے زیادہ کراچی ہی جائے گا نا......اس کے اس دوست ...کیا نام ہے اس کا... ہاں عابد شاہ......اس سے کہا ہوا ہے کہ جیسے ہی کیف وہاں آئے یا اس سے بات ہو فوراً ہمیں بتائے"۔ وہ تسلی سی دینے لگے۔

"کراچی ہی جانا ہوتا تو وہ تین دن نہ لگا دیتا...کہاں ہے میرا کیف"۔ وہ پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔

"اس نے ناشتہ تک نہ کیا تھا...بھوکے پیٹ زخمی ہاتھ لیے نکل گیا گھر سے.. پتہ نہیں کیا کر ڈالا اس نے اپنے ساتھ"۔ انہوں نے روتے ہوئے کہا۔

"کچھ نہیں کرے گا وہ خالدہ...بس کرو.. یوں وہم نہ کرو"۔ وہ بولے۔

"وہم ...اس کے زخمی ہاتھ میرا وہم ہیں یا حقیقت؟؟ وہ بہت جذباتی اور حساس ہے..... پتہ نہیں اپنے ساتھ کیا کر بیٹھا ہو گا...کاش آپ اس کی بات مان لیتے....اس نے مانگا ہی کیا تھا آپ سے....جب آپ کے بھائی کی باری تھی تب تو آپ نہ چاہتے ہوئے بھی ماہم کا ہاتھ مانگنے چلے گئے تھے..تو اب نہ چاہتے ہوئے بھی میرے بیٹے کے لیے کیوں نہیں گئے آپ"۔ انہوں نے شکوہ کیا۔

"خالدہ...تم سب جانتی ہو..مجھے کسی صفائی کی ضرورت نہیں"۔ انہیں یہ الزام برا لگا۔

"ضرورت ہے جی..ضرورت ہے...اپنے بھائی کی خاطر میرے بیٹے کی خوشیوں کی بلی چڑھا دی آپ نے"۔ وہ بے اختیار ہوئی۔

"خالدہ"۔ ان کی آواز کڑک دار ہوئی۔

"بس جی...ساری زندگی آپ کے اشاروں پر ناچی ہوں..آپ نے کہا دن ہے تو دن...کہا رات ہے تو رات...مگر اس بار بات میرے بیٹے کی ہے...روتا رہا بیچارہ.....آپ کو ذرا ترس نہیں آیا اپنی اولاد پر.....آپ کے پاؤں پر گرا رہا مگر آپ.....اتنے سنگدل ثابت ہوئے...آپ کا اپنا خون ہے وہ...اس کے ساتھ اتنی بڑی زیادتی کیسے کر سکتے ہیں آپ...میرے بیٹے کو مرنے کے لیے چھوڑ دیا آپ نے"۔ وہ بے ربط سا سسکیوں میں بولی جا رہی تھیں۔

عادل کے چہرے پہ احساس ندامت کے کچھ تاثرات دکھائی دیے تھے۔

"خدا کے لیے میرے بیٹے کو واپس لائیں...اسے کہیں سے بھی ڈھونڈ نکالیں مگر صحیح سلامت گھر لے آئیں"۔ وہ عادل کے آگے ہاتھ جوڑے کہنے لگیں۔

عادل نے ان کے بندھے ہوئے ہاتھوں کو تھاما... اثبات میں سر ہلایا اور روتی ہوئی خالدہ کو اپنے ساتھ لگا لیا۔

☆......☆......☆

کیف سے بات کیئے ہوئے اسے چار دن ہو گئے تھے۔ کیف نے ایک ہفتہ انتظار کرنے کو کہا تھا اور ہفتہ ختم ہونے میں صرف تین دن بچے تھے۔ اس کے دل کی دھڑکن کچھ تیز ہوئی۔ اگر کیف نے ان تین دنوں میں بھی اس سے رابطہ نہ کیا تو؟؟؟ یک دم ہی اس کی پیشانی پر پسینہ آنے لگا تھا۔

ایک امید جو اس کے دل میں کچھ دن پہلے جاگی تھی اور وہ کھلی کھلی سی نظر آنے لگی تھی وہ امید اب مدھم ہو رہی تھی۔ اس کا دل چاہ کہ وہ کیف سے پوچھے مگر کیف نے تو کہا تھا وہ خود رابطہ کرے گا اور نہ کر پایا تو ماہم سمجھ لے کہ وہ......

وہ بے چین ہوئی.... اسے گھٹن سی محسوس ہوئی۔ اسی لمحے فریدہ اس کے کمرے میں داخل ہوئیں اور ماہم نے ایک گہری سانس خارج کی۔ اب یقیناً فریدہ پھر سے اس کے رشتے کے بارے میں شروع ہونے والی تھیں۔

"اتنے نخرے بھی ٹھیک نہیں ماہم.... کوئی عزت کر رہا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم اس کے سر پر چڑھ جائیں... بس بہت ہو گیا... میں کل ہی انہیں بلوا کر ہاں کر دیتی ہوں"۔ انہوں نے پکا ارادہ باندھا۔

"دو تین دن تک جمعہ آنے والا ہے مما... آپ جمعہ والے دن ہاں کر دیجئے گا۔" اس نے کچھ سوچ کر کہا۔ جمعہ تک اس کو دی ہوئی مدت پوری ہو جانے والی تھی۔

"یہ ٹھیک کہا تم نے... نیک کام کی شروعات نیک دن سے کریں تو اور بھی اچھا ہے"۔ وہ جیسے مطمئن سی ہو گئیں۔

ماہم نے فریدہ کے چہرے پہ چھایا اطمینان دیکھا.... کاش فریدہ اس کے دل کا حال سمجھ پاتیں۔ کاش وہ اپنی ماں کے گلے لگ کر رو پاتی مگر آج وہ جن حالات میں تھی اس کی ذمہ دار بھی تو کہیں نا کہیں فریدہ ہی تھی۔ کاش برسوں پہلے کاشف کی جگہ کیف کے ساتھ رشتے کا ذکر آیا ہوتا۔ وہ بس سوچ کر ہی رہ گئی۔

اس نے ٹھنڈی آہ بھری اور فریدہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

ماہم مسکرا دی۔ اسے مسکراتا دیکھ وہ بھی مسکرا دیں اور مطمئن ہو کر چل دیں۔

☆......☆......☆

کیف کو گھر سے گئے ہوئے چار دن ہو چکے تھے..... دن بادن سب کی پریشانی میں اضافہ ہو رہا تھا.... کاشف کے کانوں تک بھی کیف کے گھر سے چلے جانے کی بات پہنچ گئی تھی.... مگر اسے کوئی خاص فرق نہیں پڑا تھا۔

وہ رسماً بار بار عادل کو تسلی دے دیتا تھا.... عادل بار بار کسی امید سے کاشف کی طرف دیکھتے تھے کہ شاید کاشف ایک بار ہی یہ کہہ دے کہ اسے کیف کے رشتے سے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بھلے ہی عادل نے ساری زندگی اپنے بھائی کاشف کو اپنی اولاد پر ترجیح دی تھی پر

اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ وہ اپنی اولاد سے محبت نہیں کرتے تھے۔

عادل نے کیف کا جو حال دیکھا تھا وہ ان کے ہوش اڑانے کے لیے کافی تھا مگر وہ سب کے سامنے خود کو مظبوط بنائے ہوئے تھے ....اگر وہ ہی ہمت ہار جاتے تو خالدہ اور فائزہ تو جانے اپنا کیا حال کر لیتیں۔

ان چار دنوں میں بار ہا عادل کو پچھتاوا ہوا کہ کاش وہ کیف کی بات مان جاتے....کاش وہ کاشف کو منانے کی کوشش کرتے....مگر اب جب کاشف کے سامنے ان کی حالت تھی تو وہ اپنے اس بھائی سے امید لگائے بیٹھے تھے کہ وہ ضد چھوڑ دے گا....مگر کاشف نے ایسا کچھ نہیں کیا....اس میں ذرا سی بھی لچک دکھائی نہ دی تھی۔

کئی دفعہ خالدہ نے کاشف سے کہا کہ وہ اپنی یہ ضد چھوڑ دے....مگر ہر بار کاشف نے یہی جواب دیا کہ وہ یہ سب کیف کے بھلے کے لیے ہی کر رہا ہے....ماہم اس کے لائق نہیں۔

ماہم کے رہن سہن کے طریقے سے کاشف واقف تھا....اس نے بھی کئی بار ماہم کو باہر ڈرائیونگ کرتے دیکھا تھا...بنا پردے کے جینز کرتے میں دیکھا تھا.....بس یہی سب وہ بار بار عادل اور خالدہ کو بھی بتاتا رہا کہ ماہم تو اب ایسی ہے...ماہم تو اب ویسی ہے۔

کاشف کی تمام باتوں کا جواب فائزہ نے دیا تھا اور ڈنکے کی چوٹ پر دیا تھا کہ ماہم بدل چکی ہے....اسے اعتبار ماہم پر نہیں اپنے بھائی پر تھا...اگر اس نے ماہم کی گارنٹی اٹھائی تھی تو کچھ دیکھ کر ہی اٹھائی ہو گی۔

خالدہ اور عادل کو اس وقت ان باتوں سے کوئی غرض نہیں تھی کہ ماہم بدل چکی ہے یا نہیں....وہ اچھی لڑکی ہے یا بری....انہیں غرض تھی تو صرف اپنے بیٹے سے جو چار دن سے لاپتہ تھا۔

☆......☆......☆

"پانچ دن ہو گئے میرا کیف اب تک نہیں آیا..میں کچھ نہیں جانتی مجھے میرا کیف چاہیے...."۔وہ سسکتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

عادل اور فائزہ انہیں کب سے چپ کروا رہے تھے۔آج پانچواں دن تھا اور کیف کی اب تک کوئی خبر نہیں تھی.....اس کے سب دوستوں سے رابطہ کیا گیا تھا مگر کسی کو اس کے بارے میں معلوم نہیں تھا۔

"خدا کا واسطہ ہے مجھے میرا کیف لا دو...."۔وہ تڑپیں۔

فائزہ بھی مسلسل آنسو بہا رہی تھی...بہا تو عادل بھی رہے تھے مگر اپنے اندر ہی۔

"ماہم....وہ ماہم جانتی ہو گی کہ کیف کہاں ہے....اسے ضرور پتہ ہو گا..کیف اس کی خاطر ہی تو ہم سے روٹھ کے چلا گیا..اسے ضرور پتہ ہو گا"۔انہیں جیسے پھر سے ماہم کا خیال آیا۔

ان پانچ دنوں میں وہ پہلے بھی ماہم کا نام لیتی رہی تھیں مگر کسی نے ان کی بات پر دھیان نہیں دیا تھا۔کوئی بھی ماہم یا اس کے گھر والوں سے رابطہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔

''اس لڑکی کو اپنا لیں.... میرا بیٹا مجھے واپس مل جائے گا''۔خالدہ اچانک ہی عادل کے پیروں میں جا گری۔

عادل پہ سکتہ طاری ہوا۔یہ سب ان کے لیے نا قابل برداشت تھا۔

انہوں نے خالدہ کو اٹھانا چاہا مگر خالدہ نے مظبوطی سے عادل کی ٹانگیں پکڑ لیں۔

''چلیں ابھی چلیں ماہم کا ہاتھ مانگنے ....جیسے ہی کیف کو پتہ چلے گا کہ ہم نے اس کا رشتہ ماہم سے کر دیا ہے وہ دوڑا چلا آئے گا....''۔وہ سسکیاں بھرتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

''امی ٹھیک کہہ رہی ہیں ابو...کیف کا رابطہ ضرور ماہم سے ہوگا...بہتر یہی ہے کہ آپ پرانی باتیں بھول کر ماہم کا ہاتھ مانگنے پر راضی ہو جائیں...کہیں یہ نا ہو کہ آپ اپنی انا کے چکر میں ہم سب کیف کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کھو دیں''۔فائزہ نے کہا تھا۔

''میں کچھ نہیں جانتی...ابھی اسی وقت ماہم کے گھر چلیں...ہوسکتا ہے کہ کیف وہاں ہی ہو....باقی تو ہر جگہ پتہ کر لیا آپ نے ...ایک ماہم کا گھر ہی تو رہتا ہے''۔وہ اب بھی عادل کی ٹانگوں کو جکڑے ہوئے تھیں۔

عادل نے مظبوطی سے خالدہ کو اپنی گرفت میں لیتے ہوئے اٹھایا۔

''بچکانہ باتیں مت کرو....وہ ان کے گھر میں کیوں ہوگا''۔

''ماہم کو ضرور پتہ ہوگا ابو...پلیز ابو....ہم سب کا اتنا امتحان مت لیں....اس طرح سسک سسک کر امی اپنا حال مزید خراب کر لیں گی....کیف کو کچھ ہو نہ ہو امی کو ضرور کچھ ہو جائے گا...اور امی کو اس حال میں دیکھ کر مجھے بھی''۔فائزہ نے بھی روتے ہوئے کہا تھا۔

''ٹھیک ہے....کال کرو اس ماہم کو...فریدہ سے بھی رابطہ کرو....ہم ماہم لیں گے....کب تک کرلے گا کیف ماہم سے شادی''؟؟۔انہوں نے فائزہ سے پوچھا۔

''ابو جی دو سال تو ماسٹرز میں لگ جائیں گے..ایک سال اسے اچھی جاب اور پوسٹ حاصل کرنے میں لگ ہی جائے گا...آپ تو جانتے ہی ہیں وہ کتنا خوددار ہے...اپنی شادی کے لیے ایک پیسے کی بھی مدد آپ سے نہیں لے گا...تو میرے حساب سے اسے تین سال تو لگ ہی جائیں گے''۔فائزہ نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے...کہہ دو فریدہ سے کہ تین سال بعد ماہم سے کیف کی شادی کر دیں گے....مگر ان تین سالوں میں یہ بات صرف ہم دو گھروں کے درمیان ہی رہے گی....کاشف یا کسی اور کو اس رشتے کے بارے میں پتہ نہیں چلنا چاہیے....تین سال تک کاشف مزید ٹھنڈا ہو جائے گا...تب کی میں تب دیکھ لوں گا''۔یہ کہہ کر اچانک ہی انہیں کوئی اور خیال بھی آیا۔

''اس بار وہ ہاں کر دیں گے کیا؟؟...''۔

''ابو کیف اتنے یقین سے آپ سب کی منتیں کر رہا تھا...یقیناً دوسری طرف سے بات پکی ہی ہوگی''۔اس نے اپنا اندازہ بتایا۔

''ہمم..ٹھیک ہے...جلد از جلد ماہم اور فریدہ سے بات کرو....اور ہاں نرمی اور اخلاق سے ان پر یہ ضرور واضح کر دینا کہ اس

وقت ہم ان کے گھر باقاعدہ رشتہ لے کر نہیں آسکتے کیونکہ کسی کو بھی پتہ چل گیا تو بات کاشف تک جا پہنچے گی اور وہ وقت سے پہلے ہی فساد کھڑا کر دے گا''۔انہوں نے ہدایت دی۔

''جی ابو جی...میں ابھی صدف سے ماہم کا نمبر لیتی ہوں''۔وہ کہتے ہی فوراً اپنا سیل فون لیے اس پر کال ملاتے ہوئے کمرے سے نکل گئی اور خالدہ تشکرانہ نظروں سے عادل کو دیکھنے لگیں۔

عادل نے بھی خالدہ کو نظروں سے تسلی سی دی۔

☆......☆......☆

چھ دن ہو چکے تھے...کیف نے اس سے رابطہ نہیں کیا تھا۔وہ اپنے کمرے میں فرش پر بیٹھی آنسو بہانے میں مصروف تھی.....اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ کبھی زندگی میں وہ اس قدر روتلو بن جائے گی.....جب سے کیف اس کی زندگی میں آیا تھا اسے بس ایک ہی کام تھا ...رونے کا....اور آج بھی وہ رو ہی رہی تھی.....کبھی اس کی یاد میں رونا تو کبھی اس کے الفاظ پر رونا..کبھی اس کو کھو دینے کے خیال سے رونا اور آج اسے کھو دینے پر رونا.....آج آخری دن تھا جب وہ کیف کے لیے حق سے رو سکتی تھی......

کل جمعہ کے دن وہ کسی اور کے نام ہو جانے والی تھی..تب وہ کس حق سے کیف کے لیے آنسو بہاتی......؟؟کیف اس کے لیئے بس ایک یاد بن کر رہ جانے والا تھا...ایک ایسی یاد جو کبھی اسے کڑکتی دھوپ میں سلگاتی تو کبھی بارش کی ہلکی بوندوں سی اسے تسکین دیتی۔

وہ اپنے ہاتھ دیکھنے لگی...کسی معصوم بچے کی طرح اپنے ہاتھوں میں کچھ کھوجنے لگی...شاید کیف کا نام.....

اسکے سیل فون نے شور مچایا.....اس نے اپنے آنسو صاف کیئے اور سیل فون کی اسکرین دیکھی۔کوئی انجانہ نمبر اسکرین پر جگمگا رہا تھا۔وہ کال ڈسکنیکٹ کرنے ہی والی تھی کہ کسی خیال کے تحت اس نے اٹینڈ کر لی۔شاید اس کے دل کو کیف کا انتظار تھا۔ہو سکتا تھا وہ کسی اور کے نمبر سے اس سے رابطہ کر رہا ہو...ہونے کو تو کچھ بھی ہو سکتا تھا۔

''ہیلو''۔اس نے کال ریسیو کر کہ کہا۔

''میں فائزہ ہوں ماہم''۔فائزہ نے ہیلو کے جواب میں اپنا تعرف کروایا۔

''فائزہ؟؟؟''۔وہ پہچانی نہیں تھی....اس وقت اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ اس کی خالہ زاد فائزہ بھی کبھی اسے کال کر سکتی ہے....

''کیف کی بہن فائزہ''۔فائزہ نے اب کیف کے نام سے اپنا تعارف کروایا۔۔۔کہنے کو تو وہ یہ بھی کہہ سکتی تھی کہ تمہاری خالہ کی بیٹی فائزہ..تمہاری کزن فائزہ..مگر اس نے ایسا کچھ نہیں کہا تھا....وہ کیف کی وجہ سے ہی اسے کال کر رہی تھی تو تعارف بھی اس نے کیف کے نام سے ہی دینا بہتر سمجھا۔

ماہم کی بھوری آنکھیں حیرت سے پھیل چکی تھیں...وہ اس پل گونگی سی ہو گئی تھی۔

''کیف کہاں ہے''؟۔فائزہ نے سوال کیا۔

''کیف کہاں ہے مطلب؟''۔وہ مزید حیران ہوئی۔

''فائزہ کو لگا وہ اسے بتانا نہیں چاہتی اور شاید بتائے گی بھی نہیں.....اس لیے اس نے بحث کرنے کے بجائے سیدھا بات کی طرف آنا مناسب سمجھا۔

''امی تمہاری امی سے تمہارے رشتے کی بات کرنا چاہتی ہیں....ان سے بات کروا دو...''۔اس نے خالہ لفظ استعمال نہیں کیا تھا..تمہاری امی کہا تھا۔

''کیا''؟؟۔اس نے بے یقینی سے کہا۔

''تمہاری امی راضی تو ہیں نا؟؟؟''۔وہ اتنے سالوں میں فریدہ کو خالہ کہنا ہی بھول چکی تھے جیسے۔

''پتہ نہیں....''۔وہ ہکی بکی سی بولی۔

''کیا مطلب ہے پتہ نہیں..؟؟؟.. پتہ کرو اور مجھے جواب دو...میں انتظار کر رہی ہوں....اور اگر تمہیں بات کرتے ہوئے شرم آتی ہے تو میری بات کرواؤ...میں ان سے خود ہی پوچھ لیتی ہوں''۔فائزہ بغیر کوئی مروت رکھے بول رہی تھی....ماہم کو سمجھ ہی نہ آیا کہ وہ اس رشتے کو اپنے لیے اعزاز سمجھے یا اپنی توہین۔

''میں ان سے خود کیسے بات کروں آپی...میں نے اب تک ان سے کوئی ذکر نہیں کیا....میں ان سے آپ کی بات کروا دیتی ہوں ''۔ماہم نے بھرائی ہوئی سی آواز میں کہا۔

''ٹھیک ہے....میں ان سے بات کر لیتی ہوں..فون دو انہیں''۔اس بار فائزہ نے کچھ نرمی سے کہا تھا...وہ ماہم کی بھرائی ہوئی آواز پر کچھ شرمندہ ہوئی تھی.....

''آپ ہولڈ کریں...میں بات کرواتی ہوں..مگر آپی...''۔اس نے کچھ سہم کر کہا۔

''مگر؟؟؟''۔وہ متجسس ہوئی۔

''وہ میرے اور کیف کے بارے میں کچھ نہیں جانتیں....انہیں کچھ بھی پتہ نہیں ہے...آپ بھی پلیز انہیں کچھ مت بتائیے گا''۔ لہجہ التجائیہ تھا۔

''بے فکر رہو''۔فائزہ کو ملنا بھی کیا تھا فریدہ کو کچھ بتا کر۔

وہ سیل فون ہاتھ میں لیے فریدہ کے پاس دوڑتے ہوئے آئی تھی۔

''مما..مما....فائزہ آپی کی کال ہے''۔اس نے سیل فون فریدہ کی طرف بڑھایا۔

''کون فائزہ''؟۔اتنی جلدی میں انہیں بھی یاد نہ آیا..ظاہر ہے فائزہ کی کال کی امید انہیں بھی نہ تھی۔

''اپنی فائزہ مما....خالہ خالدہ کی بیٹی''۔اس نے سیل فون مزید بڑھایا۔

فریدہ حیرت اور بے یقینی کے تاثرات لیئے ماہم کو دیکھنے لگیں۔

''بات کریں ورنہ کال کٹ جائے گی''۔ماہم نے کہا۔

''ہیلو...فائزہ؟؟؟...''۔اسی حیرانی کے عالم میں انہوں نے جیسے تصدیق چاہی۔

''جی فائزہ بول رہی ہوں.....کیسی ہیں آپ؟''۔فائزہ نے رکھائی سے نہیں نرمی سے کہا تھا۔

''میں بالکل ٹھیک میری بیٹی....سالوں بعد تمہاری آواز سنی ہے...تم کیسی ہو''؟؟۔فریدہ اب جذباتی سی ہونے لگی تھیں۔اس سے پہلے کے فائزہ جواب دیتی وہ مزید سوال کرنے لگیں۔

''خالدہ کیسی ہے؟؟عادل بھائی کیسے ہیں؟؟ بھول ہی گئے تم سب مجھے....سالوں میں ایک فون تک نہیں کیا..''۔سوالوں کے ساتھ ساتھ اب وہ شکوہ بھی کرنے لگیں۔

''آپ کو نہیں بھولے خالہ...اور ہم سب بالکل ٹھیک ہیں....بس آپ سے کچھ مانگنا چاہتے ہیں''۔فائزہ نے تمہید باندھی اور فریدہ کے محبت بھرے الفاظ نے اسے خالہ کہنے پر مجبور کر ہی دیا۔

''جان بھی حاضر ہے میری بیٹی....ترس گئی ہوں تم سب کے لیے...اپنی بہن کے لیے''۔وہ اب ساتھ ہی آنسو بھی بہانے لگی تھیں۔

''ہم بھی ترس گئے ہیں خالہ....اسی لیے اس سارے قصے کو ختم کرنا چاہتے ہیں''۔وہ بھی کچھ جذباتی ہوئی....ساتھ ہی وہ اب موقف کی طرف آنے لگی۔

''آپ کے گھر سے رشتہ نہ ملنے پر سارا فساد کھڑا ہوا تھا........اگر آپ وہی رشتہ ہمیں دے دیں تو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا''۔

''کیا مطلب...میں سمجھی نہیں''۔وہ واقعی نہیں سمجھی تھیں۔

''ہم کیف کے لیے ماہم کا ہاتھ مانگنا چاہتے ہیں''۔

فریدہ کو سن کر جھٹکا لگا۔ماہم بھی بے چین سی مسلسل ان کے تاثرات دیکھ رہی تھی۔

''یہ کیسے ممکن ہے؟؟....''۔بے یقینی سے کہا۔

''ممکن آپ نے بنانا ہے خالہ....ہم سب راضی ہیں......بس اب آپ سب ہامی بھریں تا کہ یہ سالوں کی ناراضی ختم ہو''۔وہ بڑی رسانیت سے بولی۔

''مگر فائزہ...''۔انہوں نے کچھ کہنا چاہا...

''آپ ایک آدھ دن سوچ لیں خالہ...کوئی جلدی نہیں ہے...میں دوبارہ آپ سے رابطہ کروں گی''۔فائزہ نے سوچنے کے لیے

مہلت دی...کال کرنے سے پہلے وہ نہیں جانتی تھی کہ فریدہ سب باتوں سے بالکل ہی انجان ہے اور ایسے میں اس کو سوچنے کے لیے وقت تو چاہیے ہی ہوگا۔

کال کٹ چکی تھی....فائزہ ابھی بھی حیران پریشان سی تھیں۔

"کیا کہا آپی نے"۔ ماہم نے انجان بنتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارا ہاتھ مانگ رہی تھی کیف کے لیے"۔ انہوں نے سیل فون اسے دیتے ہوئے کہا۔

"ہائیں؟؟ سچ؟؟"۔ اس نے مصنوعی حیرت سے کہا۔

"ہمم"۔ سر کو جنبش دے کر فریدہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔

"اب آپ کیا کریں گی مما"؟؟۔ اسے تشویش ہوئی۔

"پتہ نہیں..." کہیں کھوئے ہوئے وہ بولیں۔

"مجھے لگتا ہے آپ کو ہاں کر دینی چاہیے....آپ کو ویسے بھی میرا رشتہ کرنے کی جلدی تھی...تو اس بہانے رشتہ بھی ہو جائے گا اور آپ کی اپنی بہن سے صلح بھی"۔ اس نے معصوم سا چہرہ بنا کر تجویز دی۔

"مگر ماہم...یہ سب اچانک...مجھے تو بڑا عجیب لگ رہا ہے"۔ وہ الجھی سی گئیں۔

"اس میں عجیب کیا ہے مما...کہیں آپ کو میری فکر تو نہیں....؟؟....آپ میری فکر نہ کریں....میں نے تو آپ کی خوشی کے لیے کاشف تک کے لیے ہاں کر دی تھی.....تو پھر کیف کے لیے کیوں نہیں....میں جانتی ہوں آپ خالہ کو بہت یاد کرتی ہیں...اور...میں آپ کی خوشی کے لیے کیف سے رشتے کے لیے تیار ہوں"۔ اب وہ چالاک بنی۔

"تم پر تو مجھے مان ہے ماہم....مگر کمال یہ ہے کہ ہمارا سالوں سے کوئی رابطہ نہیں تھا...آج اچانک ہی فون آیا اور فون کرتے ہی تمہارا ہاتھ بھی مانگ لیا"۔ وہ اپنی جگہ بالکل صحیح تھیں...ایسی سچویشن کسی کو بھی دنگ کر سکتی ہے۔

"کیا آپ اپنی بہن سے صلح کرنا نہیں چاہتیں"؟ اس نے اب جذباتی بلیک میلنگ شروع کی۔

"چاہتی ہوں...بلکہ ترستی ہوں اپنی بہن کے لیے"۔ ان کی آنکھوں میں نمی تیر گئی۔

"تو وہ بھی ترستی ہوں گی نا مما....تبھی تو انہوں نے صلح کے لیے ہاتھ بڑھایا ہے...اور میرا رشتہ لے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس بات کو ختم کرنا چاہ رہی ہیں...آپ خود سوچیں اگر وہ میرے رشتہ نہیں لیں گے تو ان کو ساری زندگی خلش رہ جائے گی....ہمیشہ اپنی بے عزتی بھی یاد آئے گی...."۔ اس نے فریدہ کے سوالوں کے جواب چالاکی سے اپنے حق میں دینا شروع کیے۔

فریدہ بھی اس کی باتوں پر یقین کر رہی تھیں۔

"ہاں ایسا ہی ہوگا.....اور میں اس بارے میں اگر سوچوں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے...خاندان کے فنکشنز وغیرہ میں کیف

سے بھی مل چکی ہوں ایک دو بار....وہ بھی نہایت سلجھا ہوا لگا تھا...محسوس ہو رہا تھا کہ اسے اپنوں سے پیار ہے.....خود آ کر ملا تھا مجھے جب کہ تم خالدہ سے چھپتی پھرتی ہو...ویسے بھی خالدہ کی تربیت پر مجھے پورا بھروسہ ہے"۔وہ مطمئن نظر آئیں۔

"تو بس پھر....ہاں کریں اور صلح کریں"۔وہ چہکی۔

"شہباز؟؟اور عرش؟؟؟"۔انہیں یاد آیا۔

ماہم کے چہرے کا رنگ اڑا...اب پھر سے کہیں عرش نامہ نہ شروع ہو جائے۔

"بابا کو آپ منا لینا..اور عرش کے لیے تو آپ نے اب تک ہاں کی ہی نہیں"۔اس نے پھر سے دماغ لڑایا۔

"مگر ماہم؟؟؟"۔وہ سوچ میں پڑیں۔

"اب عرش سے تو کروڑ درجے کیف اچھے ہیں مما"۔وہ کہے بنا نہ رہ سکیں۔

فریدہ اسے حیرانی سے دیکھنے لگیں۔ماہم ان کی سوالیہ نظروں سے بچنے کی خاطر وہاں سے کھسک گئی۔

☆......☆......☆

"پتہ لگا کیف کا؟؟ کہاں ہے میرا کیف؟؟ کیا بتایا ماہم نے"۔کمرے میں فائزہ کو آتا دیکھ کر فوراً ہی خالدہ اس کی طرف لپکیں اور سوالات شروع کر دیئے۔

"ہاں امی....پتہ لگ گیا ہے...ماہم نے بتایا ہے کہ وہ بالکل ٹھیک ہے...بس ناراض ہے اس لیے اس نے اپنا سیل فون آف رکھا ہوا ہے"۔فائزہ نے دانستہ جھوٹ کہہ دیا....وہ سچ کہہ کر اپنی ماں سے اس کی آخری امید نہیں چھیننا چاہتی تھی۔

"خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے....ماہم سے کہو اس سے کہے کہ اب تو وہ گھر آ جائے"۔

"ہاں امی کہہ دوں گی..آ جائے گا وہ"۔اس نے مزید تسلی دی۔

"میں ابھی شکرانے کے نفل پڑھ کر آتی ہوں.."۔وہ فوراً نفل پڑھنے کے لیے اٹھیں۔

انکے جانے کے بعد فائزہ نے عادل کو سب سچ بتایا کہ کیف کا کچھ پتہ نہیں چلا....ماہم نے بھی کچھ نہیں بتایا۔

عادل کی پریشانی میں اضافہ ہوا۔

"اپنی امی کو مت بتانا فائزہ.."۔انہوں نے ہدایت دی۔

فائزہ نے سر ہلا دیا۔

☆......☆......☆

فریدہ نے ہر طرح سے کیف کے رشتے کے بارے میں سوچا....شہباز ذاتی طور پر عرش کو کچھ خاص پسند نہیں کرتے تھے...اور اب ماہم کی رائے بھی وہ سن چکی تھیں۔ماہم کے لیے بھی عرش سے زیادہ کیف کے رشتے کی اہمیت تھی....خود ان کے لیے بھی انے سگے

بھانجے کی زیادہ اہمیت تھی....وہ پہلے بھی اپنی بہن کی کشش میں ہی کاشف کو رشتہ دینے چلی تھیں تو بھلا اس بار انہیں کیا اعتراض ہوتا؟؟؟۔ پہلے تو ماہم صرف خالدہ کی دیورانی بن جاتی مگر اب تو وہ اس کی بہو ہو جاتی.....

ہر طرح سے سوچ لینے کے بعد وہ اس فیصلے پر پہنچیں کہ وہ کیف کے لیے ہاں کر دیں گی اور جہاں تک شہباز کی بات ہے ان کو بھی وہ منا لیں گی چاہے رو کر یا لڑ کر۔ظاہر ہے ان کو کیف پر کیوں اعتراض ہوگا؟؟؟ کیف میں تو ایسی کوئی کمی نہیں تھی جس پر اعتراض کیا جا سکے.....علاوہ ازیں شہباز بھی اندر ہی اندر عادل کو اب بھی یاد کرتے تھے....اور انہیں کہیں نا کہیں اس بات کا افسوس بھی تھا کہ انہوں نے غصے میں کچھ زیادہ ہی بول دیا تھا..مگر ان کی انا نے انہیں صلح کے لیے کبھی کوشش کرنے نہ دی تھی........

پانچ سال پہلے جو کچھ ہوا اس میں کافی حد تک فریدہ کی غلطی بھی تھی.....اسے سب سے پہلے شہباز سے بات کرنی چاہیے تھی ...ماہم سے بھی پہلے۔اس نے اپنی غلطی کا اعتراف بھی کیا تھا اور شہباز کو کچھ دن بعد ہی سب سچ بتا دیا تھا کہ غلطی اس کی تھی....وہ جانتی تھی کہ وہ سب رشتہ لے کر آنے والے ہیں مگر اس نے شہباز کو نہیں بتایا....شہباز یہ سن کر کافی دن فریدہ سے بھی ناراض رہے تھے....

رات کو جب شہباز گھر آئے تھے تو فریدہ نے بھاگ بھاگ کر ان کو کھانا دیا....اسی طرح سے بڑی ہی گرم جوشی سے چائے بھی بنا کر دی.....شہباز کے کام تو وہ ہمیشہ ہی کرتی تھیں مگر آج ان کا رویہ کچھ الگ ہی تھا۔شہباز نے محسوس تو کیا تھا مگر کوئی سوال نہیں کیا تھا...وہ اپنی بیگم کو جانتے تھے...ان کی بیگم کچھ دیر میں خود ہی سب کچھ اگلنے والی تھیں.....اور ایسا ہی ہوا تھا چائے کے بعد ہی فریدہ نے فائزہ کی کال کے بارے میں بتا دیا۔

شہباز یہ سب سنتے ہی کسی شاک کے زیر اثر نظر آئے.....پہلے تو ان کو یقین ہی نہ آیا...جب آ گیا تو انہوں نے وہی کیا جس کی فریدہ کو امید تھی۔ایک دفعہ پھر سے انکار۔

فریدہ اس دفعہ ہار نہیں ماننے والی تھی....پچھلی دفعہ تو شہباز نے بڑی عمر کا جواز پیش کیا تھا مگر اس بار؟؟؟اس بار تو کوئی اعتراض بنتا ہی نہ تھا....جب شہباز نے یہ کہا کہ ان کے اختلافات انکار کی وجہ ہیں تو بڑی ہی رسانیت سے فریدہ نے یہ کہہ دیا کہ اختلافات ختم کرنے کے لیے ہی یہ سب ضروری ہے۔

شہباز کو فریدہ نے بڑے ہی جذباتی ہو کر رو دھو کر جانے کون کون سے واسطے دیئے کہ اس بار وہ ان دو بہنوں کے جدا ہونے کی وجہ نہ بنیں.....ساتھ ہی انہوں نے یہ احساس بھی دلوایا کہ انہوں نے پانچ سال کیسے اپنی بہن کے بغیر گزارے ہیں۔

شہباز کچھ نرم تو ضرور پڑے تھے مگر ان کا انکار اب بھی قائم تھا...مگر اس بار فریدہ نے تو منوا لینے کی ہی ٹھانی تھی.....اب آخری حربہ آزمایا گیا کہ ماہم اپنی خالہ کے گھر جانا چاہتی ہے.....اب جہاں بات ماہم کی آ جاتی تھی وہاں شہباز خاموش ہو جاتے تھے اور جہاں بات شہباز کی آتی تھی وہاں ماہم خاموش ہو جاتی تھی....ان دونوں کے اس ویک پوائنٹ کو فریدہ نے ہمیشہ اپنے مقاصد کے لیے استعمال کیا تھا۔

فریدہ نے اپنی طرف سے تو ہمیشہ اپنی بیٹی اور گھر کا بھلا ہی چاہا تھا اور وہ اس بھلا کرنے کے چکر میں تھوڑے بہت جھوٹ سے کام

لے لیتی تھیں مگر اس بار تو اس نے سچ ہی کہا تھا.....ماہم کی رائے یہی تھی جو اس نے شہباز کو بتائی۔
ہر دفعہ اس کا جھوٹ کام آجاتا تھا تو پھر آج سچ کیسے نہ کام آتا......تین گھنٹے کی کافی بحث و تکرار کے بعد بالآخر شہباز نے ہتھیار ڈال دیئے اور تھک ہار کر بولے....

"جب بیٹی خوش، بیٹی کی ماں خوش..تو بھلا میں کیا کہہ سکتا ہوں...جو دل میں آتا ہے کرو"۔

فریدہ کو اب کھلی اجازت مل گئی تھی اور وہ خوشی کے مارے پھولے نہیں سما رہی تھیں..شہباز کے مان جانے کے فوراً بعد ہی وہ ماہم کے کمرے میں چلی گئیں اور اسے سارا احوال دیا.....ماہم اپنے چہرے کے تاثرات پر کنٹرول کر کے سب سنتی رہی..فریدہ پر یہ باور نہیں کروایا کہ اس کے دل میں لڈو پھوٹ رہے ہیں.....بس یہی دکھاتی رہی کہ وہ فریدہ کی خوشی کے لیے ہی مانی ہے۔

جہاں فریدہ اتنی چالاکیاں کر لیتی تھی وہاں تھوڑی بہت تو ماہم کی بھی بنتی تھیں۔ساری رات ماہم نے جاگ کر گزاری....خوشی کے مارے اسے نیند ہی نہیں آرہی تھی....کبھی وہ اچھل کر بیڈ پر چھلانگیں لگانے لگتی تو کبھی بستر پر آنکھیں بند کیئے کیف کو سوچنے لگتی۔اس وقت وہ کسی پاگل سے کم نہیں لگ رہی تھی....کوئی اور اس کی یہ اچھل کود دیکھتا تو یقیناً اسے پاگل خانے چھوڑ آتا۔

صبح ہوئی تو ماہم نے گھڑی دیکھنا شروع کی....بار بار سیل فون دیکھنا شروع کیا....اسے فائزہ کی کال کا انتظار تو تھا ہی ساتھ ہی کیف کی کال یا میسج کا بھی۔بالآخر اس کا انتظار صبح کے دس بجے ختم ہوا جب فائزہ کی کال آئی تھی۔

کچھ رسمی دعا سلام کے بعد اس نے فریدہ سے بات کی ان پر مزید چند باتیں ظاہر کیں جو اس نے پچھلی کال پر نہیں کہی تھیں۔

"خالہ آپ تو اپنی ہیں..آپ سے کیا چھپانا.....میں چاہتی ہوں کہ اگر آپ ہاں کر دیتی ہیں تو ہمارے ساتھ تعاون بھی کریں ....ہم اس وقت باقاعدہ رشتہ لے کر نہیں آپائیں گے"۔

فریدہ کو جھٹکا لگا....یہ کس طرح کا رشتہ مانگا جا رہا تھا وہ سمجھیں نہیں....انہیں ایک پل کے لیے تو لگا کہ شاید یہ لوگ اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے کے لیئے کوئی چال چل رہے ہیں۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو فائزہ"۔وہ یک دم ہی سنجیدہ ہوئیں۔

"خالہ دراصل کاشف چچا اس رشتے کے مخالف ہیں....ہم نے انہیں نہیں بتایا کہ ہم ماہم کا ہاتھ مانگ رہے ہیں.....ہم ابھی آپ کے گھر آئے تو ان تک بات پہنچ جائے گی اور وہ وبال مچا دیں گے....ہم چاہتے ہیں کہ ہم تبھی آپ کے گھر آئیں جب جھٹ منگنی اور پٹ بیاہ کر لیں...."۔اس نے بتایا۔

فریدہ خاموشی سے سن رہی تھیں اور بات کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھیں۔فائزہ اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے بولی۔

"کیف ابھی پڑھ رہا ہے...اسے اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے میں تین سال لگ جائیں گے.....ہم نے کہیں سے سنا تھا کہ آپ ماہم کا رشتہ کر رہی ہیں اسی لیے ہم نے فوراً آپ سے رابطہ کر لیا کہ کہیں کیف کے کچھ بن جانے کے انتظار میں ہم ماہم کا رشتہ نہ گنوا

بیٹھیں....اب ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہم پر اعتبار کریں اور ہمارا ساتھ دیں‘‘۔

’’مجھے اعتبار ہے فائزہ مگر یہ کس طرح کا رشتہ ہوا؟؟؟‘‘۔وہ واقعی سوچ میں تھیں۔

’’خالہ گھر آنا تو ایک رسم ہے...اصل بات تو زبان کی ہے....آپ ہماری مجبوری سمجھیں...ابھی چچا کی مخالفت لینے کا کوئی فائدہ نہیں ہے...جب شادی کا وقت آئے گا تب ان سے بات کی جائے گی‘‘۔فائزہ کو لگا جیسے فریدہ ابھی بھی مطمئن نہیں ہوئیں تو اس نے خالدہ سے بات کروائی۔

’’آپ امی سے بات کریں‘‘۔اس نے سیل فون خالدہ کو پکڑایا....خالدہ ساتھ ہی بیٹھی سب باتیں سن رہی تھیں۔

’’میری بہن یقین کرو ہمارا...اگر تمہاری ہاں ہے تو.....اسی میں بھلا ہے کہ ابھی یہ بات صرف ہم دو گھروں کے درمیان ہی رہے...‘‘

۔خالدہ نے کہا۔

’’اپنی بہن کا یقین نہیں کروں گی تو کس کا کروں گی؟؟؟‘‘۔لہجہ محبت بھرا تھا۔

’’مجھے تم سے یہی امید تھی....اب ذرا فون ماہم کو دو میں ذرا اپنی بہو سے تو بات کروں‘‘۔ماہم بھی ساتھ ہی کھڑی تھی..فریدہ نے اسے دیل فون تھمایا۔ماہم نے خالدہ سے کچھ حال احوال کیے اور پھر کال بند ہوگئی۔

یہ سب باتیں سن کر پہلے تو فریدہ کچھ پریشان ہوئیں تھیں مگر ان کو خالدہ سے صلح کی اتنی خوشی تھی کہ ان سب باتوں نے انہیں زیادہ دیر پریشان نہ رکھا تھا...انہوں نے ان سب باتوں کو ہنسی خوشی قبول کرلیا تھا....مگر اب بات شہباز کی تھی...انہیں رات اتنا لڑ جھگڑ کر منایا تھا...اب جب انہیں پتہ لگے گا کہ وہ لوگ باقاعدہ رشتہ لے کر نہیں آرہے بس کال پر ہی ہاں کروائی ہے تو جانے ان کا کیا ردعمل ہونے والا تھا۔

کال کے بعد فریدہ نے ساری باتیں ماہم کو بتائی تھیں مگر ماہم کے لیے یہ سب باتیں کسی حیرانی کا باعث نہیں بنیں... ہاں مگر اس اپنی مما پر اوپر کی ٹانگ ضرور رکھی۔

’’مما میں نے تو آپ پر ہی اپنا فیصلہ چھوڑا ہے....آپ اگر ایسے رشتہ کرنے پہ راضی ہیں تو میں بھی راضی ہوں‘‘۔فریدہ یہ سن کر مطمئن ہوگئیں کہ چلو کم از کم ماہم کو تو اعتراض نہیں ہے....اب شہباز کو وہ منا ہی لیں گی۔

☆......☆......☆

شام ہوگئی....ماہم کا ایک انتظار تو صبح ہی ختم ہوگیا تھا....دس بجے ہی فائزہ کی کال آگئی تھی مگر دوسرا انتظار؟؟؟ کیف؟؟؟ وہ کہاں تھا؟؟؟۔

اس نے تو سوچا تھا کہ جب کیف اپنے گھر والوں کو منا لے گا تو خوشی سے پاگل ہی ہو جائے گا....سب سے پہلے اسے کال کرے گا اور اپنی خوشی کا اظہار کرے گا...مگر جب کیف کی جگہ فائزہ کی کال آئی تب اس نے سوچا کہ کیف نے سرپرائز دیا ہے....مگر اب تو سرپرائز

بھی ختم....رشتہ بھی ہو چکا....تو اب کیف نے کچھ کیوں نہیں کہا؟؟؟۔

اس کا دل تو چاہ کہ خود ہی اس سے بات کر لے...کئی دفعہ کال کرتے کرتے رکی....میسج ٹائپ کر کے بھی سینڈ نہیں کیا...مگر پھر یہ سوچ کر کہ کیف کو ہی پہلے بات کرنی چاہیے....بھلا وہ کیوں اس کے پیچھے لگے......اس نے اپنا ارادہ بدل دیا۔

☆......☆......☆

کیف کے گھر والے اب اسی انتظار میں تھے کہ جانے کب کیف گھر واپس آ جائے گا..مگر وہ نہیں آیا تھا۔ فائزہ اور عادل کی پریشانی میں اضافہ ہوا تھا البتہ خالدہ کو انہوں نے جھوٹ بول دیا تھا کہ کیف رشتے سے بہت خوش ہے اور ایک دو دن میں ملنے کے لیے گھر آ جائے گا....فی الحال وہ کراچی ہے۔ خالدہ نے کیف سے کال پر بات کرنے کی ضد تو بہت کی جسے بڑی ہی مشکل سے فائزہ اور عادل نے الٹے سیدھے بہانے کر کے ٹال دیا تھا۔کبھی سگنل کا بہانہ تو کبھی بیلنس نہ ہونے کا بہانہ۔

دس دن ہو چکے تھے کیف نے اب تک ماہم سے کوئی بات نہیں کی تھی......رشتہ ہوئے بھی تین دن گزر چکے تھے مگر کیف کی نہ کوئی کال نہ میسج...اسے تشویش ہوئی۔ اس نے اب کیف کا انتظار کرنے کے بجائے خود ہی اس کا نمبر ملانا شروع کیا مگر نمبر آف پایا۔اس کے دل کی دھڑکن تیز سی ہوئی....ہوسکتا ہے بیٹری لو ہو گئی ہو...اس نے خود کو تسلی دی۔

سارا دن وہ کیف کا نمبر ملاتی رہی تھی مگر اس کا نمبر مسلسل آف جا رہا تھا....اب اسے پریشانی لاحق ہوئی۔اب وہ اپنی خوشی بھول کر کچھ سوچنے پر مجبور ہوئی تھی....کیف؟؟؟ آخر کہاں تھا کیف....؟؟؟۔وہ اتنی بوکھلائی کہ ہر منٹ بعد وہ کیف کو کال کرتی....نہ جانے اس نے کتنے میسجز بھی کر ڈالے تھے.....ساری رات وہ سوئی نہیں تھی اور ہر منٹ کے بعد وہ اسے کال کرتی تھی اور ہر دفعہ نمبر آف ملتا تھا....اسے سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ اب وہ کیا کرے؟؟ کس سے پوچھے؟؟۔

رات کے پونے چار بجے غنودگی کے عالم میں اس نے ایک دفعہ پھر کیف کو کال کی اور اس بار خوش قسمتی سے اس کا نمبر آن تھا۔وہ جو بے سدھ بستر میں غنودگی کے عالم میں پڑی تھی یک دم ہی اٹھ بیٹھی تھی۔اس نے بے یقینی کے عالم میں پھر سے کال کی نمبر واقعی آن تھا یا اس کا وہم تھا؟؟؟...کسی نے اس کی کال کاٹ دی تھی۔

اس نے کچھ لمحے انتظار کیا اس امید پر کہ کیف اسے کال بیک کرے گا مگر کیف نے کال نہیں کی تھی۔اسے شدید غصہ آیا...رشتہ ہوئے چار دن نہیں ہوئے تھے اور مجنو صاحب کے تیور ہی بدل گئے تھے۔غصے میں اس نے اپنا سیل فون بستر پر زور سے پٹخا....بھاڑ میں جائیں....دکھائیں خوامخواہ کے نخرے....اب میں بھی بات نہیں کرنے والی۔

کچھ دیر وہ یوں ہی بستر پر منہ پھلائے پڑی رہی پھر خود ہی دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اسے میسج کر ڈالا۔

(منگیتر بنتے ہی یہ حال ہے...شوہر بن کر جانے کیا کریں گے)۔

کچھ ہی لمحوں میں ریپلائے آیا تھا....

(آپ کون؟؟اور کیوں آدھی رات کو بے تکے میسج کر کے پریشان کر رہی ہیں)

ماہم کی بھوری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔اس کی محبت،اس کا منگیتر،اس کا کیف اتنی جلدی کیسے بدل سکتا ہے....اسے چکر سا آیا...وہ اسے پہچاننے سے انکار کر رہا تھا۔

کیف مزاق کر رہے ہوں گے....اس نے خود کو تسلی دی۔

(کال کریں پھر اچھی طرح یاد دلاتی ہوں کہ میں کون)۔اس نے میسج لکھ بھیجا۔

میسج سینٹ ہوئے چند لمحے ہی گزرے تھے کہ اس کی اسکرین پر fiance ji جگمگانے لگا تھا۔اس نے کیف کا نمبر fiance ji کے نام سے سیو کر دیا تھا۔

وہ بے اختیار مسکرائی تھی..ساتھ ہی عجیب سی جھجک کا شکار ہوئی..مگر اسے کیف سے بہت ساری باتیں کرنی تھیں اور اس کی اچھی کلاس لینی تھی اس لیے اس نے وقت ضائع کیے بغیر اس کی کال اٹینڈ کر لی تھی مگر کچھ بولی نہیں تھی...سامنے والا بھی خاموش تھا۔

وہ خوامخواہ ہی مسکرانے لگی تھی...آج وہ کیف سے پہلی دفعہ اس کی منگیتر کی حیثیت سے بات کرنے والی تھی...اس کے گال بنا کچھ بولے بنا کچھ سنے بس ایک حسین احساس کے تحت گلابی ہوئے تھے۔

"بولیں بھی کون ہیں آپ"۔ایک اجنبی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

ماہم کے لبوں سے مسکراہٹ یک دم ہی غائب ہوئی۔گلابی پڑنے والا چہرہ اب کچھ پیلا سا ہوا۔

"بولنا نہیں تھا تو کال کا کہا کیوں؟؟بہت شوق ہے لوگوں کو پریشان کرنے کا؟؟کون ہیں آپ"۔وہ ہکی بکی سی سیل فون کو کان سے ہٹا کر اس کی اسکرین دیکھنے لگی اور اسکرین پر نظر آنے والا نمبر۔

وہ نمبر کیف کا ہی تھا.....ہاں وہ کیف کا ہی نمبر تھا...اس نے سیل فون دوبارہ کان سے لگایا۔

"بولیں بھی...کون ہیں آپ؟؟؟ارے مس چپ رہنے کے لیے اتنی دیر سے کال اور میسج کر رہی تھیں کیا؟؟"

❁ ❁

ناول ہم نوا تھے جو ابھی جاری ہے۔پانچویں قسط اگلے ماہ کی 10 تاریخ کو پیش کی جائے گی

''آ..آ...آپ کون ہیں؟؟؟''۔وہ ہکلائی۔

''آپ مجھے رات گئے تنگ کر رہی ہیں...اور آپ کو پتہ ہی نہیں کہ میں کون ہوں....گریٹ..... پہلے تو ذرا آپ مجھے بتائیں کہ آپ کون ہیں''۔سامنے والی بنا کسی مروت کے بولی تھا۔

''میں ماہم قریشی ہوں.....ک ک کیف عالم کی منگیتر.....''۔اس نے تھوک نگلی....

''یہ.....یہ کیف عالم کا نمبر ہے....مجھے ان سے بات کرنی ہے.....آپ کون ہیں اور کیف کا نمبر آپ کے پاس.... یا پھر کیف آپ کے ساتھ؟؟؟''۔وہ ہڑبڑائی....اس کے ماتھے سے پسینہ ٹپکنے لگا۔اچانک ہی کسی خیال نے اس کے ہوش اڑائے تھے..کیا کیف اس وقت کسی لڑکی کے ساتھ تھا...اس کو کی جانے والی کال کسی لڑکی نے ریسیو کی تھی......

''دیکھیں مس....آپ جو کوئی بھی ہیں...یا جس کی بھی منگیتر ہیں....اب مجھے کال یا میسج مت کیجئے گا''۔سامنے والی نے رکھائی سے جواب دیا اور کال کاٹ دی۔

ماہم اپنے سیل فون کو بغور دیکھنے لگی...کیا وہ دوبارہ کال کرے؟؟؟ مگر اب بچا ہی کیا ہے؟؟ کیف کسی لڑکی کے ساتھ تھا۔؟؟ رات کے اس وقت؟؟؟۔

وہ ایسا ویسا کچھ نہیں سوچنا چاہتی تھی مگر نہ چاہتے ہوئے بھی اسے یہی خیال آ رہے تھے...اس وقت کوئی بھی کچھ اور سوچنے سے تو رہا...اور نیند بھی اب آنے سے رہی۔

☆......☆......☆

(تم جیسی چیپ لڑکی میں نے آج تک نہیں دیکھی .....تمہاری محبت صرف اور صرف دکھاوا....اور شتے کی محتاج ہے..مجھے یہ احساس ہو رہا ہے کہ جو لڑکی میری مجبوری سمجھنے سے قاصر ہے اس کی محبت کا میں بھی طلبگار نہیں....اور کس ضمیر اور عزت کی بات کر رہی تھی تم ....اتنے سال سے بغیر کسی رشتے کے میرے ساتھ ہو.....بغیر کسی رشتے کے مجھ سے ملتی رہی ہو....اور آج تمہیں عزت چاہیے؟؟؟ تم مجھ سے بات کرنا تک گوارا نہیں کر رہی....میری کال میرے میسج کا جواب تک نہیں دے رہی....... تمہیں تمہارا اچانک سے ہی غیرت کھانے والا ضمیر اور سو کالڈ مطلبی محبت مبارک ہو....آج کے بعد میرا تم سے کوئی تعلق نہیں)۔

اس کی سماعتوں میں پھر سے کچھ گونجنے لگا تھا....جب سے کیف نے وہ آخری کال کی تھی اور اسے یہ چند الفاظ کہے تھے تب سے نہ وہ جی پا رہی تھی نہ مر پا رہی تھی....اگر اس نے پہلے اپنی عزت کا نہیں سوچا تھا تو کیا اسے یہ حق حاصل نہیں تھا کہ وہ کبھی بھی اپنی عزت کو اہمیت دے....اس نے کیف سے مانگا ہی کیا تھا جو وہ اسے دے نہیں پایا...کیف سے کیف کو ہی تو مانگا تھا....پھر کیوں وہ اپنی چاہتوں سے

ہی مکر گیا.....

ماہم نے صاف کہا تھا کہ اگر وہ اپنے ماں باپ نہیں بھیج سکتا تو وہ اسے چھوڑ دے گی.....کیف کے لیے اس کی یہی اہمیت تھی؟؟ وہ ماہم کو چھوڑ سکتا تھا پر اپنے ماں باپ کو نہیں بھیج سکتا تھا۔

کیا ان تین سالوں میں وہ کیف کے دل میں اپنی اتنی جگہ بھی نہیں بنا پائی کہ کیف اس کو چھوڑ نہ پائے....کیا ساری زندگی وہ یوں ہی اس کا مزاق بناتا رہے گا....کیا ساری زندگی وہ اس آدھا ادھورے رشتے میں بٹ کر رہ جائے گی.....کیا اسے یہ حق حاصل نہیں کہ کیف اگر اس کا ہے تو وہ اسے اپنا کہہ سکے.....کیوں اسے چھپنا پڑتا ہے...چھپانا پڑتا ہے.....چھپایا تو وہ جاتا ہے نہ جو غلط ہو....اگر اس کا رشتہ ...اس کی محبت...اس میں کچھ بھی غلط نہیں تو کیوں اسے ساری دنیا سے چھپا کر رکھنا پڑتا ہے.....

وہ جانے کب سے اپنی انہی سوچوں میں ڈوبی ہوئی تھی.....کیف عالم نے اس کال کے بعد سے اب تک اس سے رابطہ نہیں کیا تھا.....ڈھائی ماہ بیت گئے مگر رشتہ بھیجنا تو دور...اس شخص نے تو خود بھی پلٹ کر نہیں دیکھا تھا۔

اس کی سسکیاں بندھیں....کیا تھا اس کی زندگی کا حاصل؟؟ کہاں غلطی ہوئی اس سے؟؟ کس بات کی سزا تھی یہ؟؟ کیا وہ کیف سے کہہ دے کہ وہ اپنی شرط واپس لے رہی ہے؟؟ کیا پھر سے وہ اسکی آدھا ادھوری منگیتر بن کر رہ جائے.....کیا اس کی قسمت میں محبت میں ذلیل ہونا ہی لکھا ہے.....مگر نہیں...وہ کیوں اپنا آپ گنوائے.....کیوں ہر بار خود کو روند ڈالے.....کیوں لوگوں کی باتیں سنے...کیوں اپنی عزت پر حرف آنے دے...مگر وہ تو کیف کے نام سے ہر جگہ بدنام ہے.....ہر کوئی اس کے اور کیف کے بارے میں جانے کیسی کیسی من گھڑت کہانیاں بنا چکا ہے......اب اگر وہ کیف کو ہی چھوڑ دے گی تو اس کی زندگی میں بچے گا کیا؟؟؟۔

کافی گھاٹے کا سودا تھا یہ....جس محبت نے رسوا کر دیا وہ محبت بھی نہ ملی تو زندگی کا حاصل ہی کیا؟؟؟ مگر خود کو مزید تذلیل سے بچانا بھی تو اس کا حق ہے..فرض ہے.....وہ کیسے کسی کو بھی یہ اجازت دے سکتی ہے کہ وہ بغیر کسی جائز رشتے کے اس کے قریب رہے....اس کے ساتھ فرینکلی بات بھی کرے.....کیا وہ انہی گناہوں کی سزا کاٹ رہی ہے.....منگیتر تو نامحرم ہی ہوتا ہے نا....پھر کیوں اس نے کیف سے پردہ نہیں کیا....کیوں اس کی رومانوی باتیں سنیں.....

اس نے کبھی اپنی حد پار نہیں کی تھی مگر کیا حد پار کرنے کا تعلق جسم سے ہی ہے؟؟؟ نہیں ....الفاظ میں بھی حد ہوتی ہے....مسکراہٹوں میں بھی حد ہوتی ہے....اس طرح کی کئی حدود ہیں جن کو اس نے با آسانی پار کیا تھا....کیا یہ انہی کی سزا تھی؟؟۔

اس نے آج خود کو کٹھرے میں لا کھڑا کیا تھا....ایک کے بعد ایک....لگاتار خود سے سوال....آخر کہاں غلطی ہوئی اس سے؟؟؟ کیوں کیف اس سے محبت تو شاید کرتا ہے پر عزت نہیں کرتا.....یا شاید محبت بھی نہیں کرتا....

تین سال اس نے جس رشتے کو نبھایا ہے کیا اس کو یوں ہی ٹوٹ جانے دے...کیا اسے اپنی ضد چھوڑ دینی چاہیے؟؟؟ اس نے تو

سوچا تھا کہ وہ کیف کو تین ماہ کی دھمکی دے کر اپنا سب کچھ سنوار لے گی....کیف اسے سب کے سامنے اپنا لے گا....اس کے دل کا بوجھ کچھ تو ہلکا ہوگا.....مگر ہمیشہ کی طرح اس کی امیدوں کے برعکس کیف نے تو اسے ہی چھوڑ دیا.....

اس نے کیف کی تمام شرائط مان لی تھیں مگر جب آج اس نے ایک شرط رکھی تھی تو وہ شخص منہ پھیر گیا....وہ اپنے فیصلوں میں کمزور پڑنے لگی تھی..ٹوٹ کر بکھرنے لگی تھی....ہر جگہ وہ کیف کے نام سے جانی جاتی تھی....اب اگر کیف نے ہی اسے نہ اپنایا تو وہ کیسے اپنے دامن سے اس داغ کو دھو پائے گی.....بے قصور ہوتے ہوئے بھی وہ تو کاشف کا لگایا داغ بھی نہ دھو پائی تھی...پھر اس بار تو وہ بے قصور بھی نہیں۔

اپنے ہی سوالات اور ان کے جوابات میں گھرے وہ جانے کب نیند کی وادی میں جا پہنچی تھی....کل کا سورج باقی بچے پندرہ دنوں میں سے ایک اور دن کم کرنے والا تھا۔

لوٹ آؤ کیف.....مجھے مت کھو....تم چھوڑ گئے تو میری انا مجھے ہی مار دے گی۔

وہ نیند میں بھی یہی سب بڑبڑائی تھی۔

☆......☆......☆

''تم نے یہ سب کیوں کروایا کیف؟؟؟ کیا ضرورت تھی اس سب کی؟؟''۔عابد شاہ نے کیف کو سہارا دے کر بستر پر بٹھاتے ہوئے کہا۔

''ضرورت تھی....اب اس کے لیے جینا آسان ہو جائے گا.....جی پائے گی وہ''۔کیف نے عابد شاہ کے سہارے سے بستر پر بیٹھتے ہوئے کہا....وہ کافی دیر سے لیٹا ہوا تھا۔

''نہیں جی پائے گی....دھوکا جان لے لیتا ہے کیف....گھٹ جائے گی وہ یہ سوچ سوچ کر کہ تم نے اس کے ساتھ بے وفائی کی....''۔اس نے سمجھایا۔

''میں یہی چاہتا ہوں عابد.....میں نہیں چاہتا کہ وہ یہ سوچے کہ اس نے وہ کھویا جو اس کا تھا...میں چاہتا ہوں اسے یہی لگے اس نے جو کھویا وہ اس کا تھا ہی نہیں''۔اس نے گہری سانس لی۔

''تمہاری یہ منطق میری سمجھ سے تو باہر ہے.....اور ہاں کرن بتا رہی تھی کہ وہ بار بار خود کو تمہاری منگیتر بتا رہی تھی''۔اسے کچھ یاد آیا۔

''منگیتر؟؟''۔وہ چونکا۔مگر کچھ ہی پل میں کچھ سمجھتے ہوئے بولا۔

''اسے بہت شرم آتی ہے بغیر کسی رشتے کے اپنا تعارف کروانے میں....بس اسی لیے خود کو منگیتر بتایا ہوگا تاکہ اپنی خودساختہ سوچ کے تحت ہونے والی شرمندگی سے بچ سکے''۔

عابد نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اور کیا بتایا کرن نے؟؟''۔اس نے سوال کیا۔

''اور جو بتایا وہ تو تم رہنے ہی دو''۔عابد شاہ نے ٹالا۔

''ایسا کیا ہو گیا جو میں رہنے دوں''۔اسے تشویش ہوئی۔

''جانے دو...سنو گے تو تمہارا پارہ چڑھ جائے گا...اور اس حالت میں تمہارے لیے غصہ کرنا بالکل ٹھیک نہیں''۔اس نے خبردار کیا۔

''شاید اب کبھی غصہ نہیں آئے گا عابد....''۔اسے کچھ یاد آیا۔

''اچھا سنو...''۔عابد نے اسے کسی گہری سوچ میں جاتا ہوا دیکھا اور فٹ سے بولا۔

''کرن بتا رہی تھی کہ پہلے تو کافی دیر اسے کوئی کال یا میسج نہیں آیا مگر پھر ٹھیک دو گھنٹے بعد.....''۔وہ اٹکا....

''بتا بھی دو...کیوں دل کو ہچکولے دے رہے ہو''۔وہ بے چین ہوا۔

''دو گھنٹے بعد کوئی دس پندرہ میسج آئے تھے جن میں گالیاں تھیں...گندی گندی بچی سی گالیاں...تمہاری تو مٹی پلیت کی ہی ہوئی تھی ساتھ کرن کو بھی جانے کیا کیا کہا ہوا تھا''۔اس نے ذرا ڈر کر بتایا کہ جانے کیف کو یہ سن کر کتنا غصہ آئے گا۔

''ہاہاہاہاہاہاہاہاہاہاہاہاہا''۔کیف نے قہقہہ لگایا۔

عابد کو لگا اس کا صدمے سے یہ حال ہو گیا ہے۔

''کیا گالیاں تھیں.....ذرا چند ایک مجھے بھی تو سناؤ''۔اس نے ہنستے ہوئے ہی کہا۔

عابد نے ذرا حیرت سے تیوری چڑھائی۔

''یہی کہ تم گلے ہوئے ٹماٹر ہو...سڑے ہوئے بینگن ہو...گندے کیڑوں والا کریلا ہو.....تم ایک نمبر کے ٹھرکی ...فلرٹی ....نمونے..افلاطون....گندی سی شکل والا کارٹون ہو وغیرہ وغیرہ''۔اس نے ایک ہی سانس میں بتایا۔

''نائس....اور کرن کو کیا کہا''؟؟۔اس نے بڑے مطمئن انداز سے پوچھا۔

''کرن کو کہا کہ وہ لمبے دانتوں والی چڑیل ہے....بچے کھانے والی ڈائن ہے.....گنجی بکری ہے....بھونڈی سی چوہیا ہے....''وہ بتاتے بتاتے خود بھی قہقہہ لگانے لگا۔

''ایسی ہی ہے میری ماہم....''۔اس نے ٹھنڈی آہ بھری۔

''اس کی یہی معصومیت ہی مجھے بہت اچھی لگتی ہے....بہت سادہ ہے وہ....بات کو سمجھتی نہیں فوراً ری ایکٹ کر دیتی ہے....میں حیران ہوں کہ اس نے دو گھنٹے بھی کیسے صبر کر لیا....''۔وہ مدھم سا مسکرایا۔

''میں تمہیں تمہاری میڈیسن لا دیتا ہوں....اب سونے کی کوشش کرو....''۔عابد شاہ نے دانستہ بات کو بدلا...وہ نہیں چاہتا تھا کہ

کیف مزید ماہم کے بارے میں سوچے۔

☆......☆......☆

اپنے گھر سے جنونی انداز میں کیف باہر نکل آیا تھا..ایک عجیب سی اذیت تھی جو اس کا سانس لینا بھی محال کر رہی تھی.....اگر وہ ماہم قریشی سے اتنی محبت نہ کرتا تو شاید اسے اتنی تکلیف بھی نہ ہوتی..مگر یہ اس کی محبت کی انتہا تھی کہ وہ اس اذیت میں گرفتار ہو گیا تھا۔ یہ کیفیت کچھ شدت اختیار کرتے ہوئے اپنا رنگ بدلنے لگی....ایک ہی پل میں کیف کو ماہم سے گھن آنے لگتی اور ایک ہی پل میں اس سے محبت ہونے لگتی.....کبھی اس کا دل کرتا کہ اپنے چچا کا گریبان پکڑ لے اور کبھی دل کرتا کہ ماہم قریشی سے نفرت کرے....اتنی نفرت جو کسی نے کسی سے نہ کی ہو.....

وہ اپنے گھر سے نکل آیا تھا...سیل فون اور والٹ اس کی جینز کی پاکٹ میں ہی تھا....سب سے پہلے اس نے اپنا سیل فون آف کیا....وہ جانتا تھا اسے اس کے گھر والے ضرور کال کریں گے اور اس وقت وہ کسی کی بھی کال اٹینڈ کرنے کی حالت میں نہیں تھا۔

اس نے انہی زخمی ہاتھوں سے اپنا سیل فون آف کر کے اپنی جینز کی پاکٹ میں ڈالا تھا۔وہ اب کہاں جائے گا....کیسے جائے گا....اسے کوئی اندازہ نہیں تھا.....وہ کیوں گھر سے نکل آیا تھا وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا....کچھ جانتا تھا تو بس اتنا کہ وہ تکلیف میں ہے....اذیت میں ہے....اس کی غیرت اسے جینے نہیں دے رہی....اب غیرت میں وہ یا تو اپنے چچا کو کچھ کہہ ڈالے یا ماہم قریشی کو۔

یہ ایک صبر آزما مرحلہ تھا اور اس سے وہی صبر ہی نہیں ہو پا رہا تھا۔وہ ایک ایسا لڑکا تھا جسے زندگی میں کبھی بھی لڑکیوں میں دلچسپی رہی ہی نہیں تھی....اس نے کبھی صنف نازک کو اہمیت دی ہی نہیں تھی.....وہ عجیب مزاج رکھتا تھا....اسے لگتا تھا کہ ہر لڑکی بس شوشاں میں ماہر ہوتی ہے....خوامخواہ معصوم بنتی ہیں....خوامخواہ نخرے دکھاتی ہیں.....اسے لڑکیوں کی حرکات سے چڑ سی ہوتی تھی۔

وہ سوچتا تھا کہ اگر لڑکی نے ہیل والی جوتی پہن ہی لی ہے تو چلتے ہوئے اس کی گردن کیوں اٹک جاتی ہے؟؟؟ اس کے چلنے کا انداز کیوں بدل جاتا ہے؟؟؟ وہ پیر پٹخنے کیوں لگتی ہے؟؟؟۔

وہ سوچتا تھا کہ لڑکی کچھ دیکھ کر ڈر جائے تو وہ ڈرنے میں بھی سٹائل کیوں نہیں بھولتی؟؟؟ چیخنا بھی سریلا ہے....اس میں بھی ادا ....افففف۔چلتے چلتے گر جائیں گی تو اس میں بھی ادا...اس میں بھی نازک مزاجی......ٹیڑھا میڑھا سا منہ بنائیں گی اور جانے کیا کیا۔

ساتھ ہی وہ لڑکیوں کو چلتی پھرتی میک اپ کی دکان سمجھتا تھا.....اسے لگتا تھا لڑکیاں پیدا ہونے کے بعد روتی نہیں ہوں گی ...میک اپ کرتی ہوں گی۔

ساری زندگی اپنی دو عدد پھوپھیوں اور ایک عدد خالہ ندا کی حرکات دیکھ کر اسے یہی لگتا تھا زیادہ تر عورتیں پیدا ہی چالاکیاں کرنے کے لیے ہوتی ہیں....ادھر کی بات ادھر کرنے کے لیے ہوتی ہیں....بات کو بڑھا چڑھا کر کرنے کے لیے ہوتی ہیں۔

اس نے لڑکیوں اور عورتوں کا ایک عجیب ہی امیج اپنے دل دماغ میں فکس کر لیا تھا۔ وہ ہر لڑکی کو اسی نظر سے دیکھتا اور اگنور کر دیتا....اس کے اسکول کالج میں بھی بہت سی لڑکیوں نے اسے اپنی طرف اٹریکٹ کرنے کی کوشش کی تھی مگر وہ نہیں ہوا تھا۔لڑکیاں جو اس نیلی آنکھوں والے کے لیے جو حربے آزماتی تھیں....وہ انہی حربوں سے ہی خار کھاتا تھا۔

ماہم قریشی وہ لڑکی تھی جس کی جانب وہ انجانے میں ہی کھنچا چلا گیا تھا.....ماموں کے گھر میں جب وہ کبھی ڈر جاتی تھی تو گلا پھاڑ پھاڑ کر چیخنے لگتی تھی اور ساتھ ہی اچھلنے بھی لگتی تھی....ہرگز اسے اس بات کی فکر نہ ہوتی کہ وہ بندریہ لگ رہی ہے۔

میک اپ کرنے کو کوشش تو اس کی ناکام تھی ہی.....اور اسی طرح کی چھوٹی چھوٹی باتوں سے لے کر بڑی بڑی باتوں تک وہ اسے سب سے مختلف محسوس ہوئی تھی....سب سے جدا۔

جب وہ پہلی دفعہ ماہم قریشی کے ساتھ ماموں اظہر کے گھر میں رہا تھا تب وہ سولہ سال کی تھی....اس نے کیف کی طرف پھول بڑھایا تھا اور خود ہی جھجک بھی گئی تھی.....وہ پہلا موقع تھا جب کیف کے دل میں ماہم قریشی کے لیئے پسندیدگی کے جذبات ابھرے تھے...اسے یہ محسوس ہوا کہ وہ اس معصوم چہرے کو پسند کرنے لگا ہے....البتہ محبت جیسا خیال اسے فی الحال نہیں آیا تھا.....وہ خود بھی تقریباً بیس سال کا تھا....

دو سال بعد جب وہ ماہم قریشی سے ملا تب بھی اس کو ویسا ہی پایا جیسے وہ دو سال پہلے تھی....تب اس کے دل نے اسے یہ محسوس کروایا کہ ماہم قریشی اس کی پسند نہیں....اس کی محبت ہے....اور وقت نے یہ احساس کروایا کہ وہ اس کی محبت ہی نہیں....اس کا جنون بھی ہے۔

اب جن حالات میں وہ آ پھنسا تھا....وہ ماہم قریشی سے رشتہ نہیں جوڑ سکتا تھا.....اس کی غیرت یہ گنوارا نہیں کرتی تھی کہ وہ ساری زندگی اپنے چچا کے منہ سے ایسے الفاظ سنے۔

وہ جب گھر سے نکلا تھا تو ماہم قریشی کو پانے کی امید چھوڑ کر نکلا تھا....اسے اپنی زندگی سے نکال دینے کے فیصلے پر نکلا تھا....وہ ساری زندگی اپنی غیرت کا امتحان نہیں دے سکتا تھا۔

وہ فیصلہ کر چکا تھا کہ اب ماہم قریشی کو اپنا ہمسفر بنانے کا سوچے گا بھی نہیں....اس میں اتنی ہمت نہیں کہ وہ ایسے الفاظ کے بعد ماہم قریشی کو اپنی بیوی کا عہدہ دے سکے.....

پر سوال یہ تھا کہ اب وہ اس کے بغیر جیئے گا کیسے؟؟؟ جسے کھو دینے کے خوف سے وہ سکھر بھاگا چلا آیا تھا....اب اسے ایک بار پھر سے کھونے والا ہے۔

.وہ اپنی سوچوں میں ڈوبا...زخمی ہاتھ لیے....دنیا سے انجان..سڑکوں پر بے مقصد چلے جا رہا تھا کہ ایک تیز رفتار گاڑی نے اسے ہوا میں اچھالا اور وہ گھسیٹتا ہوا سڑک کنارے جا پہنچا۔

اپنی آنکھیں بند ہونے سے پہلے جو آخری چیز اس نے دیکھی تھی وہ تھا لوگوں کا ہجوم .....اس کے سر پر سڑک پر بری طرح سے گرنے کی وجہ سے بہت بری چوٹ آئی تھی ....ٹانگیں تیز رفتار گاڑی سے ٹکرانے کی وجہ سے بری طرح زخمی ہوئی تھیں ..اس کا سارا جسم خراشوں سے چھلا ہوا تھا..۔

لوگوں نے اسے قریبی اسپتال میں ایڈمٹ کروا دیا تھا جہاں اسے کئی گھنٹے آئی سی یو میں رکھا گیا تھا...اس کے سیل فون ٹکرے ٹکڑے ہو گیا تھا جس کی وجہ سے کوئی بھی اس کے رشتے داروں کو اطلاع نہیں کر پایا تھا۔

ہوش آنے پر اس نے اپنے قریب صرف انجان چہروں کو ہی پایا۔اس سے اس کے رشتے داروں کا نمبر پوچھا گیا تو اس نے عابد شاہ کا نمبر دے دیا.....

عابد فوراً کراچی سے سکھر آ گیا تھا...اور کیف کے ساتھ تین دن اسپتال رہا تھا....وہ ڈسچارج لینا چاہتا تھا مگر جب تک وہ پوری طرح سے خطرے سے باہر نہیں ہوا ڈاکٹرز نے اسے ڈسچارج نہیں کیا۔

عابد نے اسے بہت سمجھایا کہ وہ اپنے گھر والوں کو اطلاع دے مگر کیف نے اس کی ایک نہیں سنی....ساتھ ہی اسے قسم بھی دے دی کہ وہ اس کے گھر والوں کو کچھ نہیں بتائے گا۔

کیف نہیں چاہتا تھا کہ کوئی بھی اس کی یہ حالت دیکھے....وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی محبت اسے مزید شرمندہ کرے....وہ چچا کے سامنے اپنا یہ حال دکھا کر خود کو تماشہ بھی نہیں بنانا چاہتا تھا....ویسے بھی وہ فی الحال سب سے دور رہنا چاہتا تھا.....

عابد کیف کو کراچی لے آیا تھا....وہ خطرے سے باہر ضرور تھا مگر اب بھی زخمی تھا.....پاؤں اور کمر میں چوٹوں کی وجہ سے وہ بنا سہارے کے چل پھر نہیں سکتا تھا اور نہ ہی بیٹھ سکتا تھا۔سر پر بھی کافی ٹانکے لگے تھے۔

کراچی آنے کے بعد بھی عابد نے بہت اصرار کیا کہ وہ کم از کم گھر کال کر کہ اتنا تو بتا دے کہ وہ کراچی ہے....مگر کیف اس پر بھی نہیں مانا۔

ماہم قریشی سے تو ناطہ توڑ ہی چکا تھا شاید اپنے گھر والوں سے بھی ہمیشہ کے لیے ناطہ توڑنا چاہتا تھا....آج وہ اس حال میں ان سب کی وجہ سے ہی تو تھا....اس نے ان سب کو ملزم گردانا۔

اس کا سیل فون ٹوٹ چکا تھا....اسے نئے سیل کا خیال آیا ہی نہیں...اس کا کوئی تھا ہی نہیں جس سے وہ رابطہ کرتا۔کرن جو اتنے دن سے کیف کا یونیورسٹی میں انتظار کرتی رہی تھی روز عابد سے پوچھتی تھی کہ کیف کب آئے گا۔

جب عابد نے بھی یونیورسٹی آنا چھوڑ دیا کیونکہ وہ کیف کے ساتھ اسپتال تھا اور کیف کا نمبر بھی مسلسل آف ملنے لگا تو اس نے پاگلوں کی طرح عابد کو کالز کرنا شروع کر دیں..کچھ دن تو عابد نے اسے ٹالا مگر جب وہ دونوں کراچی آ گئے تو عابد نے کرن کو کیف کے

ایکسیڈینٹ کے بارے میں بتا دیا۔

کرن فوراً ہی کیف سے ملنے آ گئی تھی....ان دنوں میں اس نے کیف کا بہت خیال رکھا تھا....اس کے کپڑے وہی استری کر جایا کرتی تھی....کھانا بھی وہی بناتی تھی....اس بہانے عابد شاہ کو بھی کھانے کا موقع مل جاتا....اس کے تو مفت میں ہی وارے نیارے ہو گئے تھے۔

عابد نے کچھ دن بعد کیف کو نیا سیل فون لا دیا کیونکہ اسے پریشانی ہوتی تھی....وہ جب بھی کہیں باہر ہوتا تو کیف کی خیریت نہیں پوچھ پاتا تھا.....مگر کیف نے اپنی سم آن نہیں کی تھی....اس نے عابد کا ہی کوئی نمبر اپنے زیر استعمال رکھا تھا۔

قریب دس دن بعد اسے ماہم قریشی کا خیال آیا....اسے یہ احساس ہوا کہ بھلے ہی وہ سب کچھ ختم کر آیا ہے مگر ماہم؟؟؟ وہ تو اسی کے انتظار میں ہو گی....بھلے ہی اس نے یہ کہا تھا کہ وہ رابطہ نہ کرے تو ماہم اسے بھول جائے مگر جانے اسے وہ یاد رہا بھی ہو گا یا نہیں۔سب کچھ سوچ کر اس نے اپنا نمبر کرن کو دیا اور اسے ہدایت کی کہ وہ یہ نمبر صرف دیر رات کو آن کرے اور جو بھی اسے میسج یا کال کرے اسے کچھ کھری کھوٹی سنائے....

کیف کو اندازہ تھا کہ اس کے گھر میں سے کوئی بھی دیر رات کو اسے کال نہیں کرے گا البتہ ماہم اگر اس کے انتظار میں ہوئی تو وہ اسے ضرور کال کرے گی۔

کیف کے کہے مطابق کرن نے نمبر دیر رات کو آن کیا اور پھر صبح سویرے بند کر دیا...البتہ عابد کو کال کر کے اسے ساری روداد سنائی تھی...کیف کو وہ شرمندگی سے بتانا ہی نہیں چاہتی تھی کہ ماہم نے اس کو میسجز میں جانے کتنا برا بھلا کہا ہے۔

☆......☆......☆

کرن نے نمبر آف کر دیا تھا اس کے بعد پہلی ہی فرصت میں وہ کیف سے ملنے چلی آئی تھی تا کہ اس کو اس کی سم واپس کر سکے....عابد نے بھی اسے بتا دیا تھا کہ کیف کو اس نے سب میسجز کے بارے میں بتا دیا ہے...مگر ساتھ ہی اسے کچھ سوالات کے جوابات بھی چاہیے تھے...اس کا موڈ کچھ ٹھیک نہیں تھا....اس وقت دن کے ایک بج رہے تھے.....کیف کا حال پوچھ لینے کے بعد وہ کچھ سنجیدہ سی ہو کر بولی۔

''تم نے مجھے اپنا نمبر اپنی منگیتر سے گالیاں دلوانے کے لیے دیا تھا''۔

کیف مسکرایا...کرن چڑی۔

''تم نے جیسا کہا میں نے ویسا کیا...تم سے ایک سوال بھی نہیں کیا کہ مجھے اپنا نمبر کیوں دے رہے ہو....کسی کو کھری کھوٹی سنانے کا کیوں کہہ رہے ہو....میں تم سے کوئی سوال کرتی بھی نہیں مگر اب بات میری سیلف ریسپیکٹ کی ہے...وہ کون تھی جس نے مجھے جانے کیا کیا کہہ دیا''۔وہ برہم نظر آئی۔

''وہ جو بھی تھی....اس نے جو بھی کہا اس کے لیے میں معذرت کرتا ہوں....میرا مقصد یہ نہیں تھا....اور تم بھی بھول جاؤ سب''۔

کیف بھی اب سنجیدہ ہوا۔

”کیا وہ واقعی تمہاری منگیتر ہے؟؟“۔اس نے سوال کیا۔

”تمہیں کیا لگتا ہے“۔اس نے ابرو چڑھائے۔

”مجھے تو نہیں لگتا.....آج تک تم نے کبھی ایسا کوئی ذکر کیا ہی نہیں.....“۔وہ اعتماد سے بولی۔

”جب تمہیں نہیں لگتا..تو سمجھ لو کہ نہیں ہے“۔اس نے رسانیت سے کہا اور کرن مسکرا دی۔

”یہ لو اپنی سم....اپنے پاس رکھو اسے....اس پاگل لڑکی کا کیا بھروسہ اب تک گالیاں بکے جا رہی ہو گی“۔اس نے اپنے ہینڈ بیگ سے سم کھنگالتے ہوئے کہا۔

”نہ تو وہ پاگل ہے...نہ وہ بکتی ہے“۔لہجہ دوٹوک ہوا۔

”میرا خیال ہے آئندہ سے مجھے تمہارے ذاتی معاملات میں انوالو نہیں ہونا چاہئے“۔وہ خفگی سے بولی اور ساتھ ہی کیف کی طرف اس کی سم بھی بڑھا دی۔

”کافی پیو گی“؟؟۔کیف نے بات کو بدلا۔

”تم بنا کر پلاؤ گے“۔اس نے شریر سے انداز میں کہا۔

”why not“۔اس نے کندھے اچکائے۔

”رہنے دو...آرام کرو.....میں خود بنا لیتی ہوں...ہاں مگر تمہارے ہاتھ کی کافی ڈیو رہی“۔اس کا موڈ اب کچھ ٹھیک ہو چکا تھا۔

☆......☆......☆

ماہم قریشی کا خون اب تک کھول رہا تھا...اس دھوکے باز نے اس کے ساتھ اتنا بڑا دھوکا کیا تھا.....اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کیف عالم کا منہ نوچ ڈالے۔

دوپہر کے دو بج رہے تھے.....اب تک وہ جانے کتنے میسجز اسے کر چکی تھی مگر اس کی بھڑاس تھی جو ختم ہی نہیں ہو رہی تھی۔وہ نہیں جانتی تھی کہ نمبر آف ہے یا آن....اسے بس اتنا پتہ تھا کہ وہ پاگلوں کی طرح میسج پر میسج کر رہی ہے اور سامنے والا خاموش ہے.....

دن کے دو بجے تک کرن جا چکی تھی اور کیف اپنے سم کارڈ کو دیکھنے لگا تھا.....جانے اسے کیا سوجھی کہ اس نے اپنی سم آن کر لی ...شاید اندر ہی اندر سے وہ ماہم کے غصیلے میسج پڑھنا چاہتا تھا۔

سم کارڈ آن ہوتے ہی لگاتار بیس پچیس میسج آ چکے تھے.....وہ بے اختیار مسکرایا۔اس نے باری باری سارے میسج پڑھنا شروع کیے اور ہر میسج کے بعد وہ بے ساختہ ہنسنے لگتا۔

لچا، لفنگا، دو ٹکے کا لوفر، سڑک پر پڑا ہو کچڑا اور جانے کون کون سے القابات سے اسے نوازا گیا تھا۔ سارے میسج پڑھ لینے کے بعد وہ سم دوبارہ آف ہی کرنے والا تھا کہ ایک میسج آیا جو اسی وقت ماہم نے اسے کیا تھا جس پر وہ چونک سا گیا۔ کچھ تو گڑبڑ ضرور تھی.... وہ ایسے کیسے کہہ سکتی تھی۔

میسج میں لکھا تھا کہ (بھاڑ میں جائیں آپ... میں آپ سے اپنا رشتہ توڑتی ہوں... مجھے اب تک امید تھی کہ شاید مجھے کوئی غلط فہمی ہوئی ہو یا آپ مجھے کوئی صفائی دیں گے... مگر آپ نے ثابت کر دیا کہ جو میں سوچ رہی تھی وہی سچ تھا.... میں ابھی فائزہ آپی کو کال کر کہ بتا رہی ہوں کہ میں یہ رشتہ توڑ رہی ہوں.... گڈ بائے)۔

وہ کس رشتے کی بات کر رہی تھی؟؟؟۔ پہلے اس نے منگیتر کہا خود کو.... اور اب؟؟ اب میسج میں بھی رشتے کی بات؟؟؟ اور فائزہ آپی سے اس کا رابطہ کب ہوا جو وہ اتنے اعتماد سے ان سے بات کرنے کا کہہ رہی تھی۔

ماہم میسج کر کے غصے میں لال پیلی ہو کر کمرے میں ٹہل رہی تھی.... اپنی طرف سے اس نے آخری حربہ آزمایا تھا... اگر کیف رشتہ توڑ دینے کی دھمکی پر بھی خاموش رہتا ہے تو مطلب صاف تھا.... اس کا دل ہچکولے کھانے لگا تھا.... بے بسی سے وہ غصے میں پیر پٹخ کر چل رہی تھی۔

کیف کچھ دیر سوچتا رہا..... سمجھنے کی کوشش کرتا رہا.... وہ اپنی انہی سوچوں میں اپنا نمبر آف کرنا ہی بھول گیا.... کچھ ہی دیر میں اس کے سیل پر فائزہ کی کال آنے لگی..... اگر اس نے ماہم کا میسج نہ پڑھا ہوا ہوتا تو یقیناً وہ فائزہ کی کال کاٹ کر سیل آف کر دیتا مگر اس کی چھٹی حس نے کام کیا.... اور اس نے کال اٹینڈ کر لی۔

اس سے پہلے وہ کچھ بولتا فائزہ نے بھرائی ہوئی آواز میں اس پر سوالوں کی بوچھاڑ کر دی....

"کہاں ہو تم... ہو کدھر..... کیسے ہو... نمبر آف کیوں تھا..... بولو... جواب دو... بولتے کچھ نہیں"۔

"مجھے بولنے دیں گی تو بولوں گا نا"۔ لہجہ میں اطمینان تھا۔

اس کی آواز سن کر فائزہ اب باقاعدہ رونے لگی تھی.... وہ سارا ہی دن کیف کا نمبر ٹرائے کرتی رہتی تھی.... اور اتنے دن بعد آج جا کر قسمت نے اس کا ساتھ دیا تھا۔

"آپی روئیں نہیں..."۔ اس نے فائزہ کو چپ کروانا چاہ۔

"سمجھتے کیا ہو خود کو.... یہ کون سا طریقہ ہے کیف؟؟؟ تمہیں ذرا فکر نہیں ہماری؟؟ جانتے بھی ہو امی کتنا روئی ہیں... اور ابو جی؟؟؟ ان کے اندر تو جیسے جان ہی نہیں ہے.... کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا تمہیں.... اتنی فکر ہو رہی تھی تمہاری کہ جانے تم کس حال میں ہو.... تمہارے ہر دوست ہر جان پہچان والے سے رابطہ کیا... کسی کو تمہاری کچھ خبر نہیں تھی..."۔ لہجہ میں سختی تھی.... اس وقت وہ رو نہ رہی ہوتی

تو یقیناً اسے اچھی خاصی ڈانٹ پلاتی۔

''امی اور ابو سے کہہ دیں کہ میں بالکل ٹھیک ہوں''۔اس نے کہا۔

''گھر کب آو گے کیف....ہم سب تمہیں اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھنا چاہتے ہیں..تسلی کرنا چاہتے ہیں''۔وہ اب اپنے رونے پر قابو پاتے ہوئے بولیں۔

''کون سا گھر آپی...میرا اب کوئی گھر نہیں ہے''۔

''یہ کیا کہہ رہے ہو تم...''

''میں سب سے ناطہ توڑ چکا ہوں''۔

''تمہاری خاطر ہم سب نے چچا سے چھپ کر تمہارا رشتہ کر دیا پھر بھی تم یہ سب بکواس کر رہے ہو''۔وہ طیش میں آئی۔

''رشتہ؟؟ کس سے؟؟ کب؟؟''۔اس نے سوالات کیئے۔

فائزہ سمجھ گئی کہ وہ ہر بات سے بے خبر ہے....اس نے کیف کے گھر سے جانے کے بعد کے تمام حالات بتا دیئے۔

کیف کو سن کر شاک لگا تھا.....جب وہ ماہم قریشی کے لیے سب کی منتیں کرتا پھر رہا تھا...تب کسی نے اس کی بات نہیں مانی ....اس کے صبر کا امتحان لیا.......اور اب جب وہ اسے چھوڑ دینے کا حتمی فیصلہ کر چکا تھا....بلکہ چھوڑ ہی چکا تھا تو ایک بار پھر اس کا رشتہ کر کہ اس کے صبر کا امتحان لیا جا رہا تھا.....وہ کب تک اور کیسے چچا کی باتوں کو برداشت کرے گا۔

کیف کا سر اس پل واقعی چکرا گیا تھا....وہ بے ساختہ کہہ بیٹھا۔

''میں رشتہ کرنا نہیں چاہتا تھا''۔

فائزہ کو اپنی سماعتوں پر یقین نہ آیا۔

''کیا کہا تم نے؟؟''۔

''آپی....وہ.....کچھ نہیں''۔وہ کچھ کہتے کہتے رکا۔اب وہ کچھ کہتا تو اس کی خیر نہیں تھی۔

''کچھ نہ ہی ہو تو بہتر ہے.... پہلے ہی تم بہت تماشہ کر چکے ہو''۔اس نے تنبیہ کی۔

''جلد از جلد گھر آو....اور فی الحال امی کو سیل فون دے رہی ہوں ان سے بات کر لو''۔فائزہ نے کہتے ہوئے خالدہ کے کمرے کا رخ کیا۔

خالدہ نے کیف سے بہت جذباتی باتیں کی تھیں ....اس کو ڈانٹا بھی تھا....رشتے کی مبارک بھی دی تھی .....اپنا سارا دکھ سنایا.....اور جلد گھر آنے کا حکم دیا۔

کیف نے بھی جلد از جلد گھر واپس آنے کا وعدہ کر دیا.....خالدہ نے عادل سے بھی بات کروانا چاہی مگر کیف نے ٹال دیا....اس وقت اس میں عادل سے بات کرنے کی ہمت نہ تھی....نہ وہ ان کے سوالوں کے جواب دے پاتا۔

☆......☆......☆

ماہم بیچاری غصہ کر کر کے تھک چکی تو اب حسب عادت آنسو بہانے میں مصروف ہو گئی۔فائزہ کو کال کر کہ رشتہ توڑ دینے کی ہمت اس میں نہ تھی....وہ اظطراب کی سی کیفیت میں اب تک ٹہل رہی تھی۔

فائزہ کی کال کے بعد کیف نے بہت سوچا.....اس کے پاس اب کوئی آپشن نہیں تھا.....خود با خود ہی راستہ بن گیا تھا اور اس کا رشتہ ماہم قریشی سے ہو گیا تھا.....اسے اب اپنی غیرت کو مار کر یہ کڑوا گھونٹ پینا ہی تھا۔

اس نے اپنے دل کو ہر طرح سے سمجھایا کہ اس میں ماہم کا کیا قصور ہے؟؟؟ جو کچھ کہا چچا نے کہا....اور وہ ماہم کے ساتھ شادی کرتے ہی اپنے چچا سے سارے تعلقات ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دے گا...کبھی ان کے سامنے خود آئے گا نہ ماہم کو آنے دے گا۔وہ انہی سب سوچوں میں گرفتار تھا کہ کسی خیال نے اس کے چھکے اڑائے تھے.....ماہم.....وہ جانے اب کیا سمجھ بیٹھی تھی....اب وہ اسے یقین کیسے دلوائے گا کہ اس کی زندگی میں کوئی اور نہیں....اس نے ماہم کا خیال آتے ہی فوراً اسے کال کر دی۔

ماہم جو ابھی تک آنسو بہانے میں مصروف ہی تھی اس کی کال پر یک دم اٹھ بیٹھی تھی..... پلک جھپکتے ہی اس نے کال اٹینڈ کر لی تھی مگر خاموش رہی....کال اٹینڈ کرتے ہی اسے یہ خیال گزرا کہ جانے یہ کیف ہی ہے یا وہ رات والی چڑیل۔

"کیسا لگا تمہیں میرا مزاق"۔اس کے کال اٹینڈ کرتے ہی کیف نے کہا۔

"مزاق.....؟؟؟"۔وہ حیرت زدہ ہوئی۔

"ہاں نا مزاق....تم مجھے کتنا تنگ کرتی تھی....بس میں نے سوچا تھوڑا سا تنگ تمہیں بھی کر لوں"۔لہجہ میں شرارت تھی۔

"جھوٹ مت بولیں..کوئی مزاق نہیں تھا وہ....میں نے آپکا اصلی چہرہ دیکھ لیا ہے"۔وہ برہم ہوئی۔

"oh come on کہا نا مزاق تھا.....اگر ایسا ویسا کچھ ہوتا تو یقین مانو تم سات جنم میں بھی نہ جان پاتی...."۔لہجے میں اعتماد تھا۔

"مگر اب تو جان گئی ہوں نا"۔وہ قائل نہیں ہوئی تھی۔

"جان گئی ہو کیوں کے میں نے جاننے دیا...ورنہ خود سوچو میں کیوں کسی اور کو تمہاری کال اٹینڈ کرنے دیتا"۔وہ ماہم کو سچ بتا کر الجھانا نہیں چاہتا تھا...نہ ہی اسے کوئی لمبی چوڑی اپنے گھر چھوڑ جانے کی تفصیل سنانا چاہتا تھا....یہ سب باتیں کال پر مناسب نہیں لگتیں....

"چلو مان لیا کہ مزاق تھا مگر اتنے دن سے کہاں غائب تھے آپ"۔وہ کچھ نرم پڑی۔

"اچھا....مم...مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم مجھ سے بات کرنے کے لیے اتنی بے چین ہو گی...اب جب پتہ لگ گیا ہے تو بندہ حاضر

ہے....''۔اس نے چھیڑا۔

وہ بھی مسکرادی۔

☆......☆......☆

فریدہ نے کیف کے ساتھ ماہم کی بات پکی کردی تھی تو اب اسے فرحت کو بھی تو جواب دینا تھا.....اس نے کال پر انکار کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا.....لہذا وہ فرحت کے گھر چلی آئی....کچھ حال احوال کے بعد اس نے یہ کہہ کرانکار کر دیا کہ اتنی جلدی رشتہ کرنا مناسب نہیں ...دونوں بچے پڑھ رہے ہیں....دونوں کی پڑھائی پر اثر پڑے گا.....یہ بھی کہا کہ عرش واقعی بہت اچھا لڑکا ہے اور اس انکار کی وجہ سے وہ دونوں گھروں کے آپسی تعلقات پر فرق نہ آنے دیں.... پہلے کی طرح ہی وہ بھی آئیں جائیں اور ماہم بھی پہلے کی طرح ہی آیا جایا کرے گی۔

انکار پر فرحت نے کچھ بحث تو کی تھی...منانے کی ایک اور کوشش بھی کی تھی....مگر فریدہ نے ہلکی سی لچک دے کر انکار کر دیا...اگر وہ صاف ستھرا جواب دے دیتی تو یقیناً انہیں برا لگتا اور رشتہ داری میں بھی فرق آتا....اس لیے اس نے گول مول اور طویل سی صفائی دے کر انکار کیا تا کہ وہ سب اسے اپنی توہین نہ سمجھیں۔

عالیہ بھی برا سا منہ بنا کر بیٹھ گئی اور فریدہ سے شکوہ کیا کہ اسے یہ امید نہیں تھی.....

فریدہ نے اس کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا اور کہا کہ اپنا بنا رہنے کی لیے رشتہ کرنا ضروری تھوڑی ہے....عالیہ اس کے لیے ایسی ہی جیسے ماہم....عرش بھی اسکے بیٹوں جیسا ہی ہے۔

عالیہ اس طرح کی باتیں سن کر خاموش ہوگئی....وہ کر بھی کیا سکتی تھی۔فریدہ کے گھر سے جانے کے بعد جب عرش کو بتایا گیا کہ فرید انکار کر گئی ہے تو اسے دھچکا لگا....وہ ماہم کو پسند کرنے لگا تھا اور ساتھ ہی پر اعتماد بھی تھا کہ ان کا جواب ہاں ہوگا....ظاہر ہے انکار کا تو کوئی جواز ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

اس کے اور ماہم کے درمیان اچھی گپ شپ تھی.....دونوں گھروں کے تعلقات بھی اچھے تھے.....وہ فریدہ کے آگے پیچھے بھی پھرتا تھا....پھر بھی انکار؟؟؟

پہلے تو وہ کچھ مایوس ہوا...مگر پھر ٹھان لی کہ ماہم کا رشتہ لے کر ہی رہے گا.....اس نے سوچا کہ کیا فرق پڑتا ہے اگر ابھی انکار کر دیا تو....وہ مزید ان کے سامنے اچھا بن کر آئے گا...مزید ان کی خدمت کرے گا....مزید ماہم کے دل میں اپنی جگہ بنانے کی کوشش کرے گا تو یقیناً وہ خود ہی ماہم کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیں گے....وہ تو اس بات سے انجان تھا کہ ماہم کا رشتہ کیف سے طے ہو چکا ہے۔

شبیر نے البتہ اس انکار کو انا یا غیرت کا مسئلہ نہیں بنایا...بلکہ فرحت سے کہا کہ بھابھی نے بالکل ٹھیک کیا ہے....ابھی دونوں بچے ہیں....شادی سے اتنے سال پہلے رشتہ کر دینا بھی ٹھیک نہیں....واقعی دونوں کو فی الحال پڑھنا چاہیے......نہ وہ ہم سے دور ہیں نہ ہم ان

سے......وقت آنے پر دیکھی جائے گی۔

☆......☆......☆

فریدہ نے گھر آ کر ماہم کو بھی بتایا کہ وہ انکار کر آئی ہے جس پر فوراً اس نے سوال کیا۔

"چچی ناراض تو نہیں ہوئیں نہ؟؟؟ وہ عالیہ کو تو مجھ سے ملنے سے نہیں روکیں گی"؟؟۔ اسے اب خطرہ لاحق ہوا۔

"شاباش میری بیٹی.....اب اچانک پھر سے تمہارا پیار عالیہ کے لیے جاگ گیا ہے..... پہلے تو اس سے نہ ملنے کہ بہانے بنانے لگی تھی....نہ اسے کال کرتی تھی نہ میسج....نہ بیچاری کو گھر آنے کا کہتی تھی.....اور اب؟؟؟ اب فکر لاحق ہو گئی..."۔ انہیں واقعی ہی ماہم کے اس اچانک جاگنے والے پیار پر حیرت ہوئی تھی۔

ماہم بیچاری فریدہ کا منہ دیکھنے لگ گئی....اب کیا بتاتی انہیں کہ عالیہ کی اہمیت اس کے دل میں کبھی بھی کم نہیں ہوئی.....صرف حالات ہی کچھ ایسے بن گئے تھے کہ اس کے لیے عالیہ سے دور رہنا ہی بہتر تھا.....

"میں نے سمجھایا ہے ان کو کہ ہمارے تعلقات میں فرق نہیں آنا چاہیے.....فکر نہ کرو... پہلے کی طرح ہی عالیہ تم سے ملا کرے گی"۔ ماہم کے چہرے پر نظر آنے والی پریشانی کو بھانپتے ہوئے فریدہ نے اسے تسلی دی۔

"سچ..."۔ وہ تو جیسے اچھل ہی پڑی تھی۔

"تو کیا میں اس کو بلاؤں؟؟ بلکہ خود ہی چلی جاتی ہوں ملنے....."۔ وہ چہکنے لگی۔

"ابھی مناسب نہیں....ایک دو دن رک جاؤ....انکار کرتے ہی فوراً ان کے گلے فٹ ہو جانا بھی ٹھیک نہیں"۔ فریدہ نے مصلحت سے کام لیا۔

"اچھا اسے کال تو کر لوں؟؟"۔ اس کا اپنی چچازاد کے لیے پیار واقعی جوش مارنے لگا تھا۔

"کر لینا...کر لینا....مگر کال سے مجھے بھی یاد آیا کہ مجھے اب تک کیف نے کال ہی نہیں کی....کم از کم ایک دفعہ تو کال کرتا....اس کی خالہ کے ساتھ ساتھ اب اس کی ساس بھی تو ہوں.....مجھے تسلی بھی ہو جاتی اس سے بات کر کے.....عرصے سے اسے دیکھا بھی نہیں ...جانے اب کیسا دکھتا ہوگا..."۔ وہ ہر روز ہی کیف کی کال کا انتظار کرتی تھیں...ایک آدھ دفعہ فائزہ سے بھی ذکر کیا تھا مگر بات ٹل گئی تھی۔

"وہ شرما رہے ہوں گے....آپ خود کر لیتیں کال"۔ وہ فٹ سے بولی۔

"میں ملی ہوں اس سے چند ایک بار...اتنا بھی اس کا شرمیلا مزاج نہیں"۔ وہ اسے بغور دیکھتے ہوئے بولیں۔

"اچھا...مجھے کیا پتہ پھر؟؟"۔ وہ نظریں چرائے بولی اور وہاں سے کھسک گئی۔

اب سب سے پہلے ماہم نے کیف کو ہی میسج کرنا تھا....یہ بات تو اس کے ذہن میں بھی نہیں آئی تھی کہ کیف نے اب تک فریدہ

سے بات ہی نہیں کی۔اسے کچھ غصہ بھی آیا تھا جو اس نے فریدہ پر تو ظاہر نہیں کیا تھا مگر کیف عالم پر تو کرنا ہی تھا...اس نے کچھ تیکھے میسج کیف کو کیے اور کیف نے بھی برا نہیں منایا...اسے بھی احساس تھا کہ وہ اپنی جگہ صحیح ہے....اس لیے اس نے کل صبح ہی فریدہ کو کال کرنے کا وعدہ کر کہ اپنی جان بچائی۔

☆......☆......☆

فریدہ ابھی ناشتا کر کہ فارغ ہی ہوئی تھیں کہ ان کے سیل پر کال آنے لگی.....ماہم بھی ان کے ساتھ ہی بیٹھی تھی....اسکرین پر انجانہ نمبر دیکھ کر فریدہ کچھ حیران ہوئیں مگر پھر کال ریسیو کر لی۔

”اسلام علیکم خالہ.....میں کیف بات کر رہا ہوں“۔اس نے گرم جوشی سے اپنا تعارف کروایا...اور فریدہ تو نہال ہی ہو گئی۔

”وعلیکم بیٹا.....کیسے ہو؟؟“۔انہوں نے حال پوچھا۔

”بالکل ٹھیک خالہ....آپ کیسی ہیں.....خالو کیسے ہیں“۔گرم جوشی اب بھی قائم تھی۔

”ہم سب ٹھیک ہیں....تم نے اتنے دن بعد کال کی...تمہیں خالہ کی یاد ہی نہیں آئی....“۔انہوں نے شکوہ کیا۔

”یاد تو آتی تھی خالہ.....بس کچھ جھجک سی ہوتی تھی...مگر آج ہمت کر کہ کال کر ہی لی“۔اس نے صفائی پیش کی۔

”جھجک کیسی.....میں تو روز تمہاری کال کا انتظار کرتی تھی کہ ابھی کال آئی...مگر تم نے تو ترسا دیا.....سوچا تھا تمہیں دیکھ نہیں سکتی تو کم از کم آواز ہی سن لوں گی“۔

”دیکھ کیوں نہیں سکتیں خالہ.....میں آؤں گا آپ سے ملنے....“۔اس نے اپنا ارادہ بتایا۔

”مگر فائزہ نے تو کہا تھا کہ....“۔وہ کچھ کہنے لگیں۔

”فکر نہ کریں خالہ چچا کو پتہ نہیں چلے گا.....“۔اس نے تسلی دی۔

فریدہ بھی مطمئن ہو گئیں.....کچھ دیر کے کیف سے وہ حال احوال کرتی رہی تھیں اور بعد میں ماہم کو اس کی تعریف بھی کہ کیف واقعی بہت سلجھا ہوا لڑکا ہے۔

ماہم بھی من ہی من مسکرانے لگی.....

☆......☆......☆

”کیا تم مجھ سے ناراض ہو“۔ماہم نے جانچتی نظروں سے عالیہ کو دیکھا۔

”تم سے ناراضی کیسی.... ہاں مگر اداس ضرور ہوں“۔اس نے جواب دیا...

ماہم نے ایک دو دن بامشکل صبر کیا تھا اور پھر عالیہ سے ملنے اس کے گھر چلی گئی تھی....عالیہ کے ساتھ کچھ دیر بیٹھنے کے بعد اسے عالیہ کے رویے میں کچھ عجیب سا محسوس ہوا تھا.....جس پر اس نے سوال کیا تھا۔

''اداس کس لیے''۔ ماہم نے عالیہ کا ہاتھ تھام کر نرمی سے پوچھا۔

''کاش کوئی ہم سے بھی ہماری اداسی کا سبب پوچھتا''۔ عرش ہمیشہ کی طرح آج بھی آدھمکا تھا۔

ماہم کچھ پھیکی سی ہوئی۔

''صرف سبب پوچھنے کا کیا فائدہ... بات تو تب بنے جب اداسی کی وجہ ہی ختم کر دی جائے''۔ عالیہ نے جتا کر کہا۔

ماہم نے نظریں چرائیں۔

عرش نے اس کا چہرہ پڑھا... وہ اسے شرمندہ نہیں کرنا چاہتا تھا... وہ تو اس کے دل میں اپنی جگہ بنانا چاہتا تھا۔

''اداسی تو ایک اور وعدے سے بھی ختم ہوسکتی ہے....'' یہ کہہ کر اس نے ماہم کو مخاطب کیا۔

''کرو گی اک وعدہ؟''۔ سوالیہ نظریں اس پر جمائیں۔

''کیسا وعدہ''۔ اس نے کچھ جھجک کے پوچھا۔

''چاہے کچھ بھی ہو جائے.. تم ہم دونوں کے ساتھ ایسی ہی رہو گی جیسے تھی......نہ کوئی جھجک۔ نہ کوئی شرمندگی، بلکہ یوں سمجھو گی جیسے کچھ ہوا ہی نہیں''۔ یہ سنتے ہی ماہم کے چہرے پر اطمینان کی لہر نظر آئی....اسے لگا جیسے کسی نے اس پر سے بوجھ اتار دیا ہو....وہ واقعی چاہتی تھی کہ وہ تینوں آپس میں ویسے ہی ہو جائیں جیسے پہلے تھے......

اس نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلا دیا... تب عرش نے عالیہ کو دیکھا اور شریر سے انداز میں بولا۔

''ایک وعدہ تم بھی کرو''۔

''کیسا وعدہ''۔ وہ منہ پھلائے بولی۔

''یہی کہ تم اپنے شکوے کا تھیلا کسی نہر میں بہا آؤ گی....اور اب کبھی ماہم سے عجیب....شکایتوں سے بھرپور رویہ نہیں رکھو گی''۔ اس نے مسکرا کر کہا۔

عالیہ بھی مسکرا دی.....ماہم کو بھی مزید تسلی ہوئی......

ماہم نے وہاں کافی وقت گزرا.....چچی فرحت کا رویہ بھی پہلے تو کچھ بدلا ہوا تھا مگر آہستہ آہستہ وہ بھی بالکل پہلے جیسے ہو گئی تھیں .....اس کے دل کو اطمینان سا ملا تھا....اس کے کچھ قریبی رشتے اس نے کھوئے نہیں یہ احساس اسے دلی سکون سا دے رہا تھا۔

رات کو جب وہ سونے کے لیے بستر پر لیٹی تھی تو ایک عجیب سا احساس....ایک عجیب سی خوشی محسوس کر رہی تھی.....اس کی زندگی میں سب کچھ بالکل پرفیکٹ تھا.....اسے کیف بھی مل گیا تھا اور اس نے اپنی پیاری دوست عالیہ کو کھویا بھی نہیں تھا۔

☆......☆......☆

صبح سویرے خوشی کی نوید لیے عالیہ اس کے سر پر کھڑی تھی....اسے چلا چلا کر نیند سے جگایا تھا....

"رزلٹ آ گیا ماہم....رزلٹ آ گیا"۔

ماہم جو پرسکون اور گہری نیند میں تھی اسے لگا جیسے کوئی اس کے خواب میں ہی چلائے جا رہا ہے....مگر جب عالیہ نے اسے کچھ جھنجوڑ کر کہا۔

"اٹھ بھی جاؤ رزلٹ آ گیا..تو وہ اچانک ہی اچھل کر بیٹھ گئی اور ہڑ بڑا سی گئی۔

"کیا آیا...کیا آیا"۔وہ بڑبڑائی...

"رزلٹ آ گیا ہے میڈم....اٹھ جاؤ اب....."۔عالیہ نے اس کے ہوش میں آنے کے بعد اسے ایک بار پھر سے خبر دی۔

یہ سننا تھا کہ وہ اچھل پڑی...فٹ سے اپنا لیپ ٹاپ آن کرنے لگی.......

"زیادہ مارکس نہیں ہیں تمہارے....رہنے دو...مت دیکھو"۔عالیہ یک دم ہی سنجیدہ ہوئی۔

ماہم کے چہرے کی ہوائیاں اڑیں....

"کتنے ہیں"؟؟؟۔اس نے کچھ اٹک کر پوچھا....اسکا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا....کل رات وہ کتنے سکون سے سوئی تھی اور آج؟؟؟ آج پھر ایک بری خبر جانے کتنے دن اس کی نیندیں پھر سے اڑائے رکھے گی۔

"بتایا تو ہے زیادہ نہیں ہیں..." کہتے ہوئے وہ ماہم کے قریب آ بیٹھی اور اس کے کندھوں کے گرد بانہیں ڈالیں....اور کچھ تسلی دینے والے انداز میں بولی....

"کوئی بات نہیں ماہم....اگلی دفعہ زیادہ مارکس لے لینا....اس بار صرف 85 % پر گزارا کرو"۔

ماہم نے کچھ پل اس کی بات کو سمجھنے میں لگائے....اور جیسے ہی اسے اس کی بات سمجھ آئی وہ بے اختیار اچھل پڑی......پھر اپنے بیڈ سے ایک تکیہ اٹھایا اور عالیہ کی جانب زور سے دے پھینکا جو عالیہ نے ہنستے ہوئے کیچ کر لیا تھا۔

"میری جان ہی نکال دی تھی تم نے"۔وہ گھوری۔

"کتنی سیلفش ہو....میرا رزلٹ نہیں پوچھو گی"۔عالیہ نے مصنوعی خفگی سے کہا۔

"پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں....اگر برے مارکس آئے ہوتے تو منہ چھپائے اپنے گھر میں بیٹھی ہوتی تم...صبح سویرے میرے سر پر سوار نہ ہو جاتی"۔اس نے چہک کر کہا....ایک پرسکون رات کے بعد ایک خوشی بھرا دن۔

"جی بالکل...اور اب اپنے دانت بند کرو اور جلدی جلدی بتاؤ کہ آگے کیا کرنا ہے؟؟؟ کس یونی جانا ہے....کیا سبجیکٹس رکھنے ہیں....اور کیا"۔وہ ابھی سوالات کر ہی رہی تھی کہ ماہم نے ٹوکا۔

''مجھے فریش تو ہونے دو.....اور پہلے کچھ دیر خوشی محسوس کرنے دو...ابھی سے کسی جھنجھٹ میں نہ ڈالو''۔

''اچھا بابا....ہولو فریش....تب تک میں چچی کے ساتھ بیٹھتی ہوں.....اور ذرا جلدی آنا عرش بہت سارے لوازمات کے ساتھ آتا ہوگا.....''۔اس نے تنبیہ کی اور مسکرا کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

اس کے جاتے ہی ماہم نے کمرے کا دروازہ لاک کیا اور اپنے بیڈ پر چڑھ کر اچھلنے لگی۔

قسمت یک دم ہی اس پر اتنی مہربان ہوئی تھی.....من چاہ منگیتر ملا....اور اب من چاہی یونیورسٹی میں ایڈمشن بھی ہو جائے گا۔

کیا یہ سب واقعی حقیقت تھا؟؟ یا کوئی حسین خواب؟؟؟۔

کچھ دیر اچھل کود کے بعد وہ فریش ہو کر اپنے کمرے سے اچھلتے ہوئے ہی باہر آئی تھی اور آتے ہی فریدہ سے لپک گئی۔

''مما...مما...میں....''۔

''سانس تو لے لو ماہم.....مجھے بتا دیا ہے عالیہ نے.....مبارک ہو....''۔انہوں نے اسے گلے سے لگایا۔

''بابا کو بتایا آپ نے؟؟''۔اس نے الگ ہوتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں... ہاں تمہارے بابا کو بھی بتا دیا ہے کہ انکی بیٹی اچھے مارکس سے پاس ہوئی ہے....وہ بہت خوش بھی ہوئے.....اور اس خوشی میں آج ہم سب کو باہر ڈنر بھی کروانے والے ہیں''۔فریدہ نے مسکرا کر بتایا۔

''اور ابھی آپ کیا کھلائیں گی''۔اس نے فٹ پوچھا۔

''ابھی تو عرش کھلائے گا.....بریک فاسٹ بھی اور لنچ بھی''۔عالیہ بولی۔

''اس بیچارے کو خوامخواہ لوٹ رہے ہو.... پاس تم دونوں ہوئے ہو..تم دونوں کو اسے کچھ کھلانا چاہیے تھا...''۔فریدہ نے کہا۔

''پاس بھی ہم ہوں...کھلائیں بھی ہم''۔ماہم چہکی اور عالیہ نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

کچھ ہی دیر میں عرش بھی آ گیا تھا...سب نے مل کر ناشتا کیا تھا اور پھر لنچ کے وقت عرش ماہم اور عالیہ کو کسی ریستوران میں لے گیا تھا.....جہاں ان دونوں نے جانے کون کون سی یونیورسٹی کا سوچا.....اور جانے کتنے پلانز بنائے۔

☆......☆......☆

لنچ کے بعد عرش اور عالیہ ماہم کو اپنے گھر ہی لے گئے تھے جہاں اس نے چچی کے ساتھ مل کر چائے پی اور ان سے مبارک باد اور ایک تحفہ وصول کیا۔

شام کو جب وہ گھر آئی تو اسے یہ خبر کیف کو سنانی تھی.....وہ تو اسے سب سے پہلے بتا دیتی مگر وہ چاہتی تھی کہ وہ اپنی یہ خوشی پوری تسلی سکون کے ساتھ کیف سے شیئر کرے۔

اس نے اپنے مارکس کیف کو میسج کیے اور کیف نے فوراً ہی اسے کال کر دی اور مبارک دی....کچھ دیر یوں ہی رزلٹ کی باتیں کرتے کرتے ہی کیف نے اس سے آگے کا پلان پوچھا جس پر اس نے عالیہ سے کی ہوئی ڈسکشن بتائی کہ وہ کون کون سی یونیورسٹی کے بارے میں سوچ رہی ہے۔

"یونیورسٹی؟؟؟تم کسی یونیورسٹی میں ایڈمشن نہیں لوگی"۔وہ بڑی سہولت سے بولا۔

"کیا مطلب"۔وہ کسی حیرت کدہ میں آئی۔

"پڑھنا ہے تو کسی کالج میں ایڈمشن لو.....وہ بھی گرلز کالج.....میں نہیں چاہتا کہ تم لڑکوں کے ساتھ پڑھو"۔ماہم کو لگا شاید یہ مزاق ہے...مگر وہ سنجیدہ تھا۔

"مزاق کا وقت نہیں ہے یہ...بلکہ آپ مجھے بتائیں کہ میں کس یونیورسٹی میں جاؤں؟؟ کراچی آجاؤں کیا"۔وہ معصومیت سے بولی۔

"کراچی میں رہوگی کہاں؟؟ ہاسٹل میں؟؟ کیا تم نہیں جانتی کہ ہاسٹل کا ماحول کتنا خراب ہوتا ہے..."۔وہ کچھ تلخ ہوا۔

"کیف....یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ...ماحول سے کیا فرق پڑتا ہے....جب میں خود ٹھیک ہوں تو سب ٹھیک ہے....جب میں بری تو سب برا"۔اس نے سمجھانا چاہا۔

"میں نہیں چاہتا کہ تم پر ہاسٹل کا لیبل لگ جائے...سمجھنے کی کوشش کرو....مشکل سے ابو جی مانے ہیں....میں نہیں چاہتا کہ چچا یا کسی کو بھی تمہارے خلاف کوئی ہتھیار ملے......میرے پورے خاندان میں آج تک کوئی لڑکی یوں اکیلے کسی شہر میں جا کر نہیں رہی....اور تم بھی کہیں نہیں جاؤ گی"۔انداز تحکمانہ تھا۔

ماہم پہ سکتہ طاری ہوا...وہ سوچوں میں ڈوبی....پھر کچھ سنبھلی۔۔۔

"ٹھیک ہے...کسی ہاسٹل میں نہیں رہوں گی....سکھر کی ہی کسی یونیورسٹی میں ایڈمشن لے لیتی ہوں"۔وہ کسی امید سے بولی۔

"ہرگز نہیں....میں تمہیں یونیورسٹی سے ہی روک رہا ہوں...چاہے وہ سکھر کی ہو یا کہیں کی بھی"۔انداز دوٹوک تھا۔

"کیف"۔وہ کسی شاک کے زیراثر تھی۔

"میں رسک نہیں لے سکتا ماہم...سمجھنے کی کوشش کرو.....نہ تو مجھے ذاتی طور پر تمہارا لڑکوں کے ساتھ پڑھنا پسند ہے اور نہ ہی یہ ہمارے رشتے کے لیے ٹھیک ہے....پھر بھی اگر تم اپنی مرضی کروگی تو انجام کی ذمہ دار بھی تم ہوگی"۔وہ بڑی رسانیت سے سب کچھ کہہ گیا اور ماہم...وہ سمجھ ہی نہ پائی کہ کہے بھی تو کیا۔

"آپ دھمکی دے رہے ہیں"۔وہ رنجیدہ تھی۔

"خبردار کر رہا ہوں"۔دوٹوک جواب آیا۔

''دیکھیں کیف .....میں اپنی کزن کے ساتھ مل کر پلان کر چکی ہوں کہ میں اس کے ساتھ ہی کسی یونیورسٹی میں ایڈمشن لوں گی .....وہ پہلے ہی مجھ سے کچھ خفا تھی اوراب پھر سے میں اپنی بات سے مکر گئی تو وہ پھر سے مجھ سے ناراض ہو جائے گی.....اوراس کا معاملے کو میں ایک طرف کر بھی دوں تو بھی میں خود بھی کسی اچھی یونیورسٹی سے پڑھنا چاہتی ہوں...کچھ بننا چاہتی ہوں....کوئی مقام حاصل کرنا چاہتی ہوں''۔لہجے میں تو خواب ٹوٹنے کا خوف جھلک رہا تھا۔

''مس ماہم قریشی ..کیا تمہارے لیے میری منگیتر ...میری بیوی کا درجہ حاصل کرنا کافی نہیں ؟؟ کیا اسی میں تم خوش رہنے کی کوشش نہیں کرسکتی

...اور ویسے بھی گرلز کالج میں پڑھنے والی لڑکیاں کیا کوئی مقام حاصل نہیں کرتیں؟؟؟ جن کو واقعی پڑھنا ہو....وہ کہیں بھی پڑھ لیتی ہیں....گھر بیٹھے بھی پڑھ لیتی .....تمہیں تو میرا شکر گزار ہونا چاہیے کہ میں تمہیں گرلز کالج میں پڑھنے کی اجازت دے رہا ہوں''۔انداز جتانے والا تھا۔

''اس احسان کی کوئی ضرورت نہیں''۔وہ غصے سے مگر دھیمے لہجے میں بولی تھی۔

''سوچ لو''۔اس باروہ مسکرایا۔اس نے بہت عرصے بعد ماہم سے یہ جملہ سنا تھا۔

ماہم کواس کو یوں مسکرانا زہر لگا اوراس نے کچھ بولے بغیر ہی کال کاٹ دی۔

☆......☆......☆

کیف کی خاطر اس نے اپنے پہناوا بدلا...خود ڈرائیو کر کے آنا جانا چھوڑا....باقاعدہ پردہ شروع کیا.....اوراب ایک اور قربانی .....اسے اپنا خواب بھی چھوڑنا تھا۔

کیا محبت اتنی ہی قربانیاں مانگتی ہے؟؟؟ کیا محبت کا حاصل خودی کو مارنے سے ہوتا ہے؟؟؟ کیا ہزاروں خواہشات کا صرف ایک خواہش کے لیے گلہ گھونٹنا پڑتا ہے؟؟؟۔

یہ سب محبت میں ہی ہوتا ہے یا اس کا انتخاب غلط ہے؟؟؟ مگر محبت کہاں دانستہ طور پر ہوتی ہے....یہ تو بس ہو جاتی ہے.....اس سے بھی جس سے نہیں ہونی چاہیے۔

وہ سارا دن جواس نے چہک چہک کر گزارا تھا اب اس طرح اپنے اختتام کو پہنچ رہا تھا.....ڈھلتے سورج کے ساتھ اس کے ارمان اور خواہشات بھی ڈھل رہی تھیں۔

اس سورج کے ساتھ ہی اس کی امیدوں کو بھی غروب ہونا تھا.....اس نے خود کو اپنے کمرے میں ہی محدود کرلیا.....جس طرح صبح وہ گھر میں بھاگی بھاگی پھر رہی تھی...وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ایک خوبصورت دن کا انجام کچھ خوابوں کے ٹوٹ کر بکھرنے سے ہوگا اوروہ

بس اپنے بکھرے خواب سمیٹنے تک ہی رہ جائے گی۔

رات کو جب شہباز گھر آئے تو آتے ہی ماہم کے کمرے میں اس سے ملنے چلے آئے.....اپنے کمرے میں اپنے بابا کو ایک گفٹ پیک کے ساتھ دیکھ کر اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکان پھیلی تھی جو کچھ سوچ کر پھر سے معدوم ہوئی۔

''میں تو سوچ رہا تھا میرا بیٹا میرے انتظار میں گھر کے مین گیٹ کے چکر کاٹ رہا ہوگا''۔شہباز کو جب بھی ماہم پر زیادہ پیار آتا تھا وہ اسے بیٹا بلایا کرتے تھے.....وہ اس سے بیٹوں جیسی امیدیں ہی رکھا کرتے تھے....اسی کو اپنا سہارا مانتے تھے.....اسی نے ہی تو کچھ بن کر ان کے خواب پورا کرنے تھے۔

''سارا دن تو اچھلتی رہی ہے....اب شام سے تھک کر اپنے کمرے میں گھسی ہوئی ہے''۔فریدہ نے بھی کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا...انہوں نے بھی شہباز کی بات سنی تھی۔

ماہم نے بھی بستر سے اٹھ کر شہباز کے ہاتھ سے گفٹ لیا اور ان کے گلے لگ گئی....شہباز نے اپنی بیٹی کا ماتھا چوما....وہ مسکرائی....زندگی میں اب بھی کچھ خوشیاں اس کے ہاتھ میں تھیں....اس کے بابا..اس کے دل کا سکون۔

''اس میں کیا ہے بابا''؟؟۔وہ اپنے بابا سے الگ ہو کر اپنے گفٹ پیک کا جائزہ لینے لگی۔

''میرا بیٹا خود ہی کھول کر دیکھ لے''۔وہ مسکرائے۔

فریدہ بھی ساتھ ہی کھڑی گفٹ پیک کو متجسس نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔

ماہم نے اب گفٹ پیپر بڑے آرام سے اتارا....اور بڑے ہی نرم ہاتھوں سے گفٹ باکس کھولا.....اور اس کے چہرے کی رنگت کھل گئی۔

اندر ایک بیش قیمتی اور خوبصورت ورسٹ واچ تھی....جو وہ اپنی پاکٹ منی جمع کر کہ ہمیشہ سے لینا چاہتی تھی۔

وہ ایک دفعہ پھر اپنے بابا کے گلے لگ گئی۔

''یہ اس لیے ہے تا کہ اب تم وقت کی پابندی سیکھو....اب تم بڑی ہوگئی ہو....یونیورسٹی لائف میں آنے والی ہو....میں چاہتا ہوں اب تم خود میں کچھ مثبت تبدیلیاں لاؤ....اپنا ہر کام وقت پر کرنے کی عادت ڈالو''۔انکے لہجے میں شفقت تھی....

یونیورسٹی کے نام پر اس کے چہرے کا رنگ کچھ بدلا تھا مگر پھرفت سے اس نے اپنے چہرے کے تاثرات نارمل کیئے.....اور ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

فریدہ بھی اس کے ہاتھ سے گفٹ باکس لے کر ستائشی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولیں۔

''اس بار بھی آپ کی پسند ہمیشہ کی طرح لاجواب ہے''۔

''یہ میری نہیں میری ماہم کی پسند ہے.....میری پسند البتہ اب تک میرے لیے وبال جان بنی ہوئی ہے''۔وہ کن اکھیوں سے فریدہ کو دیکھتے ہوئے بولے اور ماہم قہقہہ لگا کر ہنسنے لگی۔

''باپ بیٹی کو بس یہی کام آتا ہے....''۔لہجہ خفت زدہ تھا....

ماہم بدستور اب بھی ہنس رہی تھی۔

''اب سارہ کی طرح رونے نہ لگ جانا....جاؤ تیار ہو جاؤ....سارہ کو بھی تیار کرواؤ...مجھے تو بڑی بھوک لگی ہے بھئی....''۔شہباز نے اپنے دونوں ہاتھ آپس میں مسلتے ہوئے کہا۔

فریدہ بھی سر کو ہلکا جھٹکا دے کر کمرے سے چلی گئیں....آج رات ان سب کا ڈنر باہر تھا....لہذا شہباز نے ماہم کو بھی جلدی تیار ہونے کی تنبیہ کی اور خود بھی کمرے سے باہر آ گئے۔

کچھ ہی دیر میں سب تیار ہو گئے تھے...شہباز بھی باہر گاڑی میں ویٹ کر رہے تھے کہ ان کی نظر نقاب میں آتی ہوئی ماہم پر پڑی اور وہ دیکھتے ہی رہ گئے۔

ماہم بڑی سہولت کے ساتھ کار کی بیک سیٹ پر سارہ کے ساتھ بیٹھ گئی....شہباز نے اسے سوالیہ نظروں سے مرر میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ تبدیلی کب سے؟؟''۔

''کیسی تبدیلی بابا''؟وہ انجان بنی۔

''تم جانتی ہو میں کس تبدیلی کی بات کر رہا ہوں''۔وہ اب بظاہر سنجیدہ ہوئے۔

''و...وہ...وہ میں....''۔ماہم کو لگا شہباز کو اس کا نقاب کرنا برا لگا ہے۔وہ ہکلانے لگی تھی۔

''اچھی لگ رہی ہو....بس میرا بیٹا نہیں لگ رہی''۔انہوں نے مسکرا کر کہا۔

ماہم کی سانس میں سانس آئی۔

''آج مجھے احساس ہو رہا ہے کہ ماہم قریشی واقعی میری بیٹی ہے....اور بڑی بھی ہو گئی ہے....میں تو اب تک ماہم کو اپنا بیٹا ہی سمجھتا آیا ہوں''۔انہوں نے بات کو جاری کیا۔

''پتہ نہیں اسے آج اچانک کیا بھوت چڑھا ہے نقاب کا''۔فریدہ نے ٹانگ اڑائی۔

''تمہیں نہیں لگتا یہ بھوت تمہیں بھی چڑھنا چاہیے''۔شہباز نے پھر سے فریدہ کو چھیڑا جس پر وہ پھر سے سر جھٹک کہ رہ گئیں۔

ماہم بھی مسکرا دی اور کچھ ہی پل میں زوردار قہقہہ لگا کر ہنسنے لگی۔

فریدہ اور شہباز نے حیرت سے پیچھے مڑ کر دیکھا اور دونوں ہی ہنس پڑے۔

ماہم کے ساتھ بیٹھی ہوئی چھوٹی سی سارہ بھی اپنے چھوٹے سے دوپٹے سے اپنے چہرے کو عجیب ہی انداز سے لپیٹے بیٹھی تھی...یہ اس کی نقاب کرنے کی کاوش تھی جس پر ماہم کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔

فریدہ نے ہاتھ بڑھا کر اس کا نقاب اتارنا چاہا جس پر شہباز نے مسکرا کر کہا۔

''اگر ہم خود کوئی اچھا کام نہیں کر رہے تو دوسروں کو بھی اچھے کام سے نہیں روکنا چاہئے''۔

فریدہ پھر سے منہ بنا کر بیٹھ گئیں..شہباز جب بھی اچھے موڈ میں ہوتے تھے یونہی فریدہ کو چڑایا کرتے تھے اور فریدہ زچ ہو جاتی تھی۔

سارہ بھی اب اپنے الٹے سیدھے نقاب کے اندر دانت نکالنے لگی تھی۔

☆......☆......☆

کیف عالم کی باتوں سے جہاں اس کا دل بوجھل ہوا تھا وہیں اپنی فیملی کے ساتھ ڈنر کر لینے کے بعد اس کا موڈ کچھ ٹھیک ہوا تھا....وہ اپنا سیل فون گھر رکھ گئی تھی....جب واپس آئی تو کیف کے بہت سارے میسجز آئے ہوئے تھے جنہیں وہ اگنور کر کے سو گئی۔

اس شخص نے آج اس کا ایک خواب توڑا تھا....اس پر ایک اور پابندی لادی تھی....وہ اتنی فراخ دل تو نہ تھی کہ اسے اتنی جلدی معاف کر دیتی....اسے اگنور کر کے اس نے اپنی طرف سے بدلہ لیا تھا...معصومانہ بدلہ۔

☆......☆......☆

ڈائننگ ٹیبل پر عادل اور خالدہ اپنا ناشتا کرنے میں مشغول تھے کہ کاشف بھی وہیں چلا آیا۔

کاشف کو دیکھ کر خالدہ کچھ سہمی....دل میں چھپے چور نے دستک دی....کہیں وہ کچھ جان تو نہ گیا تھا۔

''آؤ...آؤ...کاشف بیٹھو...چائے پیو' عادل نے گرم جوشی سے کاشف کا استقبال کیا....''خالدہ چائے ڈال کر دو کاشف کو''۔

ساتھ ہی خالدہ کو کپ میں چائے ڈالنے کا حکم بھی جاری کیا جس پر خالدہ نے اثبات میں سر ہلا کر عمل کیا۔

کاشف بھی کرسی کھینچ کر مسکراتا ہوا بیٹھ گیا اور اسی ہی گرم جوشی سے جواب دیا۔

''میں بھی چائے ہی پینے آیا تھا...روز روز نادیہ کے ہاتھ کی چائے بھی ہضم نہیں ہوتی''۔

عادل سن کر ہنس دیئے....البتہ خالدہ سنجیدہ ہی رہی۔اس کے دل میں ہول اٹھ رہے تھے....جانے اب کاشف کیا کہہ دے ....اور اس کے کچھ کہنے سے جانے ان کے لاڈلے کیف کی زندگی پر کیا اثر پڑے۔

عادل اس سے حال احوال کرنے ہی والے تھے کہ ان کا سیل فون بجنے لگا تھا...جس پر انہوں نے مسکرا کر خالدہ اور کاشف کو باری باری دیکھ کر کہا۔

''فہد کی کال ہے...میں اور خالدہ بھی اسے ہی یاد کر رہے تھے''۔

فہدان کا بڑا بیٹا تھا....جو اپنی پڑھائی کے سلسلے میں جرمنی گیا ہوا تھا.....اس سے کچھ دیر حال احوال کر کہ انہوں نے فون خالدہ کو پکڑایا...اور خالدہ نے اس سے سہم سہم کر حال احوال لیا اور کچھ ہی دیر میں کال بھی کاٹ دی۔

"کمال ہے بھابی..آپ نے تو بات کر کہ کال ہی کاٹ دی...میں تو انتظار میں تھا کہ میں بھی فہد سے بات کروں"۔کاشف نے خالدہ کو سیل فون ٹیبل پر رکھتے ہوئے دیکھا تو فوراً بولا۔

"دوبارہ کال کر لیتی ہوں"۔خالدہ کچھ شرمندہ سی سیل فون اٹھانے لگیں۔

"نہیں..نہیں...میں خود کر لوں گا.."۔اب وہ عادل سے مخاطب ہوا....

"میں تو کہتا ہوں فہد کو واپس بلا لیں...کہیں ایسا نہ ہو وہ بھی کسی ایسی ویسی کے عشق میں گرفتار ہو جائے"۔اس کے لہجہ میں چھپا طنز ان دونوں نے اچھے سے محسوس کیا تھا۔

"چینی تو ایک ہی چمچ لیتے ہو نا؟؟"۔خالدہ نے بات کو بدلا....کاشف نے اثبات میں سر ہلایا اور خالدہ نے اس کی چائے میں چینی ملا کر اس کے سامنے بڑھا دی۔

"مجھے تو شبہ ہو رہا ہے کہ فہد نے شادی کر لی ہو گی.....اب اپنے کیف کو دیکھیں...ڈھنگ سے جوانی آئی نہیں کہ شادی کی پہلے پڑ گئی.....اسی لیے سوچنے والی بات ہے کہ فہد تو اس سے اتنے سال بڑا ہے....اس نے اب تک شادی کا ذکر ہی نہیں کیا"۔اپنی بات مکمل کر کہ اب وہ سکون سے چائے کے بڑے بڑے سپ لینے لگا۔۔

خالدہ نے عادل کو....اور عادل نے خالدہ کو دیکھا...پھر بڑے ہی نامحسوس انداز میں عادل نے بات بدلنا چاہی۔

"تم نے چھوٹو کا ایڈمشن کروانا تھا اسکول میں...کیا بنا اس کا"؟؟۔

"دل ہی ٹوٹ گیا ہے بچوں کو پڑھانے لکھانے سے .....کیف کا حال ہی دیکھ لیں پڑھنے گیا اور پتہ نہیں کس چکر میں پڑ گیا...آپ ذرا فہد کا پتہ کریں......یہ نہ ہو وہ بھی کیف کی طرح کسی آوارہ کے عشق میں گرفتار ہو جائے....."۔

عادل کے چہرے کا رنگ اڑا.....کاشف جسے آوارہ کہہ رہا تھا وہ اب انکے گھر کی بہو بننے والی تھی...خالدہ کا بھی خون کھولنے لگا مگر کچھ کہہ نہ سکی....دونوں نے ہی خاموشی سے نظریں اپنے ناشتے پر جھکا لیں۔

"ویسے کیف کو سمجھا تو دیا تھا نہ آپ نے؟؟؟ سمجھ تو گیا تھا نہ؟؟ کہیں یہ نہ ہو کہ پھر سے اس لڑکی کے پیچھے لاپتہ ہو جائے"۔وہ ان دونوں کو خاموش دیکھ کر خود سے ہی بول پڑا۔

خالدہ نے لب بھینچے اور مدھم لہجے میں ٹھہر ٹھہر کر کہا۔

"تم فکر نہ کرو.....سب سمجھا دیا ہے اسے....اب تم بھی سب باتوں پر مٹی ڈالو"۔

کاشف کو خالدہ کا لہجہ محسوس ہوا تھا....مگر وہ پھر بھی ڈھیٹ بنتے ہوئے پھر سے اسی بات کی طرف آ گیا جس پر عادل اور خالدہ نہیں آنا چاہتے تھے۔

''اچھا کیا بھابی.....میں نے بھی بہت سمجھایا تھا اسے کہ اس لڑکی میں ہے کیا؟؟ پہلے وہ میرے پیچھے تھی...اب تمہارے پیچھے ہے....مگر میری بات تو وہ سمجھا ہی نہیں....الٹا گھر چھوڑ کر جانے کہاں نکل گیا.....خدا بری لت اور بری لڑکی سے سب کو بچائے....اچھے بھلے انسان کا دماغ خراب کر دیتی ہیں''۔

''ہم بہن بیٹیوں والے ہیں کاشف....کسی بھی لڑکی پر بات کرنا مناسب نہیں''۔عادل نے نظریں چڑا کر مدھم لہجے میں کہا۔

''خدا ایسی بہن بیٹیاں یا بہو دینے سے پہلے مجھے تو اٹھا ہی لے''۔لفظ بہو پر اس نے دانستہ زور دیا تھا.....پھر مسکرا کر اپنے کپ سے آخری سپ بھرا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''چائے بہت اچھی بنی تھی بھابی....اب شام کی چائے بھی آپ کے ہاتھ کی پیوں گا''۔

خالدہ پھیکا پھیکا سا الوداعی مسکرائیں...عادل نے بھی سر کو جنبش دے دی۔

کاشف کو جو کہنا تھا وہ تو کہہ گیا تھا....اب عادل کا ردعمل کیا ہو گا وہ خالدہ اچھے سے جانتی تھیں۔

''بہت بڑی غلطی ہو گئی.....جذبات میں آ کر ماہم سے رشتہ طے کر لیا''۔سنجیدگی سے یہ کہہ کر وہ ڈائننگ ٹیبل سے اٹھ گئے....اب بھلا انہیں ناشتا کہاں یاد رہتا۔

☆......☆......☆

''کاشف ایک عجیب سی مسکراہٹ کے ساتھ اپنے کمرے میں داخل ہوا تھا اور سامنے کھڑی نادیہ کو دیکھ کر یک دم ہی سنجیدہ ہوا۔

''مجھے دیکھ کر مسکرانا کیوں چھوڑ دیا''۔نادیہ نے سوالیہ نظریں اس پر ٹکائے پوچھا۔

''نہیں...ایسا کچھ نہیں''۔وہ کمرے میں موجود بیڈ کی طرف جانے لگا۔

''کیا میں آپ سے کچھ پوچھ سکتی ہوں''۔لہجہ سنجیدہ تھا۔

''ہاں پوچھو''۔وہ اب بیڈ پر بیٹھ چکا تھا۔

''آپ کیوں نہیں چاہتے کہ کیف اور ماہم کا رشتہ ہو؟ کہیں آج بھی آپ کے دل میں ماہم کے لیے احساسات تو نہیں؟؟ اگر نہیں تو آپ کو کیا فرق پڑتا ہے اس رشتے سے؟؟''۔وہ بے تاثر جذبات سے عاری چہرے کے ساتھ کاشف پر نظریں جمائے اپنے سوال کا جواب مانگ رہی تھی...وہ یہ سوال کاشف سے تب ہی پوچھ لینا چاہتی تھی جب کیف گھر چھوڑ کر گیا تھا اور اسے فائزہ سے سارے معاملے کا علم ہوا تھا....مگر تب وہ ہمت نہ کر پائی تھی..مگر آج کاشف کو عجیب سی مسکراہٹ کے ساتھ کمرے میں داخل ہوتا دیکھ وہ خود کو روک نہیں پائی تھی۔

"کیسی باتیں کر رہی ہو....تم میری بیوی ہو...تمہیں یہ باتیں زیب نہیں دیتیں...میں اپنی زندگی میں بہت خوش ہوں.....اور بھلا میرے دل میں اس لڑکی کے لیے کیوں کوئی احساسات ہوں گے....؟؟ وہ تو بس ندا باجی نے منتیں کی تھیں کہ میری بھانجی سے رشتہ کر لو....وگرنہ میری خود کوئی ذاتی دلچسپی نہ تھی"۔اس نے اطمینان سے بستر پر نیم دراز ہوتے ہوئے کہا۔

"یہی تو میری سمجھ میں نہیں آ رہا....اگر آپ کو دلچسپی ہی نہیں تھی تو کیوں اسے غیرت کا مسئلہ بنا رہے ہیں؟؟ آپ کا اس معاملے میں اتنی حد تک سنجیدہ ہونا آپ کو میری نظروں میں مشکوک کر رہا ہے....مجھے شبہات ہونے لگے ہیں کہ کہیں آپ کے دل میں اب بھی......"۔وہ مزید کچھ کہنا چاہتی تھی مگر کاشف نے فوراً ٹوک دیا۔

"ایسا سوچنا بھی مت......وہ ایک آوارہ لڑکی ہے.....میں نہیں چاہتا کہ کیف ایک برے کردار کی لڑکی سے شادی کرے.....میں اس کا اور اس گھر کا بھلا چاہتا ہوں بس...کوئی بھی ایسی ویسی اس گھر کی بہو بن جائے گی تو کیا عزت رہ جائے گی ہماری؟؟"۔وہ اب طیش میں آ رہا تھا....اسے نادیہ کے تیکھے سوال ہضم نہیں ہو رہے تھے۔

"میری سمجھ میں تو آپ کے بیانات نہیں آتے....بقول آپ کے وہ پانچ سال پہلے بھی ایک بدکردار لڑکی تھی جو آپ پر ڈورے ڈالتی تھی.....اور آج بھی وہ بدکردار ہے....مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ بدکردار آپ کو اپنے لیے تو قبول تھی...مگر کیف کے لیے نہیں ہے"۔ اس کا لہجہ اب تلخ تھا....اور نظریں سوالیہ جو وہ مسلسل کاشف کے چہرے پہ جمائے کھڑی تھی جیسے اس کے اندر کا ہر راز اپنی نظروں سے ہی افشاں کر دے گی۔

"تو کیا چاہتی ہو تم...سارا خاندان مجھ پر تھوکے...ہر کوئی میرا مزاق اڑائے کہ میں کاشف عالم...جس لڑکی کا رشتہ نہیں لے پایا...وہ کل کا بچہ لے گیا...کیا ثابت کروانا چاہتی ہو دنیا کے سامنے کہ میں اس قابل نہیں تھا کہ مجھے اس لڑکی کا رشتہ مل سکے؟؟"۔وہ جو بستر پر نیم دراز تھا اب یک دم ہی جوش میں آتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"تو بات ساری..."۔وہ کچھ بول ہی رہی تھی کہ کاشف اسے ٹوکتا ہوا تقریباً چلایا۔

"کیا صبح صبح وکیل بن کر میرے سر پر سوار ہو گئی ہو....جاؤ دفع ہو جاؤ....چولہا سنبھالو اور میرے معاملوں سے دور رہو"۔

نادیہ نے کچھ پل کاشف کے چہرے کو بغور دیکھا....وہ اس سے اس طرح کے الفاظ کی توقع نہیں کر رہی تھی.....کاشف نے بھی رخ پھیر لیا.....اور نادیہ سر جھکا کر کمرے سے نکل گئی۔

نادیہ کی جب سے کاشف سے شادی ہوئی تھی اس نے کبھی کسی بھی معاملے میں مداخلت نہیں کی تھی....وہ خاموش طبیعت کی اپنے کام سے کام رکھنے والی لڑکی تھی....مگر ساتھ ہی دل کی بہت صاف اور اچھی سوچ کی مالک تھی....کاشف کے اس طرح کے رویے سے اور اتنی شدت کے اختلافات کے بعد اسے کچھ خدشات لاحق ہوئے تھے جو کسی بھی بیوی کو ہو سکتے ہیں۔کیف کے اتنے دن لاپتہ ہونے کی وجہ

سے نادیہ کو لگا تھا کہ کاشف فوراً مان جائے گا مگر اس کی امید کے برعکس وہ اب بھی اپنی بات پر ڈٹا ہوا تھا مگر کیوں؟؟؟ یہی وہ سوال تھا جس کا جواب اسے شاید مل چکا تھا۔

☆......☆......☆

نئی صبح کا آغاز ہر گزرتے دن کے ساتھ اس کے لیے بڑھتی ہوئی تکلیف کا باعث تھا..... ہر صبح وہ سب سے پہلے اپنا سیل فون دیکھتی تھی کہ شاید کیف نے اسے کوئی کال یا میسج کیا ہو..... آج بھی کسی امید کے تحت اس نے اپنا سیل فون اٹھا کر دیکھا تھا اور مایوس ہی ہوئی تھی۔ اس نے تو ایک ایک لمحہ گنا تھا مگر پھر بھی معمول کے مطابق پھر سے گنتی کی..... اب صرف چودہ دن بچے تھے.... ڈھائی ماہ میں کیف نے رشتہ نہیں بھیجا تو ان چودہ دنوں میں کیا بھیجے گا؟؟۔

بھوری آنکھوں میں ہر صبح کی طرح آج بھی نمی اترنے لگی تھی... مگر آج صرف چودہ دن کا سوچ کر اس میں ہمت ہی نہ ہوئی کہ وہ اٹھ سکے اور اپنے روزمرہ کے کام انجام دے سکے....

وہ یوں ہی بستر پر آنکھوں میں نمی لیے کل رات کے خود سے کیے گئے سوالات کے بارے میں سوچنے لگی۔

''ماہم.... اب تک سو رہی ہو..... تمہارے کالج کا ٹائم ہو گیا ہے''۔ فریدہ نے کمرے میں داخل ہوتے ہی اسے بستر پر ہی دیکھ کر کہا۔

''آج کالج نہیں جانا میں نے....''۔ اس نے اپنی آنکھیں موندے جواب دیا۔

''کیوں نہیں جانا....''۔ وہ اس کے قریب بیٹھتے ہوئے بولیں۔

''آج کوئی امپورٹنٹ لیکچر نہیں ہے تو میں نے سوچا آج آرام کر لوں''۔ اس نے یوں ہی آنکھیں موندے ہی جواب دیا۔

''کیف سے تمہارا جھگڑا کس بات پر ہوا ہے''؟۔ ان کی آواز میں اب سنجیدگی تھی۔

ماہم نے جھٹکے سے آنکھیں کھول لیں.... اس نے تو فریدہ کو کچھ بھی نہیں بتایا تھا. تو کیا کیف نے؟؟

''نہیں تو کوئی جھگڑا نہیں ہوا.... آپ کو انہوں نے کچھ کہا ہے کیا؟؟''۔ وہ اب جھٹ سے اٹھ بیٹھی تھی۔

''وہ کچھ نہیں کہتا.. یہی تو مسئلہ ہے.... اتنے عرصے سے اس نے مجھے نا کال کی نا میسج..... یہاں تک کے شہباز سے بھی کوئی بات نہیں کی..... مہربانی کر کے مجھے سچ سچ بتا دو کہ کیا ماجرہ ہے..... مجھے مزید احمق بنانے کی ضرورت نہیں''۔ ان کے لہجے میں اب سرزنش شامل ہونے لگی تھی۔

''کوئی بات نہیں ہے مما... میں کیا بتاؤں آپ کو''۔ اس نے نظریں اپنے کمرے میں یہاں وہاں دوڑاتے ہوئے کہا۔

اس نے دل ہی دل میں سوچا کہ کیا بتائے.... کیسے بتائے.... ویسے بھی اب چند ہی دن تو بچے ہیں پھر تو سب کچھ بتانا ہی تھا۔

''ٹھیک ہے میں شہباز سے کہتی ہوں.... وہی تم سے سچ اگلوائیں گے''۔ کہتے ہی وہ اٹھنے لگی تھیں کہ فٹ سے ماہم نے ان کا ہاتھ

تھام کر روک لیا تھا....یہ دھمکی ہمیشہ کام آتی تھی....آج بھی کام آ گئی۔

''نہیں..نہیں...بابا کو کچھ مت کہیں''۔

فریدہ نے گہری سی نظر اس پر ڈالی....جیسے وہ حقائق کی منتظر ہوں...

ماہم نے ان پر سے اپنا ہاتھ ہٹایا....اپنے چہرے پہ آئی کچھ لٹوں کو پیچھے کیا...کچھ سنبھل کر بولی۔

''میں تھک چکی ہوں مما...تنگ آ گئی ہوں اس تماشے سے...یہ کیسا رشتہ ہے؟؟؟ میں نے کیف سے کہہ دیا ہے کہ وہ فی الحال باقاعدہ طور پر تو رشتہ کر نہیں سکتے اس لیے میں ان سے رشتہ توڑ رہی ہوں''۔

''ماہم''۔انکی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔

''اور نہیں تو کیا مما...تنگ آ گئی ہوں میں اس چھپنے چھپانے والے رشتے سے.....بھاڑ میں جائے ایسا رشتہ.....آپ میرا رشتہ عرش سے کر دیں...بس''۔

عرش کا نام کیسے اس کی زبان پر آ گیا وہ خود بھی نہیں جانتی تھی.....شاید وہ فریدہ سے کوئی بھی تیکھی باتیں نہیں سننا چاہتی تھی....اس نے فریدہ کو مکمل بات نہیں بتائی تھی...اگر فریدہ یہ جان لیتی کہ کیف نے کیسے طوطا چشم کی طرح آنکھیں پھیر لی ہیں تو ان کو بھی اتنا ہی دھچکا لگتا جتنا کہ ماہم کو لگ چکا تھا.....

وہ فریدہ کو مزید تکلیف نہیں دینا چاہتی تھی....وہ نہیں چاہتی تھی کہ فریدہ نے جس انسان کو اپنے سگے بیٹوں کی طرح پیار کیا اسی انسان کی وجہ سے وہ ٹوٹ جائیں...اس لیے اس نے ساری بات خود پر رکھ لی.....عرش کا نام بھی اسی لیے لے لیا تا کہ فریدہ اس سے کوئی بحث و تکرار نہ کریں...اس نے بس فریدہ کے سوالوں سے بچنے کی خاطر جان چھڑانے والی کی تھی۔

''عرش سے؟؟ یہ کیا کہہ رہی ہو ماہم''۔وہ کسی شاک کے زیر اثر نظر آئیں۔

''مما..عرش اچھا لڑکا ہے...کم از کم کیف سے تو بہتر ہی ہے نا.....تین سال سے وہ رشتہ لینا چاہتا ہے..کیف کی طرح نہ تو شکی ہے نا بد تمیز.....میں تنگ آ چکی ہوں اس کیف سے...ذلیل کر کے رکھ دیا ہے مجھے.....ہر بات پر روک ٹوک...ہر بات پر پابندی...اور ہر بات پر جھگڑا.....ساری زندگی اس نے مجھے اپنے انتظار میں بٹھائے رکھنا ہے وہ بھی ذلیل کر کے''۔اس نے ٹھہر..ٹھہر کر کہا...ساتھ ہی دل میں عجیب عجیب سے خیال آتے رہے کہ جانے فریدہ کا کیا ردعمل ہو۔

''تنگ تو میں بھی آ چکی ہوں ماہم.....تمہیں کیا لگتا ہے کہ مجھے یہ تماشے سکون دیتے ہیں؟؟؟ خالدہ نے تو مجھے کب کا جواب دے دیا ہے...یہ تو کیف تھا...اور تم تھی جو ضد پر اڑی ہوئی تھی''۔وہ چہرے پر بڑے ہی نارمل تاثرات سے یہ سب کہہ رہی تھیں۔

ماہم بغور ان کا چہرہ دیکھنے لگی....اس نے اپنی طرف سے اتنی بڑی بات کہہ ڈالی تھی مگر فریدہ کے چہرے پر بل تک نہیں آیا

تھا....گویا وہ اب تک ماہم کی وجہ سے مجبور تھیں.....کیوں ماہم کو کبھی یہ احساس نہیں ہوا تھا کہ اس کی ماں اس کی خاطر کتنی ذلیل و خوار ہو رہی ہے...یک دم ہی اسے ندامت نے آ گھیرا تھا۔

''بہر حال...تمہیں اتنا بڑا فیصلہ کرنے سے پہلے مجھ سے مشورہ تو کرنا چاہیے تھا...خود ہی فیصلے کرتی ہو اور ہم سب پر لاگو کر دیتی ہو....کیف کو جواب دینے سے پہلے مجھ سے تو بات کرتی....اور اگر اسے جواب دے ہی دیا تھا تو مجھے تو بتا دیتی....مجھے کیوں انجان رکھا''۔ ان کے لہجے میں اب خفگی در آئی تھی۔

''مجھے لگا کہ آپ کو بتاؤں گی تو آپ مجھے یہ رشتہ توڑنے نہیں دیں گی...جبکہ میں ہر حال میں یہ رشتہ توڑنا چاہتی تھی''۔اس نے نظریں چرا کر جواب دیا۔

فریدہ نے اس کی طرف خفگی سے ہی دیکھا...کچھ کہنا چاہ...پھر کچھ کہتے کہتے رک گئیں...کچھ لمحے اس کے چہرے کو تکا اور اٹھ کر چلی گئیں۔

فریدہ کے جانے کے بعد ماہم نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر گہری سانسیں لیں جیسے اپنی سانس ہی روکے بیٹھی تھی.....جب کچھ سانس بحال ہوئی تو اپنا سر اپنے دونوں ہاتھوں میں لے لیا....کیا ہو رہا تھا یہ سب...کیا کہہ دیا اس نے....کیا کرے گی اب وہ.....

فریدہ کا دل نہ دکھے یہ سوچ کر اس نے ساری بات خود پر تو رکھ لی مگر کیف؟؟؟ کیا کیف اس کی زندگی سے جا چکا ہے؟؟؟۔اس کے دل و دماغ میں پھر سے سوالات گردش کرنے لگے تھے اور اس نے کس کر اپنی آنکھیں بند کر لیں تھیں۔

☆......☆......☆

''تم اپنا وعدہ توڑ رہی ہو ماہم....کل تک تو تمہیں زینب یاد نہیں تھی اور آج زینب کی خاطر تمہیں گرلز کالج میں ایڈمشن لینا یاد آ گیا......''۔عالیہ نے خفگی سے کہا۔

''وہ میرے بچپن کی دوست ہے....کل شام کو ہی اس نے مجھے کال کر کہ بتایا کہ وہ گرلز کالج میں پڑھے گی کسی یونیورسٹی میں نہیں''۔ماہم نے زینب کا سہارا لیا.....جو واقعی اتفاقاً گرلز کالج میں ایڈمشن لے رہی تھی۔

''اس کی اہمیت ہے میری نہیں؟؟ میرے ساتھ جو تم نے اتنے پلان بنائے تھے کہ اکٹھے پڑھیں گے یہ کریں گے وہ کریں گے ان کا کیا؟؟''۔وہ اب ہرٹ نظر آئی۔

''تم ایک کام کرو...تم بھی کالج میں آ جاؤ....جو سب کچھ ہم نے پلان کیا تھا ہم وہ سب کریں گے مگر یونیورسٹی میں نہیں کالج میں''۔اس نے تجویز پیش کی۔

''تمہیں تمہارا کالج مبارک ہو....مجھے کسی پاگل ڈوگی نے نہیں کاٹا کہ اچھی سے اچھی یونیورسٹی میں پڑھنے کا چانس ملے لیکن میں

سڑے ہوئے کسی گرلز کالج میں چلی جاؤں''۔پاگل ڈوگی سن کر ماہم بے ساختہ ہنسنے لگی تھی۔

''میں تم سے ناراض ہوں اور تم دانت نکال رہی ہو''۔عالیہ مزید خفا ہوئی۔

''کم آن یار... پڑھنا ہی تو ہے.... یہاں پڑھو...وہاں پڑھو...جہاں بھی پڑھو.....کوئی فرق نہیں پڑتا....نہ کسی یونیورسٹی میں پڑھنے سے کوئی سرخاب کے پر لگ جاتے ہیں نا کسی گورنمنٹ کالج میں پڑھنے سے انسان کی تذلیل ہو جاتی ہے''۔اس کو یہ کہنا پڑا مگر وہ خود بھی ذاتی طور پر اس بات سے متفق نہیں تھی۔

''تم اتنی میچور کب سے ہوگئی ماہم؟؟''۔عالیہ کو واقعی حیرت ہوئی تھی۔

''تو فائنلی تم مانتی ہو کہ اس طرح کے فیصلے میچور لوگ لیتے ہیں نا کہ وہ جن کو پاگل ڈوگی نے کاٹا ہو''۔وہ ایک دفعہ پھر سے مسکرانے لگی تھی۔

عالیہ بس منہ بنا کر رہ گئی....وہ اور کر بھی کیا سکتی تھی؟؟۔

☆......☆......☆

کیف کی طبعیت میں اب کافی سدھار تھا.....روز ہی اسے خالدہ کی کال آتی تھی کہ وہ ان سے ایک دفعہ آ کر مل جائے...جب سے وہ لاپتہ ہوا تھا ان کا بس نہیں چلتا تھا کہ کیف ان کو ملے اور وہ اسے گلے سے لگا کر جی بھر کر پیار کریں۔کیف ان کو مسلسل ٹال رہا تھا...وہ اپنے زخم بھرنے کا انتظار کر رہا تھا البتہ اس نے یونیورسٹی جانا شروع کر دیا تھا۔

کرن اس کا کافی خیال رکھ رہی تھی مگر وہ کیف کے رشتہ سے اب بھی انجان ہی تھی.... یہاں تک کہ کیف نے اب تک یہ بات عابد کو بھی نہیں بتائی تھی...کیوں نہیں بتائی وہ خود بھی نہیں جانتا تھا....کیا تھا جو اسے ماہم قریشی کو اپنی منگیتر بتانے سے روک رہا تھا وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا....بس وہ اتنا ہی جانتا تھا کہ جب بھی اس نے عابد سے یا کرن سے اس بارے میں بات کرنے کی کوشش کی اس کی زبان نے اس کا ساتھ نہیں دیا....البتہ ماہم نے ایک دو دن تک اسے اگنور کرنے کے بعد اپنا موڈ اس کے ساتھ ٹھیک کر لیا تھا اور وہ اس سے مسلسل رابطے میں بھی تھا...فریدہ کو بھی وہ اکثر کال کر لیا کرتا تھا... یہاں تک کہ شہباز سے بھی ایک آدھ دفعہ وہ کال پر بات کر چکا تھا۔

ماہم نے بھی زینب کے ساتھ گورنمنٹ گرلز کالج میں ایڈمشن لے لیا تھا....اس کی کلاسز بھی شروع ہونے والی تھیں...مگر اسے کسی بھی قسم کی ایکسائٹمنٹ نہیں تھی....البتہ عالیہ کو چاچو شبیر نے کسی اور شہر کی یونیورسٹی جانے سے روک لیا....ماہم ساتھ ہوتی تو وہ یقیناً اسے جانے دیتے مگر اکیلے بھیجنے پر ان کا دل نہیں مانا تھا....اس لیے اس کا ایڈمشن بھی عرش کی یونیورسٹی میں ہی کروا دیا گیا۔

☆......☆......☆

''تمہاری تیاری بتا رہی ہے کہ کہیں جانے کا ارادہ ہے؟؟ کہیں جانا ہے کیا؟؟؟''۔خالدہ متجسس ہوئی تھی....کیف اتنے دن بعد

آج سکھر آیا تھا اور جتنی دیر میں خالدہ اس کے لیے کھانا لے کر آئی تھیں اتنی دیر میں وہ فارمل ڈریس میں ملبوس ہو چکا تھا جس کی وجہ سے خالدہ کو واقعی حیرت ہوئی تھی۔

"خالہ کے گھر"۔ وہ بازو اٹھا کر شرٹ پر پرفیوم چھڑکتے ہوئے خاصے اطمینان سے بولا۔

"ندا کی یاد کیسے آگئی تمہیں"؟؟۔ خالدہ نے بڑھ کر ٹرے میز پر رکھتے ہوئے پوچھا..... جہاں تک ان کے علم میں تھا کیف تو ندا سے کوئی خاص لگاؤ نہیں رکھتا تھا..... اور ویسے بھی وہ سعد کے علاوہ کسی بھی رشتے دار کے گھر بغیر کسی مجبوری کے نہیں جاتا تھا..... مگر آج گھر آتے ہی ندا کے گھر جانے کی تیاری باندھے کھڑا تھا۔

"خالہ ندا؟؟"۔ کیف نے نا سمجھنے والے انداز میں کچھ پل کے لیے ابرو چڑھائے پھر خود ہی اپنے تاثرات نارمل کرتے ہوئے پھر سے گہرے اطمینان سے بولا۔

"خالہ فریدہ کے پاس جا رہا ہوں"۔

جتنی سہولت سے کیف نے یہ کہا تھا اتنی ہی شدت سے خالدہ کے چھکے چھوٹے تھے۔

"کھانا واپس آ کر کھاؤں گا....."۔ کیف نے خالدہ کے تاثرات کو اگنور کرتے ہوئے اپنا ارادہ بتایا۔

"تم جانتے ہو نا کہ فی الحال ہم میں سے وہاں کوئی نہیں جا سکتا.... کیوں بنے بنائے رشتے کو خراب کرنا چاہتے ہو؟؟؟ کاشف کو پتہ چل گیا تو تم جانتے ہو کہ کیا ہوگا"۔ انہوں نے باور کروایا۔

"کون بتائے گا کاشف چچا کو؟؟ میں تو نہیں"۔ وہ مسکرایا.....

اس کی اس بے نیازی پر خالدہ کچھ تپی۔

"تمہارے ابو جی نے سختی سے منع کیا ہے.... اگر جانے کی اجازت ہوتی تو سب سے پہلے میں خود جاتی..... مگر تم مصلحت کو سمجھو ...تمہارا رشتہ اعلانیہ نہیں ہوا... خاندان میں کسی نے بھی تمہیں وہاں دیکھ لیا تو....."۔ وہ اسے خبردار کر رہی تھیں مگر کیف نے انہیں ٹوک دیا۔

"امو..... میں مصلحت سمجھتا ہوں.... تبھی تو آپ کو جانے کا نہیں کہا ورنہ میں آپ کو بھی ساتھ لے جاتا.... جہاں تک میری بات ہے تو خالہ مجھ سے عرصے سے نہیں ملیں.... مجھے صرف یہاں وہاں ہی دیکھا ہے وہ بھی ایک دو بار..... میں خود بھی ان سے ملنا چاہتا ہوں ....."۔ اس نے خالدہ کے کندھوں کو اپنی گرفت میں لیتے ہوئے نرمی سے کہا۔

خالدہ کے چہرے پر سیاہ بادل سے چھائے تھے.... کیف کچھ توقف کے بعد اپنی بات کو جاری کرتے ہوئے بولا۔

"آپ پلیز ابو کو کچھ مت بتائیے گا..... اور میں نے خالہ سے پوچھ لیا ہے ان کے گھر کوئی بھی خاندان والا نہیں ہے اور نہ کسی کے آنے کے چانسز ہیں... میں بس جاؤں گا خالہ کو تسلی سے اپنی شکل دکھاؤں گا اور واپس آ جاؤں گا..... کاشف چچا تو کیا ان کے فرشتوں کو بھی

خبر نہیں ہوگی"۔اس نے خالدہ کو تسلی دینے کی کوشش کی مگر وہ پھر بھی مطمئن نہ ہوئیں۔

"تم نے اپنے آنے کا فریدہ کو بھی بتا دیا ہے؟؟"۔انہیں حیرت بھی ہوئی...تو غالباً اس کا جانا پہلے سے ہی پلانڈ تھا۔

"تبھی تو مجھے جانے سے مت روکیں....خالہ میرا انتظا کر رہی ہیں...میں نہ گیا تو ان کا دل ٹوٹ جائے گا"۔اس نے خالدہ کے کندھے چھوڑے اور جواب کا منتظر نظر آیا۔

"ٹھیک ہے جاؤ..مگر جلدی آجانا..."۔انہیں مجبوراً اجازت دینا پڑی اور کیف خوشی سے دروازے کی جانب بڑھا مگر خالدہ پیچھے سے بولیں۔

"مگر یاد رہے...یہ پہلی اور آخری دفعہ ہے"۔انہوں نے جتا کر کہا تھا۔

کیف نے بنا پیچھے رخ کیے سر کو ہلکی جنبش دی اور مسکراتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

☆......☆......☆

فریدہ نے کیف کو گلے سے لگا لیا تھا اور کتنی ہی دیر وہ اسے گلے سے لگائے روتی رہیں....کیف نے انہیں چپ کروایا..تسلی دی کہ اب سب ٹھیک ہو جائے گا....بہت جلد وہ اپنی بہن سے بھی ملنے لگے گیں۔

"میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ مجھے اس زندگی میں دوبارہ اپنی بہن سے بات کرنے کا موقع بھی ملے گا.....میری بہن اپنے شوہر کی بہت فرمانبردار ہے....شوہر کی عزت کی خاطر اپنی بہن سے سارے تعلقات ختم کر دیے..کبھی چھپ کر بھی بات کرنے کی کوشش نہیں کی....نہ میرے کسی پیغام کا جواب دیا.....میں تو امید چھوڑ ہی چکی تھی کہ کبھی تم سب کو جی بھر کر دیکھ بھی پاؤں گی"۔وہ اپنے دل کا دکھ اسے سنا رہی تھیں۔

"مما..آپ روئیں نہیں.....میں نے کہا نا سب ٹھیک ہو جائے گا.."۔کیف نے دانستہ فریدہ کو خالہ نہیں مما بلایا تھا۔

فریدہ تو نہال ہی ہو گئیں اور ایک دفعہ پھر خوشی سے کیف کو گلے لگا لیا.....انہیں محسوس ہوا کہ ان کا بھی کوئی بیٹا ہے....کیف نے بھی ان کی بے لوث محبت محسوس کی تھی اور اسے فریدہ سے وہی پیار محسوس ہوا تھا جو اسے اپنی اموسے محسوس ہوتا تھا..۔

کافی دیر تک فریدہ اپنی جذباتی کیفیت میں ہی رہی تھیں....وہ انہیں کچھ تسلی دیتا مگر پھر سے فریدہ کسی نا کسی بات پر جذباتی ہو جاتیں۔

"آج جا کر تمہارے نین نقش دیکھیں ہیں.....بالکل شہباز بھائی جیسے دکھتے ہو.....سگے بھانجے ہو کر بھی میں تمہیں کبھی تسلی سے دیکھ بھی نا پائی تھی"۔ان کو اس بات کا بھی دکھ تھا کہ وہ ان سب کو تسلی سے دیکھ بھی نا پاتی تھیں.....

"فکر نہ کریں مما....اب آپ ہم سب کو ہی تسلی سے دیکھا کریں گی"۔اس کے لہجے میں نرمی تھی۔وہ کافی دیر سے فریدہ کی یہی جذباتی باتیں سن رہا تھا مگر اس کو ذرا بھی کوفت نہیں ہوئی تھی....بلکہ وہ اتنی ہی محبت اور نرمی سے فریدہ کو تسلی دیتا رہا۔

جب فریدہ کے دل کا کچھ بوجھ ہلکا ہوا تب جا کر ان کو کوئی اور بات سوجھی....اور انہوں نے سارہ کو آواز دے کر بلایا...سارہ بھی

دوڑتی ہوئی آگئی تھی۔

"جاؤ ماہم سے پوچھو اب تک کیف کے لیے کچھ بھیجا کیوں نہیں"۔

کیف نے بھی اتنی دیر میں اپنا سیل پاکٹ میں سے نکال کر دیکھا تھا.....اسے جانے کب سے ماہم کا میسج آیا ہوا تھا جسے وہ اب پڑھ رہا تھا....ماہم نے پوچھا تھا کہ آپ کے لیے کیا منگواؤں۔

اس نے رپلائے کیا کہ کچھ نہیں....کچھ ہی اسکینڈز میں دوبارہ رپلائے آیا تھا اس سے پہلے کہ وہ میسج پڑھتا فریدہ اٹھ کھڑی ہوئیں اور بولیں۔

"تم بیٹھو میں خود ہی دیکھ کر آتی ہوں کہ اتنی دیر کیوں ہوگئی"۔

کیف نے اثبات میں سر ہلا دیا اور فٹ سے میسج اوپن کیا۔

(ایسے کیسے کچھ نہیں....آپ پہلی دفعہ آئے ہیں مجھے بتائیں آپ کے لیے کیا منگواؤں)۔

کیف نے اسے رپلائے کیا تھا اور اس کے پڑھنے سے پہلے ہی فریدہ اس کے سر پر آ پہنچی تھیں۔

"اتنی دیر سے کیف آیا ہوا ہے اب تک اس کے لیے کچھ بھیجا کیوں نہیں....کیا سوچے گا وہ؟؟ پہلی دفعہ آیا ہے اور بیچارے کو اب تک پانی بھی نہیں دیا"۔وہ مدھم آواز میں اسے ڈانٹ رہی تھیں۔

"آپ جائیں ان کے ساتھ بیٹھیں...آجائے گا سب...جائیں جائیں مہمان کو اکیلا نہیں چھوڑتے"۔وہ بولی۔

فریدہ نے اسے گھورا اور نکمی لڑکی بول کر چل دیں....ان کے جاتے ہی ماہم نے میسج اوپن کیا۔

(ریڈ بل)

وہ پڑھ کر سمجھ ہی نہ پائی....ریڈ بل کیا ہے....وہ بڑبڑائی۔

اس نے میسج میں پوچھ ہی ڈالا کہ یہ کیا ہے۔

مختصر جواب آیا

(انرجی ڈرنک)

"(وہ کیا ہوتا ہے)اس نے جواباً پوچھا۔

(جو بھی ہوتا ہے میں یہی پیتا ہوں...ساتھ کچھ نہ منگوانا.....)

ماہم کو سمجھ نہ آئی تھی...اسے لگا کہ ریڈ بل کچھ ہوتا ہی نہیں کیف اس سے یوں ہی مزاق کر رہا ہے اس نے دوبارہ میسج کر دیا

(پلیز سچ سچ بتائیں نا کہ کیا منگواؤں....دو منٹ میں کچھ بھیجا نہیں تو مما میری جان نکال دیں گی.....)

جواب آیا

(میں نے تو بتا دیا ہے تم نہیں پلانا چاہتی تو تمہاری مرضی)

ماہم نے پڑھ کر فوراً نوید کو بلایا..نوید دس بارہ سال کا بچہ تھا جوان کے گھر ملازم تھا...وہ اس کی آواز پر فوراً آ گیا تھا۔

"جاؤ ریڈ بل لے آؤ جلدی"۔وہ اسے دیکھتے ہی فوراً بولی۔

"ریڈ پل کیا ہوتا ہے باجی"۔وہ معصومیت سے بولا۔

"ریڈ پل نہیں ریڈ بل...بل...بل"۔اس نے بل پر زور دے کر کہا۔

"اوہ اچھا...اچھا...ریڈ بل..بل..بل....مگر یہ ہوتا کیا ہے"۔اس نے اسی معصومیت سے پوچھا۔

یا خدا کہاں پھنس گئی....وہ بڑبڑائی۔

"باہر جو کراچی والے صاحب آئے ہیں نا وہی پیتے ہیں یہ...مجھے نہیں پتہ کہ یہ کیا ہوتا ہے...اب جاؤ جلدی لے کر آؤ....اور ہاں بل صرف ایک بار کہنا ہے...ریڈ بل"۔اس نے اکتا کر جواب دیا۔

"ریڈ بل"۔نوید نے دہرایا....

"ہاں...ہاں...ریڈ بل اب جاؤ جلدی"۔وہ سنتے ہی فوراً چلتا بنا۔

کیف اور فریدہ حال احوال میں مصروف تھے....مگر پھر سے فریدہ کو یاد آ گیا کہ اب تک کیف کی خاطر داری کے لیے کوئی لوازمات نہیں آئے....بیٹھے بیٹھے ہی انہوں نے آواز دی۔

"ماہم....ماہم.....کیا دیر ہے....ادھر آؤ ذرا"۔

ماہم جو نوید کے انتظار میں یہاں وہاں ٹہل رہی تھی یک دم ہی چونکی ....فریدہ نے اسے بلایا تھا....کیف کے سامنے بلایا تھا.....اس کے دل نے ہچکولے کھائے.....پھر کچھ سنبھل کر وہ بھاگ کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کھڑی ہوئی اور شیشے میں تقریباً گھستے ہوئے اپنا چہرہ دیکھنے لگی۔

فریدہ نے بلا تو لیا مگر پھر خود ہی کیف سے مخاطب ہوئیں۔

آپ کے ہاں تو پردے کا رواج ہے نا...مجھے یاد ہی نہیں تھا"۔کہہ کر وہ فوراً ماہم کو روکنے کے لیے آواز دینے ہی لگی تھیں کہ کیف فٹ سے بول پڑا۔

"ابھی رشتے کا تو خاندان میں کسی کو پتہ ہی نہیں...ماہم مجھ سے پردہ کرنے لگے گی تو سب کو شک ہو جائے گا......ماموں وغیرہ ...خالہ ندا وغیرہ یا کسی بھی فنکشن میں پردے سے مسئلہ ہو سکتا ہے...ہم سب کی نظر میں آ سکتے ہیں"۔کیف نے بہت سہم سہم کر کہا تھا....

"یہ تو ہے"۔فریدہ متفق نظر آئیں۔

"ویسے بھی ہم میں تو پردے کا کوئی خاص رواج نہیں ہے اور اپنوں میں رشتہ کریں تب تو بالکل نہیں ....اور اب تو پردہ واقعی مشکوک بنا دے گا تم دونوں کو اس لیے رہنے ہی دو...کیا پردہ کروانا اب"۔فریدہ نے کہا اور کیف کی باچھیں کھل گئیں۔

آزاد خیال خاندان میں رشتے کا اسے ایک فائدہ تو ہوا...اس نے من میں سوچا.....اسے بھلا کہاں گوارا تھا کہ وہ تین سال ماہم کو دیکھے بھی نا.....

تین ماہ ہوتے تو وہ صبر بھی کرتا...مگر تین سال اس کے لیے بہت زیادہ تھے......

ماہم نے شیشے میں گھس کر خود کو دیکھا...پھر کمرے سے نکلنے لگی مگر پھر سے شیشے کی طرف لپکی اور اپنی پونی ٹیل کو کسا.....

"ماہم...."۔فریدہ کی آواز نے اسے پھر سے چونکایا۔

"کر کیا رہی ہے یہ لڑکی"۔وہ بڑبڑائیں۔

ماہم نے دو تین دفعہ گہرے سانس بھرے.....اور لاؤنج کی طرف دوڑی۔

"جی مما"۔کچھ چڑھے ہوئے سانس سے وہ بولی....کیف کو اس نے نہیں دیکھا....اس سے دیکھا ہی نہیں گیا۔

"کیف کب سے بیٹھا ہے.....یہ کیا طریقہ ہے....کر کیا رہی ہو تم....."وہ بول ہی رہی تھیں کہ انہیں مزید کچھ محسوس ہوا۔

"کیف کو سلام نہیں کیا تم نے....ایسا کرتے ہیں"۔ان کے لہجے میں دبا دبا غصہ تھا۔

"یہ گھر پر آئے ہیں....انہوں نے نہیں کیا مجھے"۔وہ بوکھلائی....اور بوکھلاہٹ میں جو منہ میں آیا بول گئی۔

کیف نے دبی دبی مسکراہٹ بھری...جبکہ فریدہ بیچاری کو شرمندگی ہوئی....ان کے داماد کے سامنے ان کی بیٹی ان کی ناک کٹوانے پر تلی تھی....جتنا سگھڑ اور اچھے اخلاق کا اسے نظر آنا چاہیے تھا وہ اتنی ہی پھوہڑ اور منہ پھٹ بن کر دکھا رہی تھی۔

فریدہ کچھ کہنے ہی والی تھیں کہ کیف فٹ سے بولا....

"بات تو ٹھیک ہے ماہم کی.....اسلام علیکم ماہم...کیسی ہیں آپ"ساتھ ہی وہ ماہم کو شریر نظروں سے دیکھ بھی رہا تھا.....

ماہم نے اس کی طرف دیکھا تو وہ شرارتاً مسکرایا بھی...جس پر ماہم کچھ تپی....اسے ڈانٹ پڑ رہی تھی اور وہ چسکے لے رہا تھا۔

"جی ٹھیک ہوں میں"۔اس نے منہ بنا کر کہا اور فریدہ بیچاری منہ دیکھتی رہ گئیں....دل میں اسے خوب سنایا۔

"جاؤ تم....کیف کو لے جا کر گھر دکھاؤ"۔وہ انتہائی ضبط کر کہ بولی تھیں...انہیں اس وقت یہی سوجھا کہ ماہم جا کر کیف کو گھر دکھائے...کیا پتہ اسی طریقے سے وہ کچھ خوش اخلاق اور مہذب نظر آئے۔

فریدہ نے کیف کی طرف دیکھا اور کیف نے بھی فوراً سے اپنے چہرے سے شریر مسکراہٹ غائب کی اور سنجیدہ سا معصوم سا چہرہ بنایا

اور صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

ماہم بنا کچھ بولے چل پڑی اور کیف معصوم سے چہرہ بنائے اس کے پیچھے ہولیا۔

''یہ دیکھیں جناب یہ ہے ہمارے گھر کا کچن....ذرا غور فرمایے....یہ دیکھیں....ذرا یہاں آ کر دیکھیں....یہ ہے فریج.....اور ذرا یہاں آیئے....یہ ہے ہمارا چولہا....''۔وہ ہر طرف بڑھ بڑھ کر ہاتھ سے چیزوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عجیب سا لہجہ کر کے بولی جا رہی تھی.......

''اور یہ دیکھیں....یہ ہے ہمارا اوون....یہ رہے چائے کے کپ....یہ رہا ڈنر سیٹ.....اور یہ....یہ رہا.....''

''بس....بس..بس کرو ماہم.....''۔اس نے دونوں ہاتھوں کے اشارے سے بھی روکا اور زبان سے بھی۔

''نہیں..نہیں....ابھی تو آپ کو پورا گھر دکھانا ہے....کچن تو آپ نے دیکھ ہی لیا ہے اب ذرا ادھر چلیں..''۔وہ ہاتھ جھاڑتے ہوئے بولی اور ساتھ ہی کچن سے نکل گئی....کیف بھی اپنا ماتھا کھجاتے ہوئے اس کے پیچھے ہولیا۔

اس نے ہر کمرے میں جا کر اسی ہی لہجے میں اور اسی ہی طرح ایک ایک چیز کا نام لے کر اسے گھر دکھایا.....آخر میں وہ اسے اپنا کمرا دکھانے لے گئی۔

''جی تو یہ ہے میرا کمرہ.....یہ رہی اس کی دیوار....یہ رہا میرا پلنگ....یہ جو اوپر تصویر ہے یہ میری ہے اور.....''۔وہ اب بھی اسی طرح ہی اشارے کرتے ہوئے اسے سب دکھا رہی تھی....کیف نے اب یک دم ہی سنجیدہ سا منہ بنایا اور بولا۔

''اور....اور.....اور یہ کہیں سے بھی کسی مہذب لڑکی کا کمرہ نہیں لگ رہا جو تم خوامخواہ بننے کی کوشش کر رہی ہو....اور یہ دیکھیں..وہ دیکھیں کر کہ میرے کان کھا لیے ہیں''۔ساتھ ہی اس نے مصنوعی سے کان بھی کھجائے۔

''اچھا جی..تو کیا مہذب لوگ کسی کو ڈانٹ پروا کر دانت نکالا کرتے ہیں''۔اس نے جتایا۔

کیف بے اختیار قہقہہ لگا کر ہنس پڑا.....

''میں نے تمہیں ڈانٹ سے بچایا تھا پھینو....''۔وہ اس کی ناک زور سے کھینچتے ہوئے بولا اور وہ جھنجلا گئی۔

''بس دکھا دیا میں نے سارا گھر.....اب چلیں مما پاس''۔اس نے اپنی ناک کو نرمی سے مسلتے ہوئے چڑ کر کہا۔

''تم نے واش روم نہیں دکھائے ماہم''۔وہ یک دم ہی سنجیدہ ہو کر بولا۔

ماہم نے بیڈ پر سے تکیہ اٹھایا کر اس کے منہ کا نشانہ بنا کر اس کی طرف اچھالا جسے کیف نے کیچ کرتے ہوئے ایک دفعہ پھر سے شریر مسکراہٹ کے ساتھ اسے چڑانے کی کوشش کی۔

ماہم منہ پھلاتی کمرے سے باہر نکل آئی۔

''کمال ہے....دکھانا تو چاہیے نا کہ اس گھر کے لوگ کون سا شیمپو،کون سا فیس واش۔کون سا ٹوتھ پیسٹ استعمال کرتے ہیں

۔'' کیف بھی بڑبڑاتا ہوا اس کے پیچھے ہی ہولیا۔

''گھر دکھا دیا ہے مما''۔ وہ لاؤنج میں آ کر بڑے ہی مہذب انداز میں بولی۔

''جاؤ نوید آ گیا ہے...کچن میں گیا ہے....''۔فریدہ نے ہدایت کی۔

کیف معصوم سی صورت بنائے صوفے پر بیٹھ چکا تھا۔

فریدہ پھیکا پھیکا سا مسکرائی اور پھر سے اس سے حال احوال کرنے لگی۔

''یہی ہے نا ریڈ بل؟؟''۔وہ جانچتی نظروں سے نوید کے ہاتھ سے ریڈ بل لیتی ہوئی بولی تھی۔

''جی باجی...یہی ہے....دس دکانوں سے پتہ کیا مگر کسی کے پاس بھی تھی ہی نہیں.....میں تو تھک کر واپس ہی آ رہا تھا کہ کسی نے بتایا کے ایک اور بڑی والی دکان بھی ہے وہاں سے پتہ کرو....شکر خدا کا کہ وہاں سے مل گئی ....ورنہ یہ کراچی والے مہمان کیا سوچتے''۔کراچی والے مہمان سن کر ماہم نے اسے کچھ حیران ہوتے ہوئے دیکھا پھر انجان بنتے ہوئے بولی۔

''جاؤ...اپنا کام کرو اب....''۔

وہ اثبات میں سر ہلاتا ہوا چل دیا۔

''ریڈ بل''۔اس نے پھر سے ٹن کو دیکھ کر نام پڑھا اور پھر کندھے اچکا دیئے۔

''لو آ گئی ماہم.''۔فریدہ نے اس کی طرف دیکھے بغیر ہی کیف کو جتاتے ہوئے کہا۔ان کو اس کے جوتے کی ٹک ٹک سنائی دی تھی ....جس پر انہوں نے مڑ کر اسے نہیں دیکھا۔

ماہم نے ریڈ بل کا کین لا کر کیف کے سامنے ٹیبل پر رکھ دیا.....ٹک کی آواز کے ساتھ...جیسے شیشے پہ کچھ زور سے رکھا گیا ہوا۔

فریدہ نے فٹ سے ٹیبل کی طرف دیکھا جس پر ایک عجیب سا کین رکھا ہوا تھا جو اس نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔

''یہ کیا ہے ماہم''۔وہ چونک کر بولیں۔

''ان کی مہمان نوازی کے لیے انرجی ڈرنک ہے''۔وہ مودبانہ انداز میں بولی۔

''تم نے فرید سے بس یہی منگوایا ہے؟؟''۔وہ حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے بولیں۔

''جی مما''۔وہ اسی مودب انداز میں بولی۔

فریدہ بے اختیار سر پکڑ کر بیٹھ گئی....فریدہ کی اس حرکت پر ماہم فٹ سے بولی۔

''کراچی والے یہی پیتے ہیں''۔

کیف یہ سن کر سر جھکا کر اپنی ہنسی قابو میں کرنے کی کوشش کرنے لگا جبکہ فریدہ کا پارہ چڑھا۔

”یہ کراچی والے کیا ہوتا ہے؟؟ یہیں کا پلا بڑھا ہے کیف اور تم نے اسے کراچی والا بنا دیا ہے....اور یہ...یہ کیا منگوایا ہے....جاؤ فرید کو میرے پاس بھیجو...میں خود کچھ منگواتی ہوں...“۔وہ تپ کر بولیں تھیں۔

ماہم کا رنگ اڑا...کیف کے سامنے اتنی بے عزتی....اس کا اندراب کھولے جا رہا تھا۔

”نہیں نہیں..مما کچھ مت منگوائیں...مجھے ویسے بھی دیر ہو رہی ہے....ماہم نے یہی منگوایا ہے تو میں یہی پی لیتا ہوں“۔وہ اپنی ہنسی روک کر بہت ہی معتبر بنتا ہوا بولا تھا...ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر ریڈ بل بھی اٹھالی تھی۔

ماہم نے اس گھور کر دیکھا اور وہ ایک شریری مسکراہٹ کے ساتھ اب ریڈ بل کے گھونٹ بھرنے لگا تھا۔

ماہم پیر پٹختی چل دی اور فریدہ اندر ہی اندر شرمندگی محسوس کرنے لگیں....پہلی دفعہ ان کا داماد ان کے گھر آیا تھا اور وہ اب تک اس کی خاطرداری ہی نہ کر پائی تھیں۔

ریڈ بل پی لینے کے بعد کیف نے اجازت لی جس پر فریدہ نے بہت اسرار کیا کہ وہ ڈنر کر کے جائے مگر کیف کو جلدی تھی۔وہ اگلی دفعہ ڈنر کے لیے آنے کا وعدہ کر کے چلا گیا تھا۔

کیف تو چلا گیا مگر اب بیچاری ماہم کی شامت آنی تھی....فریدہ نے اسکے کمرے میں جا کر اس کو اچھی بھلی سنائیں....وہ بس منہ بنا کر ہی رہ گئی....اور سب کچھ چپ چاپ سنتی رہی.....وہ اپنی جگہ بالکل صحیح تھیں....اسے تو کیف نے پھنسوایا تھا....وہ بھی خود کو کوسنے لگی کہ کیف سے کچھ پوچھا ہی کیوں....خود ہی منگوا لیتی کچھ نا کچھ۔

وہ ابھی اپنی کم عقلی پر کھپ ہی رہی تھی کہ اس کے سیل فون پر میسج بیپ بجی...میسج کیف کا تھا اس نے بیزاری سے اوپن کیا اور مسکرا دی.....سارا غصہ سیکنڈز میں اڑن چھو ہو گیا ایک مختصر سی بات پر۔

(تھینکس فار ریڈ بل)۔

☆......☆......☆

کیف مسکراتا ہوا گھر میں داخل ہوا تھا مگر سامنے ہی لان میں کاشف کو ٹہلتا دیکھا۔

کاشف اسے دیکھتے ہی اس کی جانب بڑھا...کیف کے چہرے کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔کاشف نے اس کے قریب آ کر اس کو گلے لگایا.....کیف نے بھی رسماً ہلکا سا ہاتھ کاشف پر رکھ دیا تھا۔

”بھابی نے بتایا کہ تم گھر آئے ہو ورنہ تم نے تو آ کر ملنا ہی چھوڑ دیا ہے“۔وہ خوش اخلاقی سے شکوہ کر رہا تھا۔

”ایسی کوئی بات نہیں...میں چند گھنٹے پہلے ہی آیا ہوں“۔اس نے سنجیدگی سے جواب دیا...

”آتے ہی آرام کرتے...سفر کی تھکاوٹ اتارتے.....کہاں چل پڑے تھے“۔کاشف نے جانچتی نظروں سے کیف کو دیکھتے

ہوئے کہا۔

''دوست سے ملنے گیا تھا''۔کیف نے اپنا ماتھا ہلکا سا کھجاتے ہوئے کہا۔

''اور سناؤ بھئی...کیا حال چال ہیں....''۔کاشف نے کیف کے کندھے پر اپنا بازو ڈال لیا....اور آہستہ آہستہ اس کے ساتھ چلنے لگا۔

کیف کے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ پھر سے بولا۔

''بڑا پریشان کیا تم نے...بھلا ایسے بھی کوئی کرتا ہے.....یوں لا پتہ ہو کر بڑی بچکانی حرکت کی تم نے...مگر خیر جانے دو.....اب بتاؤ....کچھ عقل آئی یا نہیں...لڑکیوں کی پہچان ہوئی یا نہیں''۔وہ اسے کریدنے لگا تھا۔

''مجھے لوگوں کی پہچان ہوگئی ہے چچا''۔اس نے ذو معنی جواب دیا۔

کاشف ذرا سا ہنس پڑا۔

''شکر ہے....اب اپنی پڑھائی پر دھیان دو....اور اب کسی ایسی ویسی کے چکر میں پڑ کر ہمیں خوار نہ کرنا''۔اپنی بات کہتے ہی اس نے خود ہی ہلکا سا قہقہہ لگا دیا۔

کیف نے رک کر کاشف کو دیکھا...پھر نرمی سے اس کا بازو اپنے کندھے سے ہٹایا اور اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں کی گرفت میں لے کر نرمی اور چہرے پہ ہلکی سی مسکان کے ساتھ بولا۔

''آپ میری بالکل بھی فکر نہ کریں چچا.....آپ اپنے بیوی بچوں کی طرف دھیان دیں...ان کو آپ کی زیادہ ضرورت ہے''۔

اسی طرح مسکراتے ہوئے ہی اس نے کاشف کا ہاتھ چھوڑا اور نرمی سے کہا۔

''میں تھکا ہوا ہوں...آرام کرنے جا رہا ہوں''۔

جواب کا انتظار کیے بغیر وہ آگے بڑھ گیا اور کاشف کسی سوچ میں ڈوب گیا۔

☆......☆......☆

''برا نہ مانو تو کچھ کہوں تم سے''۔کرن کافی دیر سے ہی کچھ کہنا چاہ رہی تھی پر کہہ نہیں پا رہی تھی۔بالآخر کافی کا سپ لیتے ہوئے اس نے تمہید باندھی۔وہ عابد کے ساتھ یونیورسٹی کے کیفے میں تھی۔

''میں تو کب سے ترس رہا ہوں کہ کبھی تو کچھ کہو مجھ سے''۔عابد شاہ نے لائن مارنے کا یہ موقع بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا تھا۔

''عابد...پلیز...آئی ایم سیریس''۔وہ منہ پھلائے بولی۔

''میں بھی سیریس ہی تھا...خیر کہو کیا کہنا ہے''۔اس نے شریری مسکراہٹ سے کہا۔

''مجھے محبت ہوگئی ہے''۔کرن نے نظریں جھکا کر کہا۔

"تمہارا قصور نہیں ہے... یہ تو میری پرسنلٹی کا جادو ہے"۔ عابد شاہ نے چیئر پر بیٹھے ہوئے ٹانگ پر ٹانگ چڑھاتے ہوئے کہا۔

"اب تم نے کوئی چولی ماری تو میں یہ کافی تمہارے سر پر گرا دوں گی"۔ وہ برہم ہوئی۔

عابد شاہ نے تازہ ہی اپنی چڑھائی ہوئی ٹانگ اتار لی اور کچھ سنجیدہ سا ہو کر بولا۔

"تمہارا موڈ ٹھیک کرنے کی کوشش کر رہا تھا... مگر جانے دو....."۔

"میرا موڈ تب ٹھیک ہو گا جب تم تسلی سے میری بات سنو گے.....میں کیف سے محبت کرتی ہوں...اس سے شادی کرنا چاہتی ہوں...مگر وہ مجھے اس نظر سے نہیں دیکھتا...اب بتاؤ میں کیا کروں....اور پلیز کوئی مزاق نہیں"۔ وہ ایک ہی سانس میں سب بول گئی تھی ساتھ ہی اس بات کو مزاق میں نہ اڑانے کی تنبیہ بھی کر ڈالی۔

"یہ تو اچھی بات ہے کرن....کیف کو اس وقت سہارے کی ضرورت ہے اور میرا خیال ہے کہ تم اس کا وہ سہارا بن سکتی ہو....کیف کے ایکسیڈینٹ کے بعد تم نے جس طرح سے اس کا خیال رکھا ہے...میں کئی بار خود بھی یہ سوچ چکا ہوں کہ کیف کو تم سے ہی شادی کرنی چاہیے..."۔ عابد کے منہ سے یہ سب سن کر کرن کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں....وہ اس کے منہ سے کم از کم یہ جواب تو ایکسپیکٹ نہیں کر رہی تھی....مگر پھر وہ مسکرانے لگی...تو مطلب کے اس نے اپنے دل کی بات شیئر کرنے کے لیے صحیح انسان کا انتخاب کیا ہے۔

"مگر اس کی زندگی میں کوئی لڑکی..."۔ کرن نے اپنا خدشہ بیان کرنا ہی چاہ تھا مگر عابد ٹوکتے ہوئے بولا۔

"اس وقت اس کی زندگی میں کوئی نہیں ہے....وہ اس وقت بہت تنہا اور اکیلا ہے..."۔

عابد شاہ بیچارہ اب تک کیف کے رشتے سے انجان تھا....اس نے اپنے دوست کا بھلا کرنے کی ٹھانی...کرن کو اس کی زندگی میں لانے کی ٹھانی۔

"تو مجھے کیا کرنا چاہیے؟؟"۔ کرن نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"اسے پروپوز...اور کیا؟؟"۔ وہ کندھے اچکائے بولا اور کرن کو شاک سا لگا۔

"عابد....!!!! کیا کہہ رہے ہو.....میں کیسے پروپوز کر سکتی ہوں...یہ لڑکوں کا کام ہے....اور ویسے بھی کیف کو بولڈ لڑکیاں پسند نہیں ہیں....میں نے ایسا کچھ بھی کیا تو وہ مجھے اپنی زندگی سے ہمیشہ کے لیے بلیک لسٹ کر دے گا"۔ کرن نے بے یقینی سے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"اگر تم اس انتظار میں اپنی زندگی برباد کرنا چاہتی ہو کہ کیف تمہیں کبھی پروپوز کرے گا تو سوری ٹو سے ....ایسا کبھی نہیں ہو گا.....میرا خیال ہے کہ تمہیں خود قدم بڑھانا چاہیے نا کہ اس کے کسی قدم کا انتظار"۔ اس نے اپنی سوچ بتائی۔

"اس نے مجھے ری جیکٹ کر دیا تو؟؟؟"۔ وہ پریشان سی ہوئی۔

"دیکھو کرن..اگر کیف نے تمہیں ری جیکٹ کیا تو میں تمہیں گارنٹی دیتا ہوں کہ وہ کسی اور سے بھی شادی نہیں کرے گا.....اس وقت اس کی زندگی میں تمہارے علاوہ کوئی بھی نہیں .... پوری یونیورسٹی میں تم وہ واحد لڑکی ہو جس سے کیف سیدھے منہ بات کرتا ہے .....بلکہ بات ہی کیا تم سے دوستی کی ہے اس نے.....میرا خیال ہے تمہیں اپنی قسمت آزمانی چاہیے"۔عابد نے مشورہ دیا۔

کرن کسی سوچ میں ڈوبتے ہوئے کافی کے سپ لینے لگی۔

☆......☆......☆

"امو...میں خالہ کے گھر جا رہا ہوں...شاید آج کچھ دیر ہو جائے..."۔وہ خود پر پرفیوم سپرے کرتے ہوئے بولا۔

"کیف!!!"۔وہ حیرت زدہ ہوئیں۔

"کل ہی تو گئے تھے تم...آج پھر؟؟"۔وہ متفکر تھیں۔

"کل انہوں نے بہت کہا کہ میں کھانا کھا کر جاؤں...مگر مجھے جلدی تھی.....ان سے وعدہ کیا تھا کہ دوبارہ ڈنر کرنے آؤں گا...کل تو واپس کراچی جا رہا ہوں اس لیے سوچا آج ہی چلا جاؤں"۔اس نے بتایا۔

"مگر میں نے تم سے کہا تھا کہ پہلی اور آخری بار جاؤ گے"۔انہوں نے جتایا۔

"امو...آج آخری بار....ویسے بھی میں تو یہاں ہوتا ہی نہیں...تو بس یہی میرا آخری ڈنر ہوگا"۔وہ لاپرواہی سے بولا تھا۔

"مگر ابھی تو شام کے چار بج رہے ہیں....یہ ڈنر کا کون سا وقت ہے؟؟"۔وہ تیوریاں چڑھائے بولیں۔

"اب عین کھانے کے وقت جا کر بیٹھ جانا اچھا لگتا ہے کیا؟؟؟ پہلے جاؤں گا نا تاکہ خالہ سے حال احوال بھی کرلوں"۔وہ اسی ہی انداز میں کہتا ہوا کمرے سے نکل گیا تھا۔

خالدہ کچھ کہتے کہتے رہ گئی....

کیف نے صبح اٹھتے ہی ماہم سے کال کر کے پوچھ لیا تھا کہ کہیں ان کے گھر ان دونوں کے ننھیال میں سے کوئی ہے تو نہیں؟؟ یا کسی کا آنے کا ارادہ تو نہیں جس پر ماہم نے ہنس کر یہی کہہ دیا کہ ننھیال میں سے خالہ ندا کے علاوہ کوئی اتنا فارغ نہیں کہ ہر وقت سر پر سوار رہے.....اور خالہ ندا بھی فی الحال اپنے سسرال میں کسی شادی پر گئی ہیں۔

کیف کو تسلی ہوئی تو اس نے ماہم کے گھر جانے کا پلان بنا لیا تھا۔

☆......☆......☆

ماہم کالج سے آئی تھی اور کافی تھکی ہوئی تھی.....اس نے آتے ہی اپنے لیے چائے بنائی تھی......ساتھ ہی وہ لاؤنج میں بیٹھی چینل سفرنگ کر رہی تھی کہ عرش کی آواز پر چونکی۔

عرش لاؤنج میں فرید سے گپیں ہانکتا ہوا اندر آیا تھا۔

ماہم نے اسے سلام کیا اور عالیہ کا پوچھا....

''کیا میں عالیہ کے بغیر نہیں آ سکتا؟؟''۔عرش نے اسے شرمندہ کیا۔

ماہم کے کچھ کہنے سے پہلے ہی فریدہ بھی آ گئیں اور عرش کا خوش اخلاقی سے استقبال کیا...فریدہ نے اسے وہیں لاؤنج میں ہی بٹھا لیا اور حال احوال کرنے لگیں...ماہم بھی ساتھ ہی محو گفتگو ہو گئی تھی۔

لاؤنج میں اچانک ہی کیف بھی نمودار ہوا....جانے کب ڈور بیل بجی اور کب نوید نے کیف کو ریسیو کیا...ان سب کو باتوں میں پتہ ہی نہیں چلا تھا۔

کیف کو دیکھ کر فریدہ تو نہال ہوئی ہی تھیں ساتھ ماہم کے چہرے پر بھی مسکراہٹ ابھری تھی.....کیف اور عرش کا ایک دوسرے سے تعرف کروایا گیا تھا.....عرش کو کسی بھی معاملے کا نہیں پتہ تھا...نہ ہی وہ یہ جانتا تھا کہ ان دونوں کی فیملیز میں اختلاف ہے.....اس لیے اس نے کیف کے آنے پر کوئی خاص ری ایکشن نہیں دیا...البتہ کیف کو وہ کھٹکا تھا...وہ کسی کی بھی موجودگی میں اس گھر میں نہیں آنا چاہتا تھا۔

کچھ دیر وہ سب لاؤنج میں ہی بیٹھے رہے اور پھر ماہم کچن کی طرف چل دی تا کہ مہمانوں کی خاطر داری کر سکے...اس بار اس نے کیف سے کچھ پوچھنے کے بجائے خود ہی سب بنانا مناسب سمجھا......عرش بھی اسی کے پیچھے ہی چلا گیا تھا....کیف نے اسے ماہم کے پیچھے جاتے دیکھا تھا....مگر وہ وہیں فریدہ کے ساتھ ہی بیٹھا رہا۔

''یہ تمہارا کزن اتنا کھڑوس کیوں ہے؟؟''۔عرش نے کچن میں آتے ہی کہا۔

''نہیں تو....اچھے بھلے تو ہیں''۔ماہم نے نگٹس فریزر سے نکالتے ہوئے جواب دیا۔

''مجھے کافی عجیب لگا..کیا نام ہے اس کا...ہاں کیف''۔عرش نے کیف کو عجیب ہی پایا کیوں کہ وہ کیف کی ریزرونیچر سے واقف نہیں تھا....کیف اتنی جلدی گھلنے ملنے والوں میں سے نہیں تھا۔

''اسے عجیب ہونا نہیں...پرسنلٹی والا ہونا کہتے ہیں.....''۔ماہم نے کہہ تو دیا مگر پھر دل ہی دل میں پچھتائی بھی...جھٹ سے اس نے ٹالنے کی کوشش بھی کی۔

''اچھا جاؤ تم...ایسے سر پر سوار رہو گے تو مجھ سے کوئی کام نہیں ہوگا''۔وہ عرش سے فرینک ہی تھی اس لیے جھٹ کہہ ڈالا۔

عرش بھی مسکراتا ہوا چلا گیا اور لاؤنج میں آ بیٹھا.....وہ کیف سے بار بار اپنی عادت کے مطابق مزاق کرتا جو کیف کو کافی عجیب سا لگ رہا تھا...اس نے جان بوجھ کر فریدہ سے پانی مانگا.....فریدہ نے نوید کو آواز دینا چاہی مگر یاد آیا کہ اسے تو ماہم شاپ پر بھیج چکی تھی....انہوں نے ماہم کو آواز دی مگر ماہم کا جواب کچن سے ہی آیا۔

"دو منٹ مما....ورنہ نگٹس جل جائیں گے"۔

فریدہ خود ہی پانی لینے کے لیے اٹھنے لگیں تو کیف فٹ سے بولا...

"آپ بیٹھیں خالہ میں خود ہی پی آتا ہوں...یہ بھی میرا ہی گھر ہے"۔عرش کے سامنے کیف نے فریدہ کو مما نہیں خالہ ہی بلایا۔

فریدہ بھی مسکراتے ہوئے بیٹھ گئیں۔

کیف کو کچن میں دیکھ کر ماہم چونکی....

"پانی لینے آیا ہوں"۔اس کے اڑے رنگ کو دیکھ کر کیف نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"میں نے کب کچھ کہا....."۔جواب دے کر وہ پھر سے نگٹس فرائی کرنے لگی۔

"یہ...کیا نام ہے اس کا... ہاں عرش...."۔ماہم یہ سنتے ہی ہنس دی....

"وہ بھی اسی طرح ہی بول رہا تھا..کیا نام ہے اس کا...اب آپ بھی یہ مت کہنا کہ عرش عجیب ہے"۔

"کیا مطلب"۔کیف نے نا سمجھنے والے انداز میں کہا۔

"کچھ نہیں...آپ پانی پییں"۔ماہم نے بڑھ کر فریج میں سے پانی کی بوتل نکال کر اس کی طرف بڑھائی۔

"یہ وہی ہے نا جو تمہارے ساتھ پارک میں بھی تھا....تم نے صبح بتایا نہیں کہ یہ آج پھر سے آنے والا ہے"۔کیف نے ساتھ ہی شیلف پر موجود گلاس میں پانی ڈالتے ہوئے کہا۔

"مجھے بھی نہیں پتہ تھا..اچانک ہی آیا ہے....جب سے رشتے کی بات ختم ہوئی ہے اب کم ہی آتا ہے"۔وہ اب پھر سے نگٹس کی طرف متوجہ تھی اور انہی کو فرائی کرتے ہوئے جواب دے رہی تھی۔

کیف پانی پیتے پیتے رکا۔

"رشتے کی کون سی بات"؟۔

"اوہو....وہ جو رشتہ آیا تھا میرا..جس کا بتایا تھا میں نے...عرش ہی تو تھا وہ"۔وہ بولی اور کیف کے چہرے کا رنگ بدلا....اس نے پانی کا گلاس کچھ زور سے شیلف پر رکھا....

ٹھک کی آواز پر ماہم نے اس کی طرف دیکھا...کیف کے چہرے کے تیور اسے بدلے بدلے سے دکھائی دیے۔

"کیا ہوا"۔وہ اس کے چہرے کو دیکھ کر معصومیت سے بولی۔

"وہ یہاں کچن میں کیا کرنے آیا تھا"۔لہجہ عجیب ہی تھا....سمجھ سے باہر۔

"یوں ہی...باتیں کرنے"۔وہ کیف کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے آہستگی سے بولی تھی...جیسے اس کا چہرہ پڑھنے کی کوشش کر

رہی ہو۔

''تمہارا مسئلہ کیا ہے ہاں.....جو بھی تمہارا رشتہ مانگتا ہے تم اس سے اتنی فرینک کیوں ہو جاتی ہو؟؟؟''۔کیف کی آواز میں اب واضح غصہ تھا اور ماہم پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

''کیا ضرورت ہے اسے اتنا فری کرنے کی ماہم.....وہ کیوں آتا ہے یہاں.....آیا بھی تھا تو خالہ کے ساتھ بیٹھا رہتا نا.....تمہارے پاس کیا کرنے آیا تھا''۔اس نے ماہم کو خاموش دیکھ کر دوبارہ اسی ہی لہجے میں اس سے سوالات شروع کیے۔

ماہم جو اس کی طرف گیس بند کیے بنا ہی متوجہ ہوئی تھی اب تک یوں ہی پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی.....نگٹس اب جلنے لگے تھے مگر اسے احساس ہی نہ ہوا تھا۔

''کیف.....!!!''۔وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔

''چچا صحیح کہتے تھے تمہارے بارے میں.....میں ہی پاگل تھا جو ان کی بات پر یقین نہیں کیا.....تمہاری معصوم صورت پر مرمٹا.....تم ان کے ساتھ بھی ایسے ہی فری ہوتی پھرتی ہو گی تبھی وہ تمہارے بارے میں کھپتے رہتے ہیں''۔وہ بول گیا مگر ماہم کی بھوری آنکھوں سے اب نمی چھلکنے لگی تھی......

نگٹس جل چکے تھے.....دھواں پھیل رہا تھا...کچھ جل جانے کی بو ہر طرف پھیلنے لگی تھی.....نگٹس جلے تھے سب محسوس کر سکتے تھے.....پر جب کسی کا دل جلے تو کوئی محسوس نہیں کر پاتا.....اس پل ماہم کا بھی دل جلا تھا...پر نہ دھواں اٹھا...نہ کوئی بو پھیلی۔

دل تو شاید کیف کا بھی جل رہا تھا.....جو اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے رقیب کو برداشت نہ کر پایا تھا۔وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے.....ماہم چھلکتی آنکھوں کے ساتھ...اور کیف سوالیہ نظروں کے ساتھ۔

''اتنی بو کیوں آ رہی ہے ماہم''۔فریدہ لاؤنج سے ہی چلائیں تھیں اور ماہم چونک کر نگٹس کی طرف دیکھنے لگی.....وہ واقعی جل چکے تھے...اس نے جلدی سے چولہا بند کیا اور جلے ہوئے نگٹس پین سے نکالنے لگی۔

کیف بنا کچھ کہے وہاں سے چل دیا اور لاؤنج میں آ کر فریدہ کے سامنے صوفے پر لب بھینچ کر بیٹھ گیا۔

''کیا جل گیا اس لڑکی سے اب''۔فریدہ نے کیف کی طرف دیکھ کر کہا۔

''پتہ نہیں خالہ.....میں تو پانی پی کر منہ ہاتھ دھونے واش روم چلا گیا تھا...مجھے نہیں پتہ کچن میں کیا جلا''۔اسے اس وقت جو سمجھ میں آیا کہہ دیا۔

فریدہ خاموش ہو گئی اور عرش فٹ سے بول پڑا...

''چچی میں دیکھ کر آتا ہوں....''۔کہتے ہی وہ ساتھ اٹھ کر چل بھی پڑا۔

کیف کی رگیں تنیں۔

فریدہ اس سے باتیں کرنے لگیں مگر وہ سب غائب دماغی سے سنتا رہا....اس کا دل...اس کی سوچیں....اس کا سارا دھیان تو کہیں اور ہی تھا۔

کچھ ہی دیر میں عرش واپس آیا اور آتے ہی بولا۔

''چچی کچھ نگٹس تو ماہم نے فرائی کر لیے ہیں مگر کچھ جل گئے ہیں...اس کی آنکھوں سے بھی دھویں سے پانی آ رہا ہے...میں نے اسے کہا ہے جتنے ہو گئے ہیں کافی ہیں...ہم کوئی دیو تھوڑا ہیں جو اتنے سارے فرائی کر رہی تھی.....بس وہ لے کر آ رہی ہے اب''۔

فریدہ نے سن کر سر اثبات میں ہلا دیا مگر دل میں پھر سے سوچنے لگیں کہ آج پھر ماہم جانے کیف پر کیا تاثر چھوڑے...کیا سوچے گا کیف کہ اس لڑکی کو نگٹس تک فرائی کرنا نہیں آتے۔

کچھ ہی دیر میں ماہم فرید کے لائے ہوئے لوازمات اور نگٹس ٹرے میں سجائے ہوئے آ گئی تھی....سب کو جھکی جھکی نظروں سے سرو کرنے کے بعد وہ بنا کچھ کہے اپنے کمرے میں چلی گئی۔

کیف نے اس کا لال ہوتا ہوا چہرہ دیکھا اور کچھ شرمندہ سا ہو گیا....جھکی ہوئی نظروں سے جب اس نے کیف کو سب کچھ سرو کیا تھا تو کیف کا اندر اسے ملامت کرنے لگا.....اسے احساس ہوا کہ شاید وہ کچھ زیادہ ہی بول گیا ہے.....اسے یہی بات کسی اور طریقے سے کرنی چاہیے تھی۔

ماہم اپنے کمرے میں آتے ہی بستر میں اوندھے منہ آ گری اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی.....

جب کافی دیر تک ماہم نظر نہ آئی تو فریدہ نے سوال کیا...یہ ماہم کہاں چلی گئی..خود تو کچھ کھایا نہیں.....سارہ بھی نظر نہیں آ رہی.....

''میں بلا لاتا ہوں''۔عرش ایک دفعہ پھر اٹھنے لگا۔

''تم بیٹھو....میں بلا لاتا ہوں...''۔کیف نے فٹ سے کہا....مگر لہجہ فرینک ہی رکھا جیسے اخلاقاً کہا ہو کہ جی آپ تکلیف کیوں کرتے ہیں...میں ہوں نا۔

عرش اٹھتے اٹھتے مسکرا کر بیٹھ گیا.....اور پھر سے فرید کی طرف متوجہ ہوا۔

''ماہم...''۔عرش نے دروازہ ناک کر کے دروازے کے باہر سے ہی اسے آواز دی۔

وہ جو سسکیاں بھر رہی تھی خاموش ہی رہی....روتلوسی آواز میں کیا جواب دیتی۔

''اندر آ جاؤں ماہم''؟۔اس نے باہر سے ہی پوچھا۔

ماہم یہ سن کر فٹ سے اٹھ بیٹھی....اپنے آنسو صاف کیے....ناک بھی رگڑی....مگر کہا کچھ نہیں۔

''میں آرہا ہوں اندر....''۔کیف نے تھک کر کہا۔

''بس آرہی ہوں''۔وہ کہتے ہوئے دروازے کے قریب آئی اور دروازہ کھول کر اس کے عقب سے گزرنے لگی مگر کیف نے اس کا ہاتھ تھام کر روک لیا۔

وہ نظریں چرانے لگی....جیسے اپنی سرخ ہوتی آنکھیں دکھانا نہ چاہ رہی ہو....اس کی چھوٹی سی ناک بھی سوج چکی تھی۔

''چہرہ کیوں سجالیا ہے اپنا پھینو.....میں تو بس''۔ماہم کو اس کی یہ صفائی فضول لگی....اس نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔

''اچھا سوری بابا....''۔کیف نے منانے کی کوشش کی....مگر وہ پھر سے اشک بہانے لگ گئی تھی.....کیف اسے روتا دیکھ کر مزید شرمندہ ہوا....۔

''کیا میں تمہیں مرغا بن کر دکھاؤں''۔وہ بولا اور ماہم یہ سن کر کچھ ہنس پڑی... پر نظریں اب بھی نیچی ہی تھیں۔

''اب مجھے روتی نظر آئی تو میں واپس اپنے گھر چلا جاؤں گا''۔سنتے ہی فٹ سے ماہم نے اس کی طرف دیکھا جیسے ابھی روکنے کے لیے کچھ بول دے گی مگر بس دیکھ کر ہی رہ گئی۔

کیف مسکرا دیا...

''فریش ہو کر آجاؤ...مما بلا رہی ہیں...جلدی آنا''۔وہ تنبیہ کر کے چلا گیا اور ماہم کسی سوچ میں ڈوب گئی....کیا کیف اس کا یوں ہی دل دکھاتا رہے گا؟؟؟۔

پھر جھنجلا کر اپنے خیالوں کو جھٹکتے اپنا چہرہ دھو کر لاؤنج میں آگئی... جہاں عرش فریدہ سے مل کر جا ہی رہا تھا..فریدہ اصرار کر رہی تھی کہ وہ مزید بیٹھے....بلکہ ڈنر کر کے جائے مگر اس کو کوئی کام تھا شاید....لہذا کیف سمیت سب کو الوداع کہتا چلا گیا۔

ماہم فریدہ سے اپنی نظریں اور چہرہ کچھ چرا سا رہی تھی کہ کہیں اس کے رونے کے کوئی آثار اس کے چہرے پر رہ ہی نا گئے ہوں۔عرش کے جانے کے بعد کیف سے اس کی فرمائش پوچھی گئی.نوید سارا سودا سلف بھی لے ہی آیا تھا.....کیف نے بھی بڑی حجت سے ہی کہا۔

''خالہ میں تو بریانی کھانے آیا ہوں...اس کے علاوہ مجھے نہ کچھ خاص پسند ہے نہ کھاتا ہوں.....ہاں مگر بریانی کے ساتھ سلاد ڈھیر سارا ہو''۔فریدہ بھی اس کی بات پر مسکرا دیں اور ماہم سے کہا کہ جا کر بریانی بنا لائے.....سارہ بھی جانے کہاں سے لاؤنج میں آگئی تھی۔

''کہاں تھی تم اب تک سارہ.....نہ اپنے کیف بھائی سے ملی نہ عرش بھائی سے''۔فریدہ اس کی طرف دیکھ کر بولیں۔

سارہ فٹ سے کیف کے گلے لگ گئی....

''کیف بھائی کو ہی ملنے آئی ہوں....عرش بھائی سے ناراض ہوں....اس لیے سٹور میں بیٹھی تھی''۔وہ معصومیت سے بولی۔

سب اس کی بات سن کر کھلکھلا کر ہنس دیئے۔

"یہ یوں ہی جب دیکھو عرش سے ناراض ہو کر بیٹھ جاتی ہے"۔ فریدہ نے کیف کو بتایا.....

عرش کا نام کیف کو ناگوار گزرا...بڑی مشکل سے اس نے اتنی دیر عرش کو اپنے سامنے برداشت کیا تھا۔

ماہم کچن میں بریانی بنانے چلی گئی تھی اور کیف سارہ کے ساتھ باتیں کرنے میں لگ گیا تھا....وہ چھوٹی سی سارہ کی معصومیت سے بھری باتیں سن کر خوش ہو رہا تھا...فریدہ کو ندا کی کال آ گئی تھی جو کہ اس نے سسرال میں بیٹھ کر کی تھی۔

سسرال کی شادی کے سارے حال اس نے سب کو ہی دینے تھے وہ بھی تفصیل کے ساتھ.......چھوٹی سے چھوٹی بات سے لے کر بڑی سے بڑی بات تک وہ بڑھا چڑھا کر بتاتی تھی....اور جب کال کرتی تھی تو اپنے گھنٹہ پیکج کا گھنٹہ پورا کر کے ہی جان چھوڑتی تھی۔

سارہ سے کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد کیف ماہم کے پاس کچن میں پہنچ گیا اور آتے ہی تقریباً چلایا۔

"یہ کیا کر رہی ہو...پیچھے ہٹو"۔

پتیلی کے قریب کھڑی ماہم چونکی.....

"اتنا گھس کر کیوں بنا رہی ہو...چولہے سے دور ہو کر بناؤ....جل جاؤ گی"۔ اس نے نرمی سے کہا۔

"دور ہو جاؤں گی تو بناؤں گی کیسے....اس نے پتیلی میں ڈوئی گھماتے ہوئے کہا۔

"ہاتھ آگے کرو....خود پیچھے ہی رہو...بیوقوف کہیں کی"۔ وہ اس کی پھینی ناک ہلکا سا کھینچ کر بولا....اس نے برا سا منہ بنایا...دل میں سوچا جانے کب اس کی ناک کی جان چھوٹے گی..شاید کیف اسے کھینچ کھینچ کر ہی لمبا کر دے گا۔

"تمہیں تو پسینہ آ رہا ہے"۔ وہ کہتے ہی یہاں وہاں دیکھنے لگا....پھر ایک پتلی سی چھوٹی سی ٹرے اٹھا کر اسے ہوا دینے لگا۔

"یہ کیا کر رہے ہیں"۔ وہ جو پتیلی میں چکن دیکھ رہی تھی پھر سے اچانک ہوا کے جھونکے محسوس کرتے ہوئے بولی۔

"تمہیں گرمی سے بچا رہا ہوں...میرے لیے بریانی بنا رہی ہو....کیا میں اتنا بھی نہیں کر سکتا کہ تمہیں گرمی نہ لگنے دوں"۔ لہجے میں محبت اور کیئر کی آمیزش تھی۔

"ہم بیچاری لڑکیوں کا تو کام ہے یہ....آپ چھوڑیں اسے.."۔ اس نے اس کی ٹرے پکڑ کر روکتے ہوئے کہا۔

"چھوڑو ترے ماہی....ورنہ میں بریانی ہی نہیں کھاؤں گا.....مجھے اچھا نہیں لگ رہا کہ میری منگیتر کو میری وجہ سے اتنا پسینہ آئے ...گرمی لگے.....مجھے بھی بریانی کا نہیں کہنا چاہیے تھا...ایسا کچھ کہنا چاہیے تھا جس میں تمہیں زیادہ گرمی نہ لگے"۔ وہ نادم سا چہرہ بنا کر بولا ...ساتھ ہی اس نے ماہم کو پہلی دفعہ ماہی کہا تھا....جس پر ماہم نے کوئی ردعمل ظاہر نہیں کیا تھا۔

ماہم نے کچھ پل کے لیے اس کے چہرے کو دیکھا...اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک آئی....کیا میں اتنی خوش نصیب ہوں کہ مجھے مجھ سے اتنی محبت کرنے والا شخص ملا ہے....وہ سوچ کر ہی رہ گئی۔

"اچھا..شادی کے بعد بھی کھانا پھر آپ ہی پکانا....میں تو نہیں بنانے والی"۔ وہ شرارت سے بولی....

''تو میں ہی بناؤں گا...اپنے لیے بھی اور تمہارے لیے بھی.....ابھی بھی کراچی میں اکثر خود ہی تو بناتا ہوں..''۔وہ پھر سے اسے ہوا دیتے ہوئے بولا۔

''بس...بس رہنے دیں...باتیں ہیں یہ سب....''۔اس نے سر کو ہلکا جھٹکا سا دے کر کہا۔

''یہ تو وقت ہی بتائے گا نا''۔وہ اعتماد سے بولا۔

فریدہ بھی کچن میں ہی آ گئیں اور کیف کو ماہم کے چہرے پر ہوا دیتے ہوئے دیکھ کر بولیں۔

''یہ کیا کر رہے ہو کیف....اور ماہم شرم کرو...اس بیچارے سے یہ سب کروا رہی ہو''۔لہجے میں ناراضی تھی۔

کیف نے ان کو اچانک دیکھ کر یک دم ہی ٹرے نیچے کر لی۔

''وہ...وہ کچن میں گرمی تھی نا...بس اسی لیے میں نے سوچا''۔وہ سہما سہما سا بولا۔

'بتم گرمی میں کیوں کھڑے ہو بیٹا....بڑی مشکل سے ندا کی کال ختم کروائی ہے.....آؤ تم ٹھنڈک میں بیٹھو....''۔وہ اس کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے ساتھ لے جاتی ہوئی بولیں۔

ماہم نے مسکرا کر اسے جاتا دیکھا.....کچھ دیر پہلے تک جو کیف نے اس کا دل دکھایا تھا وہ اتنی محبت اور کیئر دیکھ کر سب بھول چکی تھی۔

شہباز بھی آج خاص طور پر کیف سے ملنے کی خاطر جلدی گھر آ گئے تھے.....وہ بھی کیف سے مل کر بہت خوش ہوئے اور انہیں کیف پسند بھی بہت آیا....انہوں نے دل میں شکر منایا کہ کیف واقعی بہت اچھا لڑکا نظر آیا تھا.....بہت سلجھا ہوا اور سمجھدار محسوس ہوا۔

بریانی بھی بن گئی تھی اور سب نے ایک ساتھ ہی ڈنر کیا تھا.....کیف نے پہلے چمچ کے ساتھ ہی ماہم کو ٹیکسٹ کر دیا تھا کہ بہت ٹیسٹی بریانی ہے.....ماہم نے بھی فوراً ہی ٹیکسٹ پڑھا تھا اور مسکرا دی تھی...البتہ سب کے سامنے بیٹھ کر اسے رپلائے نہیں کیا.....

کیف ڈنر کے بعد بھی کافی دیر تک شہباز اور فریدہ کے ساتھ بیٹھا رہا تھا.....

☆......☆......☆

صبح سویرے ہی کیف جاگ چکا تھا.......اسے آج کراچی کے لیے روانہ ہونا تھا...چہرے پر تبسم سجائے اس نے اپنی صبح کا آغاز کیا تھا....نیند کی آغوش سے نکلنے کے بعد جو پہلا خیال اس کے دل و دماغ میں لہراتا تھا...وہ ماہم قریشی کا خیال ہوتا۔

اس نے اسے معمول کے مطابق گڈ مارننگ کا میسج کیا تھا...جواب بھی فٹ سے ہی آیا تھا۔

(میں کالج کے لیے تیار ہو رہی ہوں...واپس آ کر میسج کروں گی)۔

کیف مسکرا دیا...مگر یک دم ہی کسی خیال نے اس کے چہرے کی مسکراہٹ غائب کی تھی.....وہ آج کراچی جانے والا تھا...ماہم سے دور...بہت دور۔

کراچی تو وہ پہلے بھی کئی بار جا چکا تھا مگر حالات میں فرق تھا.....پہلے ماہم قریشی اس کی امانت نہیں تھی بس ایک چاہت تھی

....جسے اسی شہر میں چھوڑ کر وہ چلا جایا کرتا تھا...مگر اب رشتہ بدل چکا تھا...احساسات میں مزید گہرائی اور اپنا پن شامل ہو چکا تھا....ماہم اس کی تھی...وہ اپنی ماہم کو اسی شہر میں چھوڑ کر خود کسی اور شہر میں؟؟؟....اس کا دل بوجھل ہوا۔

اسی بوجھل دل کے ساتھ وہ بستر سے اٹھا فریش ہو کر ناشتے کے لیے ڈائنگ ٹیبل پر آ بیٹھا....عادل اور خالدہ وہاں پہلے سے ہی موجود تھے...اس نے اترے ہوئے چہرے کے ساتھ صبح کا سلام کیا اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

عادل اور خالدہ نے اس کے چہرے پر اداسی محسوس کی مگر اس سے پہلے کے وہ کچھ کہتے کوئی ان کی صبح خراب کرنے آ پہنچا تھا۔

''واہ...واہ ناشتا شروع کیا جا رہا ہے.....اس کا مطلب میں صحیح وقت پر پہنچا ہوں''۔کاشف ہنستا مسکراتا کرسی کھینچتا بے تکلفی سے کیف کے سامنے ہی بیٹھ گیا۔

کیف نے گہری سانس لی۔

''بھئی میں نے نادیہ سے کہا کہ آج تو میں ساتھ والے پورشن میں ہی ناشتا کروں گا.....''۔ساتھ والا پورشن وہ اکثر مزاق میں کہا کرتا تھا کیوں کہ ان کا گھر تو ایک ہی تھا بس پورشن بنے ہوئے تھے مگر کیف کی بدقسمتی سے لان اور صحن مشترک تھے۔

عادل نے بس مسکرانے پر ہی اکتفا کیا....جبکہ خالدہ نے بنا کچھ کہے کچن کا رخ کیا.....

''خاص طور اپنے اس گبرو جوان کے لیے آیا ہوں....''۔وہ کیف کی طرف دیکھ کر بولا...کیف نے تاثرات سے عاری چہرے کے ساتھ اس کو دیکھا اور اس نے مسکرا کر اپنی بات مکمل کی۔

''آج جا جو رہے ہو....جانے پھر کب آؤ...ظاہر ہے اب پڑھائی پر بھی تو دھیان دینا ہے نا.....مختصر سے عرصے میں دس بار تو واپس آئے ہو....''۔وہ جس کام کے لیے آیا تھا شاید وہ شروع کر چکا تھا...لفظوں کے تیر چلانا.....جو سیدھا دوسروں کے دل میں اترتے تھے مگر اس کی بڑی ہی خاص عادت تھی....وہ تیر بھی شیرے میں ڈبو...ڈبو کر مارتا تھا۔

کیف اس کی بات پر بس لب بھینچ کر رہ گیا...کہتا بھی تو کیا.....

''اب واپس نہیں آئے گا....کم از کم اس سمسٹر میں تو نہیں''۔عادل نے جواب دیا مگر ساتھ ہی کیف پر بھی ایک جتائی ہوئی نظر ڈالی گویا اسے بھی تنبیہ کی ہو...یا حکم دیا ہو....بہرحال اس پر یہ واضح ہو ہی گیا تھا کہ اس پر اس گھر کے دروازے اس سمسٹر کے لیے تو بند ہی ہیں۔

''ہاں..اچھا ہے...اپنا پڑھے لکھے...کچھ بن جائے....ابھی عمر ہی کیا ہے کیف کی.....یہ عشق معشوقی جیسے مشاغل اور شادی وادی کے چکروں سے باہر نکلے اور اپنا مستقبل بنائے''۔جانے وہ ہر بار کیف کے عشق کو ہی موضوع کیوں بنا ڈالتا تھا۔

عادل کے چہرے پر سنجیدگی چھائی...کیف نے گلہ کھنکارا....پھر نرم اور میٹھے سے لہجے میں اس کا وار اسی کو واپس کرنے کی کوشش کی۔

''چچا یہی تو عمر ہے شادی کی....ادھیڑ عمر میں شادی کی تو کیا کی؟؟ادھیڑ عمر میں تو لڑکی والے رشتہ بھی نہیں دیتے....مٹھائی منہ پر مار کر روانہ کر دیتے ہیں''۔

خالدہ جو کچن سے اضافی برتن وغیرہ ٹرے میں لیے ڈائنگ روم میں داخل ہوئی تھی کیف کی یہ بات سن کر ٹھٹک سی گئی.....عادل نے بھی غصیلی نظر کیف پر ڈالی جسے کیف نظر انداز کرتا ہوا... چہرے پر شریری مسکراہٹ لیے ہوئے کاشف کو دیکھتا رہا۔

کاشف کے چہرے کا رنگ اڑا.....وہ اپنے دانت پیس کر رہ گیا۔

خالدہ نے اس کے آگے پلیٹس سجانا شروع کی تھیں.....وہ دانتوں پر دانت جمائے کچھ پل بیٹھا رہا..مگر شاید صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تو وہ خاموشی سے اٹھ کر چلا گیا۔

عادل نے آواز دے کر روکنا چاہا مگر خالدہ نے اشارہ کر کے روک دیا.....عادل نے ایک غصیلی نگاہ کیف پر ڈالی اور وہ بھی اٹھ کر چلے گئے۔

''تمہیں ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا کیف....تمہارے ابو جی کو بہت برا لگا ہے''۔خالدہ نے بے بسی سے کہا۔

''تو کیا چپ چاپ چچاااااجان ان کی کڑوی باتیں سنتا رہتا''۔اس نے چچا اور جان کھینچ کھینچ کر کہا تھا۔

''ہاں سنتے رہتے.....یہ تمہارا اپنا فیصلہ ہے.....بھگتنا تو پڑے گا نا....تم پہلے سے ہی جانتے تھے کہ کاشف تک بات گئی تو یہی انجام ہو گا....اب بھگتو اسے...جیسے ہم بھگت رہے ہیں...مگر خدا کے لیے اسے اس طرح کے ہتک آمیز جواب دے کر اپنا مزید دشمن مت بناؤ''۔وہ متفکر سے لہجے میں سرزنش کر رہی تھیں۔

کیف نے بے بسی سے سر کو ہلکا خم دیا۔

''تمہیں کیا لگتا ہے کہ وہ تمہاری اس بات کے جواب میں خاموش ہو کر چلا گیا...نہیں.....وہ اس کا بھی بدلہ لے گا...اور سود سمیت لے گا....تم اس کی فطرت سے بخوبی واقف ہو''۔انہوں نے جیسے آگاہ کیا۔

کیف کا اب ناشتے میں کہاں دل لگنے والا تھا لہٰذا وہ بھی اپنا سا منہ لے کر اپنے کمرے کی طرف چل دیا اور خالدہ ٹیبل پر رکھے ناشتے کو دیکھ کر گہری سانس لے کر رہ گئی۔

☆......☆......☆

کیف کراچی جانے سے پہلے کچھ دیر کے لیے ماہم کے گھر گیا تھا.....مگر اپنے جانے کا اس نے خالدہ کو نہیں بتایا تھا.....وہ ماہم کو دیکھے بنا کراچی نہیں جانا چاہتا تھا...اس کے گھر سے جاتے ہوئے اس کی آنکھوں میں نمی تھی.....اس رشتے میں بندھ جانے کے بعد سے کیف کی محبت کے دل میں ماہم کے لیے محبت تو جیسے دگنی، چوگنی ہو گئی تھی.....ہر بار پر بس اسے یہی خیال آتا تھا کہ اس کی ماہی....بس اس کی ماہی۔

وہ اسے لے کر حساس ہو چکا تھا...اسے اپنی ملکیت سمجھنے لگا تھا....

کراچی آ جانے کے بعد اس کا کچھ دن تو پڑھائی میں بالکل دل ہی نہیں لگا تھا....اس کے مڈٹرم کا رزلٹ بھی آ چکا تھا۔رزلٹ کچھ خاص نہیں تھا اور ہوتا بھی کیسے وہ ایکسیڈنٹ کی وجہ سے اور اپنی ذاتی زندگی کی مصروفیات کی وجہ سے پڑھائی پر توجہ دے ہی کہاں پایا تھا۔

ماہم کو البتہ اس نے اپنے برے رزلٹ کا نہیں بتایا تھا مگر ماہم اس سے ہمیشہ شکوہ کرتی کہ اسے کالج میں کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا...سرکاری کالجز کے ٹیچرز کہاں دلچسپی سے پڑھاتے ہیں؟؟ وہ اکیڈمی میں پڑھنا چاہتی تھی اور اکیڈمی کی اجازت کیف نے اسے دی نہیں تھی....ہر بار وہ یہ کہہ کر ٹال دیتا کہ تم کوشش کرو سمجھنے کی....زبردستی پوچھا کرو ٹیچرز سے....وہ کوشش بھی کرتی تھی مگر سرکاری ٹیچرز کی عدم دلچسپی سے کوفت کا شکار ہو جاتی۔

اسی سب میں کرن موقع ڈھونڈتی رہی کہ وہ کیف کو پروپوز کرے مگر جب سے کیف سکھر سے واپس آیا تھا اس کا انداز بس لیے دیے والا ہی ہو کر رہ گیا تھا....جو تھوڑی بہت فرینکنس اس کی کرن کے ساتھ تھی اب وہ بھی نہ ہونے کے برابر بچی تھی۔

اس کو اتنا ریزرو ہوتا دیکھ کر کرن ہمت ہی نہ کر پائی کہ اپنے دل کی کوئی بات کر سکے.....ادھر ماہم نے بھی عرش کو اگنور کرنے کی کوشش شروع کی....کیف نے اسے سختی سے کہہ دیا تھا کہ وہ عرش سے دور رہے گی....ماہم نے اس حکم پر بھی سر تسلیم خم کر دیا تھا۔

وقت کا پہیہ کچھ چلا اور ماہم کی برتھ ڈے قریب آ پہنچی....اپنے برتھ ڈے کے لیے وہ بہت ایکسائٹڈ تھی......اتنے دن پہلے سے ہی اس نے سوچنا شروع کر دیا تھا کہ کیف اسے کیسے وش کرے گا وغیرہ وغیرہ۔

رات کے بارہ بجنے میں کچھ ہی وقت باقی تھا....وہ اپنے کمرے میں بیٹھی سیل فون پر نظریں جمائے بیٹھی تھی کہ کب بارہ بجیں اور اسے کیف کی کال آئے.مگر بارہ بجتے ہی اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور اس پر سنو فال شروع ہو گئی۔

کچھ سنبھل کر جب اس نے سامنے دیکھا تو ہاتھ میں ایک بڑا سا ٹیڈی بیئر کیک لیے اس کے سامنے عرش کھڑا تھا.....عالیہ اب بھی اس پر وقفے وقفے سے سپرے کر رہی تھی....سارہ کے ہاتھ میں دو چار پٹاخے تھے جو اس نے کمرے میں آتے ہی جلا دیے اور ماہم ڈر ہی گئی۔

وہ تینوں چہرے پر مسکراہٹیں لیے اس کے سامنے تھے.....

ماہم نے ان سب سے مبارک باد وصول کی اور اپنا سیل فون دیکھا....کافی سارے میسجز آئے ہوئے تھے.اس نے کوئی بھی میسج اوپن نہیں کیا....وہ کیف کے میسج تسلی سے پڑھنا چاہتی تھی.......اس کے دل کی دھڑکنیں بے تاب ہوئیں....ہزاروں چاہنے والے بھی گر ساتھ ہوں تب بھی وہ اس ایک کی کمی پوری نہیں کر سکتے جس کے لیے یہ دل دھڑکتا ہے۔

شہباز اور فریدہ بھی ہاتھوں میں گفٹس لیے اس کے کمرے میں آ چکے تھے....ماہم نے کیک کاٹا مگر اس کا دھیان اپنے سیل فون پر ہی تھا جسے وہ اب تک چیک نہیں کر سکی تھی....اسے ڈر ہی لگ گیا کہ کہیں کیف سے تسلی سے بات کرنے کے چکر میں کیف اس سے ناراض ہی نہ ہو جائے۔

عرش اور عالیہ کچھ دیر بیٹھے تھے اور پھر چلے گئے....وہ صرف ماہم کو سرپرائز دینے ہی آئے تھے.....یہ اس کی زندگی کا بیسٹ برتھ ڈے ہونے والا تھا....

سب کے کمرے سے چلے جانے کے بعد اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ اپنا سیل فون اٹھایا...زینب کا میسج....صدف کا میسج

....سعد کا میسج....امبر کا میسج.... یہاں تک کہ احسن اور خالہ ندا کا بھی.....سب کے میسج تھے..نہیں تھا تو بس ایک کیف کا میسج نہیں تھا۔

کیف کا آخری میسج وہی تھا جو اس نے بارہ بجے سے کچھ دیر پہلے کیا تھا وہ بھی بس حال احوال کے لیے....ابھی وہ سب کے میسجز کا ٹوٹے دل کے ساتھ رپلائے دے ہی رہی تھی کہ پھر سے ایک میسج آیا...کیف کا میسج.... چھک کر اس نے اوپن کیا

(تم تو غائب ہی ہوگئی....خیر میں سونے لگا ہوں..گڈ نائٹ)۔

بھوری آنکھوں سے بے اختیار نمی چھلکنے لگی تھی....کچھ دیر پہلے ملی ہوئی ساری خوشی اسے پھیکی سی لگی......اس نے اپنی آنکھوں کو رگڑ کر صاف کیا اور موبائل کو زور سے بستر پر پٹخ دیا۔

مگر آنسو کہاں تھمنے والے تھے....اتنی سی بات پر اسے جانے اتنا دکھ کیوں ہوا....سارے جہان کو اس کی برتھ ڈے یاد تھی سوائے ایک کیف کے....جانے وہ کتنی دیر تکیے میں منہ دیئے آنسوئے بہاتی رہی اور نیند کی وادی میں کھوگئی۔

صبح آنکھ کھلتے ہی اس نے سیل فون دیکھا..مگر مایوسی ہی ہوئی...ٹوٹے دل کے ساتھ وہ کالج کے لیے تیار ہوئی تھی....کلاس کے بعد اس کی سب دوستوں نے مل کر اسے سرپرائز پارٹی دی تھی مگر وہ اوپر سے ہی مسکراتی رہی.....اندر سے تو وہ خالی ہی تھی۔

گھر آنے کے بعد وہ سوگئی....شام تک سوئی رہی اس امید میں کہ جاگنے پر کیف اس کے سامنے ہو....وہ جانتی تھی یہ اس کی خام خیالی اور خوش فہمی ہے مگر کچھ خوش فہمیاں دل کو سکون دیا کرتی ہیں۔

شام کو بھاری سر کے ساتھ اٹھنے پر بھی مایوسی ہی ہوئی...نہ تو کیف آیا تھا نہ ہی اس کا کوئی وشنگ میسج.... بوجھل دل کے ساتھ اس نے رات بارہ بجے تک انتظار کیا....مگر بے سود۔

اگلے دن شام کو اس نے کال کی اور شکوہ کیا کہ ماہم نے اسے بتایا کیوں نہیں کہ اس کی برتھ ڈے ہے....وہ ہکی بکی سی ہوگئی کہ یاد بھی اس نے کروانا تھا....اس نے غصے میں کال ہی کاٹ دی تھی..بعد میں فریدہ سے معلوم ہوا کہ فریدہ نے کیف کو بتایا تھا اس کی برتھ ڈے کے بارے میں۔

یہ سنتے ہی اس کے چہرے کا رنگ اڑا....وہ سہم کر بولی۔

"آپ نے یہ بھی بتادیا کہ عرش بھی آیا تھا سرپرائز دینے"۔

"نہیں تفصیلی حال احوال نہیں ہوا....بس اتنا ہی بتایا میں نے کہ تم نے اپنا برتھ ڈے سو کر گزارا"۔ان کے یہ بتانے سے ماہم کو کچھ تسلی ہوئی تھی.....

"بتایا گا بھی مت مما...وہ عرش کو پسند نہیں کرتے.....میں ان کو اپنے طریقے سے بتادوں گی..."۔یہ کہہ کر وہ کسی بھی مزید سوال و جواب کے لیے رکی نہیں تھی۔

☆......☆......☆

''بلیک پیپر چکن تو آپ کو پسند ہی نہیں مما....پھر کیوں بنایا؟؟'' ۔کالج سے آتے ہی لنچ کا پوچھنے پر فریدہ نے اسے بس اتنا ہی بتایا تھا کہ لنچ میں بلیک پیپر چکن ہے۔

''میں نے نہیں بنایا'' ۔وہ لاؤنج میں بیٹھی نظریں نیوز چینل پر ٹکائے بولی تھیں۔

''تو پھر'' ۔وہ حیران ہوئی۔

''کیف نے بنایا ہے'' ۔وہ جوان کے پاس صوفے پر بس نیم دراز ہی ہونے والی تھی یک دم پھر سے کھڑی ہو گئی۔

''کیاااااا'' ؟؟ حیرت میں ڈوبتے ہوئے وہ بولی....کیف تو کراچی تھا...پھر وہ کیسے؟؟ اس نے اپنی سوچوں کے گھوڑے دوڑائے۔

''کیف تمارے کالج جانے کے کچھ دیر بعد ہی آ گیا تھا....سفر سے تھکا ہوا تھا اس کے باوجود تمہارے بابا کے ساتھ ہی بیٹھا رہا ....دو پل بھی

چاہ بنا لیا اس نے'' ۔وہ ابھی بھی چہرے پر نارمل تاثرات لیے نیوز چینل پر نظریں ٹکائے اسے سب بتا رہی تھیں۔

ماہم نے کچھ کہنا چاہ...مگر فریدہ سے پوچھنے کا کیا فائدہ....اسے سب کیف سے ہی پوچھنا تھا۔

''اب کہاں ہیں وہ'' ۔وہ بولی۔

''تمہارے کمرے میں آرام کر رہا ہے'' ۔وہ بڑی ہی سہولت سے بولیں جب کہ ماہم کے چھکے چھوٹے۔

''میرے کمرے میں.....'' ۔وہ یہ کہتے کہتے رک گئی کہ یہ کتنی غیر مہذب حرکت ہے....مگر فریدہ شاید اس کی ان کہی سمجھ چکی تھیں لہذا وہ خود سے ہی بولیں۔

''میں نے تو اسے کہا تھا کہ گیسٹ روم میں آرام کرے مگر اس نے ہی کہا کہ تمہارا کمرہ اسے بالکل لڑکوں کے کمرے جیسے لگتا ہے ....اس لیے وہ وہاں ذیادہ کمفرٹیبل ہے....تب میں نے بھی سوچا کہ بات تو اس کی ٹھیک ہے...'' یہ کہہ کر اب انہوں نے ماہم پر سرسری سی نظر ڈال کر اپنی بات جاری کی۔

''اپنے کمرے کے رنگ ڈھنگ سدھار لیتی تو آج یہ دن نہ آتا'' ۔

وہ جھنجلائی....گویا فریدہ نے اسے آج بھی اس کے کمرے کے رنگ کا طعنہ دے دہی دیا....فریدہ ہمیشہ سے اس سے الجھا کرتی تھی کہ وہ اپنے کمرے کا کلر بدلوائے، سیٹنگ بدلوائے...مگر ماہم کہاں سنتی تھی۔

وہ کچھ کہے بنا اپنے کمرے کی طرف گئی....دروازہ ناک کیا....سیکنڈز میں ہی دروازہ کھل چکا تھا...سامنے کیف مسلتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ سامنے تھا۔

''آپ یہاں...اچانک....کوئی دیکھ لے گا تو؟؟ آپ نے بتایا بھی نہیں کہ آپ آنے والے ہیں.....'' ۔وہ ایک ہی سانس میں

سب سوال کر گئی۔

''مجھے لگا تھا کہ مجھے اچانک دیکھ کر تمہیں خوشی ہوگی....''۔لہجہ میں واضح خفگی تھی۔

ماہم نے گہری سانس لی...پھر لہجہ نارمل کرتے ہوئے نرمی سے بولی۔

''خوشی ہوئی ہے مگر..''۔وہ کچھ کہتے کہتے رکی....جیسے سوچ میں پڑی ہو کہ شاید کچھ کہنا مہمان نوازی کے اصولوں کے خلاف ہو۔

''تمہیں سرپرائز دینے آیا تھا..معافی مانگنے بھی..''۔اب وہ سائیڈ ٹیبل کی طرف بڑھا اور ایک خوبصورت سا گفٹ پیک اٹھایا۔

ماہم حیرت زدہ سی اسے دیکھ رہی تھی....وہ اب تک دروازے کی چوکھٹ پر ہی کھڑی تھی۔

''اندر آ جاؤ..تمہارا ہی کمرہ ہے''۔اس نے مسکرا کر کہا۔

ماہم کسی میکانکی انداز میں اندر چلی آئی..کیف نے چہرے پر مسکراہٹ سجائے بغور اس کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لیا..پھر مدھم سا بولا۔

''ہمارے ہاں برتھ ڈے سیلیبریٹ نہیں کی جاتی....نہ کبھی کسی نے میری کی..نہ مجھے اس بارے میں کوئی خاص معلومات تھیں ...نہ ہی مجھے یہ پتہ تھا کہ رات کے بارہ بجے وش کرنا فرض ہوتا ہے....''۔اپنی بات پر وہ خود ہی ذرا سا ہنس دیا....ماہم اب بنا پلکیں جھپکائے اس کو یک ٹک دیکھی جا رہی تھی....۔

''مما سے مجھے پتہ چلا کہ تم برتھ ڈے سیلیبریٹ کرتی ہو....اور تمہیں سب لوگ بارہ بجے وش بھی کرتے ہیں....تب مجھے احساس ہوا کہ مجھے بھی تمہیں وش کرنا چاہیے تھا....میں منگیتر ہوں تمہارا...''۔

اپنی بات کو ادھورا چھوڑ کر وہ ماہم کی جانب بڑھا....اور اپنے ہاتھ میں موجود گفٹ اس کی جانب بڑھایا.....

''یہ تمہارا گفٹ....میں مانتا ہوں مجھ سے کچھ دیر ہوگئی مگر امید کرتا ہوں کہ تم اس بار مجھے معاف کر دوگی''۔

ماہم نے میکانکی انداز میں اس کے ہاتھ سے گفٹ لیا مگر چہرہ جذبات سے عاری نظر آیا۔

''تمہیں اچھا نہیں لگا''؟۔کیف نے ابرو چڑھا کر اسے سوال کیا اور وہ کچھ چونکی....وہ اب تک یقین ہی نہ کر پائی تھی کہ یہ خواب نہیں حقیقت ہے....اس کے خوابوں کا شہزادہ دوسرے شہر سے صرف اور صرف اس کی خاطر آیا تھا اپنی معمولی سی غلطی کا ازالہ کرنے.....اسے اپنی قسمت پر رشک ہوا.....دنیا میں محبت تو بہت لوگ کرتے ہیں مگر محبت ملتی خوش نصیبوں کو ہی ہے....وہ بھی ان خوش نصیبوں میں سے ایک تھی۔

''بہت اچھا لگا....اور آپ نے وش نہیں کیا تھا تو میں ساری رات روتی بھی رہی تھی....ناراض بھی بہت تھی..مگر اب نہیں ہوں ...اور اس گفٹ پیک میں جو بھی ہے..اسے ساری زندگی سنبھال کر رکھوں گی''۔لہجہ نارمل تھا مگر چہرے پر جذباتیت جھلک رہی تھی۔

اس سے پہلے کہ کیف کچھ کہتا....فٹ سے اسے جیسے کچھ یاد آیا۔

''مگر آپ میرے کمرے میں کیوں آئے....کتنی غیر مہذب حرکت ہے نا یہ....''۔لہجہ اب شکوے سے بھرپور تھا۔

"تمہارا کمرہ مجھے اپنا کمرہ لگتا ہے.... یہاں کی ہر چیز مجھے میری محسوس ہوتی ہے... جیسے تم میری ہو"۔اس کی نظریں گہری ہوئیں اور ماہم کے چہرے پر گلابی پن چھایا... وہ نظریں چرا گئی... سن کر بھی ان سنا کر دیا۔

"ویسے کافی اچھے اسکیچ بنا لیتی ہو..."۔اس نے دانستہ بڑے ہی سنجیدہ سے انداز میں ماہم سے نظریں ہٹا کر کہا۔

چہرے کا گلابی پن اب سرخ ہوا... تو گویا کیف اس کے کمرے کی چیزیں کھنگالتا رہا ہے.....

"چھوڑوں گی نہیں میں آپ کو..."۔وہ غصے میں لال پیلی ہوتی اس کو مار ڈالنے کے سے انداز میں اس کی طرف بڑھی تھی مگر ظبط کر گئی۔

"کہا نا یہ اب میرا بھی کمرہ ہے جتنا کہ تمہارا"۔وہ شریر سے انداز میں مسکراتا ہوا باہر چلا گیا۔

اس اپنائیت پر وہ ششدر رہ گئی.... سمجھ ہی نہ پائی کہ مسکرائے یا اس سے الجھے۔

لنچ ان سب نے ساتھ میں کیا تھا.... بلیک پیپر چکن کڑاہی واقعی بہت ٹیسٹی بنی تھی..... ماہم نے ستائشی نظروں سے کیف کو دیکھا تھا.... پہلی دفعہ کسی نے اس کے لیے اتنے پیار سے کھانا بنایا تھا... کیف کی محبت نے اسے اسپیشل فیل کروایا تھا..... وہ ایک خوبصورت دن تھا۔

شام کو کیف واپسی کے لیے روانہ ہو گیا تھا.... وہ صرف ایک دن کے لیے ہی آیا تھا اتنا رسک لے کر..... اپنے گھر تو وہ جا نہیں سکتا تھا..... لہذا وہ ڈاریکٹ ماہم کے گھر ہی آیا اور وہاں سے ہی چلا گیا مگر فریدہ کو روک گیا کہ وہ خالدہ کو اس کے آنے کے بارے میں نہ بتائیں ورنہ وہ خفا ہوں گی کہ وہ ان سے ملنے نہیں گیا۔

کیف کے جانے کے بعد ماہم نے اس کا گفٹ کھولا تھا.... وہ بھینی بھینی سی مسحور کن خوشبو والا پرفیوم تھا.... وہ مسکرا دی تھی۔

☆......☆......☆

"یہ کیا کہہ رہے ہو...."۔خالدہ کو شاک لگا تھا۔

"اس میں حرج ہی کیا ہے امو..... بھائی بھی تو فارن ہیں... میرے جانے میں اعتراض کیا"۔وہ بھنویں سکیڑے خالدہ کو دیکھ رہا تھا۔ وہ بہت مہینوں بعد اپنے گھر آیا تھا..... سکھر تو وہ تین ماہ پہلے بھی آیا تھا مگر صرف اور صرف ماہم کے گھر۔

ان تین ماہ میں اس نے اپنا پاسپورٹ بنوایا تھا اور ویزہ کے لیے اپلائی کیا تھا..... وہ یہ ملک ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ دینا چاہتا تھا..... اس نے اپنا یہ ارادہ اب تک کسی کو نہیں بتایا تھا مگر آج عرصے بعد گھر آنے پر جب وہ خالدہ کو بتایا تو وہ بیچاری حیرت زدہ ہوئیں۔

"تین سال کراچی میں ضائع کر دینے کے بعد اب تمہیں فارن جانا ہے....." لہجے میں طنز تھا۔

"تو کیا ساری زندگی کراچی یا سکھر رہوں...."۔اس نے سر جھٹک کر کہا۔

"پہلے تم نے کراچی جا کر پڑھنے کی ضد کی... تین سال سے تم وہاں ہو... ہم سب سے دور... اب مزید دو سال کے لیے فارن جانے کی بات کر رہے ہو.... کیا ساری زندگی میں اور تمہارے بابا اولاد کے ساتھ کے لیے ہی ترسیں گے"۔ان کی آنکھوں میں اب نمی اور لہجے میں مایوسی تھی۔

کیف نے نادم سا سر جھکایا....

"پہلے ہی تمہارا بھائی وہاں پڑھنے گیا تھا اور اب تک نہیں لوٹا....نہ ہی اب اس کے لوٹنے کی مجھے کوئی امید ہے....کم از کم تم تو اپنے بوڑھے والدین کو بے آسرا چھوڑ کر مت جاؤ کیف....تمہارا ایم۔ایس۔سی ہو گیا ہے تو یہیں کہیں اچھی جاب کر لو....کوئی بزنس کر لو...مگر خدارا یہ فارن کا بھوت خود پر سے اتار دو"۔وہ مدھم سے لہجے میں اس سے گزارش کر رہی تھیں۔

"امو....میں فیصلہ کر چکا ہوں....سب کچھ ان پروسیجر ہے....میں اب پیچھے نہیں ہٹ سکتا....."۔وہ نادم مگر حتمی انداز میں بولا تھا۔

"کون سا باپ بیٹھا ہے وہاں جس کے پاس تم بھاگے دوڑے جا رہے ہو....اور انجان ملک میں کیسے رہو گے تم...تمہارا بھائی جہاں گیا ہے وہاں تمہارے کافی رشتے دار پہلے سے ہی تھے....تمہیں کچھ ہو گیا تو ہم بوڑھے ماں باپ کہاں ڈھونڈتے پھریں گے"۔انہیں اب طیش آیا۔

"اتنا تو ہم بھی اچھا نہیں امی....ویسے بھی میں کوئی بچہ نہیں جو کھو جاؤں گا....پھر بھی آپ کی تسلی کے لیے بتا دوں کہ میں وہاں اکیلا نہیں ہوں گا...کرن کے فادر بھی وہیں ہیں....اور کرن بھی تو ساتھ ہی جا رہی ہے"۔وہ رسانیت سے کہہ گیا۔

"کرن بھی جا رہی ہے؟"۔ان کا چہرہ زرد ہوا...وہ دانت پیس کر رہ گئیں۔

☆......☆......☆

کیف کا پہلا سمسٹر ہوا تو وہ فوراً سکھر بھاگا آیا.....آتے ہوئے اس نے ماہم کے لیے کچھ بکس خریدی تھیں....گھر آتے ہی اسے اب اس بات کی جلدی تھی کہ وہ کیسے اور کب ماہم کے گھر جائے۔

وہ پورے ہفتے کے لیے آیا تھا اور پہلا دن بھی اس نے بڑے صبر کے ساتھ گزارا تھا....اگلے دن صبح ہی صبح اس کی جویریہ پھپھو ان کے گھر آ گئی تھیں۔وہ ان کے ساتھ بیٹھا ہی تھا کہ کاشف بھی وہیں آ بیٹھا تھا....کچھ دیر یہاں وہاں کے موضوعات چلتے رہے مگر یہ کیسے ممکن تھا کہ ماہم قریشی کا موضوع نہ چلے۔

"ارے کیف احسان مانو کاشف کا کہ تمہیں اس گھر میں پھنسنے نہیں دیا....ورنہ خود ہی سوچو اس عمر میں ہم سے کہاں ناچا جاتا"۔

شیریں لہجے میں وہ کیف کے کانوں میں زہر اتارنے میں لگ چکی تھیں۔

"میں سمجھا نہیں پھپھو"۔کیف نے جویریہ کو بغور دیکھا....عادل تو اس وقت موجود تھے نہیں....خالدہ خاموشی سے اٹھ کر مہمان نوازی کے لیے کچن میں جا پہنچی اور کاشف معنی خیز سا مسکراتا رہا۔

"کاشف تم نے بتایا نہیں کیف کو کہ ان کی شادیاں کس قسم کی ہوتی ہیں....."۔وہ کاشف کی طرف دیکھ کر بولیں اور کاشف نے بھی نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ ہی بتا دیں"۔

جویریہ کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ پھیلی اور وہ پھر سے زہر اگلنے لگیں۔

''ان کی شادیوں میں ہفتہ پہلے سے ہی ناچنا گانا شروع ہو جاتا ہے.....جوان لڑکے اور لڑکیاں ساری ساری رات اکٹھے ناچتے پھرتے ہیں.....لڑکے والے تو کیا وہاں لڑکی والوں کے ہاں بھی اسی طرح ناچنے گانے کا رواج ہے.....ہر آنے والا مہمان بھی اسی ہی طرح بے شرمی.....بس میں کیا کہوں اب.....بس اتنا سمجھ لو کہ ہم بارات لے کر جاتے تو ہمیں بھی جانے کس کس غیر مرد کے ساتھ ناچنا پڑتا.....میں تو شکر مناتی ہوں کہ ہمارا کاشف بھی بچ گیا اور تم بھی''۔

کیف نے دانتوں پر دانت جمائے اور کاشف بدستور زہریلا سا مسکراتا رہا۔

''اور تو اور.....''جویریہ کا دل ہلکا نہ ہوا تھا شاید وہ مزید بھی کچھ کہنا چاہ رہی تھی کہ کیف اٹھ کر چل دیا.....مزید کچھ سن کر وہ اپنا خون نہیں جلانا چاہتا تھا۔

☆......☆......☆

تین ماہ گزر چکے تھے.....نہ وہ آیا تھا نہ اس کا کوئی پیغام.....وہ خود پر طنزیہ ہنسی.....یہ دن بھی ڈھلنے والا تھا.....اس نے خود کو ملامت کی.....ان چند دنوں میں اس نے اپنا ہر حساب کتاب کرنے کی کوشش کی تھی.....اپنے سارے فیصلے.....سارے عمل اپنے ہی منہ پر مار مار کر خود سے پوچھا تھا کہ یہ سب کس لیے؟؟ کس بات کی سزا ہے یہ؟؟۔

تین ماہ پہلے جب اس نے ضمیر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جب فیصلہ کیا تھا تب وہ انجام سے ناواقف تھی.....اس نے ایسا رسک لیا تھا جس میں اسے صرف خوشحالی کی ہی امید تھی..... پاسا یوں پلٹ جائے گا یہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا.....اب جب کہ اس کا انجام اس کے سامنے تھا تو اس نے ایک اور فیصلہ لیا تھا.....خود سے اک اور وعدہ۔

اس نے پر عظم ہوتے ہوئے گہری سانس لی اور اپنے کمرے سے باہر آئی.....وہ اپنی زندگی نئے سرے سے شروع کرنے والی تھی.....ایک نیا آغاز.....

اگر ضمیر کی آواز پر اس نے کیف کو کھو دیا تو غم کیسا.....اس نے اپنے آنسو پونچھ ڈالے تھے.....وہ اب کبھی انہیں کیف کے لیے نہیں بہائے گی.....اپنی ہی سوچوں میں ڈٹی ہوئی وہ ایک نارمل زندگی جینے کے لیے اپنے کمرے سے نکل کر لاؤنج میں ہنستی مسکراتی آئی تھی جب اس کے چہرے کا رنگ زرد پڑا.....مسکراہٹ معدوم ہوئی.....نہ ساعتوں پر یقین آیا.....نہ نظروں پر۔

سامنے موجود کیف نے اسے سلام کیا تھا۔

❁ ❁

ناول ہم نوا تھے جو ابھی جاری ہے۔ چھٹی قسط اگلے ماہ کی 10 تاریخ کو پیش کی جائے گی

وہ عجیب سی ذہنی کیفیت کا شکار ہوا تھا....کرب، غصہ، بے بسی...عدم تحفظ....اور نجانے کیا کیا...کچھ احساسات کے نام نہیں ہوتے اور کچھ احساسات میں ایک ساتھ ہی کئی طرح کے جذبات چھپے ہوتے ہیں۔

وہ جویریہ کی بات کو ادھورا چھوڑ کر اپنے کمرے میں چلا آیا تھا...بے اختیار اپنی جینز کی پاکٹ میں سے سیل فون نکالا پھر ایک نمبر ڈائل کرنے لگا...مگر کچھ سنبھل کر اپنا سیل فون سامنے بیڈ پر اچھال دیا اور اپنا ماتھا مسلنے لگا۔

اسی پل اس کا سیل فون زوروشور سے بجنے لگا...اس نے دانت پیسے اور بیڈ کے قریب جا کر سیل فون اٹھا کر دیکھا....ماہی کالنگ جگمگایا۔

نہ چاہتے ہوئے بھی اس نے کال اٹینڈ کر لی تھی۔

''آپ ابھی تک آئے نہیں...آپ نے کہا تھا آپ آج آئیں گے.....مما بھی کب سے انتظار کر رہی ہیں''۔ وہ اس کی کال اٹینڈ کرتے ہی بولی تھی ہمیشہ کی طرح بنا کسی ہیلو، ہائے کے۔

''آج نہیں آ رہا میں''۔ وہ جیسے ضبط کر کے بولا تھا۔

''یہ کیا بات ہوئی...پہلے خود کہا کہ آئیں گے اور اب خود ہی...ہنہ...''۔ لہجے میں خفگی در آئی۔

کچھ پل کے لیے دونوں اطراف خاموشی چھائی رہی...وہ کچھ سوچنے لگا...چند ہی لمحوں میں فیصلہ کیا۔

''اوکے نکل رہا ہوں...پانچ دس منٹ میں پہنچ جاؤں گا''۔ کہہ کر اس نے کال کاٹ دی.....گھر رہ کر جویریہ پھپھو کی باتیں سننے سے تو اچھا یہی تھا کہ وہ گھر سے ہی چلا جاتا۔

کال کے بعد وہ واش روم میں جا کر اپنے چہرے پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مار کر خود کو ریلیکس کرنے لگا...پھر کپڑے بدلے۔ جینز کے اوپر وائٹ ٹی شرٹ اور ہلکی بڑھی ہوئی شیو میں وہ خاصا دلکش لگ رہا تھا مگر چہرے پر کئی شکنیں تھیں۔

ماہم بھی کال کے بعد اپنے کمرے میں جا کر اپنے کالج بیگ سے بکس نکالنے لگی...کیف نے گھر آنے سے پہلے اس سے کہا تھا کہ اسے پڑھائی میں جو کچھ بھی سمجھ نہیں آتا کیف اسے سمجھا دے گا....وہ سارے سوالات ایک جگہ لکھ رکھے...تو بس وہ اسی کام میں جت گئی تھی۔ ابھی وہ اپنی کتابوں میں ہی الجھی ہوئی تھی کہ عالیہ اس کے سر پر آ پہنچی تھی۔

''خیریت تو ہے آج سنڈے کو بھی پڑھائی ہو رہی ہے''۔ اس کی اچانک آواز پر ماہم نے کتابوں سے سر اٹھا کر دیکھا....کچھ ہڑبڑائی۔

''تم یہاں....تم کیوں آئی..؟؟''۔ پھر کچھ سنبھلی....''میرا مطلب ہے تم نے بتایا ہی نہیں کہ تم آنے والی ہو''۔

''بتائے بغیر آنا منع ہے کیا...؟؟ آج سنڈے ہے ....میں اور عرش آج فری تھے اور نورین تو ہوتی ہی فری ہے...تو بس آ گئے''۔ عرش کا سن کر ماہم کے چہرے کا رنگ اڑا...عرش بھی آیا تھا...اور کیف...کیف بھی آنے والا تھا...کیف تو عرش کا نام سن کر بھی لال پیلا

ہونے لگتا تھا اور آج جب اسے سامنے دیکھے گا تو.... ماہم نے سوچ کر ہی آنکھیں کس کے موند لیں۔

"مر گئے آج تو"۔..وہ منمنائی۔

"شاید نہیں آنا چاہیے تھا..کوئی بات نہیں واپس چلے جاتے ہیں"۔عالیہ نے اس کے چہرے کے بدلتے رنگ کو بھانپتے ہوئے اور اس کے عجیب و غریب رنگ ڈھنگ کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"نہیں..نہیں....بہت اچھا کیا.."۔وہ تقریباً اچھل پڑی تھی.....جیسے ابھی عالیہ کو پکڑ کے روک لے گی.....وہ اتنی بد اخلاق بھی نہیں تھی کہ اسے یوں ہی ناراض کر کے بھیج دیتی۔

"میں خود بھی تمہاری طرف ہی آنے کا سوچ رہی تھی..."۔وہ چہرے پر زبردستی مسکراہٹ لاتے ہوئے بولی۔

عالیہ بھی پھیکا پھیکا سا مسکرا دی۔

ماہم نے اس سے نارملی ہی گپ شپ شروع کر دی....وہ بھی مطمئن ہو گئی تھی کہ اس نے یہاں آ کر کوئی غلطی نہیں کی۔

کچھ دیر ہی گزری تھی کہ وہاں عرش بھی آ دھمکا تھا...ہمیشہ کی طرح۔

ماہم کے چہرے کی رنگت ایک دفعہ پھر بدلی.....

"کتنی بے مروت ہو تم دونوں.....میں کب سے لاؤنج میں سارہ اور نورین کے ساتھ بیٹھا بور ہو رہا ہوں...وہ دونوں پتہ نہیں کون سے کارٹون دیکھنے میں لگی ہیں...اور تم دونوں یہاں الگ تھلگ بیٹھ گئی ہو...میں کہاں جاؤں اب؟......"۔اس نے آتے ہی شکوہ کیا۔

"ہم بھی بس آ ہی رہے تھے.......چلو وہیں چل کر بیٹھتے ہیں.....آج کرکٹ میچ بھی ہے...وہ بھی دیکھ لیں گے ..."۔ماہم نے فٹ سے کہا...وہ نہیں چاہتی تھی کہ کیف آئے اور عرش کو باقاعدہ اس کے کمرے میں جما دیکھے۔

یہ کہتے ہی وہ عرش اور عالیہ سے بھی پہلے کمرے سے نکل گئی تھی....عالیہ اور عرش نے ایک دوسرے کو دیکھا..عرش نے کندھے اچکائے اور لاؤنج کی طرف چل پڑا...عالیہ نے بھی اس کی تقلید کی۔

لاؤنج میں سارہ اور نورین پہلے ہی براجمان تھیں....ان دونوں سے ریموٹ لے کر چینل بدلنا بھی ایک مشکل مرحلہ تھا......مانگنے سے تو وہ ریموٹ دینے نہیں والی تھیں...کوئی اور ہی حربہ آزمانے کی ضرورت تھی۔

ماہم نے بھی کیف کے آنے کی فکر کو ایک طرف رکھا.......اور بڑے ہی نارمل سے تاثرات لیے سارہ کے کچھ قریب ہو کر بیٹھ گئی......

سارہ کی نظریں مسلسل کارٹونز پر ہی جمی ہوئی تھیں......ماہم نے کن اکھیوں سے سارہ کے ہاتھ کا بغور جائزہ لیا..ریموٹ پر گرفت اتنی مظبوط نہیں تھی.........بس پھر کیا تھا.....اچانک ہی اس نے سارہ کے ہاتھ پر جھپٹا مارا تھا..اب ریموٹ ماہم کے ہاتھ میں تھا۔

سارہ کا حیرت زدہ...بلکہ شاک زدہ چہرہ دیکھ کر سب ہی ہنس پڑے تھے.....جو کچھ ہی دیر میں روتلو چہرہ بھی بن چکا تھا۔ماہم بھی اس کی روتلو سی شکل دیکھ کر کھلکھلا کر ہنس ہی رہی تھی کہ سامنے سے کیف کو نوید کے ہمراہ آتے دیکھا۔یک دم ہی ہنسی اڑن چھو ہوئی...جانے

اب اسے کتنی وضاحتیں دینی پڑیں گی اپنے عرش کے سامنے اس طرح ہنسنے کی۔

کیف کا موڈ بھی اسے بگڑا ہوا سا ہی لگا....سلام دعا کے بعد اس نے کیف کو بھی لاؤنج میں بٹھا دیا اور خود فریدہ کو کمرے سے بلانے کے لیے چل دی.....کچھ دیر میں جب وہ فریدہ کے ساتھ لاؤنج میں واپس آئی تو وہاں کیف موجود نہیں تھا...وہ ٹھٹک گئی۔

کیف کہاں چلا گیا تھا...کہیں ناراض ہو کر واپس تو....؟؟ وہ متفکر ہوئی۔

''کیف کدھر ہے؟؟''۔فریدہ نے اسے لاؤنج میں نہ دیکھ کر سوال کیا۔

''وہ ماہم آپی کے کمرے میں گئے ہیں''۔سارہ نے سادگی سے جواب دیا۔

''مما آپ بیٹھیں...میں بلا لاتی ہوں''۔وہ حواس باختہ سی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی...۔

''آپ یہاں کیوں آ گئے...؟؟''۔اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے اپنے بیڈ پر نیم دراز کیف کو دیکھ کر کہا۔

کیف نے ابرو چڑھا کر اسے دیکھا۔

''ایسے اچھا نہیں لگتا نا کہ ایک بندہ سب سے الگ جا کر بیٹھ جائے...کیا سوچیں گے سب''۔وہ اس کی نظروں کا مطلب سمجھتے ہوئے بولی۔

''میں اکیلا نہیں بیٹھوں گا...تم بھی یہاں ہی بیٹھو گی......''۔دوٹوک جواب آیا۔

''ٹھیک ہے...میں سب کو یہیں بلا لیتی ہوں''۔وہ اپنے غصے کو پیتی ہوئی بولی۔

''میں تم سے ملنے آیا تھا...تمہارے رشتے داروں سے نہیں.....ان کو مجھ سے دور ہی رکھو''۔لہجے میں تلخی تھی۔

''وہ میرے کزنز ہیں''۔اس نے جتایا۔

''اور میں کیا ہوں''؟؟۔لہجہ عجیب ہوا۔

''ٹھیک ہے...بیٹھے رہیں یہاں اکیلے ہی....''۔وہ پیر پٹختی کمرے سے نکل گئی۔

لاؤنج میں آئی تو خفت زدہ تھی...صد شکر کہ سب کا دھیان میچ کی طرف تھا...فریدہ بھی کچن میں جا چکی تھیں....اس نے فریدہ کو کچن میں جا کر کہہ دیا کہ کیف کی طبعیت اچانک کچھ خراب ہو گئی ہے.....بلڈ پریشر لو ہو گیا ہے شاید...اس لیے وہ آرام کر رہے ہیں...فریدہ نے بھی اسے کہہ دیا کہ وہ کیف کو سونے دے کچھ دیر....تب تک لنچ بھی بن جائے گا۔

وہ اڑی اڑی سی رنگت کے ساتھ لاؤنج میں سب کے ساتھ بیٹھ چکی تھی .... پاک بھارت کا میچ شروع ہو چکا تھا....سب بہت ایکسائیٹڈ تھے....سارہ اور نورین بھی اب کارٹون بھول چکی تھیں....سب کی نظریں بس اسکرین پر جمی تھیں.....کسی نے ماہم کے چہرے کو نہیں دیکھا تھا....وہ بھی بظاہر نظریں اسکرین پر ہی جمائے بیٹھی تھی مگر اس کا دھیان کہیں اور ہی تھا۔

کچھ ہی دیر میں اس کے سیل فون پر میسج آیا۔

(ابھی اور اسی وقت یہاں آؤ)

پڑھ کر اس کے اعصاب جواب دے گئے۔

(آپ پلیز یہاں آ جائیں...سب جانے کیا سوچیں کہ آپ کیوں الگ ہو کر بیٹھے ہیں) اس نے جواب دیا۔

کچھ ہی لمحوں میں اگلا میسج آیا۔

(میں نے کہا نا ابھی اور اسی وقت یہاں آؤ...ورنہ میں ہی چلا جاتا ہوں)

پڑھ کر وہ بے بس ہوئی....نظریں چرانے کے سے انداز میں وہ اپنے کمرے تک گئی....کس نے اسے جاتا دیکھا اور کس نے نہیں ....وہ انجان رہی....مگر دل میں عجب سی شرمندگی لیے۔

"کیا مسئلہ ہے"۔وہ آتے ہی بولی تھی...آواز مدھم مگر لہجہ غصیلہ تھا۔

"تم نے مجھے گھر بلا کر میری یہ عزت کرنی تھی...."۔جواب تلخ لہجے میں ملا۔

وہ شاکی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"میں یہاں بیٹھا ہوں....تمہارے لیے آیا ہوں....اور تمہیں اپنے ان کزنز سے فرصت نہیں"۔لہجہ مزید تلخ ہوا...کزنز لفظ پر بھی خاصا زور دیا گیا تھا۔

"آپ کو خود ہی شوق چڑھا ہے یہاں بیٹھنے کا."۔اس نے بھی تلخی سے ہی جواب دیا۔

"تم بھی یہیں بیٹھو گی....کوئی ضرورت نہیں اپنے اس عاشق کے ساتھ بیٹھنے کی"۔اس کے لفظ پگھلتے سیسے سے اس کے کانوں میں گھلے۔

"وہ میرا عاشق نہیں ہے....آئی سمجھ....اور میں یہاں اس طرح نہیں بیٹھوں گی...."وہ دوٹوک بولی مگر پھر لہجہ نرم کرتے ہوئے کہا۔

"کم از کم مجھے میرے ددھیال میں تو بدنام نہ کریں...کیا سوچیں گے سب کہ میں اپنے ہی گھر میں الگ ہی ایک کمرے میں آپ کے ساتھ تنہائی میں بیٹھی ہوں.....اگر ان کو پتہ ہوتا کہ آپ میرے منگیتر ہیں تب شاید بے شرم بنتے ہوئے ان سب کو اگنور کر کہ میں یہاں بیٹھ بھی جاتی.....مگر اب........"وہ کچھ کہتے کہتے رکی۔ظاہر ہے وہ خود پر پھر سے کسی بھی افیئر کا لیبل لگوانا نہیں چاہتی تھی۔

"آج تمہیں میرے ساتھ تنہا بیٹھنے پر اعتراض ہے جو کہ پہلے کبھی نہیں ہوا.....چل کیا رہا ہے سب ؟؟؟ آخر مسئلہ کیا ہے تمہارا...تمہیں اس عرش کے سامنے اپنے امیج کی اتنی پرواہ کیوں ہے؟ کیوں نہیں چاہتی تم کہ وہ تمہیں اور مجھے ایک ساتھ دیکھے...کس بات کی فکر ہے تمہیں؟؟...کہیں تم ڈبل گیم تو نہیں کھیل رہی نا"؟؟ لہجہ زہریلا ہوا۔

تو کیا وہ دانستہ چاہتا ہے کہ عرش اسے اور کیف کو ایک ساتھ دیکھے؟؟؟ ماہم کے ذہن میں ایک پل کے لیے سوال گونجا تھا..مگر یہ وقت کچھ بھی سوچنے کا نہیں تھا۔

"پہلے مجھے کبھی کوئی فکر اس لیے نہیں ہوئی کیونکہ میری نیت صاف تھی....میں جانتی تھی ہمارے درمیان ایسا کچھ نہیں اس لیے میں نے کبھی پرواہ نہیں کی کہ لوگ کیا سوچتے ہیں مگر اب ہمارے درمیان واقعی کچھ ہے تو میں بھی کانشس ہو گئی ہوں.... پہلے میرے دل میں کوئی چور نہیں تھا...میں دندنا کر آپ کے ساتھ بات کرتی تھی..اب میرے دل میں ایک طرح سے چور ہی ہے...اور ویسے بھی اپنی پہلے کی لاپرواہی کا انجام بھی میں دیکھ ہی چکی ہوں......سب نے ہی جانے کتنے قصے افسانے گھڑ ڈالے تھے....دوبارہ وہ غلطی نہیں کرنا چاہتی"۔

وہ کچھ ٹھنڈا پڑتے ہوئے اپنی طرف سے اپنی بات سمجھانے کی سعی کر رہی تھی۔

کیف عالم کے تاثرات ایسے ہی رہے جیسے اس نے ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیا ہو۔

اس نے لمبی سانس کھینچی اور پھر اس کو خاموش پا کر گویا ہوئی۔

جہاں تک آپ کی بات ہے..آپ کو کمپنی دینے کی بات ہے.....آپ چلیں میرے ساتھ...ہم سب کے ساتھ بیٹھیں گے..فن کریں گے....مل کر میچ دیکھیں گے...."۔

"دیکھو ماہم....تم نے شادی مجھ سے کرنی ہے....کوئی کیا سوچتے ہیں تمہیں اس بات کی فکر نہیں ہونی چاہیے....اس بات کی فکر ہونی چاہیے کہ میں کیا سوچتا ہوں....تم اپنے اس عاشق کے ساتھ نہیں بیٹھو گی......نہ مجھے اس کے ساتھ بٹھانے کی جتن کرو"۔ وہ اب بھی جوں کا توں اپنی بات پر ڈٹا ہوا تھا۔

"دماغ تو ٹھیک ہے آپ کا کیف...."۔اس کا پارہ بھی اب چڑھنے لگا۔

"میں اپنے کسی عاشق کے ساتھ تن تنہا جا کر کسی کونے میں نہیں بیٹھ گئی....میں سب کے ساتھ بیٹھی ہوں....اور آپ بھی سب کے ساتھ ہی بیٹھیں گے"۔اس نے کیف پر سرسری نظر ڈالتے جیسے اپنا حتمی فیصلہ سنایا تھا....ساتھ ہی وہ اس کے جواب کے لیے رکی نہیں تھی....وہ اپنے کمرے سے ہی جانے لگی تھی۔

"کہیں نہیں جاؤ گی تم سمجھی...."۔اس نے یک دم ہی بڑھ کر اس کی کلائی کو اپنے مظبوط ہاتھ کی گرفت میں لیا تھا۔

"چھوڑیں مجھے... پاگل تو نہیں ہو گئے آپ"۔ وہ اپنی کلائی چھڑوانے کی سعی کرتے ہوئے منمنائی تھی۔

وہ جیولری کی شوقین نہیں تھی...آج کیف نے آنا تھا تو بس اپنے سوٹ سے میچنگ اس نے جو دو کانچ کی چوڑیاں پہن رکھی تھیں....وہ ٹوٹ کر زمین پر بکھر چکی تھیں...ایک آدھ خراش بھی آئی تھی مگر اتنی گہری نہیں تھی کہ خون نکل آتا۔

"کیوں چھوڑوں؟؟ تاکہ تم اپنے اس عاشق کے ساتھ جم کر بیٹھ جاؤ....اور میں یہاں بن بلائے مہمان کی طرح سڑتا رہوں "۔اس کا انداز مزید جارحانہ ہوا تھا...کلائی پر گرفت اور بھی مظبوط ہوئی۔

وہ ماہم کے معاملے میں یوں ہی جنونی ہو جایا کرتا تھا....مرد تو مردوہ تو یہ بھی برداشت نہیں کر پاتا تھا کہ وہ کسی لڑکی سے بھی کیف سے بڑھ کر بات کرے....اور آج وہ یہ کیسے برداشت کرتا کہ ماہم اس کے رقیب کے سامنے بھی جائے۔

کیف کہ ان الفاظ نے ماہم کا پارہ مزید چڑھایا تھا...ساتھ ہی اس کا جارحانہ انداز اور کلائی پر محسوس ہوتی گرفت جو مظبوط سے مظبوط ہوتی جا رہی تھی نے اسے تپایا تھا۔

"ہاں... ہاں مجھے اپنے اس عاشق کے ساتھ بیٹھنا ہے....اور جم کر بیٹھنا ہے.......دفع ہو جائیں آپ....جان چھوڑ دیں میری "۔وہ چلا اٹھی تھی۔

ماہم قریشی کے یہ الفاظ.......کیف کے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی پڑی۔

ماہم نے غصیلی نظروں سے کیف کو دیکھا.....اور گرفت ڈھیلی محسوس ہوتے ہی جھٹکے سے اپنی کلائی کھینچ لی اور نم آنکھوں سے اپنی سرخ ہوتی کلائی کو دیکھنے لگی۔

"رہو تم اپنے عاشق کے ساتھ ....تمہاری جان چھوڑ دی میں نے ہمیشہ کے لیے ......اب تم جان چھوڑ دو میری ہمیشہ کے لیے"۔وہ بھی پھنکارا تھا....اور ایک تپتی نگاہ اس پر ڈال کر کمرے سے ہی نکل گیا۔

کمرے سے کیا وہ تو گھر سے ہی نکل گیا تھا۔

ماہم اپنی ہی جگہ ساکت کھڑی رہی...اس پل وہ منجمد لگی......سرد لگی....مردہ لگی.....جانے کتنے ہی پل اسے سنبھلنے میں لگے اور وہ زمین پر ڈھیر ہوتی گئی....جذباتوں کا فوارہ پھوٹا اور وہ بلک بلک کر رونے لگی۔

جب احساس ہوا کہ اس کے گھر میں مہمان بھی موجود ہیں تو اسے خود کو سنبھالنا پڑا...اپنا بکھرا وجود سمیٹنا پڑا...چہرے پر ایک فریبی تبسم سجانا پڑا......اور سب کے سامنے ایک ہنستی مسکراتی ماہم قریشی بن کر آنا پڑا۔

کیف کے جانے کی وجہ اس سے کسی نے نہیں پوچھی تھی....فریدہ نے بھی نہیں...جانے کیف فریدہ کو کیا کہہ کر گیا تھا۔

☆......☆......☆

کافی دن تک کیف نے ماہم سے نہ کوئی رابطہ کیا تھا نہ فریدہ سے....ماہم کے وہ دن اذیت میں ہی گزرے تھے....اسے سمجھ ہی نہ آیا کہ وہ اب بھی کیف کی منگیتر ہے یا نہیں...وہ ہمیشہ کے لیے اس سے تعلق توڑ گیا ہے یا نہیں۔

فریدہ کے بار بار سوالات اسے پریشان کر رہے تھے.......تھک ہار کر اس نے بتا ہی دیا کہ اس کا کیف سے جھگڑا ہوا ہے....اور جھگڑے کی وجہ بھی بتانا پڑی تھی۔

"مما وہ عرش کے آنے پر ناراض ہو کر چلے گئے تھے...کہہ رہے تھے کہ جس کا رشتہ آیا ہے تمہارے لیے اس کے ساتھ کیوں بیٹھی تھی......بس اسی بات پر ہمارا جھگڑا ہو گیا تھا"۔

مگر کیف نے اس کے ساتھ کس لہجے میں بات کی تھی وہ سب اس نے نہیں بتایا تھا...اس کی آگ برساتی آنکھیں کس طرح اسے جھلسا رہی تھیں....یہ بھی وہ نہیں بتا پائی تھی۔

فریدہ کو کیف کی سوچ پر افسوس تو ہوا تھا مگر بظاہر انہوں نے ماہم کو ہی جھاڑ دیا.....اسے کہا کہ وہ مرد ہے...مرد کو غیرت تو آنی ہی ہے...کیوں اس کے سامنے عرش کے ساتھ بیٹھ گئی.....اسے میرے پاس کچن میں لے آتی....نہ اسے عرش کے ساتھ بیٹھنے کا کہتی نہ خود اس کے سامنے عرش کے ساتھ لاؤنج میں جڑ کر بیٹھنے کی ضرورت تھی۔

ساتھ ہی اسے لمبا چوڑا لیکچر بھی دے دیا کہ وہ کیف کی عزت کیا کرے....ایک وہ بیچارہ چل کر گھر آیا...اور ماہم نے اس کے ساتھ جھگڑا کر لیا...اور یہ تو وہ اس پر واضح کر ہی چکی تھیں کہ سارا قصور ماہم کا ہے....اس کا دل صاف کرنے کو انہوں نے کیف کو حق با جانب قرار دے دیا تھا۔

فریدہ کی باتیں ماہم کا دل صاف نہیں کر پا رہی تھیں... بار بار اسے کیف عالم کا وہ جارحانہ رویہ یاد آ جاتا تھا جس کے بارے میں اس نے فریدہ کو نہیں بتایا تھا...اس کا سلگتا...کھا جانے والا انداز...مار ڈالنے والا انداز....وہ بس سسک کر رہ جاتی۔

نفرت وہ کیف عالم سے کر نہیں پائی اور محبت کا راستہ کتنا دشوار ہے وہ یہ جان ہی چکی تھی۔

کچھ دن تک کیف عالم کی بھی عقل ٹھکانے لگ چکی تھی کہ وہ ماہم قریشی کے بنا زیادہ دن نہیں رہ سکتا....غصے اور خوامخواہ کی غیرت میں وہ جتنے دن گزار سکتا تھا. گزار چکا تھا....اب غصہ ٹھنڈا پڑا تھا تو عقل شریف پر محبت کا پردہ پڑنے لگا۔

جب محبت کے بھوت نے کیف عالم کو پریشان کیا تو تھک ہار کر اس نے ماہم قریشی کو کال کر ہی لی...مگر وہ تھی کہ ناراض منہ سجائے بیٹھی رہی......نہ کال اٹینڈ کرتی تھی نہ میسج کا رپلائے۔

تھک ہار کر اسے سکھر ہی آنا پڑا....اسے منانے کی خاطر......وہ اچانک بغیر بتائے ان کے گھر آیا تھا....ماہم کو سامنے بٹھا کر اپنے رویے کی معافی مانگی.....مگر وہ اس کو معاف نہیں کر پا رہی تھی.... بار بار اسے اپنی کلائی میں اٹھا درد یاد آنے لگ جاتا....اس دن کی اذیت یاد آ جاتی....اسے وہ تماشہ یاد آ جاتا جو وہ سب مہمانوں کے آگے کرنا چاہ رہا تھا۔

جب ماہم صاحبہ کسی طور نہ مانیں اور مسلسل منہ سجائے بیٹھی رہیں تو وہ ماہم کو اپنے ساتھ کچن میں لے گیا۔

''کچھ پکا کر کھلانے کی ضرورت نہیں ہے''۔ وہ کچن میں آتے ہی ناک چڑھا کر بولی تھی۔

اسے لگا تھا کیف اسے منانے کی خاطر اب کوکنگ کا حربہ آزما رہا ہے....مگر کچھ ہی پلوں میں اس کے اوسان خطا ہوئے جب کیف نے جلتے برنر پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

چند ثانیوں کے لیے اس کا منہ حیرت اور بے یقینی سے کھلا.....اس نے بے ساختہ بڑھ کر اس کا ہاتھ پیچھے کو کھینچا تھا۔

''غلطی ہو جائے تو دو ہی حل نکلتے ہیں... معافی یا سزا.....معافی تم دے نہیں رہی تو اب یہی میری سزا ہے...جس ہاتھ سے تمہیں تکلیف پہنچائی تھی...اسی ہاتھ کو میں.........'' بات ادھوری چھوڑ کر وہ پھر سے اپنا ہاتھ جو ابھی ماہم نے تھاما ہوا تھا اسے جبراً برنر کے قریب لے کر جا رہا تھا۔

''معاف کیا میں نے....دل سے معاف کیا''۔وہ برجستہ بولی۔

کیف کے چہرے پر اطمینان نظر آیا مگر وہ اندر سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئی تھی....سمجھ ہی نہ آیا کہ اس بات پر خوش ہو کہ کیف عالم اس کو منانے کے لیے اس حد تک بھی جا سکتا ہے.... یا اس بات پر افسوس کرے کہ وہ اگر منانا چاہتا تھا تو کچھ بھی کر کے منا ہی لیا..ضد اور جنون کی حد تک پار کر گیا۔

وہ بس جھرجھری لے کر رہ گئی۔

کچھ دن وہ اس کی خود کو جلانے والی حرکت پر مضطرب رہی تھی مگر پھر سب کچھ بھول بھلا گئی۔

☆......☆......☆

سمندر کے کنارے وہ عابد اور کرن کے ساتھ بیٹھا تھا...یہ تین کا ٹرکا پوری یونیورسٹی میں مشہور ہو چکا تھا.....ہر جگہ یہ تینوں ساتھ ہی پائے جاتے تھے۔ان کی شہرت کی وجہ ان تینوں کے ہی ''ذرا ہٹ کے'' انداز تھے....ایک نظر میں ہی اندازہ ہو جاتا تھا کہ تینوں کی شخصیات ہی ایک دوسرے سے مشرق،مغرب جیسی جدا ہیں اس کے باوجوس اس قدر دوستی یقیناً حیران کن بات تھی۔

سب سے بے نیاز، خاص کر کے صنف نازک سے بچ بچا کر رہنے والا کیف عالم جو اپنی گڈلکس سے ویسے ہی سب کی نظر میں با آسانی آجاتا تھا،ساتھ میں عابد شاہ جیسا مسخرا جو ہر لڑکی پر ہی فدا ہوا پھرتا تھا،اور پھر کرن جہانگیر جس کے پیچھے تو ویسے ہی یونیورسٹی کے جانے کتنے نوجوان تھے جو صرف اس سے دوستی کی خاطر جانے کیا کر گزرنے کو بھی تیار تھے۔

اس گہری دوستی کے باوجود کیف نے کرن اور اپنے درمیان ایک لکیر کھینچ رکھی تھی جس کو نہ وہ پار کرتا تھا نہ کرنے دیتا تھا۔

کرن نے عابد کو اشارہ کیا تھا.....وہ اس کا اشارہ سمجھتے ہی بولا۔

''تم دونوں یہیں بیٹھو....میں ذرا کچھ کام کر کے آیا''۔

عابد اور کرن کا یہ باقاعدہ پلان تھا کہ کیف کو سمندر کنارے لایا جائے اور پھر کرن کے اشارے پر عابد ان کو کچھ پل کے لیے تنہا چھوڑ دے۔

''کتنا شور مچاتی ہیں نا یہ لہریں''۔کرن کا انداز کچھ رومانوی ہوا۔

لہروں سے محبت بھرا شکوہ اس لیے کیا کیوں کہ اسے اپنا انتخاب غلط لگا..اسے لگا کہ وہ جس مقصد کے لیے یہاں آئی ہے اس کے لیے کوئی پرسکون جگہ ہونی چاہیے تھی۔سمندر اور اس کی لہروں سے کیف کا خاصا لگاؤ تھا...یہی سوچ کر وہ کیف کو اس کی من پسند جگہ پر لائی تھی....اور اب یہی لہریں اسے کچھ ڈسٹرب کر رہی تھیں۔

''کبھی کبھی دل اس سے بھی زیادہ شور مچاتا ہے''۔کیف عالم نے جواب میں اپنا تجربہ بتایا۔

''جب دل شور مچائے تو کیا کرنا چاہیے؟؟'' آنکھیں چمک دار..لہجہ شیرینی..آواز مدھم.....اور تیز دھڑکنوں کے ساتھ سوال کیا گیا۔

کیف نے لہروں سے نظریں ہٹا کر اس کی جانب دیکھا تھا....کچھ تھا جو اسے اس کے انداز میں محسوس ہوا تھا...وہ وہم نہیں ہوسکتا تھا.....وہ کچھ جھجکا....چھٹی حس نے کام کیا اور اس نے فرار ہونا چاہ۔

"یہ عابد بھی پتہ نہیں کہاں رہ گیا....میں ذرا اسے دیکھ آوں"۔

"بھاگ رہے ہو مجھ سے"۔ برجستہ جواب آیا۔

یہ غیر متوقع تھا.....وہ اتنی آسانی سے یہ سمجھ جائے گی اور پھر کہہ بھی دے گی اس کی اسے بالکل امید نہیں تھی۔

وہ بولڈ ہمیشہ سے تھی..مگر آج...آج کیف کو لگا کہ اس کی شامت آئی ہے۔

"تم ہمیشہ کہتے ہو کہ تم گھما پھرا کر بات نہیں کرتے.....اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ تمہیں گھما پھرا کر بات کرنے والے بھی ناپسند ہوں گے.....میں بھی تمہارے سامنے بڑی ہی صاف گوئی سے اپنی چاہت کا اقرار کررہی ہوں .....تم پر دل ہارنے کا اعتراف کررہی ہوں .....اور تمہاری شریک سفر بننے کی اپنی خواہش تمہارے قدموں تلے رکھ رہی ہوں.....اس آس کے ساتھ کے تم اسے روندتے ہوئے گزر نہیں جاؤ گے"۔ لہجے میں اب شیرینی نہیں تھی....مجبوری تھی....جیسے دل کے ہاتھوں مجبور ہوکر کوئی ڈھیٹ بن کر کچھ کر بیٹھے.....وہ بھی اپنی محبت سے مجبور ہوکر....اس کے اس رویے کو محسوس کرنے کے باوجود یہ سب کہہ رہی تھی۔

کیف نے غیر محسوس لمبی سانس لی....خود کو کوسا کہ یہاں آیا ہی کیوں......اب اس مصیبت سے کیسے بچے جو آنے سے پہلے ہی اسے محسوس ہوگئی تھی مگر وہ کچھ کر نہ سکا۔

"خاموش مت رہو کیف......کچھ کہو.....ورنہ دل تو ہار ہی بیٹھی ہوں...کہیں زندگی بھی نہ ہار جاؤں"۔ لہجے میں مایوسی عیاں تھی ....کیف کے تاثرات اسے بہت کچھ بتا گئے تھے مگر وہ پھر بھی سب کچھ کیف سے سننا چاہتی تھی۔

"تم بہت اچھی لڑکی ہو کرن"۔اس نے تمہید باندھی مگر وہ فٹ سے ہی ٹوک بیٹھی۔

"ان سب باتوں کی ضرورت نہیں ہے کیف....تعریف کر کے دل توڑنا ضروری نہیں .....کیونکہ یہ تعریف مرہم نہیں بن پاتی ......تمہیں لوگوں کی طرح گھما پھرا کر یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ تم یہ ہو...وہ ہو...مگر میری یہ مجبوری ہے...وہ مجبوری ہے...."اب وہ ذرا سا درد بھرا ہنسی اور اپنی بات کو جاری کیا۔

"کوئی پوچھے ان لوگوں سے کہ اگر کوئی یہ ہے...وہ ہے...تو پھر مجبوری کیسی......ریجیکشن کیسی....دل ہی توڑنا ہے تو ڈنکے کی چوٹ پر توڑنا چاہیے....بلکہ میں ہی تم سے پوچھ لیتی ہوں اگر میں اچھی لڑکی ہوں تو ریجیکشن کیوں؟؟؟"۔ وہ کیف کی آنکھوں میں جھانکتی ہوئی بولی تھی....جہاں صرف حیرت اور کچھ شرمندگی تھی.....اب اس کی آواز لڑکھڑائی۔

"ہاں...ابھی تک تم نے مجھے اپنے منہ سے کچھ کہہ کر ریجیکٹ نہیں کیا ہے مگر کچھ باتیں چہرہ دیکھ کر سمجھ آجاتی ہیں .....اور میں بھی سمجھ چکی ہوں کہ میں ریجیکٹڈ ہوں"۔

وہ روہانسی ہو رہی تھی...جانے کس طرح اپنے آنسو ظبط کیے بیٹھی تھی....یا شاید اپنے اندر اتار رہی تھی۔

کیف کو کچھ پل کے لیے لگا کہ اسے اسی سمندر میں چھلانگ لگا دینی چاہیے....اتنی شرمندگی شاید ہی اسے کبھی محسوس ہوئی تھی ....وہ انجانے میں کسی کا دل دکھا بیٹھا تھا...بلکہ انجانے میں نہیں، اسی کی غلطی تھی.....اسے کئی بار کرن کے پسندیدگی کے جذبات محسوس ہوتے تھے مگر وہ انجان بنا رہا....اگر وقت پر ہی کنارہ کر لیتا تو آج یہ نوبت ہی نہ آتی کہ اسے اس قدر سفاکی سے اس کا دل توڑنا پڑتا۔

"میں اینگیجڈ ہوں"۔وہ بس اتنا ہی کہہ پایا۔

کرن کے چہرے پر تحیر پھیلا.....

"اس بہانے کی ضرورت نہیں"۔وہ سنبھل کر بولی۔

"یہ بہانہ نہیں ہے کرن...میں واقعی انگیجڈ ہوں.....ماہم...ماہم قریشی نام ہے اس کا...."۔اس نے رک رک کر کہا۔

"ماہم قریشی..."۔اسے وہ یاد آ چکی تھی....وہی تو تھی جس نے اسے جانے کیا کیا سنائی تھیں.....اور اس نے کہا بھی تو تھا کہ وہ کیف کی منگیتر ہے......

"مگر جب میں نے تم سے پوچھا تھا تو تم نے انحراف کیا تھا.....اور وہ عابد....اس نے بھی مجھے یہی کہا کہ تمہاری زندگی میں میرے علاوہ کوئی نہیں"۔اسے جیسے اب بھی بے یقینی تھی۔

"بہت لمبی کہانی ہے کرن.....کبھی فرصت میں سناؤں گا.....اور جہاں تک عابد کی بات ہے تو وہ بھی لاعلم ہے کہ میری ایک عدد منگیتر ہے"۔منگیتر لفظ بڑی ہی محبت سے کہا گیا تھا..مگر چند ہی ثانیوں میں اسے یہ احساس بھی ہو گیا کہ اس نے کرن کا دل مزید دکھا دیا ہے ....اب دلجوئی کی خاطر اسے کچھ تو کرنا ہی تھا۔

"اور آج سے میری ایک عدد بیسٹ سے بھی بیسٹ والی فرینڈ ہے....جس کا نام کرن جہانگیر ہے"۔

وہ جانتا تھا یہ سن کر کرن کو کوئی خاص خوشی ہونے والی نہیں ہے مگر پھر بھی اس نے کہا تھا......اور ہوا بھی ایسا ہی تھا...اس کے چہرے کے تاثرات میں کوئی خاص فرق نہیں آیا تھا۔

"وہ تو میں پہلے بھی تھی..."۔جواب حسب توقع تھا۔

"مگر فار ایور والی نہیں تھی....اب تم میری فار ایور والی بیسٹ فرینڈ ہو....فار ایور کا مطلب جانتی ہو نا.....زندگی بھر کا ساتھ .....ایک مخلص دوست بن کر......"۔اس نے کرن کا موڈ بہتر کرنے کے لیے ایک اور کوشش کی۔

"تمہاری ماہم مجھے کاٹ کھائے گی...."۔کرن نے سر جھٹک کر کہا۔

کیف نے بے اختیار قہقہہ لگایا۔

"میں سمجھا دوں گا اسے کہ میری پیاری سی دوست کو کچھ نہ کہے"۔ اس نے تسلی دینا اپنا فرض سمجھا۔

''چلیں اب...ویسے بھی عابد تو کب کا جا چکا ہے....اب ہم بھی یہاں اکیلے بیٹھ کر کیا کریں گے''۔ وہ اپنا ہینڈ بیگ شانے پر ڈالتے ہوئے بولی...گھر جا کر اسے رونا بھی تو تھا۔

''عابد جا چکا ہے..تو کیا عابد.....''۔اس کا ادھورا سوال سمجھتے ہوئے وہ دل گرفتہ سا بولی تھی۔

''ہاں...اسی کے مشورے سے...خیر جانے دو''۔اس نے بھی ادھورا ہی جواب دیا مگر کیف سب سمجھ چکا تھا۔

عابد کا بچہ...چھوڑوں گا نہیں اسے....وہ من ہی من سوچ کر رہ گیا۔

☆......☆......☆

''تم سچ مچ اینگیجڈ ہو کیف...؟؟؟''۔عابد شاہ حیرت زدہ کمرے میں سوال کرتا آیا تھا....کرن اسے سب بتا چکی تھی۔

''جھوٹ موٹ کا انگیجڈ ہونے کا مجھے کوئی شوق نہیں''۔ وہ بستر پر بیٹھے اپنے نوٹس پر کچھ مارک کرتے ہوئے بنا اس کی طرف دیکھے بولا۔

''میرا مطلب ہے شاید تم نے کرن کو ٹالنے کے لیے کہا ہو.... یا پھر مزاق کیا ہو''۔وہ ابھی بھی بے یقینی کے عالم میں تھا۔

''میں ٹالتا نہیں...صاف بات کرتا ہوں.....اور ایسے مزاق میرا ذوق نہیں''۔اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

''تم نے مجھ سے بھی چھپایا کیف....مجھ سے....عابد شاہ سے...اپنے دوست سے''۔شکوے سے بھرپور لہجے میں وہ اس کے ہاتھ سے نوٹس لے کر اپنی طرف توجہ دلانے کی کوشش کرنے لگا۔

''مجھے تو لگا تھا کہ تم جیسے جہاں دیدہ شخص نے ایک نظر میں ہی اندازہ کر لیا ہوگا کہ میں انگیجڈ ہوں...پھر خواہ مخواہ بتا کر اپنی انرجی ویسٹ کرنے کا کیا فائدہ؟؟''۔اس نے عابد کے ہاتھ سے نوٹس واپس کھینچتے ہوئے بڑے رسان سے کہا۔

عابد شاہ کو اس کی یہ بات کچھ کانوں پر جا کر لگی...مگر وہ بھی کہاں چپ رہنے والا تھا....بک بک کرنا تو ضروری تھا۔

''جہاں دیدہ ہوں.....نجومی نہیں...اور نہ ہی چوک پر بیٹھا چہرہ دیکھ کر قسمت کا حال بتانے والا کوئی بابا.......مگر میسوں سے اللہ بچائے جو اس خوف سے خوش خبریاں چھپا لیتے ہیں کہ کہیں کچھ کھلانا نہ پڑ جائے''۔

بات جہاں سے بھی شروع ہو ختم تو عابد شاہ نے کھانے پر ہی کرنی ہوتی تھی۔

''تو پہلے فرما دیتے کہ کچھ ٹھونسنا ہے...خواہ مخواہ کی عدالت کیوں لگا لی؟؟''۔اس نے لاپرواہی سے اپنے نوٹس کو ایک طرف رکھتے ہوئے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

''تو مطلب میری ٹریٹ پکی....''۔وہ کھل اٹھا تھا....وہ ان لوگوں میں سے تھا جس کو چاہے سو جوتے مار لو...مگر پھر کھانا کھلا دو تو اگلا پچھلا سب معاف۔

''ہاں...کیوں نہیں...بتاؤ کہاں جانا ہے...ابھی چلے چلتے ہیں''۔وہ کہتے ساتھ ہی اٹھ بھی کھڑا ہوا تھا.....

عابد شاہ کی تو باچھیں ہی کھل گئیں...بھوک تو اسے ہر وقت لگی ہی ہوتی تھی مگر اوپر سے فری میں کھانے کا سن کر تو اس کی بھوک اور بھی بھڑک اٹھی تھی۔

''کے۔ایف۔سی''۔اس نے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔

''پیزہ ہٹ کے بارے میں کیا خیال ہے''؟۔اس نے عابد کی رائے پوچھی۔

''نیک خیال ہے''۔اس کی آنکھیں چمکیں....بھئی اسے تو کھانے سے مطلب تھا....جگہ کوئی بھی ہو...بھلے ہی کوئی ڈھابہ ہی۔

کیف نے اثبات میں سر ہلایا..اپنا والٹ اٹھایا...اور باہر کو چل پڑا...عابد شاہ نے بھی پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اس کی تقلید کی۔

☆......☆......☆

پیزا ہٹ میں وہ اپنے سامنے جانے کیا کچھ نہیں رکھ کر بیٹھا تھا۔لارج پیزا تو تھا ہی مگر ساتھ ہی چکن ونگز، بہاری چکن، سپن رولز، کباب سٹفرز، گارلک مشروم،زاور بھی جانے کیا کیا اونگی بونگی چیزیں جو آج سے پہلے اس نے کبھی چکھی تک نہیں تھی مگر آج موقع غنیمت جان کر موصوف کو سب چھک لینے کو شوق چڑھا تھا.....اس سب کے بعد وہ ہاجمولا کے بجائے میٹھا کھانے کا اردہ بھی رکھتا تھا.....اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو یقیناً سب کچھ دیکھ کر ہی اس کا پیٹ بھر جاتا۔

یہ لمبا چوڑا مینیو اس نے اس لیے لیا تھا کیونکہ کیف نے پیزا ہٹ آتے ہی کہا تھا کہ یہ ٹریٹ اس کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی کی خوشی میں ہے تو وہ جو چاہے...جتنا چاہے...بے فکر ہو کر کھا سکتا ہے۔

عابد شاہ نے بھی جو چاہا اس سے بڑھ کر....اور جتنا کھا سکتا تھا اس سے بھی بڑھ کر لے کر اپنے سامنے ٹیبل پر سجا لیا تھا......کیف نے البتہ ایک آدھ لائٹ سی ڈیل پر ہی اکتفا کیا تھا۔

کیف تو کب سے اپنی ڈیل ہضم کیے اس کے سامنے بیٹھا تھا جبکہ وہ تھا کہ ہار ماننے والوں میں سے نہیں تھا....ایسے لگ رہا تھا جیسے موصوف نے آج کرائے کا پیٹ لے رکھا ہے......

''کب سے فری بیٹھا تمہاری شکل دیکھ رہا ہوں...اس سے اچھا تھا کہ تمہاری بھابی سے بات کر لیتا''۔

''تو کر لو...روکا کس نے ہے''؟؟۔عابد شاہ نے پیزے کا بائٹ منہ میں ٹھونستے ہوئے کہا تھا اور وہ واقعی اب صرف اندر ٹھونس ہی رہا تھا.....چسکا لے کر بھی کتنا کھایا جا سکتا تھا.....ایک دل تو چاہ رہا تھا کہ خواتین کی طرح بچا ہوا کھانا پیک کروا کر ساتھ ہی لے جائے مگر کیف اسے ایسا ہرگز نہیں کرنے دیتا.....بیچارہ عابد شاہ۔

''بات تو ٹھیک ہے..تب تک تمہارا یہ کھانا بھی ختم ہو جائے گا...میں یہیں ذرا باہر کھڑا ہوں....جب تمہارا کھانا ہو جائے تو مجھے کال کر لینا...میں آ کر بل پے کر دوں گا''۔وہ ہدایت دے کر اپنے سیل پر کوئی نمبر ملاتا چل دیا۔

عابد شاہ نے جب سارا کچھ زبردستی اپنے پیٹ میں ٹھونس لیا تو اس میں اٹھ کر چلنے کی بھی ہمت نہ تھی.....اس نے کیف کو کال

ملائی......نمبر بزی نہیں تھا....مگر اسے کیا...کچھ ہی لمحوں میں کال ریسیو کر لی گئی۔

''کہو...کیا بات ہے''۔کیف نے کال ریسیو کرتے ہی کہا۔

''یار جلدی آ...بل پے کر...پھر کہیں پارک میں چلیں..مجھے واک کرنی ہے''۔وہ ایک بڑا اساڈ کار مارتے ہوئے بولا تھا جس نے آس پاس بیٹھے تمام لوگوں کی توجہ ایک پل کے لیے اس کے جانب کی تھی۔

''بل...کون سا بل؟؟...کیسا بل؟؟...کہاں کا بل؟؟''۔وہ صاف صاف مکرتے ہوئے انجان بنا۔

''رکو..میں ابھی تمہیں باہر آ کر یاد دلاتا ہوں کے کون سا بل''؟؟۔وہ کچھ جوش میں آیا...ساتھ ہی دو ڈکار مزید آئے۔

''باہر کہاں؟؟میں تو اپنے کمرے میں ہوں''۔اس نے بڑے معصوم بن کر کہا۔

عابد شاہ کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئیں....وہ ہڑبڑایا...ساتھ ہی ہکلایا۔

''ک..کک''۔

''کک....ککک کچھ نہیں...جلدی بل پے کرو اور واپس آ جاؤ....اور ہاں یہ ٹریٹ کرن کے ساتھ مل کر بیہودہ پلان بنانے کی خوشی میں تھی......یہ بھی شکر مناؤ کہ میں نے تم سے تمہارے ہی کھانے کا بل پے کروایا ہے....ورنہ دل تو چاہ رہا تھا کہ پوری یونیورسٹی کو دعوت دے ڈالوں اور بل تم سے ادا کرواؤں''۔کہہ کر اس نے بے رحمی سے کال کاٹ دی تھی..ذرا ترس نہ آیا بیچارے عابد شاہ پر۔

اب کبھی کسی کو کوئی الٹی سیدھی پٹی نہیں پڑھائے گا...کیف سوچ کر مسکرا دیا تھا۔

عابد شاہ بیچارہ صدمے سے دوچار رہا تھا......پیٹ کی حالت اب اتنی خراب محسوس ہو رہی تھی کہ ڈھنگ سے کڑھ بھی نہ سکا۔

☆......☆......☆

چاند رات کتنی حسین تھی.....سب ہی ایک دوسرے کو مبارک دینے میں مصروف تھے.....زینب بھی اس کے گھر افطاری کے وقت سے ہی آئی ہوئی تھی.....رمضان کی آخری افطاری کے بعد اس نے زینب سے اپنے ہاتھوں میں ایمرجینسی مہندی لگوائی تھی.....کچھ ہی منٹوں میں رنگ چڑھ چکا تھا۔

''مہندی کا اتنا گہرا رنگ چڑھے تو بہت محبت کرنے والا شوہر ملتا ہے''۔زینب نے اسے چھیڑا تھا۔

''بھول مت....اس ایمرجینسی مہندی کا رنگ سب پر ہی بڑا گہرا چڑھتا ہے''۔وہ ناک چڑھائے بولی تھی۔

''ہاں...ہاں...اور وہ جو کیف بھائی تم سے اتنی محبت کرتے ہیں وہ تو کسی کھاتے میں ہی نہیں ہے''۔اس نے جتا کر کہا۔

''تم اپنے کیف بھائی کی محبت کے قصیدے پھر کبھی پڑھنا...فی الحال مجھے بہت کام ہے''۔وہ چوتھی دفعہ اپنے کمرے کی صفائی ستھرائی میں لگ چکی تھی.....اسے افطاری سے کچھ وقت پہلے ہی پتہ چلا تھا کہ آج رات کیف کے ساتھ فائزہ بھی آئے گی تب سے وہ جتنی زیادہ خوش ہوئی تھی اتنی ہی نروس بھی.....بار بار اٹھ کر کبھی ڈسٹنگ کرنے لگ جاتی تو کبھی گھر میں موجود ڈیکوریشن پیسز کو ادھر ادھر کر کے گھر

کو اور بھی سنوارنے کی کوشش کرتی۔

اس کی یہ تمام حرکات زینب کے سامنے بھی جاری تھیں....مہندی لگوانے سے پہلے بھی وہ خوامخواہ کی صفائی میں لگی تھی اور ہاتھ سے مہندی اترتے ہی پھر سے وہی سب کچھ......وہ چند منٹ جو اس کے ہاتھ میں مہندی لگی تھی وہ بھی اس نے ضائع نہیں کیے تھے...زینب کو کمپنی تو دی ہی تھی مگر ساتھ ہی نوید کو بھی دس بار کی دہرائی ہوئی ہدایات ایک بار پھر دے ڈالیں تھیں۔

''جب تک وہ آئیں گے تب تک تم خواخواہ کی محنت کر کر کے خود کو ہلکان کر چکی ہو گی.....ویسے اتنی لیٹ کیوں آئیں گے وہ ''۔اسے اب تشویش ہوئی۔

''آج چاندرات ہے نا تو کیف ہر حال میں چاہتے تھے کہ کوئی نا کوئی ان کے ساتھ یہاں ضرور آئے....امی اور ابو جی تو ان کے چچا کی وجہ سے نہیں آ پاتے اس لیے انہوں نے فائزہ آپی کو بہت مشکل سے منایا ہے...اور مزے کی بات یہ کہ ہر سال چاندرات کو سب ہی فائزہ آپی کے گھر جاتے ہیں......امی، ابو، چچا، چچی...سب کے سب...اس لیے وہ دونوں سب سے فارغ ہو کر یہاں آئیں گے''۔اس نے تمام صورتحال تفصیل سے بتائی۔

زینب نے سمجھنے والے انداز میں سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔

☆......☆......☆

کیف نے فائزہ کو بہت مشکل سے منایا تھا کہ وہ اس کے ساتھ چلے....اور اب وقت تھا کہ گزر ہی نہیں رہا تھا......ان سب نے افطار فائزہ کے ہاں ہی کی تھی....ڈنر بھی کر چکے تھے مگر مجال ہے جو کسی کا بھی گھر جانے کا کوئی موڈ لگ رہا ہو۔

فائزہ تو پرسکون تھی....اور سب کی خاطر تواضع میں لگی ہوئی تھی......مگر کیف تھا کہ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سب کو اٹھا کر خود ہی گھر ڈارپ کر آئے اور خود فائزہ کو لے کر ماہم کے گھر آجائے۔

فائزہ کے گھر اس وقت اس کے سسرال سے بھی کچھ لوگ آئے ہوئے تھے...اس کے ساس، سسر، جیٹھ اور نند کی فیملی وغیرہ.......جب اچھی بھلی محفل جمی ہو تو بھلا کون محفل چھوڑ کر جاتا ہے......مختصر یہ کہ کسی کا بھی اتنی جلدی گھر واپسی کا کوئی موڈ نہیں تھا۔

ڈنر کے کچھ دیر بعد چائے کی فرمائش بھی کر دی گئی تھی اور کیف بیچارہ چھوٹا سا منہ لے کر رہ گیا۔

''تمہارے لیے بھی چائے بنا دوں''۔کچن میں فائزہ نے کیف سے مسکراتے ہوئے پوچھا تھا....وہ اپنے بھائی کے دل کا حال اچھے سے جانتی تھی۔

کیف بھی تو مسلسل فائزہ کے ہی سر پر سوار تھا....وہ مہمانوں کے ساتھ بیٹھتی تو وہ بھی فائزہ کے ساتھ مہمانوں میں آجاتا....وہ کچن میں آتی تو وہ بھی پیچھے پیچھے چلا آتا تھا۔

''مجھے نہیں پینی کوئی چائے وائے''۔اس نے سڑے ہوئے انداز میں جواب دیا تھا۔

فائزہ بے اختیار ہنس دی۔

''بھئی مجھ سے ناراض نہ ہونا... میرا کوئی قصور نہیں.... میں تو تمہارے ساتھ چلنے پر راضی ہو ہی گئی ہوں ......مگر...''۔ وہ کچھ کہہ ہی رہی تھی کہ کیف نے بیچ میں ہی ٹوک دیا۔

''آپ سب سے کہیں گھر میں دودھ نہیں ہے.....اس لیے چائے کینسل''۔ انداز بچکانہ تھا۔

فائزہ نے ایک اور قہقہہ لگایا تھا.....اس کے سر پر ہلکا تھپڑ بھی رسید کیا۔

''تم جا کر پنکی اور ببلو کے ساتھ بیٹھو....آج تمہاری عقل بھی اتنا ہی کام کر رہی ہے جتنا ان دونوں کی کرتی ہے''۔ فائزہ نے بڑے رسان سے میٹھا میٹھا طنز کیا تھا۔

''بس میں جا کر کہہ رہا ہوں سب کو کہ دودھ نہیں ہے''۔ وہ حتمی انداز میں جتاتے ہوئے بولا۔

''واہ...گریٹ....پھر سب تمہیں بازار سے دودھ لانے کے لیے بھیج دیں گے ......کیونکہ چائے کے بنا تو ان کی محفل ادھوری ہے ......پھر پتہ نہیں کب تم واپس آؤ اور کب چائے بنے...''۔

اس کی بات کیف کو بھی سمجھ آ گئی تھی .....واقعی وہ جلدی کے چکر میں لمبے چکروں میں پڑ جاتا۔

''بہتر یہی ہے کہ چپ چاپ سکون سے بیٹھو....سب تب ہی جائیں گے جب ان کو جانا ہوگا..تم اپنا دماغ نہ تھکاؤ''۔ فائزہ نے مسکرا کر ہدایت دی تو وہ بس سر کھجا کر رہ گیا۔

چائے کے دور کے بعد مزید کچھ دیر گپ شپ کا دور چلا تو کیف جھنجھنا اٹھا......مگر کر ہی کیا سکتا تھا۔ صبح عید تھی.....نہ تو کسی کو آفس یا کام کی ٹینشن تھی نہ بچوں کے اسکول کی....اوپر سے موقع بھی چاندرات کا تھا...سب کے ارادے صدا کے لیے وہیں بس جانے کے لگے۔

تنگ آ کر کیف نے خالدہ کے کان میں کھسر پھسر کی۔

''امو بیٹی کے گھر اتنی دیر بیٹھنا مناسب نہیں ہے''۔

خالدہ اس کی بات پر حیران ہوئی تھیں....مگر اس کی کان میں کی ہوئی کھسر پھسر کا کوئی جواب نہ دیا۔

کیف نے سر کھجایا.....خالدہ پھر سے سب کے ساتھ محو گفتگو ہو گئی تھیں۔

خالدہ اس بات سے انجان تھیں کہ کیف اور فائزہ کیا پروگرام بنائے بیٹھے ہیں..... پہلے پہل تو وہ کیف کو ہمیشہ فریدہ کے گھر جانے سے روکتی رہی تھیں مگر جب کیف کسی طور نہ رکا اور ہر بار آخری بار، آخری بار کہتا رہا تو وہ بھی خاموش ہو گئی تھیں مگر عام دنوں میں جانا الگ بات تھی مگر چاندرات؟؟ چاندرات میں تو کوئی بھی مہمان فریدہ کے پاس آ سکتا تھا...اور کوئی بھی کیف کو وہاں دیکھ لیتا تو بات کاشف تک جا پہنچتی۔ تو وہ کسی صورت اس بات کی اجازت نہ دیتیں بس اسی لیے ان سے خفیہ پروگرام بنایا گیا تھا۔

کیف نے کچھ دیر سب کا منہ تکنے کے بعد نئے سرے سے کھسر پھسر شروع کی۔

''امی...چاندرات ہے....آپی نے بھی کہیں گھومنے جانا ہوگا اپنے ہزبینڈ کے ساتھ.....''۔

خالدہ نے اسے گھور کر دیکھا۔کیسی عجیب باتیں کر رہا تھا کیف آج....مگر پھر سامنے لگی گھڑی پر وقت دیکھا تو اندازہ ہوا کہ واقعی کافی دیر ہوگئی تھی....اور انہیں وقت کا اندازہ ہرگز نہ ہوتا اگر کیف اونگی بونگی باتیں نہ کرتا۔

خالدہ نے عادل سے واپسی کا کہا......عادل نے بھی اپنی کلائی پر بندھی ورسٹ واچ پر وقت دیکھا تو سر اثبات میں ہلا دیا۔

عادل اور خالدہ نے جانے کی ٹھانی تو مجبوراً کاشف اور نادیہ کو بھی اٹھنا پڑا۔

''تم گھر واپس نہیں چل رہے''؟؟۔گیٹ سے باہر جاتے ہوئے کیف کے سی آف کرنے پر خالدہ نے عجیب نظروں سے سوال کیا....ابھی کچھ دیر پہلے تک تو وہ فائزہ کا بڑا خیال کر رہا تھا اور اب خود وہیں ٹک جانے کا ارادہ بنائے بیٹھا تھا۔

اس سوال پر کاشف اور عادل بھی کیف کی طرف متوجہ ہوگئے۔

''وہ...امو...امو...وہ چاند رات ہے نا...دوستوں کے ساتھ گھومنے پھرنے کا پروگرام ہے....بس ابھی آنے ہی والے ہیں مجھے پک کرلیں گے....''۔ وہ ٹھہر ٹھہر کر کہہ رہا تھا۔

عادل نے اس کی طرف تنبیہی نظروں سے دیکھا۔

''آجاؤں گا....زیادہ دیر نہیں لگاؤں گا''۔ وہ ان کی نظروں کا مفہوم سمجھتے ہوئے بولا تھا۔

وہ سب رخصت ہوئے تو کیف نے گہری سانس باہر کی۔

اب فائزہ کے سسرالی جو عادل وغیرہ کے ساتھ محفل جمائے بیٹھے تھے باری باری جانے لگے.....وہ زیادہ رکے تو عادل وغیرہ کی وجہ سے ہی تھے....وگرنہ آپس میں تو اکثر و بیشتر ان کا ملنا جلنا تھا۔

مہمانوں کے جاتے ہی بے قرار سا کیف فائزہ کو لے کر ماہم کے گھر پہنچا تھا...راستے سے مٹھائی اور کچھ فروٹس بھی لیے...چاند رات کی وجہ سے بازار اور مارکیٹس سب کھلی تھیں....البتہ ماہم کی عیدی پہلے سے ہی لی ہوئی تھی......۔

فریدہ نے حسب توقع فائزہ کا استقبال جذباتیت سے کیا تھا....وہ اسے بار بار گلے لگی تھیں....سالوں بعد اپنی بھانجی سے اس طرح ملنا انہیں بہت حساس کر رہا تھا۔

ماہم سے فائزہ کی ملاقات البتہ کچھ رسمی ہی تھی....ان کے مابین کزنز والی کوئی فرینکنس سرے سے تھی ہی نہیں....اور نند، بھابی والی فرینکنس فائزہ فی الحال چاہتی نہیں تھی.....وہ یہ بھولی نہیں تھی کہ اسی ماہم قریشی کی خاطر اس کے بھائی نے کتنی سزا کاٹی ہے...کتنے آنسو بہائے ہیں....اور وہ زخمی ہتھیلیاں....وہ سوچ کر ہی ماہم نے انجانی نفرت کا شکار ہونے لگتی تھی مگر اسے قبول بھی تو کرنا ہی تھا...اپنے بھائی کی خاطر....وہ آئی بھی تو اپنے بھائی کی خاطر تھی۔

ماہم اور فریدہ نے جم کران کی خاطر تواضع کی تھی.......انہوں نے بھی ماہم کو عیدی دی.....اور وہ تھی کہ خوشی سے پھولے نہ سمائی تھی...بس نہیں چل رہا تھا کہ ڈھنڈورا پیٹ دے..مگر ساتھ ہی کسی کمی کے احساس نے اسے گھیرے میں لے لیا تھا۔
وہ کسی کو بتا بھی نہیں سکتی تھی کہ اسے عیدی ملی ہے....کسی کو دکھا نہیں سکتی کہ کیف نے بھی اسے عید پر تحفہ دیا ہے.....خوشی بانٹنے سے بڑھتی ہے مگر اسے اپنی خوشی خود تک ہی محدود رکھنی تھی....کتنی ہی دفعہ اس کا دل چاہ تھا کہ اور نہیں تو پاس والے گھر میں موجود عالیہ کو ہی سب بتائے....اسے دکھائے.....مگر.....کیا کہے گی اسے؟؟ کیا کیا بتائے گی اسے؟؟۔
پہلے بھی کتنی ہی دفعہ اس کا دل چاہتا تھا کہ وہ سب کچھ اسے بتا دے...اس سے شیئر کرے....مگر ہمیشہ وہ بتاتے بتاتے رہ جاتی.....
شہباز کسی چاندرات کی پارٹی میں گئے ہوئے تھے....اور سارہ کب کی سو چکی تھی۔فریدہ اور فائزہ تو سالوں کی اداسی نکالنے میں لگی ہوئی تھیں...باتوں کا سلسلہ تھمنے میں ہی نہیں آرہا تھا۔
ماہم اور کیف بھی فائزہ اور فریدہ کے ساتھ لاؤنج میں ہی بیٹھے تھے.....مگر ان دونوں کی طرف ان خالہ، بھانجی کی رتی برابر دلچسپی تھی، نہ دھیان۔
فائزہ اس وقت اپنے شکوے لیے بیٹھی تھی کہ شہباز کو اس کے ابو کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔
ماہم نے سوچا کہ چائے کا ایک دور چلنا چاہیے.....وہ اسی خیال میں سب کے لیے چائے بنانے کے لیے کچن میں جا پہنچی تو کیف بھی کچھ ہی لمحوں بعد اس کے سر پر تھا۔
وہ چائے کا پانی چڑھا کر کیف کی طرف متوجہ ہوئی۔
"یہ دیکھیں...مہندی.....کیسی لگ رہی ہے....؟؟ اس نے اپنی ہتھیلیاں کیف کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔
کیف نے ابھی اس کی ہتھیلیوں کی طرف نظر کی ہی تھی کہ وہ کچھ جتانے والے انداز میں بولی۔
"پتہ ہے.....؟؟ مجھے مہندی بالکل بھی پسند نہیں...زندگی میں آج پہلی دفعہ اپنے ہاتھوں میں مہندی لگوائی ہے"۔
"زندگی میں اب ایسا کیا ہو گیا کہ تم نے مہندی ہی لگوا لی.....بلکہ نہیں.....زندگی میں ایسا کون آچکا ہے جس کی خاطر یہ مہندی لگائی گئی ہے؟؟"۔اس نے ماہم کے چہرے پر نظریں ڈالتے ہوئے معنی خیز انداز میں کہا۔
وہ جھینپ سی گئی۔
"اب ہر بات کا اقرار کیا جائے ضروری تو نہیں...ہنہ"۔..وہ مدھم لہجے میں بڑبڑائی۔
"کیا کہا"؟۔اس نے واقعی نہیں سنا تھا۔
"کچھ نہیں"۔اس نے رخ پھیر کر چائے کی طرف توجہ مرکوز کی۔
"ماہی"۔اس نے مخاطب کیا...جیسے اچانک کچھ یاد آیا ہو۔

”تمہیں ذرا بھی برا نہیں لگا کرن کا سن کر...ذرا بھی جیلسی نہیں ہوئی...ذرا بھی ان سیکیورٹی نہیں ہوئی.....یہاں تک کہ تمہیں میری کرن سے فارایور والی دوستی پر بھی اعتراض نہیں“۔وہ اب یک دم ہی سنجیدہ ہو چکا تھا۔

اس نے کافی پہلے ہی ماہم کو کال پر ساری بات بتادی تھی مگر ماہم نے اس بات کو اتنا سیریسلی نہیں لیا جتنا کیف کو امید تھی۔کیف کا خیال تھا کہ ماہم اس سے جھگڑا کرے گی...رشتہ توڑنے کی دھمکیاں دے گی.....جانے کیا کیا سنائے گی...مگر جب ایسا کچھ بھی نہ ہوا تو اس نے سوچا تھا کہ وہ جب بھی ماہم سے ملے گا اس لاپرواہی کی وجہ ضرور جانے گا.....

”میں آپ پر بھروسہ کرتی ہوں کیف....ویسے بھی اگر ایسی ویسی کوئی بات ہوتی تو آپ مجھے خود کبھی نہ بتاتے....میں اس بات کی قدر کرتی ہوں کہ آپ نے خود مجھے سچ بتایا....مجھے کہیں اور سے کچھ پتہ نہیں چلا...اور کہیں اور سے کچھ پتہ چل بھی جاتا تب بھی میرے لیے سچ وہی ہوتا جو میں آپ کی زبان سے سنتی......پچھلی بار بھی اتنی دیر رات کو اس نے آپ کے نمبر پر میری کال اٹینڈ کی تھی...مگر آپ نے کہا کہ مذاق تھا تو میں نے بھی یقین کر لیا کہ مذاق تھا....“۔وہ بھی سنجیدگی سے اپنی سوچ بتا رہی تھی۔

کیف اس کی بات کو اب تک سمجھنے کی کوشش میں تھا کہ ماہم کچھ توقف کے بعد جتاتے ہوئے بولی تھی۔

”مجھے رشتوں میں بے اعتباری قائم رکھنے کی عادت نہیں ہے...مجھے اعتبار کرنا آتا ہے“۔

اس کا اشارہ کیف کی شکی نیچر کی جانب تھا.....جسے کیف نے بخوبی سمجھا۔

کیف استہزائیہ سا مسکرایا۔

”اس میں تمہارا کوئی کمال نہیں ہے ماہم قریشی.....میں نے ہی تمہیں اتنی خالص محبت دی ہے کہ تم مجھ پر شک کرنے کا سوچ ہی نہیں سکتی......مگر صد افسوس......کچھ لوگوں کی محبت خالص محسوس نہیں ہوتی.....شک اپنی جگہ خود ہی بنا لیتا ہے“۔اس نے بڑے ہی پرسکون سے انداز میں ماہم پر وار کیا تھا۔

وہ اس کے الفاظ کی گہرائی اور ان میں چھپا مطلب بخوبی سمجھ گئی تھی....اس نے ماہم قریشی کی محبت کو خالص ہی نہیں گردانا تھا.....اس نے یہ نہیں سوچا کہ ماہم اس پر اعتبار کرتی ہے تو اسے بھی ماہم پر اعتبار کرنا چاہیے....بلکہ اس نے تو یہ سوچا کہ وہ تو ہے ہی اعتبار کے لائق.....اور ماہم؟؟؟...شک کے لائق...بے اعتباری کے لائق۔

وہ جھنجھلا سی گئی....چاند رات پر یہ الفاظ کا تحفہ بھی حسین تھا..مگر مزید بحث کر کہ وہ فائزہ کے سامنے تماشہ نہیں بنانا چاہتی تھی۔ایسا ہی تو تھا اس کا کیف عالم......زخم دے کر مرہم لگانے والا...مرہم لگا کر زخم کریدنے والا۔

”آپ جا کر مما اور آپی کے ساتھ بیٹھیں...میں چائے لے کر آتی ہوں“۔اس نے سنبھل کر کہا۔

وہ بھی سر کو اثبات میں ہلاتا ہوا فائزہ کے ساتھ جا کر بیٹھ گیا جہاں ابھی بھی شکوے شکایتیں جاری و ساری تھیں۔

ماہم نے کچھ دیر میں آ کر چائے سرو کی تھی....چائے پینے کے بعد فائزہ نے ٹائم دیکھا تو رات کے ایک بج رہے تھے...وہ دونوں

الوداعی کلمات کہہ کر چل دیے تو ماہم اپنے کمرے میں دوڑ گئی۔

اپنی عیدی میں آئے ہوئے جوڑے، چوریاں، مہندی.....ایک ایک چیز پر ہاتھ پھیرا...محسوس کرنا چاہ۔ جو خوشی اسے کچھ وقت پہلے تھی اب اس میں اتنی شدت نہ رہی تھی.....کیف کے الفاظ بار بار اسے کھٹک رہے تھے..مگر اس نے تمام منفی سوچوں کو جھٹکا اور اپنی عیدی کو بڑے ناز سے سنبھالنے لگی۔

اسے کیا خبر تھی کہ یہ کیف اور اس کے گھر میں سے کسی کی طرف سے ملنے والی پہلی اور آخری عیدی ہے....اگلے دو سالوں میں بھی عید تو آئی تھی مگر عیدی نہیں آئی تھی....اور وجہ اس کا اور کیف کا جھگڑا۔

☆......☆......☆

وقت نے کچھ مزید اڑان بھری تو کیف کی سالگرہ بھی آ گئی....جسے ماہم اور فریدہ نے پرجوش ہو کر منایا تھا......کیف اس دن بہت خوش نظر آیا تھا.....زندگی میں اس کی سالگرہ پہلی دفعہ منائی گئی تھی۔

اس کے لیے باقاعدہ سرپرائز پلان کیا گیا تھا.....جس پر اس نے ستائشی نظروں سے ماہم کو دیکھا تھا......

''تو فائنلی تم نے کیک بیک کرنا سیکھ ہی لیا''۔اس نے کہا تھا اور ماہم بھی ہنس دی تھی۔

اس نے بازار سے کیک نہیں خریدا تھا بلکہ خود بنانے کو ترجیح دی تھی...جو مزہ...جو خلوص....اپنی محنت سے بنا کر پیش کرنے میں ہے وہ خریدی ہوئی شے میں کہاں...ایسا اس کا خیال تھا.....اور اسی خیال کی قدر کیف نے بھی خوب کی تھی۔

کیک میں ہزاروں نقص ہونے کے باوجود اس نے اسے پرفیکٹ گردانتے ہوئے کھایا تھا.....

☆......☆......☆

''تم ماہم سے بات کرو عالیہ.....ہم صرف اچھے کزنز بن کر بھی رہ سکتے ہیں...مجھے رشتے کا کوئی لالچ نہیں''۔عرش نے چائے پیتی ہوئی عالیہ سے کہا تھا۔

''میں اسے بہت بار کہہ چکی ہوں....اس نے ماننا ہوتا تو کب کا مان چکی ہوتی''۔عالیہ نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

عرش بہت عرصے سے نوٹ کر رہا تھا کہ ماہم اس سے کھنچی کھنچی سی ہے.....اس کے چہرے سے عجیب بے بسی سی جھلکتی تھی.....اگر وہ عرش سے ناراض ہوتی تو ناراضی محسوس ہوتی....شرماتی تو شرم محسوس ہوتی....مگر وہ ایک عجیب ہی جھجک اس کے رویے میں محسوس کرتا تھا۔ ان کے گھر بھی وہ تب آتی تھی جب عرش گھر پر نہیں ہوتا تھا.....جب عرش ان کے گھر جاتا تھا وہ اپنے کمرے سے نکلنے کا نام ہی نہیں لیتی تھی....وہ ڈھیٹ بن کر اس سے ملنے چلا بھی جائے تو اس کے چہرے پر عجیب ہی تاثرات ہوتے تھے.....اس نے تو ماہم سے کہا تھا کہ وہ پہلے کی طرح ہی رہیں گے اور ماہم یہ سن کر خوش بھی ہوئی تھی مگر اس کے بعد جانے کیا ہوا کہ وہ یکسر ہی بدل گئی۔

''ویسے اس کا یہ عجیب رویہ صرف آپ کے ساتھ نہیں ہے...زبیر اور زوہیب کے ساتھ بھی تھا''۔عرش کو سوچوں میں ڈوبا دیکھ کر

عالیہ نے اسے تسلی دینا چاہی۔ زبیر اور زوہیب ان کے چچا زاد کزنز تھے جو کچھ دن پہلے ان سب سے ملنے آئے تھے اور تب عالیہ بھی ماہم کے گھر ہی تھی۔ ماہم نے ان سے بھی عجیب ہی رویہ اپنائے رکھا تھا.....ریزرو نیچر اس کی ہمیشہ سے تھی مگر اب بوکھلائی ہوئی نیچر لگتی تھی.. جیسے دانستہ دور بھاگا جا رہا ہو..... چھپا جا رہا ہو۔

اب کسی کو کیا خبر کہ اس بیچاری کو سختی سے آرڈر ملا ہوا ہے کہ تم کزنز خاص کر کہ میل کزنز سے دور رہنا ہے۔

''دیکھو عالیہ...زبیر اور زوہیب سے تو وہ پہلے بھی کوئی خاص فرینک نہیں تھی.....تم جانتی ہو اسے وہ ریزرو رہتی ہے.....اتنی جلدی گھلتی ملتی نہیں ہے مگر گھل مل جائے تو پھر سے ریزرو ہو کر نہیں بیٹھ جاتی.....پھر میرے ساتھ ایسا رویہ کیوں....؟؟''۔ وہ واقعی ہریشان تھا۔

عالیہ کچھ پل کے لیے سوچ میں پڑی پھر کسی نتیجے میں پہنچ کر ڈپٹتے ہوئے بولی۔

''اس کی وجہ بھی تم خود ہی ہو.....تمہیں بھی کہاں چین آتا ہے.....جب وہ انکار کر چکے ہیں اور تم نے بھی ماہم سے کہہ دیا تھا کہ اب صرف کزن بن کر رہیں گے تو پھر وقتاً فوقتاً ماما کو ان کے گھر رشتے کا تذکرہ کرنے کیوں بھیج دیتے ہو؟؟''۔

''پہلی بات تو یہ کہ انہوں نے انکار نہیں کیا صرف وقتی طور پر ٹالا ہے تا کہ ہماری پڑھائی پر اثر نہ ہو.....اور اگر انکار کیا بھی ہوتا تب بھی میں اپنی کوشش جاری رکھتا...ماما کو بھیجنے کا مقصد بس یہی ہوتا ہے کہ شاید کسی پل میری قسمت جاگ اٹھے اور چچی فوراً ہاں کر دیں..''۔ اس نے وضاحت پیش کی۔ حالانکہ وہ خود بھی جانتا ہی تھا کہ یہ اسے واقعی انکار مل چکا ہے...بس فرق یہ ہے کہ اسے ٹکا سا جواب نہیں دیا گیا بس تھوڑا الحاظ رکھا گیا ہے۔

عالیہ اس کے چہرے کو بغور دیکھنے لگی....جیسے سوچ رہی ہو کہ کوئی حال نہیں اس کے بھائی کا....کیسے سمجھائے اسے کہ انکار ایسے ہی تو ہوتا ہے...اب کیا اسے صاف ستھرا جواب دے دیا جاتا کہ بیٹا تم اس لائق نہیں ہو کہ ماہم کا رشتہ لو...اس لیے جان چھوڑو ہماری۔

کچھ توقف کے بعد عرش نے خود ہی بات کو جاری کیا۔

''ویسے شاید تم ٹھیک کہہ رہی ہو.....وہ اسی لیے مجھ سے ہچکچاتی ہوگی''۔ اس نے جیسے خود کو اس بہانے سے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔

عالیہ نے اب بھی کچھ کہنے کے بجائے اپنی چائے ختم کرنا ضروری سمجھا جو اس کی باتوں میں ٹھنڈی ہو چکی تھی۔

☆......☆......☆

وقت کچھ مزید اڑا تو ان کے اس آدھ ادھورے رشتے کو ڈیڑھ سال ہو گئے.....اس بیچ جانے ان کی کتنی ہی بے شمار لڑائیاں ہوئیں تھیں۔...کبھی فیس بک پر کسی کو ایڈ کرنے پہ تو کبھی کسی پوسٹ پر لائک کمنٹ کرنے پر.....ذرا ذرا سی بات پر فساد کھڑا ہو جاتا تھا۔

''اپنے سارے میل کزنز کو ریموو کرو''۔ حکم جاری ہوا تھا۔

''آپ نے کہا تھا عرش کو ریموو کروں...وہ میں نے کب کا کر دیا تھا....اب باقی سب سے کیا مسئلہ ہے''؟۔ وہ غرائی تھی۔

''بس مجھے نہیں پتہ...تمہاری آئی ڈی میں کوئی میل نہیں ہونا چاہیے''۔ انداز حتمی تھا۔

''کیا کرلیں گے میلز میرا..کھا تو نہیں جائیں گے....اب ایسے اچھا لگتا ہے کیا کہ اچانک ہی سب کو...''۔وہ رکی.....غصے پر قابو پایا اور سمجھانے کی سعی کی۔

''باقی سب میرے بھائی جیسے ہیں....جس کا رشتہ آیا تھا وہ ایڈ نہیں ہے...باقی سب کو ریموو کرنے کی تک ہی نہیں بنتی''۔

''تمہارا کیا بھروسہ....ویسے بھی بھائی وائی کچھ نہیں ہوتا.....لائن مارتے ہیں سب تم پہ''۔پرسکون لہجے میں وار کیا گیا۔

''باقی دنیا تو مر گئی ہے...ایک میں ہی بچی ہوں لائن کے لیے...''۔انداز تمسخرانہ ہوا۔

''تمہارا امیج ہی ایسا ہے کہ ہر کوئی لائن مارے گا..کوئی بھی بہن نہیں بنائے گا...سمجھی تم''۔زہر اگلا گیا۔

''تھینک یو سوچ..مگر اگر میرا امیج اتنا ہی برا ہے تو آپ بلی کا بکرا مت منیں....کسی نیک،شریف پارسا سے جا کر رشتہ جوڑ لیں ...''۔وہ اس طرح کی باتوں سے حد درجہ زچ تھی۔

''میرے اختیار میں ہوتا تو کبھی تمہیں منہ نہ لگاتا....مگر کیا کروں محبت ہی تم سے ہوئی ہے...کسی نیک،شریف پارسا سے نہیں''۔لہجے میں پھر سے سکون مگر الفاظ میں پھر سے زہر گھلا۔

''میں بھی کیا کروں....محبت ہی آپ سے ہوئی ہے...ورنہ کبھی کسی کی اتنی بک بک نہ سنتی''۔وار کا جواب دیا گیا۔

''دیکھو...اپنی آئی ڈی سے سب کو ریموو کرو.....نہیں کرسکتی تو مجھے بھول جاؤ''۔ہمیشہ کی طرح دھمکی دی گئی۔

''میں اپنی آئی ڈی ہی بند کردیتی ہوں...''۔اس نے حل نکالا۔

''اپنی آئی ڈی بند کرنا گنوارا ہے مگر میلز کو آئی ڈی سے نکالنا نہیں''۔بات کو نیا رخ دیا گیا۔

اعصاب تنے.....لب بھینچے.....اس سے پہلے کے وہ اپنا آپا کھو کر برس پڑتی...اس نے کال ہی کاٹ دی تھی۔

غصے سے اپنا سیل فون بستر پر گراتے وہ واش روم چلی گئی اور زور زور سے منہ پر پانی کے چھینٹے مارنے لگی....جب حواس کچھ بحال ہوئے تو کمرے میں آتے ہی اپنے سامنے فریدہ کو دیکھ کر ساکت ہوئی۔

''کیا مسئلہ ہے ماہم.....کیوں اس کی بات نہیں مان رہی.....وہ کہہ رہا ہے کہ سب کو ریموو کرو...تو ریموو کردو...کیوں اس سے جھگڑا کر رہی ہو''۔وہ اسے دیکھتے ہی برسی تھیں۔

''تو ہمیشہ کی طرح اس بار بھی انہوں نے آپ کو میری شکایت لگادی ہے''۔وہ دکھی ہوئی....ہزار بار سمجھایا تھا کہ دو لوگوں کی بات دو لوگوں کے درمیان میں ہی رہنی چاہیے مگر نہیں....کبھی فریدہ کو شکایت لگائی جارہی ہے تو کبھی فائزہ سے گلے کیے جارہے ہیں۔

''تم اتنی خود سر ہو.....وہ بیچارہ مجھ سے نہ کہے تو کس سے کہے.....اور سہی تو کہہ رہا ہے وہ کیا ضرورت ہے لڑکوں کو ایڈ کرنے کی ....اس کا خون تو کھولے گا نا''۔ہمیشہ کی طرح کیف عالم کی طرف سے وکالت کی گئی۔

''لڑکے نہیں ہیں...کزنز ہیں.....وہ بھی بھائی جیسے....جن سے وہ بات تک کرنے نہیں دیتے...جن کے گھر نہیں جانے دیتے۔

وہ صرف آئی ڈی میں ایڈ ہونے تک ہی محدود ہیں........اور ویسے بھی میرا پاسورڈ کیف کے پاس ہی ہے.....پھر کیا مسئلہ ہے.....اور اب تو میں اپنی آئی ڈی ہی بند کر رہی ہوں"۔ وہ زچ سے انداز میں بستر پر نیم دراز ہوتے ہوئے بولی۔

"یہی حرکتیں ہیں تمہاری جن کی وجہ سے وہ شک کرتا ہے...."۔اس کا قصور نکالا گیا۔

"وہ تو ہر بات پر شک کرتے ہیں مما....کس کس بات پر صفائی دوں.....رات کو جلدی سو جاؤں تو ان کو شک کہ جلدی کیوں سوئی ہے.....دیر سے سووؤں تو بھی شک...کہ آج دیر سے کیوں سوئی ہے.....کالج کا فنکشن ہو تو ان کو شک.....ارے اب گرلز کالج میں کون مرد زاد ہے چوکیدار کے علاوہ جس سے میرا چکر چل پڑے گا...."۔ وہ جیسے ابل پڑی تھی۔

"تمیز سے بات کرو...کیا بکے جا رہی ہو"۔ وہ اس کے الفاظ پر برہم ہوئی تھیں۔

"میرا پاسورڈ ان کے پاس ہے...ان سے کہہ دیں کہ جس کو ریموو کرنا ہے خود کر لیں"۔ وہ ترشی سے کہتے ہوئے اپنی آنکھیں موند کر بستر پر پوری طرح سے لیٹ گئی۔

"شاباش میری بیٹی...ایسے ہی سمجھداری سے کام لیتے ہیں.....بے وقوفی اور جلد بازی انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتی.."۔ وہ مطمئن ہو کر اپنے سیل فون پر کیف عالم کا نمبر ڈائل کرتیں کمرے سے چل دی تھیں۔

وہ لب بھینچ کر رہ گئی۔

ہر بار نجانے کتنے چھوٹے، چھوٹے مسائل پر کتنا بڑا تماشہ لگایا گیا.....کبھی کسی رشتے دار کے گھر جانے پر جھگڑا تو کبھی کسی دوست کے گھر جانے پر.....کبھی فریدہ ان کی صلح کروا دیتی تو کبھی وہ دونوں خود ہی کر لیتے....

پل میں تولہ اور پل میں ماشہ۔

☆......☆......☆

"امی...آپ کو نہیں لگتا کہ ماہم اور کیف کا رشتہ کر کے ہم نے بہت بڑی غلطی کر دی ہے"۔ وہ چائے کا گھونٹ بھرتے اپنی رائے کا اظہار کر رہی تھی....

"تمہیں ایسا کیوں لگنے لگا"۔ خالدہ پر تجسس ہوئیں۔

"میں کیا بتاؤں...آپ کے سامنے ہی ہے سب.....کیف مجھے جو بھی بتاتا ہے میں آپ سے شیئر کرتی ہوں.....بھلے ہی ماہم نے اپنا ظاہری روپ، رویہ سب بدل دیا ہو مگر وہ اپنے خیالات نہیں بدل پائی.....اور اس میں اس کی غلطی بھی نہیں ہے.....ساری زندگی جس ماحول میں پلی بڑھی اس سے نکلنا کہاں ممکن ہے؟؟ اور کیف.....اسے تو آپ جانتی ہی ہیں.....اس نے ساری زندگی اس گھر کا...اس خاندان کا ماحول دیکھا ہے...اس کے لیے ماہم قریشی کوئی افلاطون سے کم نہیں"۔ اس نے قدرے ہنس کر افلاطون کا لفظ استعمال کیا تھا۔

"کیف کی اپنی پسند ہے فائزہ...بھگتے گا بھی وہ خود"۔ انہوں نے بھی چائے کے بڑے بڑے گھونٹ بھرتے اپنے سر سے اتاری۔

"نہیں امی... بات یہ نہیں ہے.... آپ خود سوچیں ... ہم نے اپنی بے عزتی بھول بھلا کر قدم بڑھایا ہے ..کل کلاں کو چچا کی مخالفت کا سامنا بھی ہوگا....وہ کیف کی ماہم سے شادی پر یقیناً ہم نے ناطہ توڑ لیں گے......اس سب کے بعد بھی اگر ان دونوں کی نہ بنی ؟؟؟ شادی کر کے الگ ہوگئے تو؟؟ ہمارے منہ میں کیا رہ جائے گا پھر؟؟ سارا خاندان ہنسے گا ہم پر"۔ وہ جیسے دور اندیشی کا مظاہرہ کر رہی تھی اور ان دو سالوں میں اپنے کیے ہوئے مشاہدے کا نتیجہ نکالے اپنی امی کو بتا رہی تھی۔

خالدہ نے چائے کا کپ خالی کرتے ہوئے میز پر رکھا اور کچھ توقف سے بولیں۔

"تو کیا حل ہے اس کا"؟۔

"میرا خیال ہے کہ وقت رہتے ہمیں اپنا فیصلہ بدل لینا چاہیے"۔ اس نے اپنے دل کی بات بتائی۔

"مجھے نہیں پتہ تھا کہ میری اکلوتی بیٹی پر اس کی پھپھو جویریہ کا بہت اثر ہے......اس وقت تم مجھے خالصتاً دیسی نند لگ رہی ہو فائزہ "۔ انہیں واقعی اس طرح کی بات کی امید کم از کم فائزہ سے تو نہیں تھی۔

"افوہ امی.... بات نند ہونے کی نہیں ہے......جو میں دیکھ رہی ہوں وہ شاید آپ نہیں دیکھ رہیں....وہ دونوں جو ایک ہفتہ بھی بغیر لڑائی جھگڑے کے نہیں رہتے وہ پوری زندگی ایک ساتھ کیسے گزاریں گے...؟؟؟"۔ اس نے بھی چائے کا خالی کپ میز پر رکھتے ہوئے اپنا مدعا بیان کیا۔

"میں سوچتی ہوں اس بارے میں"۔ انہوں نے جیسے فی الحال کے لیے فائزہ کو ٹالا تھا۔

☆......☆......☆

وہ بے یقینی کے عالم میں ساکت ہو کر رہ گئی....احساسات منجمد سے ...بے یقینی چہرے سے چھلکتی ہوئی۔

چہرہ زرد....جذبات سے عاری.....دل گرفتہ.....محبت سے خالی۔

وہ جو سامنے تھا وہ کبھی اس کی منزل تھا......مگر اب...اب صرف ماضی تھا..کربناک ماضی.....قلب و جان کو اذیت دینے والا ماضی.....

اس نے جھرجھری سی لی.....

سامنے موجود شخص نے ایک دفعہ پھر اسے مخاطب کیا۔

"کچھ تو کہو...کب سے یوں ہی دیکھی جا رہی ہو جیسے کوئی جن بھوت دیکھ لیا ہو"۔

جن بھوت کہاں کچھ کرتے ہیں ....کرتے تو انسان ہیں .....وہ بس سوچ کر رہ گئی....کچھ کہنے کی جرت نہ کر پائی......کچھ سننے کی ہمت نہ تھی۔

وہ کچھ کہے بنا ہی وہاں سے جانے کے لیے پلٹی۔

"تم بھی جا رہی ہو....مما بھی مجھے دیکھ کر اپنے کمرے میں چلی گئیں....سارہ بھی جانے کہاں چھپ گئی....اور اب تم بھی جا رہی

ہو"۔وہ تحیر میں مبتلا تھا۔

وہ اس کی بات پر رکی.... پلٹی.... مقابل کی آنکھوں میں جھانکا.... وہاں ندامت تھی نہ الجھن.... بے فکری تھی اور... اور؟؟؟ وہ سمجھ نہ سکی۔

کچھ پل لگے اسے سنبھلنے میں... اپنے اعصاب کو قابو میں لانے میں۔

"کس رشتے اور کس حق سے آپ یہاں آئے ہیں کیف عالم.... شاید آپ بھول گئے کہ آپ نے تین ماہ پہلے ہی مجھے چھوڑ دیا تھا"۔انداز پر اعتماد مگر وجود شکستہ تھا۔

"وہ سب تو میں نے غصے میں کہا تھا ماہی.... مجھے لگا تھا تم مجھے مناؤ گی.... اپنی شرط واپس لو گی مگر تم نے منانا تو دور مجھ سے لڑنے کے لیے بھی میسج نہیں کیا..."۔کتنا آسان تھا اس کے لیے راستہ بدل دینا اور پھر خود ہی راستے میں مل جانا.... رشتوں کو غصے میں توڑ جانا ...ٹھنڈے پڑنے پر جوڑ جانا۔

اس کا دل تو چاہ کہ وہ اس پل ہنسے.... بہت ہنسے..... بے اختیار ہنسے..... مزاق ہنسانے کے لیے ہی تو کیے جاتے ہیں.... وہ بھی شاید مزاق ہی تو کرتا تھا.... بلکہ مزاق ہی بنا ڈالتا تھا۔

"مما ہمیشہ کہتی ہیں..... جب رشتوں میں چھوٹی موٹی لڑائیاں ختم ہو جائیں تو سمجھ جانا چاہیے رشتہ بھی ختم.. اور اہمیت بھی.."۔اس نے قدرے جتا کر کہا تھا۔

"ہمارا رشتہ کبھی ختم نہیں ہو سکتا ماہی.... نہ تم میرے بغیر رہ سکتی ہو نہ میں تمہارے بغیر....... کیونکہ ہم ایک دوسرے سے بے انتہا محبت کرتے ہیں.."۔لہجہ میں شیرینی گھلی.... وہی شیرینی جو ہر لڑکی کو موم کرنے کے لیے کافی ہے۔

عورت زاد بھی کتنی بیوقوف ہوتی ہے.. محبت بھرے دو لفظوں کے آگے اپنا آپ کھو دیتی ہے... اپنی انا... اپنا وجود کھو دیتی ہے ..... کیوں کبھی عورت زاد خود کو اتنا مظبوط نہیں بنا پاتی کہ اس کے احساسات مردوں کی جھوٹی محبت کے آگے چٹان بن جائیں۔

"مگر عزت نہیں کرتے"۔مختصر مگر مکمل جواب دیا۔

"مجھے لگا تھا اتنے ماہ تم سے دور رہوں گا تو تمہارے سر سے یہ عزت اور ضمیر کا بھوت اتر چکا ہو گا.... مگر تمہاری سوئی اب بھی وہیں اٹکی ہے... دیکھو ماہی.... میں نے فارن کے لیے ویزہ اپلائی کیا ہے.... نہ میں خود اس ملک میں رہوں گا نہ تمہیں رکھوں گا..... ہم شادی کے بعد یہاں نہیں رہیں گے... جہاں میرا اتنا ساتھ دیا ہے وہاں تھوڑا اور سہی.... جہاں اتنا انتظار کیا ہے وہاں تھوڑا اور سہی"۔وہ اس کے دائیں ہاتھ کو تھام کر اس سے جیسے التجا کر رہا تھا۔

وہ طنزیہ مسکرائی..... اپنا ہاتھ چھڑایا۔

"شاید آپ مجھے سمجھے ہی نہیں کیف عالم.... میں ساتھ نبھانے والوں میں سے ہوں...... ساری زندگی بھی آپ کے انتظار میں

گزار لیتی اگر آپ میری ذراسی بھی قدر کرتے.....مگر آپ نے ہمیشہ میرے وجود کو زخمی کیا.....ہمیشہ مجھ پر کیچڑ اچھالا.....دنیا کیا کہتی ہے وہ الگ بات مگر آپ خود کیا کہتے ہیں کبھی سوچا آپ نے؟؟؟" ۔وہ اسے بہت کچھ باور کروا رہی تھی۔

"میں نے جب بھی تمہارا دل دکھایا ہے اس کے بعد ہمیشہ تم سے معافی مانگی ہے ماہم قریشی....کیا تم اپنا دل صاف نہیں کر سکتی ....اور ویسے بھی مجھے نہیں پتا تھا کہ تم میری باتوں کو دل میں رکھ کر زہر بنا رہی ہو" ۔اس نے قصور اب بھی ماہم کے دل کا نکالا تھا۔

"اب تو رکھ لی باتیں...اب تو بن گیا زہر.....میں نے کہا تھا نہ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے...فیصلہ تو آپ نے کر دیا...میں تو بس اس پر قائم ہوں....اب جا سکتے ہیں آپ..." ۔آواز کی لرزش کو قابو میں لاتے ہوئے..خود کو پر اعتماد دکھانے کی کاوش کرتے ہوئے وہ کہہ کر پھر سے پلٹی تھی۔

"تم واقعی سیلفش ہو....اگر تم درد سے گزری ہو تو میں نے بھی کوئی عیاشیاں نہیں کیں.....جتنی باتیں تم نے لوگوں سے سنی ہیں.....اتنی میں نے بھی سنی ہیں....تمہارے لیے میں نے اپنی سٹڈیز کی کبھی پرواہ نہیں کی...دو سال کا ماسٹرز تین سال میں کیا....جانتی ہو نا کہ کیوں؟؟....ہر بار اپنی پڑھائی چھوڑ کر تمہیں پڑھانے کے لیے آیا...جب بھی تم روٹھی تمہیں منانے کے لیے آیا..اور آج تم مجھے میری محبت کا یہ صلہ دے رہی ہو...؟؟؟..کیا کچھ نہیں کیا تمہارے لیے..؟؟؟.چچا سے منہ موڑا...پھپھو سے ملنا چھوڑا" ۔وہ جذباتی ہو رہا تھا..مگر پھر سنبھلا...کچھ ٹھہر کر اس نے اپنی بات کو جاری کیا۔

"آج بھی میں تمہیں منانے ہی آیا ہوں....اور کس فیصلے کی بات کر رہی ہو..تم جانتی ہو کیف عالم کبھی بھی ماہم قریشی کے بنا نہیں رہ سکتا...یہ میرے اختیار میں ہی نہیں...ہر بار تمہیں چھوڑنے کا سوچا...ہر بار ناکام رہا....ہاں اس بار بھی تمہیں چھوڑ دیا تھا مگر نہیں رہ پایا تم بن....جب تم جانتی ہو کہ کیف عالم جب بھی دور جائے گا.....پلٹ کر ضرور آئے گا...پھر کیوں میری چاہتوں سے منحرف ہو رہی ہو" ۔وہ جانے کس بات کے دلائل دے رہا تھا۔

"میں نے کبھی آپ کی محبت سے انحراف نہیں کیا مگر کیا میں اس دن کا انتظار کروں جب کیف عالم با اختیار ہو جائے....جب وہ خود کو اتنا مظبوط کر لے کہ جب جائے..تو پلٹ کر نہ آئے" ۔وہ اس کی طرف پشت کیے ہوئے جتاتے ہوئے بولی تھی....پھر اس کی طرف رخ کیا...مدھم آواز میں اپنی بات کو جاری کیا۔

"میں نے ان تین ماہ میں بہت سوچا کیف عالم کہ مجھ سے آخر کیا غلطی ہوئی...؟؟ کیوں تین سال بعد بھی میں خالی ہاتھ ہوں ....؟؟میں ہمیشہ سمجھتی تھی کہ سارا قصور آپ کا ہے....آپ مجھے سب کے سامنے نہیں اپناتے....آپ مجھ سے بے وجہ جھگڑتے ہیں.......مگر اب جانا ہے کہ سارا قصور میرا خود کا ہے..." ۔

یہ جملہ کیف کے لیے غیر متوقع تھا...جانے اب وہ اپنا کون سا قصور نکال بیٹھی تھی۔اس کے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ پھر سے گویا ہوئی۔

"پتہ ہے کیا؟؟؟ جب پہلی دفعہ آپ نے مجھ پر انگلی اٹھائی تھی نا......مجھے تبھی آپ کی طرف بڑھتے ہوئے اپنے قدم روک لینے

چاہیں تھے...جب میں دیکھ چکی تھی کہ آپ کی نظر میں میری عزت کیا ہے تو مجھے اپنے رشتے کو بڑھاوا دینا ہی نہیں چاہیے تھا....میں کیوں نہ سمجھی کہ نظر سے گرا کبھی اٹھ ہی نہیں سکتا....اور میں تو آپ کی نظر سے اس وقت سے ہی گر گئی تھی جب آپ ڈھنگ سے مجھے جانتے ہی نہیں تھے....''۔

''ماہم پلیز....اپنے دل و دماغ سے تمام فطور کو نکال دو.....ویسے بھی ہمارا دل ہمارے اختیار میں ہوتا تو سب سے پہلے میں اپنے قدم روکتا..مگر کچھ چیزیں ہمارے اختیار میں نہیں ہوتیں''۔اس نے سمجھانا چاہ۔

''سب کچھ ہمارے ہی اختیار میں ہوتا ہے...زندگی میں ہمیشہ ہر موڑ پر دو ہی راستے نظر آتے ہیں.....یہ ہمارا اپنا ذاتی فیصلہ ہوتا ہے کہ ہم نے کون سی راہ چننی ہے....دل کے وقتی قرار کے لیے غلط راہ....یا روح کے سکون کے لیے صحیح راہ۔ہمارا آج ہی ہمارا کل طے کرتا ہے....اس وقت اگر میں وقتی تکلیف برداشت کر کے اپنا راستہ الگ کر لیتی تو آج یہ نوبت ہی نہ آتی''۔وہ اب سینے پر بازو لپیٹے اپنی زندگی کا جیسے کوئی تجربہ بتا رہی تھی۔

کیف کے چہرے پر نا سمجھی کے تاثرات دکھائی دیے.....جیسے اس کی کہی ہر بات کیف کے سر پر سے گزر گئی ہو۔

وہ رکی...اس کے تاثرات سمجھے......شکستہ سا مسکرائی....پھر سے گویا ہوئی..شاید آج سب کچھ کہہ دینے کی اس کی باری تھی۔

''مرد، ہم عورتوں کی طرح نہیں ہوتے جو ہر بار اعتبار کریں اور اندھا اعتبار کریں....مردوں کا اعتبار شیشے سا ہے جو ٹوٹنے کے بعد جوڑ بھی دو تو دراڑ رہ ہی جاتی ہے''۔

''میں تم سے بہت محبت کرتا ہو ماہم قریشی''۔اس نے جیسے ہر بات کو ان سنا کر دیا تھا....وہ بس اسے اپنی محبت کا احساس دلا کر اس کا فیصلہ بدلنا چاہتا تھا۔

آپ مجھ سے محبت تو کرتے ہوں گے.....مگر میری عزت نہیں کرتے....اور عزت سے بڑھ کر محبت نہیں ہوتی کیونکہ عورت محبت کے بغیر تو جی سکتی ہے مگر عزت کے بغیر نہیں....اس کا اندر اسے جھنجھوڑ کر رکھ دیتا ہے''۔

''ہمارا رشتہ ان سب چیزوں سے بڑھ کر ہے.....اور تمہیں کس نے کہا کہ میں تمہاری عزت نہیں کرتا...تم ہمارے رشتے کو ایک اور موقع......''۔اس نے مزید کچھ کہنا چاہ تھا مگر وہ ٹوکتے ہوئے بولی۔

''ہمارے رشتے کی بنیاد ہی غلط تھی....ہر رشتے کی بنیاد اعتبار اور عزت ہوتی ہے...جب بنیاد ہی کمزور ہو تو رشتہ ڈگمگا جاتا ہے....ہم اپنے اس رشتے میں محبت کے چاہے جتنے رنگ بھر لیں مگر کبھی اسے پروان نہیں چڑھا پائیں گے...کیونکہ ہمارے اس رشتے کی جڑ ہی کمزور ہے...کھوکھلا ہے ہمارا رشتہ....ایک دم کھوکھلا.....''۔بھوری آنکھوں میں اب نمی سی اتری تھی....آنسو چھلکنے سے پہلے اس نے پلکیں جھکا لیں.....کچھ لمحے کمزور پڑنے کے لیے نہیں ہوتے....ڈٹے رہنے کے لیے ہوتے ہیں۔

''تم پچھتاؤ گی ماہم..تم اپنے ہاتھوں سے اپنی محبت کا گلا گھونٹ رہی ہو''۔وہ بس اتنا ہی کہہ پایا۔

''سنا ہے نیت ٹھیک ہو تو انجام کبھی غلط نہیں ہوتا... مجھے محبت اور اپنی عزت نفس میں سے کسی ایک کو چننا تھا... سو چن لیا...''۔اس سے پہلے کہ اس کے آنکھوں میں اتری نمی چھلک ہی پڑتی... وہ ادھر سے چل دی تھی..... پیچھے سے آنے والی کسی بھی آواز پر وہ رکی نہیں تھی ......اپنے کمرے میں پہنچے دروازے کو قفل لگائے وہ اب اپنے آنسو بہانے لگی تھی....آج اسے اپنے جذباتوں پر بھی تو قفل ہی لگانا تھا۔

کیف کچھ پل کے لیے وہیں لاؤنج میں رکا تھا...مگر جان گیا تھا کہ رکنا بے سود ہے۔

☆......☆......☆

''تم شادی پر نہیں جاؤ گی''۔انداز تحکمانہ تھا۔

''کیف میری سگی کزن کی شادی ہے... یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں نہ جاؤں''۔وہ اس حکم پر حیران ہوئی تھی...ان کے رشتے کے سوا دو سال بعد اس کی پھپھوزاد کی شادی آئی تھی... کیف بھی ان دنوں سکھر ہی آیا ہوا تھا...جب ماہم کے گھر آیا تو باتوں ہی باتوں میں اس کی کزن عدیلہ کی شادی کی خبر سن کر فٹ سے بول اٹھا تھا۔

''کیوں...کیا تمہارے بغیر اس کی شادی نہیں ہو گی؟؟؟''۔لہجہ طنزیہ ہوا۔

''آپ مجھے کیوں روک رہے ہیں''؟۔اس نے سیدھے سیدھے اب وجہ پوچھی۔

''تمہاری کزن ہے...یعنی وہ عرش کی بھی کزن ہوئی....میں نہیں چاہتا تم وہاں جاؤ... جہاں عرش ہے....اور ویسے بھی شادی لاہور میں ہے ظاہر ہے تم جاؤ گی تو وہاں کچھ دن رہنا بھی ہو گا....''۔اس نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔

''آپ مجھے عرش کے گھر جانے سے روکتے ہیں...میں وہاں نہیں جاتی.....اگر جانا بھی پڑے تو عرش کی غیر موجودگی میں جاتی ہوں...مگر عدیلہ کی شادی عدیلہ کے گھر میں ہے.....وہ عرش کا گھر تو نہیں.....آپ اس طرح مجھے نہیں روک سکتے''۔وہ اب کسی ضدی بچے کی طرح بولی تھی۔

''وہاں جانا ہے تو پھر مجھے بول جاؤ''۔انداز دوٹوک ہوا.....

وہ کچھ کہنا چاہتی تھی مگر گلے میں پھندا سا لگا....وہ تیزی سے اٹھ کر گئی اور اپنے کمرے میں جا کر خود کو بند کر لیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی....وہ باہر دروازہ کھٹکانے لگا تھا....اس نے دروازہ نہیں کھولا اور یونہی کسی ضدی بچے کی طرح جو اپنی ضد پوری نہ ہونے پر روتا ہے زاروقطار رونے لگی۔

کیف کا دل پگھلا......

''اچھا ٹھیک ہے...چلی جانا...مگر پلیز رونا بند کرو''۔اسے کہنا ہی پڑا۔

''سچی؟؟؟''۔وہ فٹ سے دروازہ کھول کر اپنے آنسو پونچھتے ہوئے بولی تھی۔

کیف اسے دیکھتا ہی رہ گیا...اتنی برق رفتاری سے وہ دروازے تک پہنچ گئی تھی......اب اپنی بات سے مکرنا بھی ممکن نہیں تھا......

''ہاں چلی جانا..مگر عرش سے دور رہنا....اور شادی، مہندی میں کوئی ڈانس وانس کرنے کی ضرورت نہیں ہے''۔اس نے تنبیہ کی اور ماہم نے سر کو اثبات میں ہلا دیا۔

''بہت چالاک ہو....جانتی ہو تمہارا رونا نہیں دیکھ سکتا.....بے بس کر دیتی ہو مجھے اپنے آنسو بہا کر''۔اس پل اس نے واقعی خود کو بے بس ہی محسوس کیا تھا....وہ ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ ماہم اپنی کزن کی شادی میں جائے۔

''ویسے آپ کا شیکسپیئر چاچا مر گیا کیا....آج کل کچھ کہتا نہیں''۔اس نے دانستہ بات کو بدلا تھا...عین ممکن تھا کہ کیف عالم اپنا اجازت نامہ واپس لے لے۔

''جی مر گیا.....کسی کے ناز نخرے اٹھا اٹھا کر''۔اس پر نظریں گہری کرتے ہوئے جتاتے ہوئے کہا۔

وہ مسکرا کر نظریں چرا گئی۔

☆......☆......☆

مہندی کا فنکشن زور و شور سے جاری تھا....اس نے خوبصورت ملٹی کلرز کا لہنگا پہنا ہوا تھا......اسی کے ساتھ میچنگ پراندہ بھی لگایا تھا....اس کی سب کزنز نے مل کر ڈیسائیڈ کیا تھا کہ مہندی پر پنجابی تھیم ہوگا اور اسی کی مناسبت سے ان سب نے پراندے پہنے تھے۔عرش بھی وہاں موجود تھا...مگر وہ اس سے چھپتی پھر رہی تھی جیسے اسی کی منگیتر ہو۔

مہندی کی رسمیں ہوئیں..کھانا چلا....ڈھولک بجی....وہ اپنی سب کزنز کے ساتھ فنکشن کا لطف اٹھاتی رہی....جب اپنا سیل دیکھا تو ہوش اڑے...کیف کی نجانے کتنی کالز اور میسج آ چکے تھے.....اس نے میسج کیا تو اس کی فوراً کال آنے لگی....اس نے کاٹ دی..سیکنڈز میں ٹیکسٹ آیا کہ ابھی اسی وقت بات کرو۔

وہ ایک کونے میں گئی اور کال اٹینڈ کی۔

''تم ڈانس کر رہی تھی نا''۔سامنے والے نے اس پر تیز چلانا شروع کیے۔

''نہیں...میں تو''۔وہ کچھ کہنے ہی لگی تھی۔

''بکواس بند کرو...جھوٹ مت بولو....چار گھنٹے سے تمہیں میسج اور کالز کر رہا ہوں.....اسی لیے تمہیں جانے نہیں دے رہا تھا...میں جانتا تھا تم یہی حرکتیں کرو گی''۔ لہجہ جان لیوا ہوا۔

''میں اتنے عرصے بعد سب سے ملی تھی....سیل دیکھنے کا ٹائم ہی نہیں ملا...اور ویسے بھی سارا خاندان یہاں جمع ہے....سارا دن آپ سے چیٹ کی ہے....اب فنکشن کے دوران بھی سیل استعمال کروں گی تو مشکوک ہو جاؤں گی''۔اس نے صفائی دینے کی کوشش کی۔

''تمہیں ہمیشہ لوگوں کی ہی فکر کیوں ہوتی ہے....میری کیوں نہیں ہوتی....میں جو اتنی دیر سے پاگلوں کی طرح تمہارا انتظار کر رہا ہوں...اس کا کیا؟؟''۔وہ چلا اٹھا تھا۔

''کیف ابھی کال کاٹ رہی ہوں...سب کزنز اشارے کر کہ بلا رہی ہیں..زیادہ دیر میں بات نہیں کر سکتی''۔اس نے جھگڑا ملتوی کرنا چاہ۔

''دفع کرو سب کو....بس مجھ سے بات کرو...مجھے بھروسہ نہیں تم پر....تم پتہ نہیں وہاں کیا گل کھلا رہی ہوگی''۔اس نے زہر اگلا۔

''کیف!!!!''۔وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔

''ٹھیک ہے جاؤ اپنی کزنز کے پاس مگر سیل پر کال چلنے دو....میں سب سنتا رہوں گا...''۔اس نے جیسے خود پر بامشکل ظبط کیا۔

''ہمم''۔

اس نے سیل فون اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا...دل تو چاہ رہا تھا کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر کہیں بھاگ جائے مگر اب کر بھی کیا کر سکتی تھی.....کیوں کیف ہر دفعہ اس کی خوشیوں کے رنگ میں بھنگ ڈال دیتا تھا...اس نے بامشکل اپنے آنسو روکے اور اپنی کزنز کے ساتھ جا بیٹھی۔

جب سارے مہمان جا چکے تو فیملی والوں نے اپنے تیار کیئے ہوئے ڈانسز پیش کرنا شروع کیے.....ماہم مسلسل تالیاں بجاتی رہی....جانے کب کیف کی کال کا گھنٹہ پورا ہوا اور کال کٹ گئی اسے پتہ ہی نہ چلا.....شور میں اسے دوبارہ آنے والی کالز کا بھی اندازہ نہ ہوا....وہ مطمئن تھی کہ کیف سب کچھ سن رہا ہے کم ازکم کسی بات پر شک نہیں کرے گا مگر اسے کیا پتہ تھا کہ اس کے رشتے میں ایک اور جنگ عظیم آنی ہے۔

کافی دیر بعد جب اس نے اپنا سیل فون اٹھا کر دیکھا تو پھر سے نجانے کتنی ہی کالز اور میسجز آئے ہوئے تھے....وہ سہم سی گئی....جانتی تھی کہ اب خیر نہیں....اس میں اتنی ہمت بھی نہ تھی کہ اس کے میسج پڑھ سکے..ظاہر تھا کہ ہر میسج میں اس کے کردار پر انگلی ہی اٹھائی گئی ہوگی....شک ہی کیا گیا ہوگا.....اس نے فوراً سے اسے کال کی مگر سیل آف تھا....ساری رات فکر میں گزری کہ جانے اب کیف اس کے ساتھ کیا کرنے والا تھا..ساری فیملی والے فن کرتے رہے اور وہ اندر ہی اندر سلگتی رہی۔

رات بھر کیف بھی سیل آف کیے سلگتا رہا تھا.....اس کے ذہن میں فلم کی طرح یہی چل رہا تھا کہ ماہم قریشی اس فنکشن میں عرش کے ساتھ ہوگی.....یا پھر جانے کس، کس کے ساتھ ہوگی...ورنہ ایسا بھی کیا ہو گیا تھا کہ اسے کال کا ہوش ہی نہ رہے...وہ کیسے کیف کو نظرانداز کر سکتی ہے...وہ ہمیشہ ایسا ہی کرتی تھی....دوسروں کے لیے کیف کو اگنور.....

رات جانے کب ماہم کی آنکھ لگی تھی مگر جب صبح جاگی تو کیف کا میسج آیا ہوا تھا۔

(میں تم سے اپنا رشتہ توڑ رہا ہوں....جاؤ جا کر کسی اور کو اپنا منگیتر بنا لو)

رات بھر جب کیف اضطراب میں سو نہ پایا تو اس نے اپنی زندگی سے ماہم قریشی کو ہی نکالنے کا فیصلہ کر لیا...نہ وہ ہوگی نہ کیف کا یوں خون کھولا کرے گا...نہ ہی اسے اپنی غیرت کا یوں امتحان دینا پڑے گا....جانے لاہور میں وہ لڑکی کیا کچھ کرتی پھر رہی ہوگی۔وہ اس کو میسج کرتا، اپنی زندگی سے نکالتا سکون سے سو گیا تھا۔

ماہم میسج پڑھ کر ٹھٹک سی گئی....بس اتنا ہی کہہ پائی کہ مجھے کیوں جواب دے رہے ہیں...بڑوں نے رشتہ کیا ہے بڑوں کو ہی

جواب دیں۔ کیف صبح جلدی ہی جاگ گیا تھا اور جب ماہم کا میسج پڑھا تو مزید تپا.... بجائے اس کے کہ وہ اس سے معافیاں مانگتی، صفائیاں دیتی.... الٹا اسے ایٹیٹیوڈ دکھا رہی تھی۔

غصے سے لال پیلا ہو کر اس نے فریدہ اور خالدہ دونوں کو ہی کال کر کے رشتے سے انکار کر دیا۔

آج اس کی کزن کی شادی تھی اور وہ اپنا ہی رشتہ تڑوا بیٹھی تھی..... فریدہ نے اسے کیف کی آنے والی کال کے بارے میں بتا دیا تھا .... ساتھ اس سے وجہ بھی پوچھی کہ ایسا کیا ہو گیا کہ کیف نے اچانک اتنا بڑا اقدم اٹھالیا... ماہم نے ساری بات فریدہ کو بتا دی..... فریدہ بھی پریشان ہو گئیں... کچھ ہی لمحوں میں انہیں خالدہ کی بھی کال آ گئی۔

خالدہ نے صاف کہا کہ بہن ہو تمہیں بہنوں والا مشورہ دے رہی ہوں .... مجھے غلط مت سمجھنا... میں نے خود ماہم کا ہاتھ مانگا تھا اور اب میں خود چاہتی ہوں کہ ماہم کی شادی کیف سے نہ ہو... ماہم بھی میری بیٹی ہی ہے اور میں اس کا برا کبھی نہیں چاہوں گی...... ماہم کا رشتہ کسی اچھی جگہ کر دو... کیف ماہم کے لائق نہیں ہے.... اول تو وہ کبھی ماہم سے شادی کرے گا نہیں کیونکہ وہ خود بھی نہیں جانتا کہ وہ چاہتا کیا ہے..... اور اگر کر بھی لے تو کبھی اسے خوش نہیں رکھ پائے گا.... وہ ہر دفعہ جب بھی گھر آتا ہے کاشف سے یا جویریہ سے کوئی نا کوئی کہانی ضرور سن کر جاتا ہے... ایسے میں وہ کبھی اپنی سوچ ٹھیک نہیں کر سکے گا۔

فریدہ ان کی بات سے متفق ہوئی تھی اور ماہم کو اس کی کزن کے کمرے میں اکیلا دیکھ کر اسے بھی بتا دیا کہ خالدہ خود بھی یہ رشتہ قائم نہیں رکھنا چاہتی۔

"واقعی خالہ نے یہ کہا آپ سے ؟؟؟"۔ وہ کسی شاک کے زیرِ اثر تھی۔

"تو کیا میں جھوٹ بول رہی ہوں"۔ فریدہ تپی تھیں۔

اس کی بھوری آنکھوں سے آبشار پھوٹی تھی.. سوا دو سال کے رشتے کے بعد یہ دن بھی دیکھنا تھا؟؟ اتنی آسانی سے ان کا رشتہ ٹوٹ گیا... وہ رشتہ جسے اتنی مشکلوں سے جوڑا گیا تھا۔

دن رات کرب و انتظار کی گھڑیوں سے گزر کر جس شخص کو پایا تھا... وہ شخص اتنی آسانی سے ہاتھ سے پھسل گیا۔

"رونا بند کرو ماہم.... یہاں پرائے گھر میں تماشا بننے کا شوق ہے کیا... کسی نے دیکھ لیا تو سو سوال کریں گے.... اپنے آنسو صاف کرو اور جاؤ جا کر عالیہ وغیرہ کے ساتھ رات کے فنکشن کی تیاری کرو"۔ وہ اسے ڈپٹنے لگی تھیں۔

"مجھے واپس گھر جانا ہے.... مجھے نہیں اٹینڈ کرنی شادی"۔ وہ ناک رگڑتے ہوئے بولی تھی۔

"مجھے زچ مت کرو ماہم... میں اس وقت خود بھی پریشان ہوں"۔ فریدہ نے مدھم لہجے میں پھر سے ڈپٹا۔

وہ بن کچھ کہے آنکھیں صاف کرتی کمرے سے نکل گئی تھی۔ وہ اس پل کو کوسنے لگی جب اس نے شادی پر آنے کی ضد کی تھی۔ بمشکل ضبط کیے دلہن کے کمرے میں جا پہنچی تھی۔

عدیلہ کے کمرے میں سب کزنز موجود تھے ....آج رات کو وہ رخصت ہو جانے والی تھی اسی لیے سب اسی کمرے میں محفل جمائے بیٹھے تھے....لاکھ ڈانٹا بڑوں نے مگر مجال ہے جو کسی پر ذرا بھی اثر ہوا ہو۔

جہاں سب گروپ سیلفیز اور دلہن صاحبہ کی کھنچائی میں لگے تھے وہاں ماہم سرخ ہوتے ناک کے ساتھ نظریں چرائے یہاں وہاں بے معنی ساد یکھ رہی تھی۔

''تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے''۔عرش نے مدھم آواز میں اس سے سوال کیا تھا....وہ جانے کب سے اس کو نوٹس کر رہا تھا بالآخر اس سے پوچھ ہی لیا۔

اس اچانک سوال پر اس نے چونک کر عرش کو دیکھا تھا....مگر کوئی جواب دینے کے بجائے وہ ہونق سی بیٹھی رہی۔

''تم سے پوچھ رہا ہوں ماہم''۔عرش نے باور کروایا۔

''ٹھیک ہے طبعیت ......ایک دم ٹھیک''۔کہہ تو دیا مگر ساتھ ہی گلا بھی رندھ گیا۔

کہاں وہ خود کو سنبھالے بیٹھی تھی اور جب کسی نے حال پوچھا تو.....وہ بے بس سی ہو گئی...لگا کہ اب چاہ کر بھی اپنے آنسو روک نہیں پائے گی۔

عرش کے مزید کسی سوال سے پہلے وہ کمرے سے نکل گئی تھی۔

☆......☆......☆

دلہا، دلہن اسٹیج پر براجمان تھے....دودھ پلائی کی رسم زور و شور سے جاری تھی......مگر وہ تھی کہ ایک کونے میں گم صم کھڑی تھی۔

''تم ماہم قریشی نہیں ہو''۔کسی کی آواز اس کے کانوں میں پڑی تھی۔

وہ تو کسی اور ہی دنیا میں پہنچی ہوئی تھی...کیف عالم اور ماہم قریشی کی دنیا میں...جہاں وہ ملے تھے اور اب یوں ہی بچھڑ گئے تھے.....وہ چھوڑ گیا تھا اسے یوں ہی بے سہارا، اکیلا، رونے اور کڑھنے کے لیے.....اسی شادی کی وجہ سے اس کی خوشیاں لٹ گئی تھیں...کیا اچھا ہوتا کہ وہ کیف کی بات مان لیتی۔

''کیا مطلب''۔وہ کچھ سنبھل کر بولی تھی...مگر انداز لیے دیے والا ہی تھا جیسے مقابل کھڑا عرش زیادہ دیر ٹک نہ پائے۔

''جس ماہم قریشی کو میں جانتا تھا وہ محفل کی جان ہوا کرتی تھی....رسموں اور شرارتوں میں سب سے آگے.... ہاں بھلے ہی تھوڑی اڑیل مزاج تھی سب سے اتنا گھلتی ملتی نہیں تھی مگر یہ بھی نہیں تھا کہ ناک، منہ سجائے ایک کونے میں جم کر کھڑی ہو جائے''۔اس کا لہجہ خوشگوار تھا مگر اس کی باتیں ماہم قریشی کو مزید چھلنی کر گئی تھیں۔

وہ کب ایسی تھی کہ اپنی ہی سگی کزن کی شادی میں یوں غیروں کی طرح کوئی کونا پکڑ لے.....مگر قسمت۔۔۔

''میں اب بھی نہیں سمجھی...خیر...''۔سمجھ تو وہ چکی تھی مگر کیسے قبول کر لیتی کہ واقعی یہ وہ ماہم قریشی نہیں ہے۔وہ جملہ ادھورا چھوڑ کر

اس کونے سے بھی جا چکی تھی۔

(صرف ایک موقع دے دو ماہم قریشی.... یہ عرش قریشی اس الجھی ماہم قریشی سے اس پرانی والی کھلکھلاتی ماہم قریشی کو پر منتلی ریپلیس کردے گا)۔عرش نے بے بس سا اسے جاتا دیکھ کر سوچا تھا۔

☆......☆......☆

کئی دن گزر چکے تھے...وقت کہاں رکتا ہے......وہ بھی خود کو سنبھال ہی رہی تھی کہ اچانک ایک دفعہ پھر کیف ان کے گھر آ پہنچا تھا ....اس بار بھی وہ اپنی غلطی کی معافی مانگنے ہی آیا تھا۔

اس بار فریدہ مانی نہ ماہم.....کئی دیر منت سماجت کے بعد بھی جب فریدہ اور ماہم کا انکار ہی پایا تو کیف پر جنون سا سوار ہوا۔

''دیکھو کیف بیٹا....اب یہ رشتہ نہیں جڑ سکتا....خالدہ تک نے مجھے ماہم کا رشتہ کہیں اور کرنے کو کہا ہے..''۔فریدہ نے صاف صاف بات کی تھی۔

''مما..امی کو میں خود لے کر آؤں گا کچھ دن تک....میں ان کو راضی کروں گا....اور اب آپ دونوں کو شکایت کا موقع نہیں دوں گا ''۔انداز التجائیہ تھا۔

''تم میرے بھانجے ہو تبھی اب تک تمہاری حرکتیں برداشت کی ہیں مگر اب اور نہیں......تم نے منہ چڑھ کر مجھے خود جواب دیا ہے ....اب یہ رشتہ ختم''۔انداز حتمی تھا۔

''ماہم تم سمجھاؤ نا مما کو......کچھ تو بولو...چپ مت رہو''۔اب اس نے سامنے کھڑی ماہم کو مخاطب کیا۔

''آپ مجھے جو کچھ کہتے آئے ہیں میں برداشت کرتی آئی ہوں..مگر اس بار آپ نے مما کو خود جواب دے کر ان سے بدتمیزی کی ہے...اس کے لیے میں خود بھی آپ کو معاف نہیں کرنے والی''۔وہ دکھی ضرور تھی مگر اسے کیف کی حرکت ناقابل معافی بھی لگی تھی۔

کیف نے جب دیکھا کہ یہ دونوں کسی صورت دوبارہ سے رشتہ جوڑنے پر راضی نہیں ہیں تو اس کا انداز جنونی ہوتا چلا گیا۔

''تو ٹھیک ہے میں ابھی اسی وقت یہاں ہی اپنی جان دے دیتا ہوں......تب شاید آپ دونوں مجھے معاف کردیں''۔کہہ کر اس نے پاس پڑا گلدان اپنے سر پر دے مارا تھا۔

اس وقت کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کیف ایسا کچھ کرلے گا.....اس کے سر سے نکلتا ہوا خون اب اس کے چہرے پر لکیروں کی صورت بہنے لگا تھا.....

فریدہ اور ماہم کے اوسان خطا ہوئے تھے۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ سنبھلتیں....اس نے پھلوں کی ٹوکری میں پڑی ہوئی چھری اٹھا لی تھی...جانے اب وہ اس چھری سے کیا کرنے والا تھا۔

فریدہ نے برق رفتاری سے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے چھری لے لی۔

"کیا کر رہے ہو بیٹا تم... پاگل تو نہیں ہو گئے"۔فریدہ نے ڈپٹا تھا۔

ماہم اپنی جگہ ساکت کھڑی تھی..فلم کی طرح وہ ہر وقت اس کے ذہن میں چلنے لگا تھا جب کیف نے اسی ہی طرح کی کوئی حرکت کر کے اسے زبردستی منایا تھا....اسے یہ احساس ہوا کہ اگر وہ کیف کی ان فضول حرکتوں پر ہار بار ناراضی ختم نہ کرتی تو آج شاید یہ نوبت نہ آتی ....وہ اسے جذباتی بلیک میل کرتا تھا اور وہ ہو جاتی تھی....وہ اس کے سامنے خود کو نقصان پہنچاتا تھا اور وہ سب بھول جاتی تھی۔

اس نے کچھ ہی لمحوں میں طے کر لیا تھا کہ اس بار نہیں....اس بار وہ اس کی اس حرکت پر بھی اپنی ناراضی ختم نہیں کرے گی...ورنہ کل کو وہ اس سے بھی کوئی سنگین حرکت کرنے میں ذرا دیر نہیں لگائے گا۔

فریدہ نے کیف کو بٹھا کر پانی پلایا تھا..فرسٹ ایڈ باکس سے اس کی مرہم پٹی کی تھی...صد شکر تھا کہ ٹانکوں کی نوبت نہیں آئی تھی ......مگر ماہم نے اس سے کوئی ہمدردی نہیں دکھائی....وہ یوں ہی لاپرواہ سی نظر آئی۔

"تم اتنی بے حس ہو ماہم....تمہیں میرا یہ حال دیکھ کر بھی ذرا فرق نہیں پڑا"۔کیف مدھم آواز میں غرایا۔فریدہ اس وقت اپنے کمرے میں فون پر اپنی کسی ڈاکٹر سہیلی سے میڈیسنز کے حوالے سے مشورہ کر رہی تھیں۔

"جی کوئی فرق نہیں پڑا....میں اس سب کی عادی ہو چکی ہوں...."۔وہ بنا کسی مروت کے بولی تھی۔

کیف بس اسے گھور کر رہ گیا۔

فریدہ جب واپس آئیں تو کیف نے پھر سے معافی مانگی،وعدہ بھی کیا کہ بہت جلد خالدہ اور عادل کو بھی منا لے گا....فریدہ نے اسے معاف کر دیا...ظاہر ہے ان کے سامنے تو پہلی بار اس نے ایسا کچھ کیا تھا۔

ماہم نے تھوڑی چک چک کی تھی مگر فریدہ نے اسے زیادہ کچھ بولنے نہیں دیا تھا...مگر پھر بھی موقع ملتے ہی ماہم نے کیف پر یہ واضح کر دیا تھا کہ اسے ان سب حرکتوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا....اور آئندہ وہ ایسی کسی حرکت سے پہلے ہزار بار سوچے۔

اس کی اس سمجھداری کا اتنا اثر تو ضرور ہوا تھا کہ دوبارہ ان کے جتنے بھی جھگڑے ہوئے..کیف نے کبھی اس طرح کی کوئی حرکت نہیں کی تھی۔

☆......☆......☆

کیف نے فریدہ اور ماہم کو تو زبردستی منا تو لیا تھا مگر خالدہ کو نہیں منا پایا تھا...اور خالدہ کے آگے وہ اس طرح کی کوئی جنونی حرکت کرنے سے بھی باز رہا تھا....وہ وقتاً فوقتاً ان سے دوبارہ رشتہ جوڑ لینے کے لیے کہتا رہا تھا مگر وہ اپنی جگہ بضد تھیں کہ اب وہ یہ بے وقوفی دوبارہ نہیں کریں گی...عادل تو بہت پہلے سے ہی کاشف کی باتیں سن کر پچھتا رہے تھے اور فائزہ بھی کبھی اس رشتے کی دلی طور پر حمایتی نہیں تھی ....مختصر یہ کہ اس نے جلد بازی اور اپنی بے وقوفی میں اپنے ہاتھوں سے اپنے گھر والوں کو رشتہ نہ کرنے کا بہانہ دے دیا تھا۔

وقت گزرتا رہا اور ان کے اس ادھ،ادھورے،ٹوٹے پھوٹے رشتے کو تین سال ہو گئے۔خالدہ اب تک نہ مانی تھی جبکہ کیف ماہم

کے آگے آج ،کل میں ٹالتا رہا اور وہ ٹلتی آئی ...لوگوں کی باتیں الگ سنیں کیف کے رویے الگ برداشت کیے۔

جب تین سال گزر چکے تو تھک ، ہار کر ماہم قریشی نے نے کیف عالم کو آخری تین ماہ کا وقت دیا تھا کہ وہ ان تین ماہ میں اس کے گھر باقاعدہ رشتہ بھیجے ..... پوری دنیا کے سامنے اسے اپنی منگیتر ہونے کا درجہ دے مگر وہ آخری تین ماہ بھی گزر گئے لیکن ماہم قریشی کو بہت کچھ باور کروا گئے۔

☆......☆......☆

''یہ تم نے ٹھیک نہیں کیا ماہم ....اپنے تین سال کا رشتہ توڑ دیا.....''۔وہ اس کے فیصلے سے ہرگز مطمئن نہیں تھی۔

''کچھ فیصلے لینے پڑتے ہیں...پھر چاہے روح چھلنی ہو یا جان جائے''۔ماہم نے عجیب سے لہجے میں جواب دیا تھا.....

''اور یہ دعائے خیر کا فیصلہ...اس کا کیا؟؟؟ جب تمہاری کال آئی تو مجھے یقین ہی نہیں آیا....اتنی جلدی...اتنی اچانک بھی کوئی رشتہ کرتا ہے کیا؟؟''۔زینب آج ماہم کی دعائے خیر میں آئی ہوئی تھی اور سوالوں کی بوچھاڑ کرنے میں لگی تھی۔

وہ کچھ عجیب سا مسکرائی...پھر بڑے رسان سے بولی۔

''نہ تو یہ رشتہ جلدی ہوا ہے....نہ اچانک.....پچھلے تین سال سے چچی رشتہ مانگ رہی ہیں....اب جا کر ہاں کی ہے''۔

''یہ کیسا رشتہ ہے ماہم.....؟؟ تم جلد بازی میں یہ سب کر رہی ہو......تم عرش سے محبت ہی نہیں کرتی......تم کبھی اس کے ساتھ خوش نہیں رہ پاؤ گی''۔اس نے اپنا خدشہ بتایا۔

''کبھی کبھی ہمارے لیے خوشی سے زیادہ اطمینان ضروری ہوتا ہے.....میں نہیں جانتی میں کبھی خوش رہوں گی یا نہیں...میں نہیں جانتی کبھی عرش سے محبت کر بھی پاؤں گی یا نہیں...مگر میں نے کھوکھلی خوشی پر سکون قلب کو فوقیت دی ہے....کیف کی محبت پر عرش سے ملنے والی عزت کو فوقیت دی ہے''۔لہجہ میں اب سکون اور چہرہ مطمئن نظر آیا۔

ایک پل کے لیے زینب بھی ششدر رہ گئی کہ جو ماہم اس کے آگے ہر وقت کیف ،کیف لگائے رکھتی تھی آج وہی خود.... پورے ہوش وحواس میں اپنا راستہ بدل بیٹھی ہے۔

''میں ہمیشہ تمہاری قسمت پر رشک کیا کرتی تھی...ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں جو اپنی محبت کو پا لیتے ہیں....تم ان خوش نصیبوں میں سے تھی جس نے اپنی محبت کو پا یا تھا.....''۔وہ واقعی ماہم کو خوش نصیب جانتی تھی.....اسے لگتا تھا کہ من چاہ منگیتر بھی قسمت والوں کو ملتا ہے ....ورنہ محبت تو بہت لوگ کر لیتے ہیں مگر حاصل نہیں کر پاتے....اور رشتہ ہو جانا اس بات کی یقین دہانی ہی ہوتا ہے کہ ہماری محبت آج نہیں تو کل ہماری ہی ہوگی۔

''میں ان بد نصیبوں میں سے تھی جس نے اپنی محبت کو پا کر بھی....کبھی نہیں پایا تھا''۔اس کے لفظوں کے ساتھ ساتھ اس کے لہجے اور نظروں میں بھی گہرائی تھی در آئی تھی۔

''اپنے ساتھ یہ ظلم مت کرو.... جہاں اتنا انتظار کیا تھا وہاں کچھ سال اور سہی.... پھر کیف بھائی تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہاں سے لے جاتے... سب سے دور اس ساری گندگی سے دور''۔ زینب کو ماہم نے ساری تفصیل کال پر ہی بتا دی تھی.... اس سے اپنے دل کا حال شیئر کیا تھا اور تبھی اسے اس کا یہ فیصلہ احمقانہ لگ رہا تھا۔

''اور اس گندگی کا کیا جو اس کے دل میں میرے لیے ہے؟؟؟ وہ دنیا کے جس کونے میں بھی مجھے لے جاتا وہ گندگی ہمارے درمیان ہمیشہ رہتی....'' آواز اب بھرانے لگی تھی.. شاید تمام تر مجتمع ہمت ٹوٹنے لگی تھی۔

''میں تھک چکی ہوں اس گندگی سے .... اس کیچڑ سے زینب.... مجھے کسی کی نظروں میں داغ دا بن کر کھوکھلی خوشی کی زندگی نہیں گزارنی.... مجھے کسی کی نظروں میں قابل عزت بن کر مطمئن زندگی گزارنی ہے''۔ اپنی آنکھوں میں اتری نمی انگلی کے پور سے صاف کرتے ہوئے اس نے پھر سے خود کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا تھا۔

''اچھا چھوڑو.... جلدی سے مجھے سارا سامان دکھاؤ جو تمہارے سسرال سے آیا ہے..... میں جلدی سے تمہیں تیار کروا دیتی ہوں ورنہ آنٹی بھی کہیں گی کہ تمہیں تیار کرنے کی خاطر بلایا تھا اور بس گپیں ہانک کے چلی گئی''۔ اس نے پر جوش ہونے کی کوشش کی تھی.... مصنوعی ہی سہی۔

وہ بھی مسکرا دی تھی... مصنوعی ہی سہی۔

ماہم نے جیسے ہی فریدہ کو ہاں کی تھی.. فریدہ نے فوراً ہی شہباز سے بات کی تھی.... شہباز کو پہلے تو دھچکا لگا تھا مگر انہیں اپنی بیٹی پر پورا بھروسہ تھا.... ان کے نزدیک اگر ماہم نے کوئی فیصلہ کیا تھا تو سوچ کر ہی کیا تھا.....

ان تین سالوں میں یہ تبدیلی بھی آئی تھی کہ عرش پہلے شہباز کو امیچور لگتا تھا.... انہیں لگتا تھا کہ وہ ابھی کم عمر ہے وہ ایک جگہ نہیں ٹک پائے گا... مگر تین سالوں میں عرش ذرا بھی نہیں بدلا تھا..... وہ آج بھی ماہم کے رشتے کے حوالے سے اتنا ہی سنجیدہ تھا جتنا تین سال پہلے .... اور سچ تو یہ بھی تھا کہ وہ ان تین سالوں میں سب کے دلوں میں اپنے لیے ایک خاص مقام تک بنا چکا تھا یہاں تک کے چھوٹی سی سارہ کی نظر میں بھی۔

اس معصوم سی بچی کو بھی بے حد خوشی ہوئی تھی جب اس کو پتہ چلا تھا کہ اس کا بہنوئی اب کیف نہیں عرش ہوگا.....۔ ماہم کو ہر بار کیف کی وجہ سے اداس پریشان دیکھ کر وہ اندر ہی اندر کیف سے چڑنے لگی تھی مگر جتاتی نہیں تھی۔

جب عرش اور اس کی فیملی کو پتہ چلا تھا کہ شہباز اور فریدہ نے رشتے کے لیے راضی ہیں تو ان کے گھر میں تو جیسے عید ہو گئی تھی .... عالیہ اور عرش پھولے نہیں سما رہے تھے......

ماہم کے چچا نے بھی بار بار ٹرانسفر سے تنگ آ کر بہت پہلے ہی جاب چھوڑ کر بڑے پیمانے پر اپنا بزنس شروع کر لیا تھا جس میں عرش بھی انہی کے ساتھ تھا.... اس لیے فوراً شادی کرنے میں بھی انہیں کوئی مسئلہ درپیش نہیں تھا۔ دعائے خیر کے بعد منگنی وغیرہ کے جھنجٹ

میں پڑنے کے بجائے سیدھا شادی کی تاریخ بھی رکھ دی گئی تھی۔

دعائے خیر میں شہباز کے سب بہن بھائی شامل تھے مگر فریدہ کے خاندان سے کسی کو بھی نہیں بلایا گیا تھا اور یہ فیصلہ ماہم کا تھا....وہ نہیں چاہتی تھی کہ فی الحال کیف تک یہ بات کسی بھی صورت میں پہنچے....اسے خدشہ تھا کہ کہیں وہ پھر سے آ کر اپنا سر ہی نہ پھاڑ لے۔

زینب نے اسے بہت خوبصورت سجایا تھا...گہرے سبز رنگ کا شرارہ پہنے۔نفیس سی جیولری میں وہ بہت دلکش لگ رہی تھی....عالیہ نے اسے دیکھتے ہی فٹافٹ سے تصویریں کھینچنا شروع کر دی تھیں....حالانکہ وہ روکتی رہی جس پر عالیہ نے زینب کے سامنے ہی منہ پھٹ سے انداز میں کہا۔

''ان میڈم کا یہ فیصلہ ہے کہ شادی تک یہ عرش سے پردہ کریں گی...حالانکہ ہمارے ہاں ایسا کوئی رواج نہیں ہے...انہوں نے اپنا ہی رواج نکالا ہے....مگر اب کم از کم میرے مظلوم بھائی کا اتنا تو حق بنتا ہے نہ کہ وہ اپنی ہونے والی ''ان'' کی تصویریں ہی دیکھ لیں۔''

اس کی بات پر زینب اور باقی تمام کزنز ہنس دی تھیں اور اس کی بات کی تائید بھی کی تھی۔

عالیہ نے ڈھیر ساری تصویریں کھینچ کر سب بڑوں کے درمیان بیٹھے عرش کو چپکے سے دکھا بھی تھیں.....اور عرش کی ستائشی نظروں کا حال واپس آ کر سب کزنز کو سنایا بھی تھا۔

سب کی ہنسی...قہقہے.....اور سب سے بڑھ کر اس نے جو آج عزت محسوس کی تھی اس سب نے اسے ایک سکون سا دیا تھا۔رشتہ تو اس کا پہلے بھی ہوا تھا..مگر نہ کوئی دعا دینے کے لیے آیا...نہ سسرال سے کوئی جوڑے آئے.....نہ کسی نے اسے انگوٹھی پہنائی...نہ کوئی مٹھائی بانٹی گئی۔

دعائے خیر کے بعد وہ جانے کتنی ہی دیر اپنے بائیں ہاتھ کی انگلی میں پہنی ہوئی انگوٹھی جو اس کی چچی نے اسے پہنائی تھی دیکھتی رہی تھی......سب کچھ محبت ہی نہیں ہوتی کہ انسان اس کے پیچھے اندھا دھند بھاگ پڑے اور اپنا آپ گنواتا آئے....کچھ احساس محبت سے بڑھ کر بھی ہوتے ہیں.....دیر سے ہی سہی مگر آج اس نے وہ سب احساسات محسوس کیے تھے۔

☆......☆......☆

کیف کچھ دن سکھر رہ کر واپس کراچی جا چکا تھا....ماہم سے جھگڑا کوئی نئی بات نہیں تھی....اس کا روٹھنا بھی کوئی نئی بات نہیں تھی ...مگر اس بار جو اس نے ٹکا سا جواب دے دیا تھا وہ کیف کو ہضم نہیں ہو رہا تھا۔

اس نے سوچا تھا کہ وہ ماہم کو منانے تو گیا تھا اور اسی لیے کچھ عرصے تک جب ماہم کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا تو وہ خود ہی اس سے رابطہ کر لے گی مگر جب کئی دن تک اس کا کوئی میسج تک نہیں آیا تو وہ کچھ الجھا ہوا سا نظر آنے لگا تھا جو کرن مسلسل نوٹ کر رہی تھی.....عابد تو اپنی جاب کی وجہ سے مصروف ہوتا تھا اس لیے کیف سے اتنی ملاقات ہی نہیں ہوتی تھی.....اور جاب کی وجہ سے ہی اسے اپنا کمرا بھی کسی اور جگہ لینا پڑا تھا البتہ کرن...اس کی فار ایور والی فرینڈ مسلسل اس سے رابطے میں تھی۔

''آج تو تم اپنی پریشانی مجھے بتا ہی دو''۔کرن نے کولڈ کافی کو اپنے سامنے کرتے ہوئے کہا۔وہ کیف کے ساتھ کسی کیفے میں تھی۔

''بھلا مجھے کیا پریشانی ہوگی''۔ اس نے بھی کافی کے گھونٹ بھرتے نارمل نظر آنے کی کوشش کی۔

''تقریباً تین سال سے پوری ایمانداری سے دوستی نبھا رہی ہوں....اتنا تو تمہیں سمجھ ہی چکی ہوں.....اور اتنا تو تم بھی مجھے سمجھ ہی چکے ہو گے کہ مجھ سے کچھ بھی شیئر کرنا گھاٹے کو سودا نہیں''۔ اس نے مسکرا کر کہا تھا۔

''اس نے مجھے چھوڑ دیا ہے......''۔ کہہ تو دیا مگر ابھی بھی جیسے بے یقینی سی تھی...کچھ توقف بعد خود ہی فقرہ مکمل کیا۔''شاید''۔

وہ اس کی بات پر کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔

''اب اس شاید سے میں کیا اخذ کروں''۔

''فی الحال تو میں خود بھی کچھ اخذ نہیں کر سکا.....''۔ وہ ماتھے پر بل ڈالے بولا تھا۔

وہ کالڈ کافی پینے میں ہی مگن رہی....جیسے اس بات میں اسے اب کوئی خاص دلچسپی نہیں رہی تھی....وہ اتنے کھلے دل کی تو نہیں تھی کہ کیف سے ہر بار ماہم کا ہی ذکر سنتی رہے.....جب بھی ماہم کا نام آتا تھا وہ ٹال مٹول کر جاتی تھی۔

''اگر اس کا فیصلہ حتمی ہوا تو.....میں جسے جذباتی قدم سمجھ رہا ہوں اگر وہ اس پر قائم ہی رہی تو.....''۔ وہ خود سے ہی بول پڑا تھا ....شاید اتنے دن سے اپنی خدشات دل میں رکھ کر وہ تنگ آ چکا تھا.....اسے کوئی سننے والا ہی چاہیے تھا جو اسے مل چکا تھا۔

کرن نے دل ہی دل میں خود کو ملامت کی....کیا ضرورت تھی پریشانی کی وجہ پوچھنے کی.....کیا وہ بھول گئی تھی کہ کیف جب بھی پریشان ہو زیادہ تر وجہ ماہم قریشی ہی ہوتی تھی..مگر اب کیا ہو سکتا تھا...مجبوراً اب اسے کیف کو کوئی مشورہ تو دینا ہی تھا۔

''وہ بس تمہیں ایٹیٹیوڈ دکھا رہی ہے تا کہ تم اس کے پیچھے پیچھے بھاگو.....تم اسے اگنور کرو گے تو وہ خود ہی سیدھی ہو جائے گی''۔

''تین ماہ مسلسل اگنور کر چکا ہوں ....سیل بھی اتنے عرصہ آف رکھا تھا.....کہیں میں نے اسے واقعی کھو تو نہیں دیا''؟۔ اسے توہمات گھیرنے لگے۔

''کم آن کیف ....تم جان چھڑکتے ہو اس پر...وہ کیوں چھوڑے گی تمہیں .....ویسے بھی اتنے سال اینگیجڈ رہنے کے بعد کوئی پاگل ہی ہو گا جو یہ سنگین قدم اٹھائے گا''۔ اسے جیسے یہ وہم ہی احمقانہ لگا تھا.....بھلا کوئی کیف عالم کو کیسے چھوڑ سکتا ہے..وہ خود بھی تو اسے نہیں چھوڑ پائی تھی۔

''یہی تو مسئلہ ہے..... پاگل ہے وہ.....ایک نمبر کی پاگل''۔ اب کی بار لہجے میں محبت کی آمیزش تھی۔

''میں کولڈ کافی پی چکی ہوں....چلیں اب''۔ وہ کیف سے فرمائش کر کے کافی پینے آئی تھی ماہم نامہ سننے نہیں....سو بڑی ہی سہولت سے وہ موضوع بدل گئی۔

کیف نے بھی سر اثبات میں ہلا دیا تھا...مگر کرن کی بات اسے کچھ حد تک تسلی دے گئی تھی۔

☆......☆......☆

ماہم اپنا سیل نمبر بدل کر شادی کی تیاریوں میں مصروف ہوگئی تھی.... پھیلتے پھیلتے اس کے رشتے کی خبر اس کے سارے ننھیال تک پہنچ چکی تھی....کچھ قریبی لوگوں کو فریدہ نے بھی خود ہی بتا دیا تھا ظاہر ہے اب اچانک شادی کا کارڈ دینے سے تو رہے..خبر عادل اور خالدہ تک بھی جا پہنچی تھی....مگر انہیں کوئی شاک نہیں لگا....وہ تو اپنی طرف سے بہت پہلے ہی ماہم سے کیف کا رشتہ توڑ چکے تھے تو ظاہر ہے اب ماہم کا کسی اور جگہ تو رشتہ طے پانا ہی تھا۔کاشف نے بھی من ہی من عرش کو خوش قسمت جانا تھا....بزنس پارٹیز میں وہ بہت دفعہ عرش سے مل چکا تھا....مگر اسے اندازہ نہیں تھا کہ یہی ماہم کا منگیتر بن جائے گا۔

کیف کراچی میں ماہم کے طے پا جانے والے رشتے سے انجان ہی رہا تھا....اسے بتاتا بھی تو کون؟؟ اور کیوں؟؟؟۔ وہ اپنے فارن جانے کے تمام پروسیجرز میں لگا رہا تھا۔

یہ اتفاق ہی ہوا کہ جس دن ماہم قریشی کی شادی طے ہوئی تھی اسی دن کیف عالم کی فلائٹ تھی۔

پتہ ہی نہ چلا تھا کہ دو ماہ گزر گئے اور وہ وقت بھی آ پہنچا جب ماہم اپنے مایوں میں بیٹھی تھی.....یہ وہ وقت تھا جب واقعی اس کے دل میں ہول اٹھنے لگے تھے....صرف ایک ہی ہفتہ بچا تھا اس کی شادی کو....وہ پھر سے سوچوں میں رہنے لگی تھی...کہیں اس نے واقعی کوئی جلد بازی تو نہیں کر دی تھی...

مایوں والے دن سے ہی صدف اور سعد بھی اس کے گھر شادی تک رہنے کے لیے آ چکے تھے۔صدف سے ماہم نے کبھی بھی اپنی اور کیف کی کوئی بات بھی شیئر نہیں کی تھی اس کے باوجود وہ کچھ نا کچھ جانتی تھی جو کہ اس کے ذاتی اندازے تھے......اس کے دل میں سوال تو تھے مگر جواب وہ کس سے لیتی؟؟ سو اس نے تمام سوالات کو جھٹکا تھا اور بڑی ہی گرم جوشی سے مایوں میں شامل ہوئی تھی۔

ماہم قریشی اس بات سے مطمئن تھی کہ اس نے اپنی عزت نفس کی خاطر کیف کو چھوڑ دیا ہے مگر جو بات اسے پریشان کرنے لگی تھی وہ تھی اس پر آنے والی ذمہ داریاں....کیا وہ عرش کی اچھی بیوی بن پائے گی..؟..کیا وہ عرش کو محبت دے پائے گی...؟...کیا وہ اس کا خیال رکھ پائے گی؟.....ان دو ماہ میں بھی بہت کوشش کے باوجود وہ عرش سے رتی برابر بھی محبت نہیں کر پائی تھی...وہ چاہتے ہوئے بھی وہ سب محسوس ہی نہیں کر پاتی تھی جو اسے اپنے منگیتر کے لیے محسوس ہونا چاہیے تھا۔

جب جب بھی اس نے اپنا دل کھولا.....مایوسی ہی ہوئی......

اسے کسی حد تک اب لگنے لگا تھا کہ شاید واقعی اس نے جلد بازی کی ہے.....کیف سے الگ ہونے کے فوراً بعد ہی اسے کسی اور رشتے میں نہیں جڑنا چاہیے تھا..خود کو تھوڑا وقت دینا چاہیے تھا.....مگر وقت دینے کا مطلب تو یہ بھی تھا کہ ایک دفعہ پھر کیف اس کی زندگی میں آ سکے....شاید تبھی اس نے خود کو وقت ہی نہیں دیا تھا۔

☆......☆......☆

مہندی کا فنکشن بڑے ہی دھوم دھام سے جاری تھا...ڈھولک اور تالیوں کی آواز نے ماحول کو خوشگوار بنایا ہوا تھا.....ہر آنے

والے مہمان کے چہرے پر مسکراہٹ تھی......ندا خالہ،احسن،امبر سبھی ہی تو آئے تھے۔

مہندی سے سجے ہاتھوں میں مہندی سے ہی لکھا ہوا عرش کا نام جو زینب نے زبردستی اس کے ہاتھوں پر لکھا تھا بہت خوبصورت لگ رہا تھا......وہ پیلے،سبز،گلابی اور کچھ شوخ سے رنگوں کے امتزاج والے لہنگے میں ملبوس تھی....اسے پراندہ پہنایا گیا تھا....گلاب کے پھولوں کے خوبصورت گجروں سے سجایا گیا تھا جن کی مہک اسے مسحور کرنے کے بجائے جانے کیا کیا سوچنے پر مجبور کر رہی تھی۔

آج آخری دن تھا اس کی آزادی کا.....کل سے وہ ایک رشتے میں بندھنے جا رہی تھی....ایک ایسا رشتہ جسے شاید اس نے مجبوری میں ہی جوڑا تھا...خوشی سے نہیں....اور مجبوریاں نبھانا کہاں آسان ہوتا ہے۔

صرف محبت ہی کے لیے قیمت ادا نہیں کرنی ہوتی.....سکون اور عزت کے لیے بھی بہت سی قیمتیں ادا کرنی پڑتی ہیں.....یہ تو بس ہر انسان کی ترجیحات پر منحصر ہوتا ہے کہ وہ کیا چنتا ہے...کچھ وقت پر سنبھل جاتے ہیں...کچھ ٹھوکر کھانے کے بعد۔

عرش بھی کاٹن کے سفید شلوار سوٹ میں کافی پرکشش لگ رہا تھا......ہلکی بڑھی ہوئی شیو اس کی شخصیت کو چار چاند لگا رہی تھی.....

ان کے ہاں شادیاں اپنے گھروں میں ہی کی جاتی تھیں اور سارے فنکشنز بھی.....میرج ہال کا رواج سخت ناپسند کیا جاتا تھا...ان سب کا ماننا کہ میرج ہالز نے شادیوں کی وہ رونق چھین لی ہے جو گھروں ہیں ہوا کرتی ہے لہٰذا مہندی کا فنکشن بھی ان کے اپنے گھر میں ہی منعقد کیا گیا تھا۔

اسٹیج پر آنے سے پہلے ماہم کے کمرے میں سارہ بھی فراک پہنے بار بار اس سے لپٹ رہی تھی.....ماہم بار بار اسے تسلیاں دیتی تھی۔

”اوہو سارہ...میں کون سا دور جا رہی ہوں.....ساتھ والے گھر میں ہی جا رہی ہوں...اتنا مت رو....کیا کہیں گے سب کے دلہن کی بہن بھوتنی بنی ہوئی تھی“۔

”اس گھر میں تو نہیں ہوں گی نہ آپی.....مجھے اب کون پڑھائے گا“۔اسے پڑھائی یاد آئی تھی جو پہلے تو کبھی یاد نہیں آتی تھی۔

”میں ہی پڑھاؤں گی.....بلکہ میں اور تمہارے عرش بھائی مل کر تمہیں پڑھائیں گے....“۔عرش کا نام سن کر وہ چہک اٹھی تھی ....عرش سے تو وہ ضرور ہی پڑھتی.....ان تین سال میں وہ اس کا فیورٹ جو بن گیا تھا۔

فریدہ بھی آنکھوں میں نمی لیے اس کے کمرے میں آئی تھیں.....کہہ کچھ نہ پائی تھیں بس اس کے گلے ہی لگی تھیں.....شہباز بھی بس خود کو بظاہر سنبھالے ہوئے تھے مگر بیٹی کی شادی میں اندر ہی اندر باپ پر کیا گزرتی ہے وہ تو صرف ایک باپ ہی سمجھ سکتا ہے۔وہ تو ماہم سے مایوں کے بعد سے ہی نظریں چرانے لگے تھے...اس سے چھپتے پھرتے تھے کہ کہیں اسے دیکھ کر ان کی آنکھوں سے غم ہی نہ چھلک پڑے....وہ گھر میں آئے مہمانوں کے سامنے کسی بچے کی طرح رونا بلکنا نہیں چاہتے تھے تبھی ظبط کیئے ہوئے تھے۔

اسٹیج پر بٹھا کر اسے کیا رسوم ادا کی گئیں وہ کچھ نہیں جانتی تھی.....وہ مسلسل اپنے ہی خیالات میں ڈوبی رہی تھی....کون آیا...کون ملا....کیا رسم ہوئی....ہر بات سے انجان...وہ بس ایک بت کی طرح ہی بیٹھی تھی....سانس لیتی ہوئی بت۔

جہاں ایک طرف ماہم قریشی کی مہندی تھی وہاں ہی دوسری طرف کراچی میں کیف اپنی پیکنگ میں مصروف تھا...کل اسے یہ ملک چھوڑ کر جانا تھا.....وہ اتنے دنوں سے عادل اور خالدہ کی منتیں کر رہا تھا کہ وہ دونوں اس سے بات کر لیں مگر وہ اس کے باہر جانے کے فیصلے سے اتنے ناخوش تھے کہ اس سے ٹھیک سے بات تک نہیں کرتے تھے.....کیف جانے سے پہلے ان سے ملنے بھی نہیں گیا تھا...اس میں خاصا رسک تھا...وہ جاتا تو عین ممکن تھا کہ عادل اور خالدہ مل کر اسے واپس ہی نہ آنے دیتے....جذباتی بلیک میلنگ یا زبردستی...وہ کچھ بھی کر سکتے تھے.....جبکہ کیف اب کسی صورت اس ملک میں رہنا نہیں چاہتا تھا۔

اس نے ایک دو دفعہ ماہم کا نمبر بھی ملایا تھا مگر نمبر آف ہی ملا...مگر اس نے اس بات کو اعصاب پر حاوی نہیں کیا تھا...کہاں جاتی آخر ماہم قریشی....؟؟ کبھی تو اس کا غصہ ٹھنڈا ہونا ہی تھا۔

پیکنگ کے بعد وہ عابد کے ساتھ سب دوستوں سے ملا تھا.......

☆......☆......☆

"کتنے بے وفا ہو تم.....میں آج جا رہا ہوں....پھر جانے کب واپس آؤں....کم از کم تمہیں مجھ سے ملنے تو آنا چاہیے تھا....بلکہ ائیر پورٹ تک میرے ساتھ رہنا چاہیے تھا....."۔وہ شکوہ کر رہا تھا....اسے لگا تھا کہ سعد کم از کم اس کی خاطر کراچی ضرور آئے گا۔

عادل اور خالدہ نے تو پہلے سے ہی ٹکا سا جواب دے دیا تھا کہ وہ اسے ائیر پورٹ پر سی آف کرنے نہیں آئیں گے کیونکہ وہ انکی مرضی کے خلاف جا رہا ہے۔

"تم جانتے ہو اگر یہ شادی کا سین نہ ہوتا تو میں ضرور آتا...تمہیں کہنا بھی نہ پڑتا.....مگر کچھ ہی گھنٹوں میں شادی ہے کل بھی مہندی وغیرہ تھی تو تم خود ہی اندازہ کر سکتے ہو کہ میرا آنا ممکن نہیں تھا"۔سعد نے صفائی پیش کی۔

کیف کو لگا اس کے کسی دوست یار کی شادی ہو گی۔

"دوستوں کی شادی مجھ سے بڑھ کر ہو گئی....کمال ہے سعد صاحب...کمال ہے"۔وہ مصنوعی سا طنز کر رہا تھا۔

"دوستوں کی نہ سہی مگر کزنز کی شادی کی اہمیت تو ہے نہ....اور تم جانتے ہو ماہم کا کوئی سگا بھائی بھی نہیں ہے......ہمارا فرض بنتا ہے کہ اس موقع پر ہم اس کا بھرپور ساتھ دیں....سب انتظامات میں انکل جی کی مدد کریں"۔وہ اپنے پھوپھا کو انکل جی بلاتا تھا اور وہ واقعی ان کی تمام انتظامات میں بھرپور مدد کر رہا تھا....اور اپنی انہی مصروفیات کی وجہ سے وہ کافی دنوں سے کیف سے تفصیلی حال احوال نہیں کر پایا تھا۔

"کس کی شادی"؟؟۔اسے جیسے اپنی سماعت پر شک ہوا تھا...جو سنا تھا غلط ہی سنا تھا...اس نے تصدیق چاہی تھی۔

"اپنی ماہم کی یار اور کس کی"۔وہ برجستہ بولا مگر کچھ ہی پلوں میں اسے کیف کی ناواقفیت کا اندازہ سا ہوا۔

"تمہیں نہیں پتہ کیا؟؟ تم نہیں جانتے کہ آج ماہم کی شادی ہے؟؟"۔لہجے میں حیرانی تھی۔

کیف عالم سانس ہی نہ لے پایا تھا.....جواب کیا دیتا۔

''ہیلو....کیف....ہیلو''۔دوسری طرف مسلسل خاموشی پر سعد بولا تھا۔

''ہیلو''۔

''آواز نہیں آ رہی...کیف...کیف''۔

''ہیلو...کیف۔'' تھک کر سعد نے کال کاٹ دی اور پھر سے شادی کے انتظامات سنبھالنے میں لگ پڑا۔

کیف تھا کہ اپنی ہی جگہ ساکت .....بے جان...جامد.....کانوں سے ابھی بھی سیل فون لگائے کھڑا تھا۔

عابد جو ابھی باہر سے آیا تھا اسے بت بنا دیکھ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔

''کیف !!!''۔

کیف چونک گیا...بے اختیار اپنا سیل فون اپنے سامنے کیا.....کال ڈسکنیکٹ ہو چکی تھی......

''یہ شادی نہیں ہو سکتی.....نہیں ہو سکتی یہ شادی...''.وہ بڑبڑایا تھا

وہ دیوانہ وار اپنے کمرے سے جانے کیا کیا اٹھانے لگا تھا....والٹ.....اور مزید کچھ ضروری اشیاء۔

عابد اس کا جنونی سا انداز دیکھ رہا تھا....وہ با آسانی یہ محسوس کر سکتا تھا کہ اس وقت کیف کو دنیا جہان کا ہوش نہیں ہے....وہ بھی اس کی بے چینی دیکھ کر ہڑبڑا سا گیا تھا۔

''کیا ہوا کیف....اتنی جلدی میں کیوں ہو''۔؟؟

کیف نے جیسے کچھ سنا ہی نہیں تھا....وہ بنا جواب دیے کمرے سے باہر جا رہا تھا....عابد نے تیزی سے بڑھ کر اسے تھامتے ہوئے روکا....اسکی توجہ زبردستی خود کی طرف کروائی۔

''کہاں جا رہے ہو تم....اور تمہارے ہوش کیوں اڑے ہوئے ہیں....اور یہ کیا......'' وہ مزید سوال کرنے ہی والا تھا کہ کیف نے اسے دھکا سا دیا۔

''جانے دو مجھے...میرا وقت ضائع مت کرو''۔سر پر جیسے جنون سوار تھا۔

''میں تمہیں اس طرح کہیں نہیں جانے دوں گا..... پہلے ہوش میں تو آؤ....اپنا حال دیکھو....اپنا چہرہ دیکھو جو سرخ ہو رہا ہے.....''۔وہ پھر سے پوری قوت سے اسے تھامتے ہوئے بولا تھا۔

عابد نے جس طرح کیف کو ہوش سے باہر پایا تھا اسے ڈر تھا کہ کہیں وہ کسی حادثے کا شکار ہی نہ ہو جائے۔

کیف نے ایک بار پھر سے اسے دھکیلا تھا مگر اس بار اپنی پوری قوت سے......

''کہا نا مجھے جانے دو....میرا وقت ضائع مت کرو.....شادی کر رہی ہے وہ.....روکنی ہے مجھے یہ شادی.....دھوکا کیا ہے اس نے میرے ساتھ...مگر میں اسے اپنے ساتھ یہ دھوکا کرنے نہیں دوں گا...تین سال....''۔وہ چلا اٹھا تھا...مزید بھی بہت کچھ کہنا چاہتا تھا پر تین

سال پر آ کر رکا تھا۔

اس نے سر کو ایک جھٹکا سا دیا...خود کو نارمل دکھانے کی کوشش کی...اتنا وہ سمجھ ہی چکا تھا کہ جب تک وہ عابد کو نارمل نہیں دکھے گا عابد اسے کہیں نہیں جانے دے گا...پھر چاہے اسے زبردستی ہی کیوں نہ کرنی پڑے...وہ اپنے دوست کو اچھے سے جانتا تھا اور اس کی فکر کو بھی۔

''کچھ نہیں ہوگا مجھے....میں بالکل ٹھیک ہوں...اپنے ہوش میں ہوں....بس ذرا جلدی میں ہوں....مجھے ہر حال میں سکھر پہنچنا ہے''۔اس نے ٹھہر ٹھہر کر کہا تھا۔

''تمہاری کچھ ہی گھنٹوں میں فلائٹ ہے کیف.....اور ویسے بھی تمہیں سکھر پہنچنے میں چھ سات گھنٹے لگ جائیں گے....''۔اس نے بتانا ضروری سمجھا۔

کیف نے دو پل کے لیے اسے گھورا....کچھ کہتے کہتے رکا....اور بنا کچھ کہے کمرے سے نکل گیا۔

عابد بھی اس کی تقلید کرتے ہوئے بولا تھا۔

''اکیلے مت جاؤ کیف...میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔''

''نہیں....تم یہاں کرن سے مل کر اسے سب بتاؤ...اور اسے کہنا کہ وہ میری وجہ سے اپنا پلان پوسٹ پونڈ نہ کرے....بلکہ تم خود اسے ائیر پورٹ چھوڑ آنا''۔وہ یہ سب کہنے کے لیے رکا نہیں تھا...بس چلتے چلتے ہی سب کہہ گیا تھا۔

البتہ عابد سن کر رک چکا تھا....وہ بس اس کو جاتا دیکھتا رہا تھا....کچھ بھی سمجھانا، کہنا، کرنا سب بے سود تھا...اتنا تو وہ کیف کو جانتا ہی تھا۔

☆......☆......☆

ہاٹ پنک اور پیچ کلر کے عروسی لباس میں وہ بہت حسین لگ رہی تھی....جب اس کے بغل میں اس کی زندگی کا ہمسفر بیٹھا تھا....وہ مکمل طور پر خالی الذہن تھی......اس وقت سے ہی جب اس کا نکاح عرش قریشی سے پڑھایا گیا تھا۔

قبول ہے۔

قبول ہے۔

قبول ہے۔

کتنی طاقت تھی ان لفظوں میں جنھوں نے ماہم قریشی کو ہمیشہ کے لیے صرف اور صرف عرش قریشی کا کر دیا تھا۔

اس کی سوچوں کی انتہا سے لے کر.....دل کی گہرائی تک.....ہر احساس کی شروعات سے لے کر ہر جذبے کی شدت تک....سب عرش کے نام ہو چکا تھا۔

نکاح کے وقت اس نے خود سے ایک عہد کیا تھا....بھلے ہی وہ عرش کو محبت نہیں دے پائے گی جس کا وہ حق دار تھا....اس معاملے میں اس کا بس نہیں چل سکتا تھا.....یہ اس کے اختیار میں ہی نہیں تھا...مگر وہ ہمیشہ عرش کی وفادار بیوی بن کر رہے گی........یہ اس کے اختیار

میں تھا.....اس کی فرمانبردار بیوی بن کر رہے گی...یہ بھی اس کے اختیار میں تھا۔
اس پل اس نے فقط ایک ہی دعا مانگی تھی اپنے رب سے کہ وہ اسے اتنی ہمت اور حوصلہ ضرور دے کہ وہ اپنا خود سے کیا ہوا وعدہ نبھا پائے...زندگی میں کبھی بھی اس کے قدم نہ ڈگمگائیں۔

☆......☆......☆

وہ ہانپتا، سسکتا، تڑپتا....جانے کس حال میں ماہم قریشی کے گھر کے مقابل کچھ فاصلے پر کھڑا تھا.....وہ کس طرح یہاں تک پہنچا تھا بس وہی جانتا تھا۔اس سے دو گھر کے ہی فاصلے پر ایک اور گھر بھی تو تھا..عرش قریشی کا گھر۔
جیسی جگمگ ماہم کے گھر پر تھی ویسی ہی عرش کے گھر پر بھی تھی.....وہ عرش سے ہی شادی کر رہی تھی یہ سمجھنے میں اسے زیادہ وقت نہیں لگا تھا۔
وہ کچھ فاصلے سے باآسانی دیکھ سکتا تھا کہ کیٹرنگ والے اپنا سامان لے کر جا رہے ہیں....شامیانے والے اپنے شامیانے لے کر جا رہے ہیں....مہمانوں کی گاڑیاں بھی نہ ہونے کے برابر تھیں۔
منظر سے صاف تھا.....شادی ہو چکی تھی...بارات جا چکی تھی.....کچھ پل میں اسے ماہم قریشی کے گھر کے مین گیٹ سے سعد باہر آتا دکھائی دیا جو آتے ہی شامیانے والوں سے بات چیت کر رہا تھا۔
جہاں ماہم قریشی کے گھر میں خاموشی سی محسوس ہو رہی تھی وہاں ہی ساتھ والے عرش کے گھر میں ابھی بھی چہل پہل محسوس ہو رہی تھی....وہ اپنے سامنے دونوں گھروں کے ٹیرس سے بخوبی اندازہ کر سکتا تھا۔
اس نے آنے میں دیر کر دی تھی.....بہت دیر....وہ وہیں ڈھیر ہوتا چلا گیا تھا....آنکھیں خشک تھیں....کچھ درد ہماری برداشت سے اتنے باہر ہوتے ہیں کہ ان پر آنکھیں بھی نہیں برستیں...بس انسان کا اندر مر جاتا ہے۔
وہ بھی کچھ اسی کیفیت میں تھا...خشک، مایوس، خالی آنکھیں لیے وہ کتنی ہی دیر اس کے گھر کو تکتا رہا تھا۔
"یہ تھی تمہاری محبت....ہنہ....ایسی ہی تھی تم....."۔وہ بڑبڑایا مگر کہیں دل کے کونے کھدرے سے چیختی ہوئی آواز آئی تھی..کھو دیا تم نے ماہم قریشی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔
وہ دانستہ سارا ملبہ اس پر گرا کر خود کو بری الذمہ قرار دینا چاہتا تھا.....مگر دل کہاں چین لینے دیتا ہے...جس سمت لے جانا چاہو اس سے مخالف سمت ہی بھاگتا چلا جاتا ہے۔

میرے ہم نوا تھے جو
وہ آج ہم سے بچھڑ گئے
ہاتھ سے یوں پھسل گئے

خواب سب چھین کر

دور جا بسے ہیں وہ

میرے ہم نوا تھے جو

کیسے پکاریں اب انہیں

کیسے ہم صدائیں دیں

ہاں ساتھ چھوڑ دیا میرا

کہیں کھو گئے ہیں وہ

میرے ہم نوا تھے جو

☆......☆......☆

گلاب کے پھولوں سے سجی سیج اسے کانٹوں کے جیسی لگی....دل مٹھی میں تھا.....سانس لینا بھی اب محال تھا.....اس نے خود پر جو اتنا بڑا بوجھ لادا تھا وہ ابھی سے اسے اٹھانے میں تھکنے لگی تھی....حوصلے پست ہو چکے تھے.....اتنا آسان نہیں تھا یہ سب......

زندگی میں ایک سیکنڈ کی بھی اپنی اہمیت ہوتی ہے پھر اس نے تو تین سیکنڈ، تین منٹ، تین گھنٹے، تین دن، تین مہینے بھی نہیں .... پورے تین سال کسی اور کی محبت میں گزارے تھے۔ وہ وقت بھلے ہی زیادہ خوشگوار نہ رہا ہو مگر وہ وقت اس کی زندگی کا ایک بڑا حصہ تھا۔

اب جب وہ اپنے اس نئے رشتے کے بارے میں سوچ رہی تھی تو اسے لگا وہ عرش سے نظر ہی نہیں ملا پائے گی....ان نظروں میں تو کبھی کوئی اور بسا کرتا تھا۔

غلط کیا اس نے.....بہت غلط....اسے کوئی حق حاصل نہیں تھا کہ وہ اپنی غلطی کی سزا عرش کو دے....وہ محبت کا حقدار تھا سمجھوتے کا نہیں۔ اسے ساری زندگی بن شادی کے رہ جانا چاہیے تھے...کیف کو چھوڑنے کے لیے عرش کی بلی چڑھانا لازم و ملزوم تو نہیں تھا....وہ من ہی من خود کو کوسنے لگی تھی.....

اس پھولوں کی سیج پر اسے اپنا وجود بہت حقیر لگا تھا.....وہ اپنی محبتیں تو کہیں اور ہی نچھاور کر آئی تھی....اب اس کے پاس دینے کو تھا ہی کیا؟؟؟ وہ خالی ہاتھ اور خالی الذہن سمٹ کر بیٹھی تھی۔

کمرے سے باہر شور و غل کی آوازیں تھیں....عالیہ سمیت کچھ کزنز نے مل کر کمرے کے باہر گھیرا ڈال رکھا تھا.....عالیہ کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

”جب تک آپ کچھ نوٹ ہمیں نہیں تھمائیں گے ہم آپ کو اندر نہیں جانے دیں گے....“۔

وہ جب سے رخصت ہو کر یہاں آئی تھی تب سے وہ سب عرش کو اس سے دور ہی رکھے ہوئے تھے.... پہلے وہ سب ماہم کے

ساتھ کافی دیر تک جڑ کر بیٹھے رہے عرش کو زچ کرنے کی خاطر....پھر جب جانے بھی لگے تو عرش کو بھی ساتھ لے جا کر دروازہ لاک کر دیا اور چابی عالیہ نے اپنے ہاتھ میں پکڑ لی۔

''اپنی یہ خود ساختہ رسم اپنے پاس ہی رکھو....جتنے نوٹ میں نے تھمانے تھے میں تھما چکا''۔عرش نے پہلے ہی کافی پیسے ان سب کو دے دیے تھے مگر وہ سب اس کی جلد بازی اور بے تابی دیکھ کر اور بھی چوڑے ہو گئے....دروازہ کھولنے کے بجائے مزید پیسوں کا مطالبہ کر لیا۔

وہ دل ہی دل میں دعا کر رہی تھی کہ ان کی اس نوک جھوک میں ہی ساری رات بیت جائے اور اسے اپنا شرمندہ چہرہ عرش کو نہ دکھانا پڑے....مگر کچھ ہی لمحوں میں دروازہ کھٹ سے کھولا تھا اور باہر سب کے قہقہے ہوا میں بلند ہوئے تھے۔

عرش نے تھک ہار کر اپنا والٹ ہی ان سب کو پکڑا دیا تھا....اس کی اس حرکت پر ہی سب کے قہقہے بلند ہوئے تھے۔

اپنے سامنے اچانک یوں عرش کو دیکھ کر ایک پل کے لیے اس کے ہوش اڑے تھے....وہ بغور اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی...سیاہ شیروانی میں گندمی رنگت، دراز قامت، مردانہ وجاہت کا حامل عرش قریشی۔

ماہم کو آج سے پہلے کبھی اندازہ ہی نہیں ہوا تھا کہ عرش قریشی بھی خاصا خوبصورت ہے....اس نے کبھی غور ہی نہیں کیا تھا کہ عرش دکھنے میں کیسا ہے....غور کرنے کی ضرورت بھی کہاں تھی؟؟؟۔اور اس کی آنکھیں....اس کی آنکھیں بھی تو بھوری تھیں....ہو بہو ماہم کے جیسی....آخر تو وہ اس کا چچازاد تھا۔

اس جگہ اس مقام پر اس نے ہمیشہ کسی اور کو سوچا تھا....مگر وقت نے اسے ایسی مار دی کہ وہ بے بس ہو گئی۔اس پل دل تو چاہ کہ پھوٹ پھوٹ کر رو دے....ضبط کے باوجود بھی اس کی بھوری آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے تھے۔

''شاید میں تمہیں اس شیروانی میں بہت ہینڈسم لگ رہا ہوں....اور تمہیں احساس کمتری ہونے لگا ہے کہ تم میرے سامنے بس سو، سو لگ رہی ہو''۔عرش نے اسے ہنسانے کی کوشش کی تھی۔

وہ ہنسنے کے بجائے باقاعدہ رونے میں لگ گئی۔

''ہمم ظاہر ہے تم نے تو رونا ہی ہے..تمہارے پلے جو پڑ گیا ہوں....''۔وہ شوخ سے لہجے میں کہتے ہوئے اس کے قریب آ بیٹھا تھا۔

''مگر میں تو بہت خوش ہوں....آج ایسا لگ رہا ہے جیسے میں نے اس دنیا کی سب سے قیمتی چیز چرا لی ہو....سب سے انمول....سب سے جدا''۔اب کی بار اس نے اس کے موٹے موٹے آنسو پونچھتے ہوئے کہا تھا۔

ماہم کی سماعتوں میں کچھ گونجا تھا۔

(تم جیسی چیپ لڑکی میں نے آج تک نہیں دیکھی)

کیا وہ واقعی انمول تھی؟؟ کیا واقعی قیمتی؟؟؟....نہیں...ہرگز نہیں....یہ تو بس اس رات کے حوالے سے رسمی باتیں ہی تھیں....

''کیا ہوا...کن سوچوں میں ڈوب گئی''۔

''نہیں...کچھ نہیں''۔اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

''کہیں تم میرے رعب اور دب دبے سے گھبرا تو نہیں گئیں''۔اس نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا تھا۔

ماہم اس کی بات پر بے ساختہ مسکرا دی تھی۔

''ڈرومت...میں اب ہر وقت بھی رعب نہیں جھاڑتا..''اس نے جیسے ماہم کو کچھ کہنے پر اکسایا تھا۔

''آپ کا رعب تو کچھ دیر پہلے ہی دیکھ لیا ہے''۔اس نے برجستہ کہا مگر''آپ کہا''۔''تم''سے''آپ''تک کا سفر قسمت نے لکھا تھا۔

عرش اس کی بات پر ہنس دیا تھا.....وہ اس کا اشارہ سمجھ چکا تھا...وہ اسے کزنز کے سامنے کچھ نہ کر سکنے کی طرف کا اشارہ کر رہی تھی۔

''اور تمہارا رعب تو میں اتنے سال سے دیکھ رہا ہوں''۔اس نے کوئی طعنہ نہیں مارا تھا...وہ تو بس اسے ہنسانے کی خاطر یہ کہہ گیا تھا مگر ماہم پھر سے اسی کیفیت میں چلی گئی.....اتنے سال...ہاں اتنے سال۔

عرش نے پھر سے اسے کھویا کھویا دیکھا تھا....وہ اٹھا..دراز میں سے مخملیں سا ڈبہ نکال کر اس کے آگے بڑھایا.......

''یہ منہ دکھائی نہیں ہے ماہم.....یہ میری طرف سے دوستی کا ہاتھ ہے.....اسے تم اس رات کے حوالے سے رسمی تحفہ سمجھ کر قبول مت کرنا......یہ تحفہ تو میں نے اپنے بزنس جوائن کرنے کے بعد اپنی پہلی انکم سے بنوایا تھا....اور اس وقت تو دور، دور تک تم سے شادی کے کوئی آثار ہی نہیں تھے.....''۔وہ لہجے میں محبت اور نرمی لیے ہوئے تھے۔

ماہم نے اس کے ہاتھ سے مخملیں ڈبہ لیا تو عرش نے اسے کھولنے کا اشارہ کیا۔

اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی ڈبہ کھولا تھا.....اسے بھلا کیا دلچسپی تھی اس طرح کے تحائف میں..زیادہ سے زیادہ کیا ہوتا...گولڈ یا ڈائمنڈ کی جیولری۔

''عرش!!!''۔اس کی بھوری آنکھوں سے آنسو چھلکے تھے....اس بار غم سے نہیں، اچانک ملنے والی مسرت سے....وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ کسی کے لیے اس کی مسکان اتنی قیمتی ہوسکتی تھی۔

مخملیں ڈبے کے اندر ایک البم تھا...جو پلیٹینم کا بنوایا گیا تھا.....البم کے اندر ماہم کی بے شمار تصویریں چسپاں تھیں....اس کے بچپن سے لے کر اب تک کی بے شمار تصاویر جن میں ایک بات مشترک تھی.....وہ سب ماہم کی ہنستی ہوئی، کھلکھلاتی ہوئی تصویریں تھیں۔

تصویروں کے درمیان کہیں کہیں چھوٹے چھوٹے سے ڈائمنڈز جگمگا رہے تھے جو یقیناً اس بات کی نشاندہی کرتے تھے کہ عرش کے لیے ماہم کی مسکراہٹ ہیروں کے جیسی قیمتی ہے۔

وہ ابھی اسی تحفے کے ہی سحر میں تھی جب عرش نے اس کی بھوری آنکھوں سے چھلکتی خوشی اور حیرت دیکھی تھی۔

''یہ...کیسے....میرا مطلب ہے کہ....''۔ماہم متجسس ہوئی تھی...سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ کس طرح سوال شروع کرے....مگر عرش اس کا چہرہ پڑھ سکتا تھا سو وہ مسکراتا ہوا بولا۔

''تمہیں اکثر الجھا ہوا دیکھتا تھا تو دل چاہتا تھا کہ تمہیں بتاؤں کہ تمہاری مسکراہٹ کتنی قیمتی ہے....تا کہ تم اپنی مسکراہٹ کی قدر کرو.....اوراسی لیے میں نے یہ تحفہ بنوایا تھا...مگر کبھی دے نہیں سکا....بلکہ یوں کہو کہ تم نے کبھی یہ تحفہ دینے کا موقع ہی نہیں دیا....مگر دیکھو..قسمت نے مجھ آج مجھے یہ موقع دے ہی دیا''۔کتنی سچائی تھی اس کے ہر ایک لفظ میں ....کتنی محبت اور فکر تھی اس کے دل میں ماہم قریشی کے لیے۔

وہ کچھ کہنا چاہتی تھی...مگر الفاظ نہیں تھے.....اس نے اس پل خود کو کتنا انمول جانا تھا وہ بتا ہی نہیں سکتی تھی......اس نے بے اختیار عرش کے شانے پر اپنا سر رکھ دیا تھا.....یہی تو تھا اس کا سہارا.....اس کا قدردان.....اب سب کچھ عرش ہی تو تھا۔

وہ نرمی سے اس کا سر سہلانے لگا جیسے ماہم کا ذہنی سکون ہی عرش کے لیے سب کچھ ہو۔

ایک دفعہ پھر اس کی آنکھوں سے آنسو چھلکے تھے ..مگر اس بار تحفظ کے احساس سے .....وہ کیچڑ....وہ گندگی ....وہ لاچھن .....وہ سب سے باہر نکل آئی تھی.....یہی سکون ہی تو اسے چاہیے تھا.....پھر غم کیسا؟؟۔

اس خوشی میں کبھی سکون نہیں تھا..مگر اس سکون اور اطمینان میں خوشی ضرور ہے......یہ وہ سمجھ چکی تھی۔

☆......☆......☆

ماہم کی شادی کا کاشف کو علم تھا..آج وہ دیر رات تک اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ لان میں بیٹھا تھا.....سب خوشگوار ماحول میں چائے کے گھونٹ بھرتے سگریٹ کے کش لگا رہے تھے..... یوں لگ رہا تھا جیسے آج یہ سب منی پارٹی کا لطف لے رہے ہیں.....مین گیٹ بھی اسی وجہ سے کھلا ہی ہوا تھا۔

''سناؤ میاں کیسی رہی شادی''؟۔کاشف نے اپنے ایک آنے والے دوست سے پوچھا تھا جو عرش کی شادی سے سیدھا ہی اس منی پارٹی میں شامل ہونے آیا تھا۔وہ عرش کا بھی بزنس کی وجہ سے قریبی جان پہچان والا تھا اسی لیے اسے شادی میں مدعو کیا گیا تھا...وہ بھی باراتی بن کر شہباز کے گھر گیا تھا۔

''بہت زبردست ....حالانکہ میں گھر میں شادیوں کے حق میں نہیں ہوں .....بھئی جب میرج ہالز ہیں تو گھر کو وقت ڈالنے کی کیا ضرورت ہے...مگر شہباز صاحب نے گھر میں ہی اتنے زبردست انتظامات کروائے تھے کہ مزہ ہی آ گیا....''۔

''دولہے میاں کا سناؤ....اس کے کیا حال تھے؟''۔کاشف نے مزید پوچھا.....

''عرش تو خوشی سے پھولے ہی نہیں سما رہا تھا.....''۔

''ظاہر ہے...عرش اتنی اچھی جگہ شادی کر رہا تھا..خاندان اچھا ہے...لڑکی اچھی ہے ...اس کا حق بنتا ہے کہ وہ خوش اور مطمئن ہو''۔

یہ آخری جملے مین گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہوئے کیف نے سنے تھے .....اتنی اچھی جگہ؟؟؟ خاندان اچھا؟؟؟ لڑکی اچھی ؟؟.....آج کاشف کہ منہ سے یہ الفاظ....وہ وہیں ساکت رہ گیا۔

کاشف کی کیف کی جانب پشت تھی وہ کیف کو مین گیٹ سے آتا ہوا دیکھ نہیں پایا تھا... باقی سب بھی محو گفتگو تھے ....اسی اثنا میں ایک دوست سے مزید تذکرہ کیا۔

''ہاں واقعی ....شہباز صاحب بہت ہی نائس بندے ہیں ....بہت اچھے گھر کا انتخاب کیا ہے عرش نے ....اور سب سے بڑی بات اس کے اپنے ہیں... سگے چچا کا گھر ہے... سمجھو ایک ہی گھر ہوا''۔ ایک اور دوست نے تبصرہ کیا وہ بھی عرش سے کچھ نا کچھ جان پہچان رکھتا تھا۔

''شہباز تو جو ہیں سو ہیں ....ان کی بیٹی بھی ماشاء اللہ اچھی سلجھی ہوئی ہے ....عرش کا گھر اچھا بس جائے گا''۔ یہ کہنے والا اور کوئی نہیں کاشف تھا ان سب کے سامنے ماہم قریشی کی برائی کر کے اسے کوئی فائدہ نہیں ملنے والا تھا...... یہ سب اسکے اور ماہم کے ماضی کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے... ان کے آگے اسے ماہم کو نیچے گرانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی ....لہذا آج وہ سچ ہی بول رہا تھا.... جھوٹ تو وہ اپنے خاندان والوں کے آگے بولا کرتا تھا اپنی عزت بچانے کی خاطر کہ کہیں کوئی اسے ٹھکرائے جانے کا طعنہ ہی نہ دے دے۔

کیف کے کان اب سائیں سائیں کرنے لگے تھے.....وہ لال پیلا ہوتا ہوا کاشف کے سامنے جا کھڑا ہوا۔

''کیا کہا آپ نے ابھی''۔ آواز مدھم تھی مگر لہجہ کاٹ کھانے والا۔

کاشف اس کی آواز پر یک دم چونکا... بے ساختہ پلٹ کر دیکھا..... بے یقینی چہرے سے جھلکی۔

کچھ توقف کے بعد سنبھلتے ہوئے مصنوعی سا مسکراتے ہوئے اس نے کہا۔

''تم نے تو ملک سے باہر جانا تھا آج... تم واپس گھر کیسے آ گئے...؟؟''۔

''یہاں نہ آتا تو سچ کیسے جانتا....وہ سچ جس کو میرا دل تو ہمیشہ سے جانتا تھا.....مگر پھر بھی جانے کیوں آپ کی باتوں کی وجہ سے میں شک وشبہات میں پڑ جاتا تھا''۔ وہ دانت پیستے ہوئے... جتلاتے ہوئے.... ٹھہر ٹھہر کر کہہ رہا تھا۔

''چلو.. اندر چل کر بات کرتے ہیں... تمہیں نادیہ کے ہاتھ کی چائے بھی پلواتا ہوں''۔ کاشف اپنی نشست سے اٹھا اور اس کے بازو کو اپنی انگلیوں سے کچھ دباتے ہوئے اپنے ساتھ لے کر اندر کی جانب بڑھا۔

کیف مسلسل کاشف کی طرف گہری نظریں گاڑھے بت بنا چلتا رہا۔

''اب بولو... کیا مسئلہ ہے''۔ لاؤنج آ کر کاشف نے جھٹکے سے اس کا بازو چھوڑا تھا۔

''وہ گھر اچھا..... ماہم سلجھی ہوئی.... کیا تھا یہ سب..... مجھے تو آپ ہمیشہ کچھ اور ہی کہتے آئے ہیں''۔ وہ تقریباً چلایا تھا۔

''دیکھو کیف..... تمہیں تو میں برباد ہونے سے بچا رہا تھا... یہ غیر لوگ ہیں ان کے سامنے بھابی کے میکے کی بے عزتی کر کے مجھے کیا ملے گا... اور یہ اس لڑکی کا کردار جان کر کریں گے بھی کیا؟؟ ویسے بھی اب کیا فائدہ... وہ کسی کی بیوی ہے خوامخواہ میری باتوں سے اس کا گھر خراب نہیں ہونا چاہیئے''۔ وہ بڑے ہی پرسکون انداز میں اپنی بات مکمل کیے اب کیف کو دیکھ رہا تھا۔

کیف تلخ سا مسکرایا۔

''سچ بولیں چچا...سچ بولیں.....آج تو سچ بولیں....اب جھوٹ کا کوئی فائدہ نہیں اور سچ کا کوئی نقصان نہیں.....اب میں چاہ کر بھی اس سے شادی نہیں کر سکتا...کم از کم آج تو سچ بولیں''۔اس کا لہجہ اب اونچا نہیں تھا..شرم دلانے والا تھا۔

کاشف نے چبھتی نظروں سے اسے دیکھا...پھر صوفے کی جانب بڑھا...بڑی شان سے اس پر براجمان ہوا....اپنی ایک ٹانگ کا پاؤں دوسری ٹانگ پر رکھا اور شان بے نیازی سے اپنا پاؤں ہلانے لگا۔

''کون سا سچ سننا چاہتے ہو میرے پیارے بھتیجے''۔اس نے طنزیہ سا میٹھا لہجہ کرتے ہوئے کہا۔

''آپ کا اور ماہم کا سچ''۔اس نے بھی طنزیہ ہی کہا۔

کاشف نے بے ساختہ قہقہہ لگایا۔

''تم بچے ہو کیف.....میرا اور اس لڑکی کا کوئی سچ نہیں ہے...تمہیں کوئی پتھر مارے گا تو کیا تم کبھی اسے پھول دو گے؟؟نہیں نا....تو بھلا میں کیسے ذلت کے بدلے عزت دیتا۔وہ لوگ مجھے بڈھا اور جانے کیا کیا کہتے تھے تو میں بھی انہیں بدکردار، آزاد خیال جانے کیا کیا کہہ دیتا تھا''۔وہ بڑی ہی سہولت سے کیف پر بجلی گرا رہا تھا۔

''چچا!!!''۔اسے واقعی شاک لگا تھا..اس کا گلا رندھا تھا مگر ضبط کیے بولا۔''آپ تو کہتے تھے کہ وہ...''وہ کہنا چاہتا تھا مگر کہہ نہیں سکا۔

کاشف اس کی ادھوری بات سمجھ چکا تھا۔

''کم آن بیٹا..کومن سینس نام کی بھی کوئی چیز ہوتی ہے.....وہ ایسی ویسی ہوتی تو میں خود اس سے رشتے کے لیے ہامی ہی کیوں بھرتا؟؟؟باقی جو سب میں کہتا رہا ظاہر ہے وہ میرا غصہ تھا...ریجیکشن کا دکھ تھا...اب میں اتنا فرشتہ صفت تو نہیں کہ کوئی مجھے دھتکار دے اور میں اس کے قصیدے پڑھوں''۔

ایک ہی رات میں اس پر اتنی بجلیاں گر چکی تھیں کہ اس کے لیے سنبھلنا مشکل تھا....پہلے ماہم کی شادی اور اب کاشف عالم کے یہ انکشافات۔وہ کیا بحث کرے اب کاشف سے؟؟کیا کہے اس سے؟؟لڑے؟جھگڑے؟اب کیا بچا تھا سننے کے لیے؟؟مگر پھر بھی ایک آخری سوال کیا۔

''تو پھر آپ نے میرے اس سے رشتہ کرنے پر مخالفت کیوں کی...کیوں بار بار میرے سامنے اس کے خلاف بولتے رہے؟؟؟''۔

''خلاف اسی لیے بولتا تھا کیونکہ میں اس کے خلاف ہی تھا...وجہ تمہیں بتا چکا ہوں.....نہ وہ مجھے ذلیل کرتے....امید دے کر انکار کرتے...نہ میں ان کے خلاف بولتا۔جہاں تک بات ہے تمہارے رشتے کی تو میں کبھی رکاوٹ نہیں بنا''۔اس نے طنزیہ مسکراتے ہوئے کہا۔

کیف کے چہرے کا رنگ مزید زرد ہوا...وہ شخص صاف صاف مکر رہا تھا.....نہیں وہ اسے مکرنے نہیں دے گا....اب وہ کچھ طیش میں آیا۔

''آپ نے مخالفت کی تھی چچا....فائزہ آپی کو انکار کیا...پھر مجھے وہ سب کہا جس کی وجہ سے میں گھر تک چھوڑ کر چلا گیا تھا''۔

کاشف استہزائیہ مسکرایا۔

''رشتہ گھر کے بڑے کرتے ہیں....بچے نہیں..تم اور فائزہ گھر کے بچے ہو...تم دونوں کی بات کو میں نے سنجیدگی سے لیا ہی نہیں ....اگر گھر کے بڑے بھائی یا بھابی مجھ سے رشتے کے حوالے سے بات کرتے...مجھے قائل کرنے کی کوشش کرتے تو میں ان کے فیصلے پر سر تسلیم خم کر لیتا....تم گھر چھوڑ کر چلے گئے تب بھی بھائی یا بھابی نے ایک بار بھی مجھ سے نہیں کہا کہ کاشف ہم کیف کا رشتہ ماہم سے کرنا چاہتے ہیں...تم اس پر اعتراض نہ کرنا۔''اس نے بڑے ہی سکون سے اپنی نشست سے اٹھ کر کیف کے قریب بڑھ کر کہا تھا۔

یہ سب کیا تھا؟؟؟ کیا کہہ رہا تھا یہ شخص....ایک ہی پل میں اس کی زندگی مزاق بن چکی تھی.....وہ جو ہر بات کا ملبہ ماہم قریشی پر گرا دیتا تھا آج کسی نے بڑی ہی چالاکی سے سارا ملبہ اس پر گرا دیا تھا......

اسے لگا تھا کہ اب وہ بول ہی نہیں پائے گا.....بولنے کو تھا بھی تو کچھ نہیں....کاشف عالم نے تو بڑی سہولت سے بات ہی ختم کر دی تھی.....وہ خود کو مکھن میں سے بال کی طرح نکال کر صاف ستھرا ہو گیا تھا اور کیف عالم کو کٹہرے میں لا کھڑا کیا تھا۔

''تمہیں مزید کوئی سوال جواب کرنے ہوں تو کسی دن فرصت میں مل بیٹھیں گے مگر فی الحال میرے دوست کافی دیر سے میرا انتظار کر رہے ہیں''۔اس نے کیف کی پیٹھ کو ذرا سا تھپک کر کہا اور پھر لاؤنج سے جاتے جاتے رکا۔

''تم چاہو تو ہمیں جوائن کر سکتے ہو''۔چہرے پر فریبی مسکراہٹ سے آفر دے کر وہ چلا گیا تھا۔

کیف کی دنیا گھومی تھی....سر چکرانے لگا تھا.....اس کے اعصاب جواب دینے لگے تھے...

''عزت؟؟؟my foot؟؟؟ تمہاری عزت ہے کہاں؟؟؟۔۔۔۔

میں نے ایک بدنام لڑکی سے ہی محبت کی ہے یہ میں جانتا ہوں...پھر کیسی عزت اور کہاں کی عزت تم مجھے دکھا رہی ہو۔۔۔۔

تم جیسی چیپ لڑکی میں نے آج تک نہیں دیکھی.....تمہاری محبت صرف اور صرف دکھاوا ہے۔۔۔۔

اس کے کانوں میں اسی ہی کی آواز، باتیں، جملے گونجنے لگے تھے.....بے اختیار اس نے اپنی آنکھیں کس کر بند کر لیں...اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے دونوں کان بھی بند کر لیے....مگر اب بھی کوئی چلا چلا کر اسے بہت کچھ یاد کروا رہا تھا۔

تم بھی یہیں بیٹھو گی....کوئی ضرورت نہیں اپنے اس عاشق کے ساتھ بیٹھنے کی۔۔۔۔

کچھ لوگوں کی محبت خالص محسوس نہیں ہوتی.....شک اپنی جگہ خود ہی بنا لیتا ہے۔۔۔

نہیں...یہ آوازیں...اس کی خود کی آوازیں.....یہ کچھ بھی کرنے سے کم نہیں ہوں گی۔۔

(ہمارے رشتے کی بنیاد ہی غلط تھی....ہر رشتے کی بنیاد اعتبار اور عزت ہوتی ہے...جب بنیاد ہی کمزور ہو تو رشتہ ڈگمگا جاتا ہے)

اب کی بار ماہم قریشی کی آواز اس کی سماعتوں میں گونجی تھی۔

(آپ مجھ سے محبت تو کرتے ہوں گے.....مگر میری عزت نہیں کرتے۔)

ماہم کا چہرہ اسے یاد آیا۔

(مجھے محبت اور اپنی عزت نفس میں سے کسی ایک کو چننا تھا...سو چن لیا)

نہیں...وہ مجھے یوں ہی نہیں چھوڑ سکتی.....نہیں...نہیں.....میں تمہیں اپنی زندگی سے جانے نہیں دوں گا .....میرے تمام شکوک و شبہات دور ہو گئے ہیں ماہی...تم صرف میری ہو.....شادی...ماہی کی شادی.....وہ عرش کی بیوی....آج رات..... ہاں یہی میری سزا ہے .....میں تمہیں اپناؤں گا ماہی....تم میری ہو.....وہ واقعی اپنے حواس میں نہیں تھا....جانے خود سے ہی کیا بڑبڑائی جا رہا تھا اور اشک تھے جو آنکھوں سے جاری تھے......

☆......☆......☆

آسٹریلیا کے خوبصورت اور بڑے شہروں میں سے ایک سڈنی میں وہ ایک ہفتے کے لیے آئے تھے.....اس سے پہلے وہ آسٹریلیا کے کوئین لینڈ سٹیٹ میں واقع ساحلی شہر گولڈ کوسٹ میں ایک ہفتے کے لیے رکے تھے۔

اس ایک ہفتے میں گولڈ کوسٹ کے سینڈی بیچز اور تھیم پارکس نے انہیں اپنا دیوانہ بنا دیا تھا.....اور ڈریم ورلڈ تھیم پارک ان دونوں کا پسندیدہ تھیم پارک بنا تھا۔

سڈنی اوپرا ہاوس میں سیر و تفریح کے بعد جانے سے پہلے وہ اپنی تصویریں کھنچوا رہی تھی اور عرش قریشی بھی بڑے اشتیاق سے اس کی ہنستی مسکراتی تصویریں اپنے کیمرے میں اتار رہا تھا۔

''یہ پوز نہیں...یہ پہلے بھی ہر تصویر میں ہے''۔اس نے اپنی نظروں کے سامنے سے کیمرا ہٹا کر کہا...وہ غالباً اسے چھیڑ رہا تھا .....اور وہ چھڑ بھی گئی تھی۔

''میں کوئی پوز ووز نہیں بنا رہی اوکے ....بس یادگار کے طور پر...بلکہ میں بنواتی ہی نہیں''۔وہ ہمیشہ سے نک چڑھی تھی.....اسی طرح ناک چڑھا کر بولی تھی۔

''اچھا..بابا..تم پوز نہیں بناتی...مان لیا میں نے.....اب ایسے کرو یادگار کے لیے وہ ذرا سامنے کھڑی ہو جاؤ''۔

وہ بھی اس کے اشارہ کی ہوئی جگہ پر کھڑی ہو گئی تھی۔

''اب ذرا بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے چہرے پہ مسکراہٹ سجائے میری طرف دیکھو''۔وہ جیسے جیسے کہہ رہا تھا وہ بھی ساتھ ساتھ کرتی گئی مگر اس کے آخری فقرے نے اسے تپایا۔

''اور ہاں یہ کیمرے کے لیے بالکل بھی پوز نہیں ہے''۔اس نے بڑی سنجیدگی سے اسے کچھ جتایا تھا۔

''عرش...آپ بھی نا...کبھی نہیں سدھریں گے''۔وہ مصنوعی خفگی سے اس کے بازو سے آ کر لپٹ گئی تھی۔

عرش اس کے چہرے پر آئی کچھ لٹوں کو نرمی سے ہٹا رہا تھا۔

''کیف''۔عرش نے بے ساختہ کہا۔

ماہم کو لگا اس کے جسم سے جان ہی نکل گئی ہو....شادی کے چار ماہ بعد وہ پہلی دفعہ یہ نام سن رہی تھی.....اس کا اندر لرز چکا تھا۔ان کی شادی کو چار ماہ گزر چکے تھے اور وہ اپنی شادی کے بعد پہلی دفعہ کسی فارن ٹرپ پر آئے تھے۔

وہ بے ساختہ اس کے بازو سے الگ ہوئی۔

''وہ کیف ہی ہے نا..تمہارا وہ عجیب سا خالہ زاد''۔عرش نے سامنے ہی دیکھتے ہوئے کہا۔

ماہم نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو سامنے کیف عالم کو دیکھ کر ٹھٹک گئی۔

وہ واقعی کیف عالم تھا جو چند افراد کے ساتھ محو گفتگو تھا۔

''یہ دیکھو....اسے کہتے ہیں اتفاق....سوچا بھی نہیں تھا کہ اتنی دور آ کر کسی اپنے سے یوں سامنا ہو جائے گا''۔عرش نے پر جوش ہوتے ہوئے کہا۔

''اپنا؟؟؟....''۔بے اختیار ماہم کے منہ سے نکلا۔

''میں تمہارے میکے کو اپنا ہی سمجھتا ہوں بے وقوف لڑکی....تمہارا رشتے دار ہے تو میرے لیے قابل احترام ہے.....تم سے جڑی ہر چیز میرے لیے قابل احترام ہے''۔عرش نے مسکراتے ہوئے اسے بتایا۔

''کیوں''؟؟۔اس کا سوال بے ساختہ تھا۔

''کیونکہ تم میرے لیے قابل احترام ہو.....اب چلو اس سے جا کر ملتے ہیں یہ نہ ہو کہ وہ یہاں سے چلا جائے''۔وہ اس کا ہاتھ تھامے کیف عالم کی جانب بڑھنے لگا جو اب بھی کسی سے محو گفتگو تھا۔

''رہنے دیں بس....چلیں یہاں سے...ویسے بھی ہم نے اب ہاربر پل جانا تھا''۔اس نے بہانہ بنانا چاہ......وہ مزید بھی کچھ کہہ ہی رہی تھی کہ کیف عالم کی نظر ان دونوں پر پڑ گئی۔

بے یقینی،تحیر اس کے چہرے سے عیاں ہوا..مگر جو نہیں دکھا...وہ تھا اس کا دل.....جو اس وقت بند ہونے کو تھا....اس کا روم،روم سلگ اٹھا تھا......

وہ عرش کو اس کی جانب بڑھتا دیکھ اپنے ساتھ موجود گوروں سے ایکسکیوز کرتا انہی کی طرف بڑھنے لگا تھا.....مگر وہ عرش کے لیے نہیں ماہم قریشی کے لیے بڑھ رہا تھا۔

سلام دعا کے بعد اور کچھ رسمی حال احوال کے بعد عرش نے کیف سے سوال کیا۔

''تم یہاں سڈنی میں کیسے؟؟''۔

''میں تو یہاں دو تین ماہ سے ہوں...جاب کر رہا ہوں....''اب ایک نظر ماہم پر ڈالی''تم نے بتایا نہیں اپنے ہزبینڈ کو کہ میں سڈنی میں ہوں

"۔

ماہم کا خون کھولا.....اسے بھی کہاں پتہ تھا کہ کیف عالم سڈنی میں ہے....اگر پتہ ہوتا تو وہ سڈنی تو کیا آسٹریلیا بھی نہ آتی۔

"بلکہ ہاں تمہیں بھی کہاں پتہ ہوگا..تم تو شادی کے بعد غائب ہی ہوگئی؟؟؟"۔وہ خود سے ہی کچھ جتاتا ہوا بول پڑا۔

ماہم قریشی اندر ہی اندر سلگنے لگی....اب عرش کو کہے بھی تو کیا۔

"آہ نائس....ویسے تم نے پوچھا نہیں کہ ہم یہاں کیسے؟؟؟"۔عرش نے حیرانی سے کہا۔

"نیولی ویڈ کپلز تو کہیں بھی پہنچ جاتے ہیں....اس میں پوچھنا کیسا"؟؟۔کیف عالم نے سنجیدگی سے جواب دیا تھا مگر نیولی ویڈ کپلز کہنے میں اس کا کتنا خون خشک ہوا تھا یہ تو بس وہی جانتا تھا۔

"ویسے تم دونوں چاہو تو میں تم دونوں کو سڈنی کی بہترین لوکیشنز دکھا سکتا ہوں"۔کیف عالم نے اب اچھا میزبان بننا چاہ تھا..مگر صرف ماہم قریشی کے قریب رہنے کی خاطر۔

عرش تو یقیناً ہامی بھرنے والا تھا...بھلا اسے کیا اعتراض ہوتا کیف عالم کی کمپنی سے مگر ماہم یک دم ہی بول اٹھی تھی۔

"نو تھینکس...وہ کیا ہے نا نیولی ویڈ کپلز اکیلے ہی گھومتے پھرتے اچھے لگتے ہیں....کسی تیسرے کی گنجائش نہیں ہوتی"۔

عرش اس کی اس روڈنیس پر حیران ہوا تھا....اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا اس کے سیل پر فرحت کی کال آنے لگی تھی۔

"ایکسکیوز می...ماما کی کال آرہی ہے"۔وہ کہہ کر کال اٹینڈ کرتا ان سے دور چلتا گیا۔

ماہم بھی اس کی تقلید میں بڑھنے لگی تھی۔

"رکو ماہم...مجھے کچھ کہنا ہے"۔

"مگر مجھے کچھ نہیں سننا"۔وہ رکے بغیر بڑھنے لگی تھی مگر کیف کے اگلے جملے نے اس کے قدم روک لیے تھے.....وہ کچھ پل کے لیے پتھرا گئی تھی۔

"شادی کرلو مجھ سے....طلاق لے لو عرش سے"۔اس نے بڑی رسانیت سے کہا تھا جیسے یہ تو کوئی مسئلہ ہی نہیں تھا۔

"کیا کہا تم نے؟؟؟"۔اس نے پہلی دفعہ کیف کو"آپ" کے بجائے"تم" کہہ کر مخاطب کیا تھا....."آپ" سے"تم" تک کا سفر خاصا طویل تھا۔

"ہاں ماہم...طلاق لے لو...میں یہاں سیٹل ہوگیا ہوں....ہم یہاں بہت خوش رہیں گے...."۔تو وہ اسے اب خوشیوں کا لالچ دے رہا تھا۔

"بکواس بند کرو کیف عالم"۔وہ ابل پڑی تھی.....چہرہ سرخ ہوچکا تھا۔

"میں نے تمہیں اتنی مشکلوں سے پا کر اپنی کم عقلی سے گنوا دیا ماہی.....میں چچا کی اصلیت جان گیا ہوں...سارا قصور ان کا تھا....ان کی عجیب وغریب باتیں ہی شاید میرا دماغ خراب کر دیتی تھیں..."۔اس نے کچھ قریب ہو کر کہا تھا...ماہم نے اسے غصیلی نظروں سے گھورا اور جتنا وہ

قریب آیا تھا اس سے دو گنا پیچھے کو ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں کیف عالم.... میرا اپنا سکہ کھوٹا تھا"۔

"میں اب کبھی تمہیں تنگ نہیں کروں گا... کبھی کوئی جھگڑا نہیں کروں گا.... تمہیں یہاں لے آؤں گا... یہاں تم اپنی مرضی سے زندگی گزارنا .. میں ایک لفظ بھی نہیں کہوں گا"۔ مزید لالچ دیا گیا تھا۔

"مگر میں ابھی بھی اپنی مرضی سے ہی زندگی گزار رہی ہوں"۔ وہ کبھی بھی اس سے بحث میں نہ پڑتی ...نہ ہی اس سے کوئی بات کرتی اگر کیف اسے دھڑلے سے پروپوز نہ کر دیتا... وہ اب صرف حیرت کی وجہ سے رکی ہوئی تھی.... کیا کیف عالم اسے یہ سمجھتا ہے؟؟؟ اسے گھن آنے لگی تھی ..... وہ حقارت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"گزار رہی ہو گی..... مگر تم عرش سے محبت نہیں کرتی... میں یقین سے کہہ سکتا ہوں.... اور ایسے رشتے کا کیا فائدہ جس میں محبت ہی نہ ہو"۔ اس نے محبت کا ویک پوائنٹ پکڑا تھا۔

"جس طرح ہم عورتوں کے لیے محبت سے زیادہ عزت اہمیت رکھتی ہے ..... اسی ہی طرح مردوں کے لیے محبت سے زیادہ وفاداری اہمیت رکھتی ہے... محبت بھلے نہ سہی مگر میں عرش کو وفاداری تو دے ہی سکتی ہوں"۔ وہ اب سینے پر بازو لپیٹے اسے حقارت سے دیکھ رہی تھی.... اس نے یہ سوچ بھی کیسے لیا کہ وہ عرش کو دھوکا دے گی.... وہ اس کی یہ غلط فہمی بلکہ خوش فہمی ابھی ابھی دور کر رہی دے گی۔

"دیکھو ماہم.... ایک آخری بار مجھے معاف کر دو..... میں نے آج تک تمہیں جو جو بھی کہا.... اس سب کے لیے مجھے معاف کر دو..... میں وعدہ کرتا ہوں... بلکہ قسم کھاتا ہوں کہ آج کے بعد کبھی تمہیں چیپ نہیں کہوں گا..... میں اب تمہاری بہت عزت کرتا ہوں..... اور ہمیشہ تمہاری دل سے عزت کروں گا..... واپس آ جاؤ ماہم.... واپس آ جاؤ میری زندگی میں"۔ اب لہجہ التجائیہ تھا۔

ماہم تلخ سا مسکرائی۔

"تم کل بھی میری عزت نہیں کرتے تھے کیف عالم...... تم آج بھی میری عزت نہیں کرتے..... اگر کرتے تو کبھی مجھ سے یہ امید نہ لگاتے کہ میں عرش کو دھوکا دے کر تمہارے پاس آ جاؤں گی.... تم کل بھی مجھے چیپ سمجھتے تھے .. تم آج بھی مجھے چیپ ہی سمجھتے ہو... کل تمہیں لگتا تھا کہ میں تمہیں چھوڑ کر کسی کے ساتھ بھی سیٹ ہو جاؤں گی .... اور آج تمہیں لگتا ہے کہ عرش کو چھوڑ کر تمہارے ساتھ ...."۔ کہتے کہتے اس کا گلا رندھا..... اسے اپنی توہین محسوس ہوئی تھی..... کیا وہ اتنی گئی گزری تھی کہ....؟؟؟ اس شخص نے ہمیشہ اس کی توہین کی تھی اور آج بھی اس نے وہی کیا تھا۔

"بٹ تھینکس .... ایک دفعہ پھر مجھے یقین دہانی کروانے کے لیے کہ میرا فیصلہ درست تھا"۔ اس نے آنسوؤں کو بند لگاتے ہوئے کہا تھا ..... وہ شخص اس کا کچھ نہیں تھا کہ جس کی خاطر یا جس کی بات کی اتنی اہمیت ہو کہ ماہم قریشی آنسو بہائے..... اس کے آنسو کتنے قیمتی ہیں اس کا احساس بھی تو اسے عرش قریشی نے ہی کروایا تھا..... وہ اپنے آنسو کبھی بھی ایسی جگہ خرچ نہیں کرے گی۔

وہ اپنی بات کہہ کر رکی نہیں تھی... عرش جو کچھ فاصلے پر ہی تھا وہ اس کے پاس جا پہنچی تھی۔

کیف عالم اسے بس جاتا دیکھتا رہا تھا۔

ماہم نے عرش کے قریب جا کر اس کا بازو تھام لیا تھا۔

''اچھا ماما پھر بات ہو گی... بائے''۔ عرش نے ماہم کے پاس آنے پر مسکرا کر کال ڈسکنیٹ کر دی تھی۔

''وہ کیف...''۔عرش نے کچھ کہنا چاہ۔

''ششش...صرف آپ اور میں....ہم سات سمندر پارا کیلئے وقت بتانے آئے ہیں''۔ اس نے عرش کے کان میں سرگوشی کی۔

عرش اس کی بات پر مسکرا دیا تھا۔

کیف عالم وہیں اپنی جگہ ساکت ماہم قریشی کو عرش قریشی کے شانے پر سر رکھے جاتا ہوا دیکھ رہا تھا کہ آنکھوں میں آئی نمی سے منظر دھندلانے لگا تھا۔

(تم آج بھی میری عزت نہیں کرتے.....اگر کرتے تو کبھی بھی مجھ سے یہ امید نہ لگاتے کہ میں عرش کو دھوکا دے کر تمہارے پاس آ جاؤں گی)اس کے الفاظ کی گہرائی کیف عالم کے دل میں اترتی چلی گئی تھی۔

''تمہارا فیصلہ درست ہے ماہم قریشی''۔اس نے نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

اے دل سنو!!!

وہ ہم سے بچھڑ چکے ہیں

نئی دنیا میں کھو چکے ہیں

بھول چکے سوا لگ بات

نفرت ہم سے کر چکے ہیں

کبھی رفاقتوں کا موسم تھا

اب یہ ہجر زندگی بھر باقی ہے

مگر کاش وہ لوٹ آتے

میرے ہم نوا تھے جو

میرے ہم نوا تھے جو

❁ ❁

ختم شد